Л. Горовиц

STANDARD PUBLISHERS LTD.
Price
8 · 00
KARACHI-4

سوویت ادب کی لائبریری

М. ГОРЬКИЙ

ПЬЕСЫ

ИЗДАТЕЛЬСТВО ЛИТЕРАТУРЫ
НА ИНОСТРАННЫХ ЯЗЫКАХ
Москва

میکسیم گورکی
کے
ڈرامے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر
ماسکو

ترجمه : انور عظیم

فہرست

ڈھیتی دیواریں ۷

پاتال ۱۷۱

بنگلے والے ۳۰۱

بڈھا ۴۸۵

М. Горький

ڈھیتی دیواریں

کردار

واسیلی واسیلی‌وچ بیس‌سیمیونوف، ۵۸ برس کا خوش حال شخص جو مکانوں پر رنگ‌کاری کرتا ہے — اپنے گلڈ کا مکھیا ہے —

اکولینا ایوانوونا بیس‌سیمیونووا، بیوی، عمر ۵۲ برس —

پیوتر بیس‌سیمیونوف، بیٹا، عمر ۲۶ برس، یونیورسٹی سے نکالا ہوا طالب علم —

تاتیانا بیس‌سیمیونووا، بیٹی، عمر ۲۸ برس، اسکول کی استانی —

نیل، لے‌پالک لڑکا، عمر ۲۷ برس، انجن ڈرائور —

پرچی‌خین، دور کا رشتہ‌دار، چڑی‌مار، عمر ۵۰ برس —

پولیا، پرچی‌خین کی لڑکی، عمر ۲۱ برس، درزن، اوپر کا کام کاج کرتی ہے —

ایلینا نکولائی‌ونا کریوتسووا، جیل کے وارڈن کی بیوہ جو بیس‌سیمیونوف کے گھر رہتی ہے، عمر ۲۴ برس —

تیتی‌ریف، بھجن‌منڈلی کا گویا
ششکن، طالب علم
} بیس‌سیمیونوف کے گھر رہتے ہیں —

تسویتائے‌وا، عمر ۲۵ برس، اسکول کی استانی اور تاتیانا کی سہیلی —

استپانیدا، باورچن —

ایک ادھیڑ عورت —

ایک نو عمر لڑکا، رنگ ریز کا شاگرد —

ایک ڈاکٹر —

سارے واقعات ایک قصباتی شہر میں رونما ہوتے ہیں —

منظر

ایک خوش حال کاروباری کے گھر کا کمرہ — سیدھے ہاتھ کو اسٹیج پر ملحقہ کمرے کی دیواروں کا گوشہ نظر آ رہا ہے — اس کی وجہ سے اسٹیج کا پچھلا حصہ تنگ ہو گیا ہے — اس طرح اسٹیج کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ سا بن جاتا ہے — اس کمرے کو لکڑی کی محراب بڑے کمرے سے الگ کرتی ہے — اس محراب سے پردہ لٹک رہا ہے — پچھلی دیوار میں ایک دروازہ ہے جو سامنے گلیارے میں اور گھر کے دوسرے حصے میں کھلتا ہے جہاں باورچی خانہ اور کرایہ داروں کے کمرے ہیں — اس دروازے کے بائیں طرف برتنوں کی بڑی سی الماری ہے اور کونے میں ایک صندوق — دروازے کے دائیں طرف دیوار کے پاس دقیانوسی قسم کی گھڑی کھڑی ہے — شیشے سے چاند جتنا بڑا پنڈولم آہستہ آہستہ ڈولتا نظر آتا ہے — جب بالکل خاموشی چھا جاتی ہے تو اس کی بےجان ٹک ٹک سنائی دیتی ہے — بائیں دیوار پر دو دروازے ہیں —— ایک دروازہ بیس‌سیمیونوف اور اس کی بیوی کے کمرے کا ہے اور دوسرا اس کے بیٹے پیوتر کے کمرے کا — ان دروازوں کے درمیان سفید ٹائل کا چولھا ہے — چولھے کے سامنے ایک پرانا صوفہ ہے جس پر موم جامے کا غلاف پڑا ہوا ہے — کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑی سی میز رکھی ہے جس پر پورا خاندان کھانا کھاتا ہے اور چائے پیتا ہے — سیدھی سیدھی پشت‌والی سستی

پھستی کرسیاں نپی تلی دوری پر، دیوار کے ساتھہ ساتھہ آراستہ ھیں — بائیں طرف اسٹیج کے آگے بالکل کنارے پر شیشے کی الماری ھے جس میں خوبصورت ڈبے ھیں — اس میں ایسٹر کے انڈے، برونز کے دو شمع‌دان، چائے اور شوربے کے چمچے، چاندی کے پیالے اور چند جام رکھے ھوئے ھیں — چھوٹے کمرے میں ایک پیانو دیوار سے لگا رکھا ھے — پیانو کے پاس شلف پر موسیقی کا نسخہ رکھا ھوا ھے — پیانو کا رخ تماشائیوں کی طرف ھے — اس کمرے کے ایک کونے میں پھولوں کا گمہلہ رکھا ھوا ھے — سیدھے ھاتھہ کو دیوار میں دو کھڑکیاں ھیں اور ان کے تختوں پر پھولوں کے گمہلے رکھے ھوئے ھیں — کھڑکیوں کے نیچے ایک صوفہ ھے اور اسٹیج کے اگلے کنارے پر ایک چھوٹی سی میز —

پہلا ایکٹ

سہہ پہر — کوئی پانچ بجے کا وقت — کھڑکیوں سے خزاں کا جھٹپٹا جھانک رہا ہے—بڑے کمرے میں قریب قریب اندھیرا ہے — تاتیانا صوفے پر نیم‌دراز ایک کتاب پڑھہ رہی ہے — پولیا میز کے پاس بیٹھی سلائی کڑھائی کر رہی ہے —

تاتیانا (پڑھتے ہوئے) : ''چاند نکل آیا — دل مانتا نہ تھا کہ اتنا چھوٹا اور اداس چاند دھرتی پر اتنی کومل، اتنی روپہلی، اتنی نیلی نیلی سی روشنی برسا سکتا ہے،،... (کتاب گود میں گرا دیتی ہے) ایسے اندھیرے میں کوئی کیا خاک پڑھے —

پولیا : لیمپ جلا دوں؟

تاتیانا : چھوڑو بھی — پڑھتے پڑھتے جی اوب گیا —

پولیا : کتنا اچھا لکھتا ہے! کتنی سادگی ہے... سیدھے دل میں اتر جاتی ہیں اس کی باتیں! پڑھتے پڑھتے دل بھر آتا ہے... (رک جاتی ہے) میرا تو یہ جاننے کو دم نکلا پڑ رہا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے — کیا دونوں کا بیاہ ہو جائیگا؟

تاتیانا (دکھی ہو کر) : بھلا اس میں دھرا کیا ہے؟

پولیا : ایسے آدمی سے تو محبت کرے میری جوتی —

تاتیانا : کیوں بھلا؟

پولیا: اس سے بڑی اکتاہٹ ہوتی ہے، جب دیکھو بڑبڑا رہا ہے — اگر مگر کے سوا کچھہ جانتا ہی نہیں — مرد کو یہ تو جاننا چاہئے کہ آخر اس کے دل میں کیا ہے —

تاتیانا (دھیرے سے): کیا نیل جانتا ہے ؟

پولیا: بے شک وہ جانتا ہے —

تاتیانا: کیا چاہتا ہے وہ؟

پولیا: میں نہیں بتا سکتی... اور وہ بھی اس کی طرح سیدھے سادے ڈھنگ سے — لیکن میں ایک بات جانتی ہوں — دیکھنا وہ بد معاشوں اور لالچی لوگوں کا جینا دوبھر کر دیگا — وہ ان سے دلی نفرت کرتا ہے —

تاتیانا: کون بھلا ہے اور کون برا؟

پولیا: وہ تمہیں بتا سکتا ہے — (تاتیانا کچھہ نہیں بولتی اور پولیا کی طرف نہیں دیکھتی— پولیا مسکراتی ہوئی کتاب اسکی گود سے اٹھا لیتی ہے) بہت خوب لکھا ہے— کتنی من موہنی ہے... کتنی سیدھی سادی، کھری، ذرا اتراہٹ نہیں— جب میں کسی ایسی عورت کے بارے میں پڑھتی ہوں تو میں بھی اپنے آپ کو اچھا محسوس کرتی ہوں —

تاتیانا: پولیا تم بھی بڑی بھولی اور دلچسپ ہو— اس طرح کے قصوں کہانیوں سے تو مجھے چڑ ہے — ایسی کسی لڑکی کا وجود تھا نہ ہے — نہ ایسا گھر ہوتا ہے، نہ دریا، نہ چاند — یہ سب من گھڑت ہے — کتابوں میں کبھی بھی زندگی کی اصلی تصویر نہیں ہوتی... خود اپنی اور میری زندگی کو ہی لے لو!

پولیا: وہ دلچسپ چیزوں کے بارے میں لکھتے ہیں — ہمارے رہن سہن کے انداز میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟

تاتیانا (چڑکر، سنی ان سنی کرتے ہوئے): مجھے اکثر ایسا لگتا ہے کہ یہ کتابیں لکھنے والے مجھہ سے نفرت کرتے ہیں اور مجھہ

سے جھگڑا مول لینا چاہتے ہیں — جیسے کہہ رہے ہوں: ''میرے دماغ میں ہیرے موتی ہیں اور تمہارے دماغ میں بھس —''

پولیا: مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ سب ہی لکھنے والے بھلے اور دل کے نیک ہوتے ہیں — ہائے کسی ادیب کو ایک نظر دیکھنے کی خاطر میں کیا کچھہ نہیں کر سکتی —

تاتیانا (سوچتے ہوئے): یہ لکھنے والے کبھی بھی ان بری اور ناگوار چیزوں کی تصویر نہیں پیش کرتے جو مجھے نظر آتی ہیں — وہ ان چیزوں کو کچھہ کا کچھہ بنا دیتے ہیں... وہ ان کو بڑھا اور پھیلا دیتے ہیں —— وہ ان تصویروں میں غضب کا دکھہ درد بھر دیتے ہیں — اور رہیں اچھی باتیں سو وہ دل سے گھڑ لیتے ہیں — کوئی بھی اس طرح محبت نہیں کرتا جس طرح کتابوں میں دکھایا جاتا ہے — زندگی بھلا کاہیکو اداس اور دکھی ہونے لگی — زندگی تو بس چپ چاپ بہتی رہتی ہے، ایک ہی طرح سے بہتی رہتی ہے، گدلے دریا کی طرح — اس کو گھورتے گھورتے آنکھیں دکھنے لگتی ہیں اور دماغ اتنا بوجھل ہو جاتا ہے کہ آدمی اپنے آپ سے یہ پوچھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ آخر اس دریا کو کون سی طاقت بہنے پر مجبور رکھتی ہے —

پولیا (خیال میں کھوئی ہوئی): ہائے میرا کتنا جی چاہتا ہے کہ میں کسی ادیب کو دیکھہ سکتی — پورے وقت جب تم پڑھہ رہی تھیں میں سوچتی رہی —— کیسا ہوگا وہ؟ جوان؟ بوڑھا؟ سانولا؟

تاتیانا: کون؟

پولیا: اس کتاب کا لکھنے والا —

تاتیانا: وہ تو کب کا اللہ کو پیارا ہو چکا —

پولیا: ہائے، افسوس! کیا اس کو مرے ہوئے بہت دن ہو چکے؟ کیا وہ جوان مرا؟

تاتیانا : ادھیڑ تھا — پیتا تھا —

پولیا : بیچارا — (رکتے ہوئے) آخر سوجھہ بوجھہ والے لوگ کیوں پیتے ہیں؟ اب اپنے یہاں رہنے والے گویے کو لے لو... آدمی ہوشیار ہے اور پھر بھی پیتا ہے — سمجھہ میں نہیں آتا آخر کیوں؟

تاتیانا : کیوں کہ وہ ہر چیز سے اکتایا ہوا ہے —

پیوتر (نیند کا ماتا اپنے کمرے سے باہر آتا ہے) : لو یہاں تو قبر جیسا اندھیرا چھایا ہوا ہے — ارے وہاں کون بیٹھا ہے؟

پولیا : ہم — میں اور تاتیانا واسیلی‌ونا —

پیوتر : آخر تم چراغ کیوں نہیں جلاتیں؟

پولیا : ہم جھٹپٹے کا لطف اٹھا رہے ہیں —

پیوتر : بڑے میاں کے کمرے سے چراغ کے تیل کی بو آ آ کر میرے کمرے میں بستی رہتی ہے — شاید اسی وجہ سے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تارکول جیسے چپچپے دریا میں تیر رہا ہوں — تیرنا کیا تھا لانا تھا جوئے شیر کا — میرے تو ہاتھہ پاؤں پھول گئے... دور دور کناروں کا پتہ نہ تھا — طرح طرح کی چیزیں میرے پاس سے تیرتی ہوئی گزرتی رہیں لیکن جیسے ہی جھپٹ کر میں ان کو پکڑتا وہ ٹوٹ پھوٹ جاتیں — اتنی سڑی گلی جو تھیں — عجیب اوٹ پٹانگ خواب تھا! (سیٹی بجاتے ہوئے ٹہلتا ہے) چائے کا وقت ہو گیا، ہے نا؟

پولیا (لیمپ جلاتے ہوئے) : ابھی لائی چائے — (باہر نکل جاتی ہے)

پیوتر : نہ جانے کیوں شام ہوئی نہیں کہ ہمارے گھر میں الو بولنے لگا — عجیب ویرانی اور سناٹا چھا جاتا ہے — باوا آدم کے زمانے کی یہ ساری چیزیں پھولتی ہیں، پھیلتی ہیں اور بھاری بھاری نظر آتی ہیں اور ساری جگہ اس طرح گھیر لیتی ہیں کہ دم گھٹنے لگتا ہے — (برتنوں کی الماری پر گھونسہ مارتا ہے) اب اس لکڑی کے گھوڑے ہی کو لے لو... اٹھارہ برس ہو گئے اسی جگہ اور اسی طرح کھڑا ہے — اٹھارہ برس! لوگ کہتے ہیں زندگی بجلی کی رفتار

سے آگے بڑھتی ہے لیکن یہ الماری ہے کہ جب سے اس جگہ رکھی گئی ہے یہیں پڑی ہے -- کیا مجال جو بال برابر بھی ٹس سے مس ہوئی ہو— جب میں منا سا تھا تو اس سے اپنا سر پھوڑتا پھرتا تھا، بلکہ اب تک سر پھوڑتا رہتا ہوں — کیا الو کی دم فاختہ قسم کا فرنیچر ہے — یہ الماری نہیں ہے یہ تو باوا آدم کی نشانی ہے —

تاتیانا : پیوتر تم کتنی اکتا دینے والی باتیں کرتے ہو! تمہیں اپنی زندگی کے یہ ڈھنگ بدلنے چاہئیں —

پیوتر : کون سے ڈھنگ؟

تاتیانا : نہ کہیں آتے ہو نہ جاتے ہو— بس بہت ہوا تو منہ اٹھایا چل دئے اوپر ایلینا سے ملنے — تم ہر شام وہاں جا دھمکتے ہو اور اماں ابا ہیں کہ اس فکر سے گھلے جا رہے ہیں — (پیوتر جواب نہیں دیتا - سیٹی بجاتے ہوئے ادھر ادھر ٹہلتا رہتا ہے —) تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ان دنوں میں کتنا تھک جاتی ہوں! اسکول کے ہنگامے اور شور غل سے میں تھک کر چور ہو جاتی ہوں — البتہ گھر میں بڑا سکون اور اطمینان ہے — حالانکہ جب سے ایلینا یہاں آئی ہے کچھ زیادہ ہنگامہ ہونے لگا ہے — میں کتنی جلدی تھک جاتی ہوں — اور جاڑے کی چھٹیاں ابھی بہت دور ہیں، بہت دور... نومبر... دسمبر — (گھڑی چھہ بجاتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (اپنے کمرے کے دروازے میں سے جھانکتے ہوئے) : باتیں بنائے جاؤ، بک بک کئے جاؤ، میرا خیال ہے کہ تم نے وہ درخواست تو نہیں لکھی ہوگی اب تک —

پیوتر : جی میں نے لکھہ لی ہے —

بیس‌سیمیونوف : یقینی تم نے اس میں بڑا وقت لگایا ہوگا! چ چ چ! (غائب ہو جاتا ہے —)

تاتیانا : کیسی درخواست؟

پیوتر : سوداگر سیزوف کے شیڈ پر رنگ کیا تھا — اب سترہ روبل پچاس کوپک وصول کرنے ہیں — اس کے لئے اسے ذرا عدالت کی ہوا کھلانے کی ٹھانی ہے —

اکولینا ایوانوونا (دوسرے چراغ کے ساتھ اندر آتی ہے) : لو پھر رم جھم رم جھم ہونے لگی — (برتن کی الماری کے پاس جاتی ہے، چائے کے برتن وغیرہ نکالتی ہے اور میز پر رکھتی ہے) یہاں تو بڑی ٹھنڈ ہو رہی ہے — چولھا جل رہا ہے پر ٹھنڈ کی بلا سے — گھر پرانا ہے، جگہ جگہ دراڑیں پڑ گئی ہیں — لے خدا، یا خدا! بچو پھر تمہارا باپ چڑ چڑا ہو رہا ہے — کہتا ہے اس کی کمر دکھتی رہتی ہے — وہ بوڑھا ہو رہا ہے — اور ساری تدبیریں الٹی پڑ رہی ہیں... اتنی ساری فکریں، اتنا سارا خرچ!

تاتیانا (بھائی سے) : کیا تم رات ایلینا کے ہاں گئے تھے؟

پیوتر : ہاں —

تاتیانا : کیا خوب رونق تھی وہاں؟

پیوتر : وہی جو ہمیشہ ہوتا ہے — ہم نے چائے پی، گانے گائے، کچھ بحثا بحثی کی...

تاتیانا : کون کس کے خلاف تھا؟

پیوتر : نیل اور ششکن میرے خلاف تھے —

تاتیانا : ظاہر ہے —

پیوتر : ہمیشہ کی طرح نیل آ گیا جوش میں — اس سے تو میرا دل انتہائی الجھتا ہے — بڑا آیا سورما کہیں کا، زندگی کا پروانہ — بکواس! اس کی باتیں سنو تو معلوم ہوگا کہ ہمارا یہ آنی جانی جیون ایک قسم کا چچا سام ہے جو کسی آن بھی ہم پر دعاؤں اور برکتوں کی بارش کر دیگا — ششکن نے دودھ کے مفید اثر اور تمباکو کے برے اثرات پر گہر افشانی کی — اس نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں بورژوا خیالات کا آدمی ہوں —

تاتیانا : وہی مرغے کی ایک ٹانگ —

پیوتر : بالکل —

تاتیانا : کیا تم ایلینا کو بہت زیادہ چاہتے ہو؟

پیوتر : ہاں بری نہیں ہے —— خوش مزاج اور من موہنی عورت ہے —

اکولینا ایوانوونا : مجھ سے پوچھو — مجھے تو وہ بڑی اترائی ہوئی اور لاابالی سی لگتی ہے — وقت یونہی ضائع کرنے کے سوا اس کا اور کوئی کام ہی نہیں — ہر شام محفل گرم ہوتی ہے... چسکیاں لی جاتی ہیں، کچھ جبڑوں کی ورزش ہوتی ہے، کچھ راگ الاپے جاتے ہیں، کچھ کولہے مٹکائے جاتے ہیں — کہیں اچھا ہو کہ وہ باہر نکلے اور ایک واش اسٹینڈ خرید لائے —— کٹھوت میں منہ ہاتھ دھوتی ہے — اس طرح فرش پر پانی بہاتی رہی تو تختے گل سڑ کر برابر ہو جائینگے —

تاتیانا : رات میں کلب کی ایک محفل میں گئی تھی — وہاں سوموف موجود تھا — تم اس کو جانتے ہو — شہر کاؤنسل کا ممبر اور اسکول کا سرپرست ہے — اس نے برائے نام میری طرف سر جھکایا — ذرا سوچو — لیکن جج رومانوف کی داشتہ صاحبہ کمرے میں تشریف لائیں تو آپ بھاگے بھاگے ان کے پاس گئے، گھٹنوں کے بل جھکے اور ہاتھ کو بوسہ دیا — جی! جیسے بیگم صاحبہ کہیں کی رانی ہوں!

اکولینا ایوانوونا : نوج، غضب خدا کا، حد ہو گئی! چاہئے تو تھا نیک اور شریف لڑکی کا بازو ہاتھ میں لیتا اور سب کے سامنے شان سے اکڑ کے چلتا...

تاتیانا (بھائی سے) : حد ہو گئی! اس قسم کے لوگوں کی نظر میں اسکول کی استانی کی عزت پاؤڈر غازے سے تھپی ہوئی لبھانے رجھانے والی عورت سے کم ہوتی ہے!

پیوتر : ارے بھول جاؤ اسے، یہ تمہاری شان کے خلاف ہے — جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے، وہ بدچلن ضرور ہے، لیکن وہ پاؤڈر غازے کا ملمع نہیں چڑھاتی —

اکولینا ایوانوونا : تمہیں کیا معلوم؟ کیا تم نے اس کا گال چاٹ کر دیکھا ہے؟ خوب! تمہاری بہن کی ہتک ہو اور تم اس عورت کی طرفداری کرو جس کے کارن یہ سب ہوا —

پیوتر : اماں، چھوڑو بھی...

تاتیانا : اماں کے سامنے تو زبان کھولنا گناہ ہے — (گلیارے میں بھاری بھاری چاپ سنائی دیتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا : ہش! بس بس اپنی چپڑ چپڑ بند کرو! پیوتر اس طرح اکڑ کر ٹہلنے سے اچھا تو یہ ہوتا کہ تم جاتے اور سماور اندر لے آتے — استپانیدا بڑبڑاتی ہے کہ سماور بہت بھاری ہے — اس کے اٹھائے نہیں اٹھتا نگوڑا —

استپانیدا (سماور اندر لاتی ہے، میز کے پاس فرش پر رکھتی ہے، کمر سیدھی کرتی ہے اور ہانپتے ہوئے مالکن سے کہتی ہے) : برا لگے یا بھلا، میں ایک بار پھر کہے دیتی ہوں، یہ میرے بس کا روگ نہیں — کتنا بھاری ہے موا! ہاتھ رہ گئے!

اکولینا ایوانوونا : کیا چاہتی ہو صرف اس سماور کے لئے ہم ایک خاص آدمی رکھہ چھوڑیں؟

استپانیدا : تم جانو اور تمہارا کام — آخر وہ گویا سماور اٹھا کر اندر کیوں نہیں لاتا —— اس کی ہڈیاں پسلیاں تو ٹوٹ نہیں جائینگی — پیوتر واسیلی‌وچ، مہربانی کرو، ذرا اس کو اٹھا کر میز پر رکھہ دو — مجھہ سے نہیں اٹھنے کا موا —

پیوتر : لو، ہونہہ!

استپانیدا : مہربانی — (باہر چلی جاتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا : ہاں یہ اچھی سوجھی پیوتر — ذرا تم گویے سے کہنا — ہاں وہ سماور اندر پہنچا دیا کرے — یہ واقعی...

تاتیانا (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) : اوہ، خدا کے لئے، اماں!

پیوتر : اور لگے ہاتھوں میں یہ بھی کہہ دوں تو کیسا رہے : ذرا پانی لا دیا کرو، فرش دھو دیا کرو، چمنی صاف کر دیا کرو، کپڑے کھنگال دیا کرو؟

اکولینا ایوانوونا (ناپسندیدگی سے ہاتھہ جھٹکتے ہوئے) : بھلا اس طرح بپھرنے اور بکنے سے فائدہ؟ یہ سارے کام وقت سے ہوتے ہیں اور اس کی مدد کے بغیر — رہی سماور کی بات سو...

پیوتر : ہر شام تم یہ اہم سوال اٹھاتی ہو کہ سماور اٹھا کر کون اندر لائے — میری بات گرہ سے باندھہ لو، جب تک کہ ہر فن مولا قسم کا آدمی نہیں رکھا جاتا یہ گتھی نہیں سلجھنے کی!

اکولینا ایوانوونا : آخر ہمیں اور آدمی کی ضرورت کیا ہے! تمہارا باپ خود ہی گھر اور صحن کی دیکھہ بھال کر لیتا ہے —

پیوتر : میں کہتا ہوں یہی تو کنجوسی ہے — جب بینک میں اتنا سارا روپیہ ٹھسا ہوا ہو تو پیسہ پیسہ دانت سے پکڑنا کچھہ جچتا نہیں —

اکولینا ایوانوونا : ہش! زبان بند کرو! تمہارے باپ نے یہ بک بک سن لی تو بینک کے روپے کا مزا چکھا دیگا — یہ روپیہ تم نے سینت رکھا ہے بینک میں؟

پیوتر : سنو، اماں...

تاتیانا (اچھلتے ہوئے) : اف پیوتر، ختم بھی کرو یہ قصہ! میں ایک لمحہ بھی یہ سب نہیں سہہ سکتی!

پیوتر (اس کے پاس جاتے ہوئے) : افسوس — آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ اس قسم کی توتو میں میں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے —

اکولینا ایوانوونا : صدقے! تمہارے منہ سے تو پھول جھڑتے ہیں نا! گویا اپنی ماں سے بات کرنا بھی جرم ہو گیا!

پیوتر : وہی ایک بات روز، روز! اس سے تو آدمی بجھہ کے رہ جاتا ہے — محسوس ہوتا ہے جیسے آدمی گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے — جیسے دل و دماغ پر زنگ لگ گیا ہو —

اکولینا ایوانوونا (پکارتی ہے) : پیوتر کے ابا! آؤ اور چائے پیو!

پیوتر : جب میرا وقت ختم ہو جائیگا تو میں یونیورسٹی واپس چلا جاؤنگا — اور پہلے کی طرح میں کبھی بھی ایک ہفتے سے زیادہ کے لئے گھر نہیں آؤنگا — ماسکو کے تین برسوں میں بھول گیا تھا کہ گھر پر زندگی کیسی ہے، اس کے تمام بات بے بات کے ہنگاموں کو بھول گیا تھا — اکیلے رہنے میں، ہاں اپنے ماں باپ کے چھپر تلے نہ رہنے میں بڑا مزا ہے —

تاتیانا : ہائے میرا بھی نصیبہ کیسا ہے — میں کہیں بھی نہیں جا سکتی —

پیوتر : میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہاں سے چلی جاؤ اور تعلیم حاصل کرو —

تاتیانا : کیا کروں پڑھہ کر؟ مجھے زندگی چاہئے، زندگی —— سمجھے؟

اکولینا ایوانوونا (سماور پر سے چائےدان اتارتے ہوئے ہاتھہ جلا لیتی ہے) : اف! نگوڑے خدا سمجھے!

تاتیانا (اپنے بھائی سے) : واقعی میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ حقیقت میں زندگی کس طرح کاٹنی چاہئے — زندگی! کیا تم نہیں سمجھتے؟

پیوتر (اداسی کے ساتھہ) : یہ اتنا آسان نہیں — تمہیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے —

بیس‌سیمیونوف (اپنے کمرے سے باہر آتا ہے، بیٹے اور بیٹی کا

جائزہ لیتے ہوئے میز کے پاس بیٹھہ جاتا ہے) : تم نے اور لوگوں کو بلایا؟

اکولینا ایوانوونا : پیوتر، ان کو بلا لینا —

(پیوتر باہر جاتا ہے، تاتیانا میز کے پاس آتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف : ہونہہ! پھر وہی شکر کی ٹکیاں — کتنی بار میں نے تم سے کہا ہے..؟

تاتیانا : اس سے ابا بھلا فرق کیا پڑتا ہے؟

بیس‌سیمیونوف : میں تم سے بات نہیں کر رہا ہوں — میں تمہاری ماں سے کہہ رہا ہوں — میں جانتا ہوں تمہارے لئے تو کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا —

اکولینا ایوانوونا : ہم نے تو بس آدھہ سیر خریدی ہے ابا — مصری کی پوری ڈلی یونہی پڑی ہے — ہم نے اس کو ہاتھہ بھی نہیں لگایا — وقت ہی نہیں ملا — خفا نہ ہو —

بیس‌سیمیونوف : میں خفا نہیں ہو رہا ہوں — میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ شکر کی ٹکیاں بہت زیادہ بھاری ہوتی ہیں اور کافی میٹھی بھی نہیں ہوتیں — اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس میں کوئی بچت نہیں ہوتی — تمہیں چاہئے کہ ہمیشہ مصری کی ڈلی خریدو اور خود ہی اس کو توڑ کر دانہ دانہ بناؤ — اس کی گرد رہیگی سو کھانا پکانے میں کام آسکتی ہے — پھر مصری ہلکی اور میٹھی ہوتی ہے — (اپنی بیٹی سے) تم آخر ٹھنڈی سانس کیوں بھر رہی ہو، منہ کیوں بسور رہی ہو؟

تاتیانا : نہیں تو — کچھہ نہیں —

بیس‌سیمیونوف : کچھہ نہیں؟ تو پھر ٹھنڈی سانس بھرنے کی ضرورت نہیں — یا شاید تمہیں اپنے باپ کی باتوں سے دکھہ ہوا ہو؟ یہ میں محض اپنے لئے نہیں کہتا، یہ تو میں تمہارے بھلے کو کہتا ہوں، میرے بچو — میں اپنی زندگی کاٹ چکا — تمہاری زندگی

ابھی تمہاری راہ دیکھہ رہی ہے — جب میں تم پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ آخر اس دنیا میں تمہارا گزر کیسے ہوگا — تمہارا مقصد کیا ہے؟ تمہیں ہماری زندگی کا ڈھرا پسند نہیں — میں جانتا ہوں — بالکل صاف ہے یہ — لیکن تم نے کون سا نیا راستہ سوچا ہے؟ سوال یہ ہے —

تاتیانا: ابا! آپ نے یہی ایک بات کتنی بار کہی ہے؟

بیس‌سیمیونوف: اور میں یہ پھر کہونگا اور اس وقت تک بار بار کہتا رہونگا جب تک کہ جا کر قبر میں نہ سو جاؤں — کیونکہ میرے دل کو چین نہیں ہے —— اور اس کی جڑ تم ہی ہو — تمہیں پڑھا لکھا کر میں نے بڑی غلطی کی ہے — یہ رہا پیوتر یونیورسٹی سے نکالا ہوا اور تم —— یہ عمر ہونے کو آئی اور کنواری بیٹھی ہو —

تاتیانا: میں کام کرتی ہوں... میں...

بیس‌سیمیونوف: یہ میں سن چکا ہوں — لیکن یہ کام کس کام کا؟ تم جو پچیس روبل کما کر لاتی ہو، اس کی کسی کو ضرورت نہیں، تم کو بھی ضرورت نہیں — مزے میں بیاہ کرکے کسی کے گھر بیٹھہ جاؤ جس طرح شریف بہو بیٹیاں کرتی ہیں — میں دونگا تمہیں پچاس روبل ہر مہینے —

اکولینا ایوانوونا (بڑے میاں کی پوری گفتگو کے دوران میں گھبرائی گھبرائی ادھر ادھر چیزوں کو ٹٹولتی اور الٹ پلٹ کرتی پھرتی ہے — کبھی کبھی بیچ میں کچھہ نہ کچھہ کہنے کی کوشش کرتی رہتی ہے — آخرکار نرمی سے کہتی ہے): کیوں پیوتر کے ابا، پنیر کا کیک کھاؤگے؟ تھوڑا سا بچ گیا ہے —

بیس‌سیمیونوف (اس کی طرف مڑتا ہے، ایک لمحہ اس کو گھور کر دیکھتا ہے، پھر مکاری کے ساتھہ مسکراتا ہے): بہت اچھا — لے آؤ اپنا پنیر کا کیک، ہم ذرا چکھیں تو سہی — (اکولینا ایوانوونا جلدی سے الماری کی طرف لپکتی ہے اور بیس‌سیمیونوف اپنی بیٹی کی طرف مڑتا

ہے) دیکھتی ہو تمہاری ماں کس طرح مجھے الگ تھلگ رکھتی ہے؟ جس طرح بطخ پر پھڑپھڑا کر اپنے بچوں کو کتے سے بچاتی ہے — تمہاری ماں کانپتی رہتی ہے کہیں میری باتوں سے تمہارا دل نہ دکھہ جائے — اوہ، چڑی مار! اتنے دنوں بعد پھر آن دھمکا!

پرچی‌خین (دروازے سے نمودار ہوتا ہے — اس کے پیچھے پولیا کھڑی نظر آتی ہے): اس گھر کے بوڑھے مالک پر اللہ کی رحمت ہو، اس کی اچھی بیوی اور اس کے بھلے مانس بچوں پر اللہ کی رحمت ہو، ہمیشہ ہمیشہ اللہ ان کو خوش رکھے —

بیس‌سیمیونوف: اچھا تو پھر تم نے پی؟

پرچی‌خین: شراب میں اپنے دکھہ ڈبو رہا تھا —

بیس‌سیمیونوف: کیسے دکھہ؟

پرچی‌خین (بات کرتے ہوئے ہر شخص کی طرف کورنش بجا لاتا ہے): میں نے آج سنہری مینا بیچ دی — خوب گاتی تھی — میرے پاس تین برس سے تھی — آج بیچ دی — یہ بڑی نیچی حرکت تھی — اس لئے میں نے اپنا غم جام میں ڈبو دیا — برا ہوا — بیچاری چڑیا — میں اس کا عادی ہو گیا تھا — میں اس سے محبت کرتا تھا —

(پولیا مسکراتی ہے اور اپنے باپ کی طرف سر ہلاتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف: تو پھر بیچی کیوں؟

پرچی‌خین (میز کے گرد چکر لگاتے ہوئے کرسیوں کا سہارا لے لے کر چلتا ہے): دام اچھے مل گئے اس کے —

اکولینا ایوانوونا: بھلا پیسہ تمہارے لئے ہے کیا؟ ہاتھہ کا میل! بس یونہی پانی کی طرح اللے تللے بہا دیتے ہو —

پرچی‌خین (بیٹھتے ہوئے): سچ — پیسہ دانت سے نہیں پکڑ سکتا — یہ بالکل سچ ہے —

بیس‌سیمیونوف: تو پھر بیچنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی —

پرچی‌خین : ہاں ضرورت تو تھی — چڑیا اندھی ہونے لگی تھی — جلد ہی وہ اس دنیا سے کوچ کر جاتی —

بیس‌سیمیونوف (چہکتے ہوئے) : اچھا تو تم اتنے بدھو نہیں ہو جتنے دکھتے ہو —

پرچی‌خین : کیا تم سمجھتے ہو میری چالاکی نے مجھہ سے یہ کروایا ہے؟ ارے، نہیں —— یہ تو میری طبعیت کی خباثت ہے —

(پیوتر اور تیتی‌ریف داخل ہوتے ہیں —)

تاتیانا : نیل کہاں ہے؟

پیوتر : وہ اور ششکن ریہرسل میں گئے ہیں —

بیس‌سیمیونوف : یہ ڈرامہ ہوگا کہاں؟

پیوتر : شہسواری کے ہال میں، سپاہیوں کے لئے —

پرچی‌خین (تیتی‌ریف سے) : بھجن‌منڈلی کے گویے کی خدمت میں اداب — کیوں چلتے ہو چل کر چڑیاں پکڑیں؟ میں اور تم؟

تیتی‌ریف : چلو — کب؟

پرچی‌خین : چاہو تو کل چلیں —

تیتی‌ریف : نہیں، کل نہیں — مجھے ایک جنازے میں گانا ہے —

پرچی‌خین : تو پھر عبادت سے پہلے چلنا چاہئے —

تیتی‌ریف : مجھے منظور ہے — مجھے بلا لینا — اکولینا ایوانوونا، کچھہ کھانا وانا بچ رہا ہے یا نہیں، یہی کچھہ دلیا وغیرہ؟..

اکولینا ایوانوونا : ہاں بچا تو تھا — پولیا جاؤ لے آؤ —

(پولیا باہر جاتی ہے —)

تیتی‌ریف : شکریہ — جانتی ہو آج جنازے اور برات کی وجہ سے میرا کھانا مارا گیا —

اکولینا ایوانوونا : جانتی ہوں —

(پیوتر چائے کا گلاس لیتا ہے اور محرابی دروازے سے گزر کر چھوٹے کمرے میں چلا جاتا ہے — اس کے باپ کی چبھتی ہوئی اور تیتی‌ریف کی بپھری ہوئی آنکھیں اس کا تعاقب کرتی ہیں — ایک لمحے کو سب خاموشی سے کھاتے پیتے رہتے ہیں —)

بیس‌سیمیونوف : تیرینتی، اس مہینے تو تم خوب روپیہ بنا رہے ہونگے — کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کسی کا جنازہ نہ اٹھتا ہو —

تیتی‌ریف : ہاں برا نہیں ہے — قسمت کا ستارہ چمک اٹھا ہے —

بیس‌سیمیونوف : اور پھر شادیوں کا سیلاب بھی امڈ آیا ہے —

تیتی‌ریف : ہاں اس مہینے میں شادی کا بازار خوب گرم ہے —

بیس‌سیمیونوف : اب کے پیسہ ذرا بچاؤ اور خود بھی بیاہ کر لو —

تیتی‌ریف : نہیں — بس، رہنے بھی دو —

(تاتیانا بھائی کے پاس چلی جاتی ہے اور دونوں سرگوشی میں بات کرنے لگتے ہیں —)

پرچی‌خین : یہ ٹھیک ہے — شادی ہمارے جیسوں کے بس کا روگ نہیں — بھیا چلو ہم تو چل کر چڑیوں کا شکار کھیلیں —

تیتی‌ریف : ہاں چلو چلیں —

پرچی‌خین : میاں چڑیوں کا شکار شاندار چیز ہے! برف گرتی ہے اور زمین کو ایسٹر کے راہب کی طرح سجا دیتی ہے — ہر چیز پاک صاف اور چمک دمک رہی ہے — کوئی خاموشی سی خاموشی چھائی ہوئی ہے — اور ایسے میں اگر دھوپ چھائی ہوئی ہو تو پھر سونے پر سہاگا! خوشی سے دل بلیوں اچھل اچھل پڑتا ہے! خزاں کے جلائے ہوئے پتوں پر اب تک سونا دمک رہا ہے، ٹہنیوں پر برف کی چاندی منڈھ گئی ہے اور اچانک جادو کی اس حسین دنیا میں ایک آواز سنائی دیتی ہے —— شائیں! شائیں! —— دھلے ہوئے آسمان میں

چمکتی ہوئی لال چڑیوں کا ایک پورا جھنڈ اڑتا ہوا آتا ہے اور ٹہنیوں پر کوکنار کے پھولوں کی طرح بیٹھہ جاتا ہے، پھر —— چوں! چوں! چوں! پیاری پیاری ننھی منی چڑیاں! گول مٹول پھولی پھولی چڑیاں، ٹھاٹ سے جنرل اور سپہہ سالار کی طرح ادھر ادھر پھدکتی پھر رہی ہیں، چہکتی ہیں، چہچہاتی ہیں —— زندگی کا سب سے سہانا منظر! جی چاہتا ہے ہم خود چڑیا ہوتے اور ان کے ساتھہ برف پر پھدکتے، مٹکتے، چہچہاتے —— اوہ!

بیس‌سیمیونوف: یہ لال چڑیا بڑی بیوقوف ہوتی ہے —

پرچی‌خین: میں خود ہی بیوقوف ہوں —

تیتی‌ریف: تم نے تو ایک خوبصورت سماں باندھہ دیا —

اکولینا ایوانوونا (پرچی‌خین سے): تمہارا دماغ تو دو برس کے بالک جیسا ہے —

پرچی‌خین: میں تو چڑی ماری پر جان دیتا ہوں — گانے والی چڑیا سے بھی بڑھہ کر کوئی حسین چیز ہو سکتی ہے؟

بیس‌سیمیونوف: چڑیاں پکڑنا گناہ ہے، کیا تم اتنی سی بات نہیں جانتے؟

پرچی‌خین: جانتا ہوں مگر مجبور ہوں — یہی تو ایک ایسی چیز ہے جو میں چاؤ سے کرتا ہوں — یہی تو ایک چیز ہے جس کا گر آتا ہے مجھے — اور مجھے لگتا ہے کہ جو کام بھی چاؤ سے کیا جائے اچھا ہو جاتا ہے —

بیس‌سیمیونوف: کوئی کام بھی؟

پرچی‌خین: ہر کام —

بیس‌سیمیونوف: اور اگر تم دوسروں کا مال پار کرکے اپنی جیب میں ڈالنا شروع کردو تو؟

پرچی‌خین: یہ کام نہیں، چوری ہے —

بیس‌سیمیونوف: ہونہہ — شاید —

اکولینا ایوانوونا (جماھیاں لیتے ہوئے) : اوھو، ھو، ھو! تھک گئی — کیسی عجیب بات ھے، شامیں کتنی لمبی اور اکتاھٹ بھری ھوتی ھیں — تیرینتی، آخر تم اپنا چھتارا کیوں نہیں اٹھا لاتے — کچھہ گا کر ھمارا جی بہلاؤ نا —

تیتی‌ریف (نرمی سے) : محترمہ اکولینا ایوانوونا، تمہارے گھر میں کرایہ دار بنتے وقت تمہارا دل بہلانے کا فرض نہیں قبول کیا تھا میں نے —

اکولینا ایوانوونا (بات سر کے اوپر سے گزر جاتی ھے) : کیا کہا؟

تیتی‌ریف : بس جو کہا سو کہا —

بیس‌سیمیونوف (حیران اور پریشان) : تیرینتی، تمہاری بات بالکل میری سمجھہ میں نہیں آتی — میرے کہے کا برا نہ ماننا، تم ھو بالکل نکمے، نکھٹو، لیکن بڑے شریف زادے کی طرح لیتے ھو دون کی — یہ لچھن کہاں سے سیکھے تم نے؟

تیتی ریف (اطمینان سے) : میں تو اس دنیا میں آیا ھی یہ لچھن لے کر!

بیس‌سیمیونوف : آخر کس چیز پر ناز ھے تمہیں، بتاؤ تو سہی؟

اکولینا ایوانوونا : بس یونہی بن رہا ھے — ایسے آدمی کے پاس بھلا اکڑفوں دکھانے کو رکھا کیا ھے؟

تاتیانا : اماں!

اکولینا ایوانوونا (چونکتے ہوئے) : ایں؟ کیا؟

(تاتیانا ملامت کے انداز میں سر ھلاتی ھے —)

اکولینا ایوانوونا : کیا پھر میں نے کوئی ایسی ویسی بات کہہ دی جو مجھے نہیں کہنی چاھئے تھی؟ ھائے میں کرموں جلی! بہت اچھا، اگر ایسا ھی ھے تو لو میں اپنے ھونٹ سیئے لیتی ھوں!

بیس‌سیمیونوف (مجروح لہجے میں) : سمجھہ بوجھہ کر منہ کھولا

کرو پیوتر کی ماں — یہاں پر پڑھے لکھے لوگ ھیں — یہ تو ھر چیز اور ھر آدمی میں کیڑے نکالینگے — آخر اتنے پڑھے لکھے جو ٹھہرے — تم اور میں تو بس کھوسٹ اور بیوقوف ھیں —

اکولینا ایوانوونا (صلح جو انداز میں) : ارے کوئی بات نہیں — یہ تو سچ ھے کہ یہ لوگ بہت کچھہ جانتے ھیں —

پرچی‌خین : بھیا تم نے ٹھیک ھی کہا — تم نے تو کہا ھنسی ھنسی میں پر ھے یہ سچ ھی —

بیس‌سیمیونوف : میں نے کچھہ بھی ھنسی میں نہیں کہا —

پرچی‌خین : لیکن بڑے بوڑھے واقعی ھیں نرے بیوقوف —

بیس‌سیمیونوف : خاص طور پر تم —

پرچی‌خین : میرا کیا ھے — مجھہ سے پوچھو تو کہوں کہ اگر دنیا میں بوڑھے لوگ نہ ھوں تو بیوقوف کا نام نشان دنیا سے مٹ جائے — بوڑھا آدمی اس طرح سوچتا ھے جس طرح پرانا درخت جلتا ھے — آگ کم اور دھواں زیادہ —

تیتی‌ریف (مسکراتے ھوئے) : ٹھیک کہا تم نے!

(پولیا محبت سے اپنے باپ کو گھورتی ھے اور اس کے شانے سہلاتی ھے —)

بیس‌سیمیونوف (جھلا کر) : ھونہہ! ھاں اپنی من گھڑت کہانی ھانکے جاؤ —

(پیوتر اور تاتیانا بات چیت کرنا بند کر دیتے ھیں اور مسکراتے ھوئے پرچی‌خین کو دیکھتے ھیں —)

پرچی‌خین (جوش کے ساتھہ) : بوڑھے لوگ بڑے ھٹ دھرم ھیں — اور یہی ھے اصلی بات — بوڑھا آدمی جانتا ھے کہ وہ غلطی پر ھے، وہ جانتا ھے کہ وہ کچھہ بھی نہیں سمجھتا، پر وہ یہ ماننے

کا نہیں — وہ ضرورت سے زیادہ مغرور ہوتا ہے — وہ سوچتا ہے ''اتنا سرد گرم دیکھہ چکا ہوں، چالیس پتلونیں پہن پہن کر چیتھڑے چیتھڑے کر چکا ہوں — کیا یہ ممکن ہے کہ پھر بھی میں بالکل کورا کا کورا رہوں؟ اف نہیں!،، ایسی بات مانتے ہوئے دل بہت دکھتا ہے — اس لئے وہ برابر میز پر گھونسے برساتا اور چیختا چنگھاڑتا رہتا ہے ''میں بوڑھا ہوں — میں حق پر ہوں!،، مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا — وہ سٹھیا چکا ہے — جوانوں کی بات ہی اور ہے —— ان کے دماغ میں جولانی اور تیزی ہے —

بیس‌سیمیونوف (سختی سے) : جھوٹا، زمانے بھر کا جھوٹا! لیکن سنو، اگر ہم ایسے ہی نرے احمق ہیں تو کیا ہمیں عقل سکھائی جائے گی؟

پرچی‌خین : اوہ، نہیں! چٹان پر گولیاں چٹخانے سے فائدہ؟

بیس‌سیمیونوف : ٹھہرو، بیچ میں ٹپکو مت —— میں تم سے زیادہ بوڑھا ہوں — میں کہتا ہوں : آخر اپنے دماغ میں جولانی اور تیزی رکھنے والے لوگ ہم سے، اگلے وقتوں کے لوگوں سے دور کیوں بھاگتے ہیں؟ ادھر ادھر کونوں میں چھپتے پھرتے ہیں، ہمارا منہ چڑاتے ہیں اور ہم کو منہ بھی نہیں لگاتے؟ ذرا سوچو — اور میں بھی جاتا ہوں، سوچتا ہوں —— اکیلا سوچتا ہوں، کیونکہ میں اتنا بیوقوف جو ہوں، تمہاری صحبت کے قابل کہاں... (شور کے ساتھہ اپنی کرسی کو دھکیلتا ہے، اپنے کمرے میں جاتا ہے اور دروازے سے کہتا ہے) میں بڑا بیوقوف ہوں، میرے بچو —— تم ٹھہرے پڑھے لکھے، عالم فاضل...

(وقفہ)

پرچی‌خین (پیوتر اور تاتیانا سے) : آخر اپنے باپ کا دل دکھانے کی کیا ضرورت تھی؟

پولیا (مسکراتے ہوئے) : دل تو تم نے دکھایا، ابا —

پرچی‌خین: میں نے؟ میں نے تو کبھی مکھی تک کا دل نہیں دکھایا!

اکولینا ایوانوونا: اوہ خدایا، خدایا! آخر ہمیں ہو کیا گیا ہے؟ آخر تم نے بوڑھے آدمی کا دل کیوں دکھایا؟ تم سب اتنے سرپھرے اور تنک مزاج جو ہو — اور وہ ٹھہرا بوڑھا — اس کو بس چین اور اطمینان کی ضرورت ہے — تمہیں اس کی عزت کرنی چاہئے — آخر وہ تمہارا باپ ہے — میں جاتی ہوں، ذرا جا کر سمجھاؤں بجھاؤں — پولیا ذرا چائے کے برتن دھو دھا دینا —

تاتیانا (میز کے پاس جاتے ہوئے): آخر ابا ہم سے خفا کیوں ہوں؟

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے): چتر لڑکی، واقعی تجھے کتنا خیال ہے باپ کا جو برابر کتراتی رہتی ہے اس سے!

(پولیا برتن دھوتی ہے اور تیتی‌ریف کہنیاں میز پر رکھے جذباتی آنکھوں سے اسے گھورتا ہے — پرچی‌خین پیوتر کے پاس جاتا ہے اور چھوٹی سی میز کے پاس بیٹھ جاتا ہے — تاتیانا آہستہ آہستہ اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے —)

پولیا (تیتی‌ریف سے): آخر تم مجھے کیوں دیکھ رہے ہو... اس طرح؟

تیتی‌ریف: بس یونہی —

پرچی‌خین: پیوتر تم کس ادھیڑبن میں ہو؟

پیوتر: یہاں سے کس طرح نکل بھاگوں —

پرچی‌خین: ایک زمانے سے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا —— شہر کے نالے نالیوں کے انتظام کا مطلب کیا ہے؟

پیوتر: اس کی تمہیں کیا فکر بھلا؟ مجھے کیا پڑی ہے کہ

جھک جھک کرکے تمہیں سمجھاؤں — تمہیں سمجھانے میں بہت زیادہ وقت لگ جائیگا —

پرچی‌خین : اور کیا تم خود سمجھتے ہو؟

پیوتر : بے شک —

پرچی خین (اس کے چہرے کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے) : ہونہہ —

پولیا : میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ نیل کو اتنی دیر تک کس چیز نے روک رکھا ہے —

تیتی‌ریف : ہاں کیا تیز نگاہ پائی ہے تم نے!

پولیا : یہی بات تم کل کہہ چکے ہو —

تیتی‌ریف : اور کل بھی میں یہی بات کہونگا —

پولیا : کیوں؟

تیتی‌ریف : میں نہیں جانتا — شاید تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمہیں چاہتا ہوں؟

پولیا : خدا کی پناہ! میں کچھہ بھی نہیں سوچتی —

تیتی‌ریف : نہیں سوچتیں — یہ تو بہت بری بات ہے — سوچنے کی کوشش کرو —

پولیا : کاہے کے بارے میں؟

تیتی‌ریف : اوہ، کسی چیز کے بارے میں — اب یہی لے لو، اف میں کیوں زبردستی تمہارا سایہ بنا رہتا ہوں — اسی کے بارے میں سوچو اور مجھے جواب دو —

پولیا : تم بڑے عجیب ہو —

تیتی‌ریف : میں جانتا ہوں — تم نے یہ بات پہلے بھی کہی ہے — اس لئے ایک بار پھر میں تم سے کہتا ہوں — یہاں سے چلی جاؤ — تمہیں ہرگز اس گھر میں نہیں رہنا چاہئے — چلی جاؤ یہاں سے —

پیوتر: کیا یہ کوئی عشق کا منظر ہے؟ کیا اچھا نہ ہوگا کہ میں یہاں سے رفوچکر ہو جاؤں؟

تیتی‌ریف: پریشان نہ ہو — میں تمہیں جاندار چیزوں میں نہیں گنتا —

پیوتر: بات کچھہ بنی نہیں!

پولیا (تیتی‌ریف سے): کیسے اکھڑ ہو تم!

(تیتی‌ریف وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور بڑے غور سے پیوتر اور پرچی‌خین کی باتیں سننے لگتا ہے — تاتیانا اپنے کمرے سے شال میں لپٹی ہوئی نکلتی ہے اور پیانو کے پاس بیٹھہ جاتی ہے —)

تاتیانا (موسیقی کے نسخے کی ورق گردانی کرتے ہوئے): کیا نیل اب تک نہیں آیا؟

پولیا: نہیں —

پرچی‌خین: اس گھر میں کوئی خاص چہل پہل نہیں — ایک بات اور ہے جو میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا پیوتر — زیادہ دن نہیں ہوئے میں نے کسی اخبار میں پڑھا کہ انگریزوں نے کوئی اڑنے والا جہاز بنا لیا ہے — اگر اس میں بیٹھہ کر ایک بٹن دباؤ تو — لو ژوں! اور وہ چڑیا کی طرح اڑ کر بادلوں میں پہنچ جاتا ہے اور جانے لوگوں کو لے کر کہاں چلا جاتا ہے! لوگ کہتے ہیں نہ جانے کتنے انگریز اسی طرح کھوئے جا چکے ہیں — کیا یہ سچ ہے پیوتر؟

پیوتر: بکواس —

پرچی‌خین: لیکن یہ اخبار میں تھا —

پیوتر: مگر اخبار میں تو جانے کیسی کیسی بکواس چھپتی رہتی ہے —

پرچی‌خین : اچھا؟ واقعی؟

(تاتیانا ایک لطیف اور اداس دھن چھیڑتی ہے —)

پیوتر (جھلاتے ہوئے) : ہاں واقعی!

پرچی خین : گرم نہ ہو— میری سمجھہ میں نہیں آتا تم سب نوجوان لوگ میرے جیسے اگلے وقتوں کے لوگوں سے اتنا چڑتے کیوں ہو— تم ہم سے بات تک نہیں کرنا چاہتے— یہ کوئی بھلی بات نہیں!

پیوتر: تو پھر؟

پرچی‌خین : تو پھر یہ کہ جب تمہارے جیسے لوگ مجھہ سے اتنا اکتائے ہوئے ہوں تو مجھے اب یہاں سے چل دینا چاہئے— کیا تم جلد ہی گھر جا رہی ہو پولیا؟

پولیا : صفائی ستھرائی کا کام نبٹا لوں تو جاؤں— (کمرے سے چلی جاتی ہے— تیتی‌ریف کی نگاہیں اس کا پیچھا کرتی ہیں—)

پرچی‌خین : پیوتر کیا تم بھول گئے کہ میں اور تم کس طرح ایک ساتھہ مینا پکڑا کرتے تھے؟ ان دنوں تمہارے دل میں میرا آدر مان تھا—

پیوتر: اب بھی میں...

پرچی‌خین : میاں اب صاف ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہے—

پیوتر: ان دنوں میں ادرک والی روٹی اور مٹھائیوں پر جان دیتا تھا اور اب میں ان چیزوں سے اکتا گیا ہوں—

پرچی‌خین : سمجھا— ایہہ! تیرینتی، کیوں چلتے ہو، چلیں بیئر کا ایک ایک ڈونگا چڑھا لیں؟

تیتی‌ریف : کچھہ جی نہیں چاہتا—

پرچی‌خین : اچھا تو میں اکیلا ہی چل دیا— بھٹیار خانے میں بڑے مزے رہتے ہیں، سب مگن! وہاں کوئی شیخی نہیں بگھارتا—

تم لوگوں کے ساتھہ تو آدمی گھٹ کر مر جائے — اور یہ تمہارے لئے کوئی تعریف کی بات نہیں — تم کچھہ بھی نہیں کرتے — تم کچھہ بھی نہیں چاہتے — کیا خیال ہے، ایک دو ہاتھہ تاش ہو جائے تو کیسا رہے؟ ہم پورے چار ہیں یہاں — (تیتی‌ریف پرچی‌خین کو دیکھتا اور مسکراتا ہے) جی نہیں چاہتا؟ جیسی مرضی — اچھا تو خدا حافظ — (تیتی‌ریف کے پاس جاتے ہوئے جام چڑھانے کا اشارہ کرتا ہے) چلتے ہو؟

تیتی‌ریف: نہیں —

(پرچی‌خین بڑی مایوسی سے ہاتھہ جھٹکتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے — خاموشی — تاتیانا کی دھنیں بہت صاف سنائی دیتی ہیں — پیوتر صوفے پر لیٹا لیٹا سنتا ہے اور اسی دھن پر سیٹی بجاتا ہے — تیتی‌ریف اٹھتا اور ٹہلتا ہے — گلیارے سے بالٹی یا سماور کی چمنی کے گرنے کی جھنکار سنائی دیتی ہے اور استپانیدا کی آواز آتی ہے: ''شیطان کہاں مرا چلا آ رہا ہے تو؟'')

تاتیانا (پیانو بجاتے ہوئے): میں حیران ہوں کہ آخر نیل کیوں نہیں آ چکتا؟

پیوتر: کوئی نہیں آتا —

تاتیانا: کیا تم ایلینا کا انتظار کر رہے ہو؟

پیوتر: کسی کا بھی سہی —

تیتی‌ریف: کوئی بھی نہیں آئیگا، کوئی بھی نہیں —

تاتیانا: تم کوئی آج کے روگی ہو —

تیتی‌ریف: کوئی بھی نہیں آئیگا کیونکہ کسی کو دینے کو تمہارے پاس کچھہ بھی نہیں —

پیوتر: یہ ہے بڑے مہاتما تیرینتی کا فرمایا ہوا —

تیتی‌ریف(اصرار کے ساتھہ) : کیا کبھی تم نے سوچا ہے کہ وہ آدمی جس کا زمانہ لد چکا ہے، وہ مست چڑی مار زندہ ہے، اس کے جسم اور روح دونوں میں آگ ہے اور تم جو زندگی کے دروازے پر ابھی قدم ہی رکھہ رہے ہو ابھی سے ادھہ موے ہو چکے ہو؟

پیوتر: اور تم؟ اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

تاتیانا (پیانو سے اٹھتے ہوئے) : بس بس بند کرو! وہی ایک رٹ بار بار! تم پہلے بھی یہ قصہ سنا چکے ہو، ہے نا؟

پیوتر: تیرینتی مجھے تمہارا انداز پسند ہے — تم جو پارٹ ادا کرتے ہو وہ بھی مجھے پسند ہے — جج کا پارٹ — لیکن تم نے یہ رول کیوں چنا ہے؟ ہمیشہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مردوں پر فاتحہ پڑھہ رہے ہو، مغفرت کی دعا کر رہے ہو —

تیتی‌ریف : میرے جیسے لوگ مردوں پر فاتحہ نہیں پڑھتے، مغفرت کی دعا نہیں کرتے —

پیوتر: بات یہ نہیں ہے — میں جو کچھہ کہنا چاہتا تھا یہ ہے کہ تم ہمیں ناپسند کرتے ہو —

تیتی‌ریف : بہت زیادہ —

پیوتر: تمہاری صافگوئی قابل تعریف ہے — شکریہ —

(پولیا داخل ہوتی ہے —)

تیتی‌ریف : میاں، کھاؤ پیو، مست رہو —

پولیا : کیا کھاؤ پیو؟

تاتیانا : کڑوی کسیلی باتیں اور کیا —

تیتی‌ریف : نہیں، کھری اور صاف باتیں —

پولیا : میں تھیٹر جانا چاہتی ہوں — کیوں کوئی چلیگا میرے ساتھہ؟

تیتی‌ریف : میں چلونگا —

پیوتر: آج کیا ہو رہا ہے؟

پولیا: ''دوسری جوانی،، — تم نہیں چلوگی تاتیانا واسیلی‌ونا؟

تاتیانا: میں اب کے جاڑے میں تھیٹر نہیں جاؤنگی — اکتا چکی ہوں — میں جذباتی ناٹک برداشت نہیں کر سکتی — دن دن گولیاں، چیخم دھاڑ، ٹسوے اور سسکیاں — (تیتی‌ریف ایک انگلی سے پیانو بجاتا ہے اور اداس لے پھوٹتی ہے) یہ سب کچھہ بناوٹ اور جھوٹ ہے — زندگی لوگوں کو چنگل میں جکڑ لیتی ہے مگر نہ شور ہوتا ہے، نہ چیخیں ابھرتی ہیں، نہ آنسو بہتے ہیں — کچھہ پتہ بھی نہیں چلتا —

پیوتر (اداسی کے ساتھہ): یہ لوگ محبت کی اذیتوں کا ڈرامہ پیش کرتے ہیں لیکن کوئی بھی اس آدمی کے ڈرامے کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتا جو فرض اور خواہش کی چکیوں میں پس رہا ہے —

(تیتی‌ریف مسکراتے ہوئے پیانو سے بھاری سر نکالتا رہتا ہے —)

پولیا (گھبرا کر مسکراتے ہوئے): میں تو تھیٹر کی دیوانی ہوں — دون سیزر دی بازان کو ہی لے لو، وہ اسپینی امیر... اوہ وہ تو کمال ہے کمال! بس میں اسے ہیرو مانتی ہوں —

تیتی‌ریف: کیا میں ویسا ہی ہوں؟

پولیا: اوئی میرے اللہ! ذرا بھی نہیں، بالکل نہیں!

تیتی‌ریف (چہکتے ہوئے): افسوس!

تاتیانا: جب ایکٹروں کو اسٹیج پر عشق بگھارتے ہوئے دیکھتی ہوں تو مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے — زندگی میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا — کبھی بھی نہیں!

پولیا: اچھا میں چل دی — تم چل رہے ہو تیرینتی؟

تیتی‌ریف (پیانو بجانا بند کر دیتا ہے): اب نہیں... تم نے تو مجھے بتا دیا ہے کہ میں اس اسپینی امیر سے نہیں ملتا —

(پولیا ہنستی ہوئی نکل جاتی ہے —)

پیوتر (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے): اسپینی امیر میں اسے کون سے سرخاب کے پر نظر آتے ہیں؟

تیتی‌ریف: اسپینی امیر کے روپ میں اسے کھرا اور تیکھا انسان نظر آتا ہے —

تاتیانا: وہ اس کے بڑھیا کپڑے پسند کرتی ہے —

تیتی‌ریف: اور اس کی زندہ دلی بھی — بھلے مانس ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور بدمعاش شاید ہی کبھی —

پیوتر: تمہارے خیال کے مطابق تو اس دھرتی پر تم ہی سب سے بڑے بدمعاش ہو —

تیتی‌ریف (پھر مدھم مدھم سر بجاتے ہوئے): میں ایک شرابی ہوں اور بس — کیا تم جانتے ہو اپنے روس میں اتنے زیادہ شرابی کیوں ہیں؟ پینے سے جینا آسان ہو جاتا ہے — ہم شرابیوں پر جان دیتے ہیں — ہم اپچ اور ہمت والے سر پھروں سے نفرت کرتے ہیں، لیکن ہم شرابی سے محبت کرتے ہیں — اس لئے کہ حقیر اور بے قیمت چیز سے محبت کرنا آسان ہے، بڑی اور اچھی چیز سے محبت کرنا مشکل ہے —

پیوتر (ٹہلتے ہوئے): ''اپنا روس!،، کیسی عجیب گونج ہے اس میں! کیا روس واقعی ہمارا ہے؟ کیا یہ میرا ہے؟ کیا یہ تمہارا ہے؟ ''ہم،، ہیں کون؟ ''ہم،، ہیں کیا؟

تیتی‌ریف (گاتا ہے): ''ہیں ہم آزاد پرندے...،، *

---

* پوشکن کی نظم ''قیدی،، کا ایک مصرعہ —

تاتیانا : خدا کے لئے پیانو پر گھونسے مارنا بند کرو، تیرینتی! لگتا ہے جیسے کسی کے مرنے پر گرجا گھر کا گھنٹہ بج رہا ہو!

تیتی‌ریف (اسی طرح) : جیسا میرے من میں ہو رہا ہے ویسا ہی ساز بجا رہا ہوں —

(تاتیانا جھپٹ کر گلیارے میں چلی جاتی ہے —)

پیوتر (سوچتے ہوئے) : بند کرو — واقعی اس سے تو دماغ خراب ہونے لگتا ہے... ایسا لگتا ہے کہ جب کوئی فرانسیسی یا انگریز ''فرانس،، یا ''انگلستان،، کا نام لیتا ہے تو اس لفظ سے مراد ہوتی ہے، کوئی سچی چیز، کوئی ٹھوس چیز، کوئی ایسی چیز جو سمجھہ میں آتی ہے — لیکن جب کہتا ہوں ''روس،، تو میرے لئے اس کے کوئی معنی نہیں — میں اس کو کوئی صاف معنی نہیں دے سکتا — (رکتا ہے — تیتی‌ریف پیانو سے سر نکالتا رہتا ہے) بہت سے لفظ ہیں جو ہم محض عادت کی وجہ سے بولتے رہتے ہیں اور ان کے معنی کے بارے میں غور بھی نہیں کرتے... مثال کے طور پر ''زندگی،، ''میری زندگی،، — ان دو لفظوں میں کیا معنی چھپا ہوا ہے؟ (وہ خاموش ٹہلتا ہے — تیتی‌ریف دھیرے دھیرے پیانو بجاتا رہتا ہے اور کمرے کو سسکتے ہوئے ترنم سے بھرتا رہتا ہے — وہ ایک ایسی مسکراہٹ سے پیوتر کو دیکھتا ہے جو اس کے چہرے پر چپک کر رہ گئی ہے) خدا جانے کیا سر میں سمائی کہ میں طالب علموں کے اس اندولن میں بہہ گیا! میں گیا تھا یونیورسٹی میں پڑھنے اور میں یہی کر بھی رہا تھا... خدا کے لئے تم ہتوڑے برسانا بند کرو!.. مجھے بالکل خبر نہ تھی کہ کوئی حکومت مجھے رومن قانون پڑھنے سے روکے ہوئے ہے —ہاں بالکل سچ مجھے کچھہ معلوم نہ تھا — لیکن مجھے اتنا معلوم تھا کہ میرے ساتھی مجھہ پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور میں دب گیا — اور اس لئے میرے زندگی سے دو برس دودھہ

کی مکھی کی طرح نکال دئے گئے — اسے میں ظلم کہتا ہوں —— مجھہ پر ظلم ہوا ہے — کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ میں خواب دیکھہ رہا تھا کہ اپنی پڑھائی ختم کروں، وکیل بنوں، ایک ملازمت حاصل کروں، پڑھوں لکھوں، زندگی کا مطالعہ کروں... مختصر یہ کہ زندہ رہنے کے خواب دیکھہ رہا تھا —

تیتی‌ریف (طنزیہ انداز میں لقمہ دیتے ہوئے) : تاکہ ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہو، گرجا اور ریاست کی خاطر —— جو سماج کے خادم کے شایان شان ہے —

پیوتر: سماج؟ اس سے تو مجھے نفرت ہے! یہ فرد سے تو اپنا مطالبہ بڑھاتا رہتا ہے لیکن اس کو ڈھنگ سے بے روک ٹوک ابھرنے اور بڑھنے کا موقع نہیں دیتا — سماج، میرے بہت سے ساتھیوں کے روپ میں، میرے سامنے آیا اور چلایا: ''ہر انسان کو سب سے پہلے ایک شہری ہونا چاہئے!،، اچھا، میں نے شہری بننے کی کوشش کی، لعنت ہو ان پر! مجھے کوئی خواہش نہیں اور نہ مجھہ پر اس کی پابندی ہے کہ سماج کے سامنے اپنا سر جھکا دوں — میں ایک فرد ہوں اور فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ آزاد ہو — میں کہتا ہوں، اپنی یہ کمبخت گھونسہ بازی بند کرو —

تیتی‌ریف: میں تو سنگت کر رہا ہوں، حضور نواب صاحب... جس نے ایک ایماندار شہری بننے کی کوشش کی —— ہاں کتنی دیر کے لئے؟ آدھہ گھنٹے کے لئے ایں؟ (باہر گلیارے میں شور —)

پیوتر (جھنجھلا کر) : حد سے آگے نہ بڑھو!

(تیتی‌ریف للکارتی ہوئی نظر سے پیوتر کو دیکھتا ہے اور پیانو کی پتیاں دباتا رہتا ہے — نیل، ایلینا، ششکن، تسویتائےوا اور کچھہ پیچھے تاتیانا داخل ہوتے ہیں —)

ایلینا: آخر یہاں جنازے کا گھنٹہ کیوں بج رہا ہے؟ شام

بخیر، میرے دیو! شام بخیر وکیل صاحب —— بلکہ ہونے والے وکیل صاحب — جناب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

پیوتر (نک چڑھے پن سے): بکواس کر رہے ہیں —

تیتی‌ریف: میں اس شخص پر فاتحہ پڑھہ رہا ہوں جس کی زندگی کا چراغ وقت سے پہلے ہی بجھہ گیا —

نیل (تیتی‌ریف سے): کیا تم میرے لئے کچھہ کر سکتے ہو؟ (اس کے کان میں کچھہ کہتا ہے — تیتی‌ریف حامی بھرتے ہوئے سر ہلاتا ہے —)

تسویتائےوا: کیا لاجواب ریہرسل تھا، لاجواب ریہرسل!

ایلینا: وکیل صاحب! ذرا تم دیکھتے لفٹنٹ بیکوف نے آج کی رات کیسے کیسے ڈورے ڈالے ہیں مجھہ پر!

ششکن: بیکوف تو الو ہے!

پیوتر: آخر تمہیں یہ خیال کیسے ہوا کہ میں اس کی پروا کرتا ہوں کہ تم پر کون کون اور کیسے کیسے ڈورے ڈالتا پھرتا ہے؟

ایلینا: ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بھرے بیٹھے ہو اور میں بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ رہی ہوں —

تسویتائےوا: پیوتر واسیلی‌وچ کا پارہ تو ہمیشہ چڑھا رہتا ہے —

ششکن: وہ آدمی ہی ایسا ہے —

ایلینا: اور تم تانیا، کیا تم بھی اپنے اسی موڈ میں ہو؟ اداس جیسے پت جھڑ کی رات —

تاتیانا: ہاں —

ایلینا: اور ایک میں ہوں کہ آج مارے خوشی کے پھولی نہیں سماتی — آخر میں ہمیشہ اتنی خوش کیوں رہتی ہوں؟

نیل: میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا —— ہاں میں خود ہمیشہ خوش رہتا ہوں —

تسویتائےوا : میں بھی —

ششکن : میں ہمیشہ تو نہیں مگر...

تاتیانا : ہر وقت...

ایلینا : تانیا کیا یہ مذاق کرنے کی کوشش تھی؟ چلو یہ تمہارے حق میں اچھا ہے — اچھا اے میرے دیو، بتاؤ، میں آخر ہمیشہ خوش کیوں رہتی ہوں؟

تیتی‌ریف : اے من‌ترنگ، تیرا نام عورت ہے!

ایلینا : یہ کیا؟ اگلی بار جب تم عشق جتانے آؤگے تو میں تمہاری یہ بات یاد رکھونگی!

نیل : مجھے تو بھوک لگی ہے — میں کچھہ کھانا چاہتا ہوں — تھوڑی دیر میں مجھے کام پر جانا ہے —

تسویتائےوا : رات بھر کام کروگے؟ بیچارا!

نیل : دن اور رات —— چوبیس گھنٹے — میں ذرا باورچی خانے جاؤں اور استپانیدا کو سلام مار آؤں —

تاتیانا : میں اس سے کہے دیتی ہوں کہ تمہیں کھانا کھلا دے — (نیل کے ساتھہ چلی جاتی ہے —)

تیتی‌ریف (ایلینا سے) : میری جوان حسینہ، کیا مجھہ سے بھی امید کی جاتی ہے کہ تمہارے عشق میں گرفتار ہو جاؤں؟

ایلینا : ہاں تم سے بھی امید کی جاتی ہے بےشرم آدمی! ہاں، نکھٹو دیو! ہاں! ہاں!

تیتی‌ریف (ذرا پیچھے ہٹتے ہوئے) : تو میں کرونگا عشق! میرے لئے مشکل نہ ہوگا — کبھی میں بیک وقت دو جوان لڑکیوں اور ایک بیاہی عورت سے عشق لڑایا کرتا تھا —

ایلینا (اس کی طرف دھمکی کے انداز میں بڑھتے ہوئے) : اور پھر کیا گل کھلے؟

تیتی‌ریف : کچھہ بھی نہیں — سب اکارت گیا، افسوس!

ایلینا (سانس روک کر پیوتر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے): کیا ہوا تم دونوں کو؟

(تیتی‌ریف ہنستا ہے — دونوں آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں —)

ششکن (پیوتر سے): کیا تم دو تین دن کے لئے ایک روبل ادھار دے سکتے ہو؟ میرے جوتے جواب دے گئے —

پیوتر: لو اور سنو — پہلے ہی سے تم پر سات چڑھے ہوئے ہیں —

ششکن: میں بھولا نہیں ہوں —

تسویتائےوا: پیوتر واسیلی‌وچ! تم ہمارے ڈراموں میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟

پیوتر: میں پارٹ نہیں کر سکتا —

ششکن: تو تم سمجھتے ہو کہ ہم پارٹ کر سکتے ہیں؟

تسویتائےوا: تم کم از کم ریہرسل میں تو آؤ — سپاہی تو بس دل لوٹ لے جاتے ہیں — ان میں سے ایک کا نام ہے شرکوف — وہ اتنا بمبقول ہے کہ بیان نہیں کر سکتی — اتنا پیارا اور معصوم اور ہونٹوں پر ایسی لجائی شرمائی مسکراہٹ! پھر ایسا نرا احمق کہ بےتحاشا پیار آئے —

پیوتر (کنکھیوں سے ایلینا کو دیکھتے ہوئے): کسی احمق میں تمہیں کوئی دلچسپی کی بات نظر آئے — یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے —

ششکن: شرکوف ہی ایک نہیں ہے...

پیوتر: مانا — بھرے پڑے ہیں —

تسویتائےوا: تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ سمجھ میں نہیں آتا آخر تم ایسے کیوں ہو؟ کیا اسی کو کہتے ہیں شریفوں کی شان؟

تیتی‌ریف (اچانک زور سے بولتے ہوئے) : میں دوسروں پر ترس نہیں کھا سکتا —

ایلینا : ہش!

پیوتر: تم جانتی ہی ہو میں درمیانی طبقے کا آدمی ہوں —

ششکن : اس وجہ سے تو عام لوگوں کی طرف تمہارے رویے کو سمجھنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے —

تیتی‌ریف : کسی نے کبھی مجھ پر ترس نہیں کھایا —

ایلینا (مدھم آواز سے) : لیکن تمہیں برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاہئے —

تیتی‌ریف : میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں —

ایلینا : اتنے زور سے نہ بولو—

پیوتر (ایلینا اور تیتی‌ریف کی باتیں سنتے ہوئے) : آخر تم عام لوگوں کے لئے ہمدردی دکھانے کی کوشش کیوں کرو؟

تسویتائےوا : ہم بنتے نہیں — جو کچھ بھی ہمارے پاس ہوتا ہے ہم اس میں حصہ بٹا لیتے ہیں —

ششکن : نہیں ایسی بات بھی نہیں — بس ان کے ساتھ رہنے سے ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے — وہ سیدھے سادے کھرے لوگ ہیں — اور ان میں کوئی بات ہے جو بڑی بھرپور ہے... جیسے جنگل کی ہوا — ہمارے جیسے کتاب کے کیڑوں کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا بھرنے کی ضرورت ہوتی ہے —

پیوتر (اصرار اور دبی دبی جھنجلاہٹ کے ساتھ) : بس اتنی سی بات ہے کہ تم بیوقوفوں کی جنت میں رہنا چاہتے ہو— تم جو بھاگ بھاگ کر سپاہیوں کے پاس جاتے ہو—— ضرور کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں — میں کہتا ہوں کھری کھری برا نہ ماننا... یہ لغویت ہے — سپاہیوں کی دنیا میں تازہ ہوا... معاف کرنا یہ تو...

تسویتائےوا: لیکن صرف سپاہیوں میں کیوں — ہم ریلوے ڈپو میں بھی پروگرام دیتے ہیں —

پیوتر: ایک ہی بات ہے — میں تو یہ کہتا ہوں کہ اپنے چونچلوں اور ڈھکوسلوں کو کسی بڑے ''مقصد،، کا نام دے کر تم محض دھوکا دے رہے ہو اپنے آپ کو — تمہیں یقین ہے کہ تم فرد کو ابھارنے اور نکھارنے کے جتن کر رہے ہو — سیدھی سیدھی خود فریبی ہے یہ — کل کوئی افسر یا فورمین آئیگا اور تمہارے ''فرد،، کی کنپٹیوں پر ایسا ہاتھہ جمائیگا کہ دن تارے نظر آ جائینگے اور وہ سب کچھہ جو تم اس کی کھوپڑی میں ٹھونس رہے ہو یوں ہوا ہو جائیگا... ہاں اگر واقعی تم کھوپڑی میں کچھہ ٹھونس رہے ہو —

تسویتائےوا: تمہاری ایسی باتیں سن کر تو آدمی کا دل تھوڑا ہو جاتا ہے —

ششکن (منہ پھلاتے ہوئے): اور یہ باتیں مانی بھی نہیں جا سکتیں — میں تمہارے منہ سے ایسی باتیں پہلی بار نہیں سن رہا ہوں — اور ہر بار مجھے یہ باتیں زیادہ کھلتی ہیں — کسی دن میری تمہاری ڈٹ کر جھک جھک ہوگی پیوتر... ڈٹ کر اور دو ٹوک، بس!

پیوتر (طنزیہ انداز میں آواز کھینچ کر): بھئی ڈر گیا — لیکن میں تو اس جھک جھک کے انتظار میں مرا جا رہا ہوں —

ایلینا (زوز سے): آخر تم ایسے کیوں بتتے جا رہے ہو؟ (دوسروں سے) آخر وہ یہ کیوں چاہتا ہے کہ لوگ اسے درندہ سمجھیں؟

پیوتر: بس یونہی محض دکھاوا، بناوٹ اور کیا —

تسویتائےوا: ہاں بناوٹ، سچ مچ بناوٹ — ذرا تم دوسروں سے نرالے بننے کی کوشش کر رہے ہو — سارے مرد، عورتوں کے سامنے نرالے اور انوکھے دکھنے کی کوشش کرتے ہیں — کچھہ

تو ''آس نراس بھئی،، کی تصویر بننے کی کوشش کرتے ھیں اور کچھہ چنڈال بننے کی — لیکن ھیں نرے نکھٹو اور نکمے اور بس —

تیتی‌ریف: اسے کہتے ھیں گاگر میں ساگر — اچھا کہا —

تسویتائےوا: شاید تم اپنی تعریف سننا چاہ رہے ھو؟ نہیں لمبا انتظار کھینچنا پڑیگا — میں تمہیں خوب اچھی طرح جانتی ھوں —

تیتی‌ریف: یہ ایسی بات ھے جو میں بھی اپنے بارے میں نہیں کہہ سکتا — ھاں، اگر تم اتنا زیادہ جانتی ھو تو پھر تم یہ بھی جانتی ھونگی: آدمی کو برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاھئے؟ دوسرے لفظوں میں —— کیا تم سمجھتی ھو کہ نیکی اور بدی ایک ھی دام کے دو سکے ھیں؟

تسویتائےوا: ارے تم تو ھمیشہ باتوں کو توڑ مروڑ کر پہیلی بنا دیتے ھو!

ششکن: ٹھہرو، بات نہ کاٹو — یہ ایک دلچسپ سوال ھے — میں تو ھمیشہ تیتی‌ریف کی باتیں سننے کو تیار رھتا ھوں — ادھر تم نے اسے مہلت دی اور ادھر اس نے سچائی کی ایک کیل تمہارے سر میں ٹھونک دی — ھم میں سے زیادہ تر لوگوں کے دماغ میں معمولی باتیں چکر لگاتی رھتی ھیں... پرانے سکوں کی طرح بے رنگ اور گھسی پٹی باتیں —

پیوتر: تم بڑے دریا دل ھو — تم اپنی اچھائیوں کا سہرا دوسروں کے سر باندھہ دیتے ھو —

ششکن: آؤ، چھوڑو بھی — آخر ھم سچی بات کیوں نہ مان لیں؟ ھمیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ایمانداری سے کام لینا چاھئے — جہاں تک میرا سوال ھے، میں نے تو کبھی اپچ کی کوئی بات منہ سے نکالی ھی نہیں — اوہ! کتنا جی چاھتا ھے کہ میں کوئی انوکھی، کوئی نئی بات کہہ سکتا!

تیتی‌ریف: تم نے ابھی ابھی کیسی اچھوتی بات کہی ھے!

ششکن (تیزی سے) : وہ کون سی بات بھلا؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟

تیتی‌ریف : ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں — تم نے ابھی ابھی ایک انوکھی بات کہی ہے — لیکن میں نہیں بتاتا تم خود ہی بوجھو وہ کیا بات ہے —

ششکن : اماں، اتفاقیہ نکل گئی ہوگی منہ سے —

تیتی‌ریف : آدمی ارادے اور کوشش سے انوکھا نہیں بن سکتا — میں آزما چکا ہوں —

ایلینا : ذرا ہم سنیں تو سہی، آپ ہمارے لال بجھکڑ صاحب، ہاں آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بیچ —

ششکن : ہاں لگے ہاتھوں دو چار ہاتھ فلسفے کے ہو جائیں —

تیتی‌ریف (ایک خاص پوز اختیار کرتے ہوئے) : دو ٹانگوں‌والے بھلے مانس لوگو! تم جب کہتے ہو کہ برائی کا جواب بھلائی سے دینا چاہئے تو تم بڑی بھول کرتے ہو — برائی ایک ایسا گن ہے جو تم ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لاتے ہو — اس لئے اس کی اہمیت تھوڑی ہے — اچھائی ایک ایسی چیز ہے جو تم خود پیدا کرتے ہو اور اس کے لئے اتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے — دنیا میں اچھائی ہر چیز سے زیادہ کمیاب، مہنگی اور خوبصورت چیز ہے — اس لئے برائی کا بدلہ بھلائی سے ادا کرنے کا نہ کوئی مطلب ہے اور نہ فائدہ — اچھائی کا بدلہ صرف اچھائی سے ادا کرنا چاہئے — اور جتنا تمہیں ملے اس سے زیادہ کبھی نہ لوٹاؤ، ورنہ دوسروں کو سودخوری کی چاٹ پڑ جائیگی — آدمی بڑا چھچھورا ہوتا ہے — جہاں ایک بار اسے حق سے زیادہ ملا وہ زیادہ سے زیادہ مانگنے لگیگا — کسی کو اس کے حق سے کم بھی نہیں دینا چاہئے — تم جانو، آدمی اپنی چوٹ کبھی نہیں بھولتا! — اگر ایک بار تم نے اسے دھوکا دیا تو پھر وہ کہتا پھریگا کہ تم پھکڑ ہو — اس کے دل سے

تمہاری ساری عزت نکل جائیگی اور اگلی بار تمہیں پورا حق ہوگا کہ تمہارے ساتھہ بھلائی کی جائے مگر وہ تمہیں بھیک دے کر ٹال دیگا — بھائیو، بھلائی کا بدلہ بھلائی سے ادا کرنے میں چوکس اور کھرے رہو — کیونکہ دنیا میں پڑوسیوں کو بھیک دینے والے سے زیادہ قابل رحم اور گھناؤنا اور کوئی نہیں — لیکن جب تمہارے ساتھہ برائی کی جائے تو کئی گنا بڑھہ چڑھہ کر اس کا بدلہ ادا کرو — برائی کرنے والے پڑوسی کا بدلہ چکانے میں ڈٹ کر دریا دلی سے کام لو — جب تم کسی سے روٹی کا ایک ٹکڑا مانگو اور وہ تمہیں دے پتھر تو اس پر پوری چٹان دے مارو —

(تیتی‌ریف اپنی تقریر ہلکے پھلکے انداز میں شروع کرتا ہے لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا ہے اس کا لہجہ گمبھیر ہوتا جاتا ہے اور بڑے زور اور جوش کے ساتھہ اپنی تان توڑتا ہے — جب تقریر ختم ہوتی ہے تو وہ بھاری بھاری قدموں سے چلتا ہوا ہٹ جاتا ہے — کوئی بھی نہیں بولتا — ہر شخص کچھہ بےتکاپن سا محسوس کرتا ہے — ہر شخص کو اس کی باتوں کی سچائی اور وزن کا احساس ہے —)

ایلینا (نرمی سے) : لوگوں نے تم کو بہت ستایا ہوگا...

تیتی‌ریف (کھیسیں نکالتے ہوئے) : ہاں، لیکن مجھے امید ہے کہ ایک وقت آئیگا جب وہ میرے ہاتھوں ستائے جائینگے یا میری خاطر ستائے جائینگے -

نیل (پیالہ اور روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھہ میں لئے ہوئے داخل ہوتا ہے — بولتا جاتا ہے اور آنکھیں پیالے پر جمائے رہتا ہے کہیں چھلک نہ جائے — تاتیانا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے) : فلسفہ! فلسفہ! تمہیں فلسفہ بگھارنا، رائی کا پہاڑ بنانا خوب آتا ہے، تانیا —

پانی برس رہا ہو تو فلسفہ، انگلی کٹ جائے تو فلسفہ، چولھے سے دھواں اٹھہ رہا ہو تو فلسفہ — جب مکھی اور مچھر کے کاٹے پر فلسفے کی مٹی پلید ہوتے دیکھتا ہوں تو میں یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بعض لوگوں کو علم بڑا نقصان پہنچاتا ہے —

تاتیانا: تم بڑے کھرے ہو، نیل!

نیل (میز پر بیٹھہ کر کھانا کھاتے ہوئے): سچ؟ اکتا گئی ہو تو کچھہ کام شروع کر دو — کام کرنے والے آدمی کو اوبنے ڈوبنے کا وقت ہی نہیں ملتا — گھر پر رہنے سے اگر تم ناخوش ہو تو پھر جاؤ اور گاؤں میں رہو اور وہاں بچوں کو پڑھاؤ — یا ماسکو چلی جاؤ اور پڑھو —

ایلینا: ٹھیک کہتے ہو — ذرا اس کو بھی دو چار سنا دو!

(تیتی‌ریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے —)

نیل (کنکھیوں سے اس کو دیکھتے ہوئے): لو ایک اور نمونہ — نمبر دو ہیراقلیتس —

تیتی‌ریف: نمبر دو سویفٹ، اگر برا نا مانو —

نیل: نہیں یہ تو چھوٹا منہ اور بڑی بات والی بات ہوئی —

پیوتر: بہت چھوٹا منہ اور بہت بڑی بات —

تیتی‌ریف: افسوس — میں سویفٹ کہلانے کے لئے جان دے سکتا ہوں —

تسویتائےوا: تمہاری تمنا کوئی بڑی تمنا نہیں —

نیل (پیالے سے نظر اٹھائے بغیر): چلو غصہ تھوک دو — ہاں... وہ... ہاں کیا پولیا یہاں تھی؟.. کیا وہ کہیں چلی گئی، کہاں؟

تاتیانا: تھیٹر — کیوں؟

نیل: کچھہ نہیں یونہی پوچھہ رہا تھا —

تاتیانا: کیا اس سے تمہیں کوئی کام تھا؟

نیل : نہیں — یعنی اس وقت نہیں... ویسے عام طور پر... میں اسے چاہتا ہوں — خیر چھوڑو! میں کہہ کیا رہا ہوں؟

(تاتیانا کے سوا سبھی مسکراتے ہیں —)

تاتیانا (ہٹ دھرمی سے) : تم کو اس سے کیا کام ہے؟

(نیل سوال سے بے نیاز کھانا کھاتا رہتا ہے —)

ایلینا (تاتیانا سے تیزی کے ساتھ) : کیوں برا بھلا کہہ رہا تھا تمہیں؟ مجھے تو بتاؤ —

تسویتائےوا : اوہ ہاں! ہاں یہ بات دلچسپ ہوگی —

ششکن : مجھے اس کے خبر لینے کا انداز پسند ہے —

پیوتر : اور مجھے —— مجھے اس کے کھانے کا انداز پسند ہے —

نیل : ہاں میں جو بھی کرتا ہوں، بہت خوب کرتا ہوں —

ایلینا : ہاں تانیا بتاؤ —

تاتیانا : میں بتانا نہیں چاہتی —

تسویتائےوا : وہ کبھی بھی کچھ کرنا نہیں چاہتی —

تاتیانا : تم بھلا کیا جانو؟ شاید... مر جانا چاہتی ہوں، بری طرح چاہتی ہوں!

تسویتائےوا : اف! کتنی بھیانک بات ہے!

ایلینا : اررر! میں لوگوں کا موت کے بارے میں بات کرنا برداشت نہیں کر سکتی —

نیل : جب تک تم مرو نہیں موت کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہو؟

تیتی‌ریف : یہ ہے فلسفہ، اصلی فلسفہ —

ایلینا : چلو، میرے کمرے میں چلو — اب تک سماور کھول رہا ہوگا —

ششکن : واہ چائے سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی کچھ چرندم خورندم ہو تو سونے پر سہاگا، ایں؟

ایلینا : ضرور، ضرور —

ششکن (نیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) : اس کو دیکھ کر مجھے رشک آتا ہے — آخر ہوں نا پرانا پاپی —

نیل : اب رشک کرنے کو دھرا کیا ہے —— سب کچھ صاف کر دیا میں نے — میں بھی چل رہا ہوں — ابھی میرے پاس ایک آدھ گھنٹہ وقت ہے —

تاتیانا : کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ تم کام پر جانے سے پہلے ایک جھپکی لے لیتے؟

نیل : نہیں —

ایلینا : پیوتر واسیلی‌وچ! تم چل رہے ہو؟

پیوتر : اگر تم اجازت دو تو...

ایلینا : بڑی خوشی سے! آؤ اپنا بازو تو دو!

تسویتائےوا : جوڑے بنا لو! نیل واسیلی‌وچ تم میرے ساتھ آ جاؤ!

ششکن (تاتیانا سے) : اور تم میرے ساتھ!

تیتی‌ریف : کہتے ہیں سنسار میں عورتیں زیادہ ہیں اور مرد کم — میں اس دیس کے بہت سے شہروں میں رہا ہوں مگر ایک بار بھی ایسا نہ ہوا کہ ایک آدھ عورت میرے لئے بچ گئی ہو —

ایلینا (ہنستے ہوئے، دروازے کی طرف بڑھتی ہے اور گنگناتی ہے) : Allons, enfants de la patri... i... i... e!*

ششکن (پیوتر کو دھکیلتے ہوئے) : اماں چلتے پھرتے نظر آؤ، اے وطن کے سپوت!

---

* مارسیلیز کے ترانے کے پہلے بول —

(شور مچاتے ہوئے باہر جاتے ہیں، گاتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں — چند لمحے کو کمرہ خالی رہتا ہے — پھر بیس‌سیمیونوف کے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے اور اکولینا ایوانوونا باہر نکلتی ہے — جماہیاں لیتے ہوئے لیمپ بجھاتی ہے — کمرے سے بڑے میاں کی آواز آتی ہے — وہ ایک ہی آہنگ سے عبادت کر رہا ہے — اندھیرے میں اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بڑی بی کرسیوں سے ٹکرا جاتی ہیں —)

پردہ

دوسرا ایکٹ

وہی منظر

موسم خزاں کا ایک دن — بیس‌سیمیونوف میز پر بیٹھا ہوا ہے — تاتیانا خاموشی سے آہستہ آہستہ ٹہل رہی ہے — پیوتر دو کمروں کے درمیان دیوار کے پاس کھڑا کھڑکی سے باہر جھانک رہا ہے —

بیس‌سیمیونوف : گھنٹہ بھر ہو گیا میں تمہارے ساتھہ سر کھپا رہا ہوں، مگر تمہارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی — ایک میری طرف پیٹھہ کئے کھڑا ہے اور دوسری ہے کہ پنجرے میں بند مینا کی طرح مٹکتی پھر رہی ہے —

تاتیانا : لو بیٹھہ گئی... (بیٹھہ جاتی ہے —)

پیوتر (باپ کی طرف مڑتے ہوئے) : آپ کے جی میں کیا ہے، صاف صاف کہئے — آخر آپ ہم سے چاہتے کیا ہیں؟

بیس‌سیمیونوف : میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخر تم کیسے لوگ ہو — پیوتر، جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس ڈھب کے آدمی ہو —

پیوتر : ذرا ٹھہر جائے — وقت آنے دیجئے معلوم ہو جائیگا — آپ دیکھینگے اور آپ کی سمجھہ میں آ جائیگا — لیکن پہلے مجھے اپنی پڑھائی ختم کرنے دیجئے —

بیس‌سیمیونوف: ہونہہ، پڑھائی — جاؤ، جاؤ، پڑھو! لیکن تم پڑھتے کب ہو— تم تو سارا وقت چھیلا بننے میں، اوٹ پٹانگ بگھارنے میں گنوا دیتے ہو— تم نے بات بات پر نک چڑھاپن دکھانے کا گر خوب سیکھا ہے — لیکن عقل خاک نہیں — تمہیں یونیورسٹی سے نکال دیا گیا — تمہارا خیال ہے ناانصافی کی گئی؟ ہرگز نہیں — طالب علم، طالب علم ہے — اس کا کام یہ نہیں کہ بتاتا پھرے، یہ یوں ہو اور وہ یوں ہو— اگر ہر ایرا غیرا نتھو خیرا قانون بنانے لگا تو پھر ایسا گڑ بڑ گھٹالا ہوگا کہ سمجھدار اور بھلے مانس لوگوں کے لئے اس دنیا میں سر چھپانے کی جگہ نہ رہیگی — پہلے تمہارا کام پڑھنا ہے اور جب تم اپنے کام میں یکتا ہو جاؤ تو پھر تمہارا وقت آئیگا کہ چیزوں کے خلاف انگلی اٹھاؤ— جب تک وہ وقت نہ آئے ہر شخص کو حق ہے کہ وہ تمہاری نکتہ چینی پر قہقہے لگائے — میں یہ سب اس لئے نہیں کہتا کہ میں کیڑے نکالنا چاہتا ہوں — یہ سب میں دل کی گہرائی سے کہتا ہوں — کیونکہ تم میرا گوشت پوست ہو، میرا خون ہو— میں یہ سب نیل سے نہیں کہونگا — منہ بولا بیٹا سہی لیکن خدا جانتا ہے اس کے ساتھہ بھی میں نے کتنا سر کھپایا ہے — مگر اس کی رگوں میں تو دوسرا خون دوڑ رہا ہے — وہ میرے کینڈے کا نہیں — جتنا بڑا ہوتا جاتا ہے، مجھہ سے الگ ہوتا جاتا ہے — میں دیکھتا ہوں —— وہ ڈھلا ڈھلایا بدمعاش ہوگا... ایکٹر یا اسی قسم کا کوئی جانور— کون جانے سوشلسٹ ہو جائیگا — ہو تو ہو مری بلا سے — جیسا کریگا ویسا بھریگا —

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے جھانکتے ہوئے، بڑی سہمی ہوئی اور التجا بھری آواز میں): کیوں جی، کھانا نہیں کھاؤ گے؟

بیس سیمیونوف (سختی سے): نکل جاؤ یہاں سے! تم دوسروں کے پھٹے میں کیوں پاؤں ڈالتی ہو— (اکولینا ایوانوونا دروازہ بند

کر دیتی ہے — تاتیانا ملامت بھری نظر سے باپ کو دیکھتی ہے، اٹھتی ہے اور پھر ٹہلنے لگتی ہے) دیکھا تم نے؟ تمہاری ماں کو ایک پل چین نہیں پڑتا... ہر وقت سایہ کئے رہتی ہے — ہولتی رہتی ہے کہیں میں تمہارا دل نہ دکھا دوں —میں کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا — لیکن تم نے میرا دل دکھایا ہے اور بڑا گہرا گھاؤ لگایا ہے — میں خود اپنے گھر میں پنجوں کے بل چلتا ہوں جیسے فرش پر کانچ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہوں — میرے پرانے دوستوں نے میرے گھر آنا بند کر دیا ہے — وہ کہتے ہیں ''تمہارے بچوں کی تعلیم ہی کچھ ایسی ہوئی ہے —— ہم ڈرتے ہیں، وہ ہمارے جیسے سیدھے سادے لوگوں پر ہنسینگے —،، تم ان لوگوں پر نجانے کتنی بار ہنس چکے ہو اور مجھ پر مارے شرم کے کتنی بار گھڑوں پانی پڑ چکا ہے — میرے تمام دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے — گھر میں پڑھے لکھے بال بچے نہ ہوئے طاعون ہوا — تم اپنے باپ کی طرف ذرا دھیان نہیں دیتے، ایک بھلی بات، دل رکھنے والی بات نہیں کرتے، سر میں کیا سمائی ہے کیا مجال جو بتا دو — میں تم لوگوں کے لئے اجنبی ہوں، غیر ہوں — پھر بھی میں تم لوگوں کو چاہتا ہوں —— ہاں تم سے محبت کرتا ہوں! سمجھتے ہو اس کا مطلب کیا ہے —— کسی سے محبت کرنے کا مطلب؟ یونیورسٹی سے نکالے گئے تم اور کڑھتا میں ہوں — تاتیانا بےوجہ گھلتی چلی جا رہی ہے —— یہ عمر ہونے کو آئی اور کنواری بیٹھی ہے — اور اس چیز سے خون میرا کھولتا ہے — میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں سے کیا کہوں — دوسری لڑکیاں بیاہ رچا کر مزے میں میاں کے گھر جا بیٹھتی ہیں، کیا میری تاتیانا کسی سے ہیٹی ہے؟ پیوتر میں تمہیں ایک انسان دیکھنا چاہتا ہوں —— طالب علم نہیں، انسان — ذرا فلپ نزاروف کے بیٹے کو دیکھو —— اس نے پڑھائی ختم کی، ایک ایسی لڑکی سے شادی کی جو اپنے ساتھ ڈھیر سا جہیز لائی، سالانہ

دو ہزار روبل کماتا ہے اور جلد ہی شہر کی کاؤنسل کا ممبر بننے والا ہے —

پیوتر: وقت آنے دیجئے، میری بھی شادی ہو جائیگی —

بیس‌سیمیونوف: اوہ، مجھے اس میں شبہ کب ہے! تم تو اس تاک میں ہو کہ کل ہی بیاہ رچا لو، لیکن سوال یہ ہے کہ کس سے؟ کسی بیوہ سے، کسی چھنال سے...

پیوتر (بھڑکتے ہوئے): آپ کو اسے اس نام سے پکارنے کا کوئی حق نہیں!

بیس سیمیونوف: کیا کہنے کا حق نہیں —— بیوہ؟ یا چھنال؟

تاتیانا: ابا! خدا کے لئے، اوہ خدا کے لئے! پیوتر یا تو کمرے سے نکل جاؤ یا چپ رہو — میں چپ ہوں تو تم کیوں چپ نہیں رہ سکتے؟ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا — ابا جب آپ کی بات سنتی ہوں تو لگتا ہے کہ آپ ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں — بے شک، آپ ٹھیک کہتے ہیں — مجھے ذرا شبہ نہیں — لیکن جو بات آپ کے لئے ٹھیک ہے، ہمارے لئے ٹھیک نہیں... میرے اور پیوتر کے لئے — کیا آپ اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے؟ ہم اپنی نظر سے چیزوں کو دیکھتے ہیں... رکئے ابا، بگڑئے مت — ہم اور آپ دونوں ٹھیک راستے پر ہیں —

بیس سیمیونوف (اچھلتے ہوئے): یہ جھوٹ ہے! ہم میں سے ایک ہی ٹھیک راستے پر ہو سکتا ہے — میں ٹھیک راستے پر ہوں! تم ٹھیک راستے پر کیسے ہو سکتے ہو؟ کس طرح، بتاؤ، ثابت کرو!

پیوتر: ابا لال پیلے ہونے کی ضرورت نہیں — میں بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن آپ جس نظر سے چیزوں کو دیکھتے ہیں وہ نظر ہمارے لئے بہت تنگ ہے، ہمیں اس میں گھٹن محسوس ہوتی ہے — ہم بڑھ کر اس دائرے سے نکل گئے ہیں — جس طرح ہم بڑھے تو ہمارے پرانے کپڑے چھوٹے ہو

گئے، بالکل اسی طرح — اس میں ہمیں گھٹن ہوتی ہے، یہ ایک پھندا ہے — ہم اس میں الجھ کر گر جاتے ہیں — زندگی کو آپ جس نظر سے دیکھتے ہیں اس سے ہمارا بھلا نہیں ہو سکتا —

بیس سیمیونوف: بھلا نہیں ہو سکتا، ہے نا؟ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟ اوہ، ہاں ... تم پڑھے لکھے ہو اور میں؟ میں نرا گنوار ہوں! تم...

تاتیانا: یہ بات نہیں ابا...

بیس سیمیونوف: یہی بات ہے! یہی بات ہے اور بس — تمہارے دوست تم سے ملنے آتے ہیں... اور گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں... راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے — (پیوتر سے) اور تم میری آنکھوں کے سامنے اس کوٹھے والی چھنال سے آنکھیں لڑاتے ہو — (تاتیانا سے) اور تم یوں بھٹکتی پھرتی ہو، ایسے دیکھتی ہو جیسے تمہارا ایک ایک اپنا پرایا تم سے بچھڑ گیا ہو — میں اور تمہاری ماں ایک کونے میں پڑے سڑتے رہتے ہیں —

اکولینا ایوانوونا (کمرے میں گھستے ہوئے التجا بھری آواز میں): آہ، میرے کلیجے کے ٹکڑو! گویا میں... آؤ پیوتر کے ابا... جیسے میں گلہ شکوہ ہی تو کرتی پھرتی ہوں؟ میں اور کونے میں!.. اگر تم آپس میں سر نہ پھوڑو تو میں تو خوش خوش کونے میں پڑی رہوں یا باہر گئوشالے میں لمبی تان کر پڑ رہوں! ایک دوسرے پر نہ برسو! میرے پیارو! نہیں، پیارو نہیں!

بیس سیمیونوف (ایک ہاتھ سے اسے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے): یہاں سے نکل جا بڑھیا — ان کو تمہاری ضرورت نہیں — ان کو ہم میں سے کسی کی ضرورت نہیں — یہ دونوں بڑے تیز اور کائیاں ہیں — ہم ان کے کس کام کے — ہم ان کے ڈھب کے لوگ نہیں —

تاتیانا (کراہتے ہوئے) : کتنی خوفناک بات ہے! کتنی بھیانک بات ہے!

پیوتر (غصے میں پاگل) : کیا ابا آپ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بڑی بے تکی بات ہے؟ خوفناک حد تک بے تکی — یکایک آسمان سے...

بیس سیمیونوف : یکایک؟ اوہ نہیں! نہیں یکایک نہیں! ایک زمانے سے یہ بات میرے دل میں پک رہی تھی، اندر ہی اندر...

اکولینا ایوانوونا : ان ہی کی مان لو، پیوتر! ان سے چخ چخ نہ کرو — تاتیانا اپنے باپ پر ترس کھاؤ —

بیس سیمیونوف : بے تکی؟ اوہ نہیں، تم بیوقوف ہو! بے تکی نہیں — یہ بات دردناک ہے — یکایک... باپ اور اولاد... دونوں ٹھیک! درندے ہو تم، ہاں بس درندے!

تاتیانا : پیوتر ، کمرے سے نکل جاؤ! غصہ تھوک دیجئے ابا... میں التجا کرتی ہوں...

بیس سیمیونوف : سنگ دل درندے! سانس لینا دو بھر کئے دے رہے ہیں! آخر تمہیں دماغ کاہے کا ہے؟ تم نے آخر کون سا تیر مار لیا ہے کہ پیر زمین پر نہیں پڑتے؟ جہاں تک ہمارا سوال ہے، ہم جی چکے — ہم جئے ، ہم نے کام کیا — یہ گھر بنایا —— کس کے لئے، تمہارے لئے — پاپ کئے، کس کے لئے، تمہارے لئے! اتنے گناہ کئے ہیں کہ تم ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے —— اور سب تمہارے کارن!

پیوتر (چلا کر) : اور کیا ہم نے کہا تھا یہ سب کرنے کو؟

اکولینا ایوانوونا : پیوتر! خدا کے لئے...

تاتیانا : کمرے سے چلے جاؤ نا پیوتر! میں اب یہ سب کچھ نہیں سہہ سکتی! میں چلی جاؤنگی یہاں سے! (کرسی میں دھنس جاتی ہے —)

بیس سیمیونوف : اھا! سچائی سے بھاگ رھے ھیں! جس طرح لا حول سے شیطان بھاگتا ھے — آخر تمھارا ضمیر چیخ پڑا!

نیل (دروازہ چوپٹ کھول دیتا ھے اور دروازے میں کھڑا ھو جاتا ھے — وہ ابھی ابھی کام سے لوٹا ھے — اس کا چہرہ میل اور گرد سے اٹا ھوا ھے — اس کے ھاتھہ بھی میلے ھیں — وہ کیچڑ بھرے بوٹ اور پیٹی‌والی چھوٹی جیکٹ پہنے ھوئے ھے جو گرد اور میل سے چکٹ ھو رھی ھے — وہ بات کرتے ھوئے ایک ھاتھہ آگے کی طرف اٹھاتا ھے) : مجھے تانگے کے لئے بیس کوپک چاھئیں — (اس کے اچانک آ جانے سے اور اس کی پر سکون آواز سن کر ھر شخص چلانا بند کر دیتا ھے اور چپ چاپ اسے دیکھنے لگتا ھے — اس کے آنے سے جو اثر ھوا ھے وہ فوراً بھانپ لیتا ھے اور وجہ بھی تاڑ جاتا ھے —)

نیل (ترس بھری مسکراھٹ کے ساتھہ) : پھر نیا شگوفہ؟

بیس سیمیونوف (چلاتے ھوئے) : بدمعاش کہیں کے! کیا خیال ھے کہاں ھو تم!

نیل : کیوں، میں کہاں ھوں؟

بیس سیمیونوف : تمھاری ٹوپی، اتارو اپنی ٹوپی!

اکولینا ایوانوونا : لو! گھس پڑے کھانے کے کمرے میں ان میلے کپڑوں میں نواب صاحب! حد ھو گئی!

نیل : چلو جلدی سے کچھہ پیسے کھرے کرو اور بس —

پیوتر (پیسہ دیتے ھوئے سرگوشی میں) : جہاں تک ھو سکے جلدی لوٹ آنا —

نیل (مسکراتے ھوئے) : میری مدد چاھئے؟ لوھے کے چنے چبانے پڑ رھے ھیں، ایں؟ پلک جھپکتے میں آیا —

بیس سیمیونوف : لو ایک اور نمونہ جو الٹ پلٹ من مانی کیا کرتا ھے اور اپنے سر میں نہ جانے کیسی کیسی پاگل پن کی باتیں

ٹھونس رکھی ہیں — دنیا میں کوئی بھی نہیں جس کی عزت ہو اس کے دل میں — یہ ہے نیل کی شان!

اکولینا ایوانوونا (اس کی نقل کرتے ہوئے): کوئی بھی نہیں — وہ تو لفنگا ہے لفنگا! بھاگو تاتیانا... جاؤ... ارے... جاؤ، استپانیدا سے کہو ہم کھانے کے لئے تیار ہیں —

(تاتیانا چلی جاتی ہے —)

بیس سیمیونوف (کڑوی مسکراہٹ کے ساتھ): اور پیوتر کو تم کہاں بھیجو گی؟ چ چ چ، بیوقوف عورت! کیا تم یہ نہیں دیکھ سکتیں کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے — کیا میرا دماغ چل گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں پریشان ہوں... میں ان کے لئے پریشان ہوں — یہ میرا غصہ نہیں ہے — یہ میری گھائل روح کی چیخ ہے — آخر تم ان کو بھگاتی کیوں رہتی ہو؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا، میں جانتی ہوں — مجھے سارا حال معلوم ہے — ان کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے — میں اور تم تو بوڑھے ہوئے — ہم جو ہیں سو ہیں — اوہ خدایا! اب ہم کس کام کے رہے بھلا؟ بھلا کسی کو ہماری کیا ضرورت؟ مگر ان کی تو اپنی ساری زندگی پڑی ہے — سارے دھکے، ساری ٹھوکریں ان ہی کو تو کھانی ہیں —— ہائے بیچارے!

پیوتر: سچ میری سمجھ میں نہیں آتا ابا کہ آخر اتنا بوکھلا کیوں جاتے ہیں آپ؟ جانے آپ نے کیا کیا سوچ رکھا ہے...

بیس سیمیونوف: میں ڈرتا ہوں — میں وقت سے ڈرتا ہوں — وقت برا ہے — ہر چیز ٹوٹ پھوٹ رہی ہے — ہر چیز ڈھے رہی ہے — زندگی میں ایک اتھل پتھل مچی ہوئی ہے — میں تمہارے لئے ڈرتا ہوں — کیا ہو اگر؟.. پھر اس وقت بڑھاپے میں ہمارا آسرا کون ہوگا؟ تم ہی تو وہ لاٹھی ہو جس کے سہارے ہم کھڑے

ہو سکتے ہیں! دیکھتے ہو نیل کو... کیا پر پرزے نکالے ہیں اس نے — اور تیتی‌ریف بھی — دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں — ان سے ذرا دور رہنا — وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں — ہاں ہوشیار رہنا —

پیوتر: بکواس — مجھے کچھہ بھی نہیں ہوگا — میں کچھہ اور انتظار کرونگا — پھر یونیورسٹی کو لکھونگا اور معافی مانگ لونگا —

اکولینا ایوانوونا: پیوتر تو جلدی سے معافی مانگ لے — تو جو ایسا کرے تو باپ کے دل میں چین پڑے —

بیس سیمیونوف: جب تم اس طرح بات کرتے ہو تو میں تم پر اعتبار کرتا ہوں پیوتر... جب تم گمبھیرتا اور سوجھہ بوجھہ کی بات کرتے ہو، تب مجھے یقین آ جاتا ہے کہ تم ہم سے بری زندگی نہیں گزاروگے — لیکن ویسے...

پیوتر: آئے ہم یہ قصہ ختم کریں — ہم بار بار یہ راگ الاپ چکے ہیں —

اکولینا ایوانوونا: اللہ کی رحمت ہو تم پر! میرا دھن دولت سبھی کچھہ تم ہی تو ہو اس دنیا میں!

بیس سیمیونوف: اور پھر تاتیانا کو لو! اسے کب کا یہ پڑھانے لکھانے کا چونچلا چھوڑ دنیا چاہئے تھا — اس کو کون سے لعل موتی مل جاتے ہیں اس سے — یونہی ہلکان ہوتی رہتی ہے اور بس —

پیوتر: واقعی اس کو آرام کی ضرورت ہے —

اکولینا ایوانوونا: ہاں ہاں، اس کو سکھہ چاہئے، چین چاہئے!

نیل (اس نے اب نیلی جیکٹ پہن لی ہے — لیکن اب تک ہاتھہ منہ نہیں دھویا ہے): کیا کھانا تیار ہے؟

(نیل کو دیکھہ کر پیوتر تیزی سے گلیارے میں چلا جاتا ہے —)

بیس سیمیونوف : ذرا صورت تو دیکھو — کھانا مانگنے سے پہلے منہ ہاتھہ دھوکر حلیہ تو ٹھیک کر لیا ہوتا —

نیل : منہ ہی دھونا تو ہے، پہاڑ دھونا تو ہے نہیں! ایک آن میں دھل جائیگا — اف بھوک سے جان نکلی جا رہی ہے — برفیلی بارش، زوروں کی ہوا، انجن پرانا، بالکل چھکڑا... پچھلی رات بڑا سخت وقت گزرا — میں تھک کر چور ہو گیا ہوں — کتنا مزا آئے جو میں اپنے مالک کو انجن میں بٹھا کر ایسے موسم میں ذرا سیر کرا دوں —

بیس سیمیونوف : ذرا اور نکال لو دل کی بھڑاس — تم اپنے مالکوں کے خلاف ان دنوں خوب زبان چلانے لگے ہو — ذرا ہوشیار رہنا کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں —

نیل : مالکوں کو کچھہ نہ ہوگا —

اکولینا ایوانوونا : تمہارا باپ مالکوں کے بارے میں نہیں کہتا، وہ تو تمہارے بھلے کی سوچتا ہے —

نیل : ہاں، میرے بھلے کی...

بیس سیمیونوف : ہاں تمہارے بھلے کی!

نیل : اوہو، ہو...

بیس سیمیونوف : تمہارا یہ اوہو ہو بالکل نہیں چلیگا! تم میری بات تو سنو!

نیل : میں سن رہا ہوں —

بیس سیمیونوف : تمہارا دماغ چل گیا ہے —

نیل : کیا بہت دنوں سے میرا دماغ چلا ہوا ہے؟

بیس سیمیونوف : میرے سامنے ایسی زبان نہ نکالو —

نیل : لیکن میرے پاس تو یہی ایک زبان ہے — (زبان نکالتا ہے) اسی زبان سے میں سب سے بات کرتا ہوں —

اکولینا ایوانوونا (سر ہلاتے ہوئے) : شرم کر، لڑکے، شرم کر، ذرا سوچ تو سہی کس کے سامنے تو زبان نکال رہا ہے —

بیس سیمیونوف : ٹھہرو، پیوتر کی ماں، بیچ میں نہ ٹپکو — (اکولینا ایوانوونا باہر نکل جاتی ہے — وہ اب تک سر دھن رہی ہے) تم بڑے گرو گھنٹال بنتے ہو — میں تم سے دو دو باتیں کرنی چاہتا ہوں —

نیل : کھانے کے بعد؟

بیس سیمیونوف : نہیں، ابھی!

نیل : کیا آپ کھانے تک انتظار نہیں کر سکتے؟ میں سچ مچ تھکا ہوا اور بھوکا ہوں اور ہڈیاں تک اکڑی جا رہی ہیں — برا نہ مانئے، تھوڑی دیر کو اٹھا رکھئے — اور پھر —— بات کرنے کو دھرا ہی کیا ہے؟ آپ جھگڑینگے اور میں آپ سے جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا — میں تو یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ سیدھے سیدھے... میرے منہ پر کہہ دیں... کہ آپ مجھے برداشت نہیں کر سکتے اور میں...

بیس سیمیونوف : تو جاؤ جہنم میں! (اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور دھڑ سے دروازہ بند کر لیتا ہے —)

نیل (بڑبڑاتا ہے) : اچھا ہوا! میں شیطان کے ساتھ رہنا تمہارے پاس رہنے سے بہتر سمجھتا ہوں — (گنگناتے ہوئے کمرے میں ٹہلتا ہے — تاتیانا اندر آتی ہے) کیا ایک اور قیامت آ لی؟

تاتیانا : تم سوچ نہیں سکتے...

نیل : ہاں میں سوچ سکتا ہوں — شیطان کی آنت جیسی کامیڈی کا ایک سین ''نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے''!

تاتیانا : ہاں تم مزے میں اس طرح باتیں کر سکتے ہو— تمہیں ان جھگڑوں سے الگ تھلگ رہنے کا گر آتا ہے—

نیل : میں ان سب ہنگاموں کو دھکیل کر ایک طرف ہٹا دیتا ہوں— اور بہت جلد میں ان سب ہنگاموں سے ہمیشہ ہمیشہ کو نکل جاؤنگا— مجھے ڈپو میں میکانک کا کام ملنے والا ہے— میں لگاتار ہر رات مال گاڑی لے کر مارے مارے پھرنے سے اکتا چکا ہوں، تھک چکا ہوں— بات ہی اور ہوتی جو یہ مسافر یا ڈاک گاڑی ہوتی —— ہوا کو چیرتی ہوئی، دمادم، کھلی ہوا میں دندناتی ہوئی بل کھاتی ہوئی— لیکن... یہاں تو... کچھوے کی چال سے رینگتے رہو—— فائرمین کو چھوڑ کر نہ کوئی سنگی نہ ساتھی— گڈھے کے پانی کی طرح جمی ہوئی زندگی— مجھے تو لوگوں کے میلے میں مزا لگتا ہے—

تاتیانا : اور پھر بھی تم ہمارے پاس سے دور چلے جانا چاہتے ہو—

نیل : معاف کرنا کوئی بھی ہو، تمہارے پاس سے بھاگنا چاہیگا— میں تو شور، گہماگہمی، کام اور بھولے بھالے سیدھے سادے خوش اور مگن لوگوں کا رسیا ہوں— کیا تم لوگ اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہو؟ تم لوگ تو بس زندگی کے ساحل پر کھڑے رہتے ہو اور نجانے کیوں آہیں بھرتے اور منہ بسورتے رہتے ہو— کس آدمی سے، کس چیز سے تم لوگ اکتائے ہوئے ہو، میری سمجھ سے باہر ہے—

تاتیانا : سچ؟

نیل : ہاں سچ جب ایک کروٹ سوتے سوتے آدمی تھک جاتا ہے تو وہ کروٹ بدل لیتا ہے، لیکن جب اسے زندگی میں کل نہیں پڑتا تو وہ بڑبڑاتا اور کوستا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا ہے— تم کروٹ لینے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں؟

تاتیانا : کسی فلسفی نے کہا ہے کہ صرف بیوقوفوں کو زندگی سیدھی سادی اور آسان معلوم ہوتی ہے —

نیل : بیوقوفوں کو؟ معلوم ہوتا ہے فلسفی اس میدان کے بڑے شہسوار ہیں! میں کوئی سادھو مہاتما نہیں بنتا — بس کسی وجہ سے یہاں کی زندگی مجھے بہت ہی پھیکی اور بوجھل لگتی ہے — ممکن ہے اس کی وجہ تمہاری ہر وقت کی ہائے وائے ہو — بھلا ہائے وائے کیوں کرو؟ کون دوڑا آ رہا ہے تمہاری مدد کو؟ کوئی بھی نہیں — کوئی بھی نہیں جو تمہاری مدد کرے —— اور اگر کوئی ہوتا بھی تو اس کی مدد کوڑی کام کی نہ ہوتی —

تاتیانا : تمہارا دل پتھر کیوں ہو گیا ہے نیل؟

نیل : کیا تم اسی کو دل پتھر ہونا کہتی ہو؟

تاتیانا : کٹھور کہیں کے — تمہیں یہ چھوت تیتی‌ریف سے لگا ہے — وہ نجانے کیوں ہر آدمی سے نفرت کرتا ہے —

نیل : ہر آدمی سے نہیں — (ہنستا ہے) کیا تمہیں یہ محسوس ہوا کہ تیتی‌ریف دیکھنے میں کلہاڑی معلوم ہوتا ہے؟

تاتیانا : کلہاڑی؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟

نیل : ہاں ایک معمولی کلہاڑی جس کا دستہ لکڑی کا ہوتا ہے —

تاتیانا : دل لگی بند کرو — بس رہنے دو... تم سے بات کر کے جی خوش ہوتا ہے، تمہاری باتیں اتنی اچھوتی، اتنی نرالی ہوتی ہیں... مگر تم اتنے... اف کتنے بےپروا ہو...

نیل : کس چیز سے بےپروا؟

تاتیانا : لوگوں سے... مجھے لے لو، مجھ سے بےپروا ہو —

نیل : ہونہہ... نہیں میں ہر ایک سے بےپروا نہیں ہوں...

تاتیانا : لیکن تم مجھ سے آنکھ پھیر لیتے ہو —

نیل : تم سے؟ (دونوں چپ ہو جاتے ہیں — نیل اپنے جوتے کا پنجہ دیکھنے لگتا ہے — تاتیانا اس کو امید بھری نظروں سے

گھورتی ہے) دیکھو... تم... میں (تاتیانا اس کی طرف کھنچتی ہے مگر وہ دیکھتا نہیں) میں... ار... میں تم کو چاہتا ہوں... اور تمہاری عزت کرتا ہوں — لیکن میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ تم اسکول کی استانی کیوں ہو؟ تم کو یہ کام جچتا نہیں — اس سے تمہیں جھنجلاہٹ ہوتی ہے — تم اس سے تھک جاتی ہو — اور یہ پڑھانا ایک بڑا کام ہے — بچے مستقبل کے چراغ ہیں، آج بچے ہیں، کل وہی مرد اور عورتیں ہونگے — ان کی چاہت اور ان سے لگاؤ ہونا چاہئے تمہارے دل میں — اگر تم کوئی کام اچھی طرح کرنا چاہتی ہو تو ضروری ہے کہ تمہارے دل میں اس کام کا چاؤ ہو — مجھے ہی لے لو — مجھے تو لوہار کی نہائی پر کام کرنے میں مزا آتا ہے — میرا تو دل جھوم اٹھتا ہے — لوہے کا بےھنگم ڈلا ہو، دھکتا ہوا، لال لال! میں اس پر ہتوڑا برسا رہا ہوں، چنگاریوں کی پھنجھڑیاں چھوٹ رہی ہیں، چنگاریاں لپک رہی ہیں، آنکھیں ہیں کہ بند ہوئی جا رہی ہیں، ہتوڑے کی چوٹ سے لوہے کا دھکتا ہوا لال ڈلا ہے کہ بھاگا جا رہا ہے — جیسے اس میں زندگی کی تڑپ ہو، جیسے وہ سانس لے رہا ہو اور میں ہوں کہ ہتوڑے کی چوٹ سے جیسے چاہتا ہوں اس کی شکل بدلے دے رہا ہوں...

تاتیانا: اس کام کے لئے آدمی میں بل بوتے کی ضرورت ہے —

نیل: اور ہنر کی بھی —

تاتیانا: نیل کیا تم کبھی ترس نہیں کھاتے؟

نیل: بتاؤ کس پر نہیں کھاتا ترس؟

ایلینا (آتی ہے): تم نے ابھی کھانا تو نہیں کھایا، ایں؟ بہت اچھا — آؤ میرے ساتھہ کھانا کھاؤ — ذرا دیکھنا میں نے کیا سموسے تلے ہیں — قانون‌داں صاحب کہاں ہیں؟ ہاں کیا سموسے بنائے ہیں، لگتا ہے سیدھے جنت سے آ رہے ہیں گرما گرم!

نیل (ایلینا کے پاس جاتے ہوئے): بڑی خوشی سے کھاؤنگا! تمہارے جنت کے سارے سموسے ایک ہی لقمے میں چٹ کر جاؤنگا — میں بھوک سے مرا جا رہا ہوں اور یہ لوگ جان بوجھ کر مجھے کھانے کو نہیں دے رہے ہیں — نجانے کیوں یہ لوگ الٹا مجھے کھانے کو دوڑ رہے ہیں —

ایلینا: میرا خیال ہے تمہاری زبان کا قصور ہوگا — آؤ، چلو تانیا —

تاتیانا: پہلے ذرا اماں کو بتا دوں... (چلی جاتی ہے —)

نیل: تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں نے زبان نکال کر بڑے میاں کا منہ چڑایا؟

ایلینا: میں نہیں جانتی! کیا سچ تم نے منہ چڑایا؟ مجھے سارا ماجرا سناؤ —

نیل: میں زیادہ اچھا یہ سمجھتا ہوں کہ تم مجھے جنت کے سموسوں کے بارے میں بتاؤ —

ایلینا: خیر پریشان نہ ہو — مجھے معلوم ہو جائیگا — اور سموسے... ہاں جانتے ہو مجھے سموسے بنانا کس نے سکھایا؟ ایک قیدی نے جو قتل کی سزا بھگت رہا تھا — میرا میاں اس سے باورچی خانے کا کام لیتا تھا — بیچارا اتنا لاغر اور ٹھگنا سا تھا...

نیل: کون، تمہارا میاں؟

ایلینا: اوئی، نہیں! میرا میاں تو چھہ فٹ پانچ انچ لمبا تھا —

نیل: اچھا، چھوٹا سا بلما مورے انگنا میں گلی کھیلے — ایں؟

ایلینا: بڑے من چلے ہو — اور جانتے ہو اس کی مونچھیں اتنی لمبی تھیں، جی (اپنی انگلیوں سے اشارے کرتی ہے) دونوں طرف چھہ چھہ انچ —

نیل : میں نے آج تک کبھی آدمی کی خوبیوں کو انچوں میں نپتے دیکھا، نہ سنا!

ایلینا : افسوس! لے دے کے اس میں ایک ھی خوبی تو تھی —— یہ بڑی بڑی مونچھیں —

نیل : بڑے افسوس کی بات ھے — ھاں تو پھر سموسوں کا کیا ھوا —

ایلینا : قیدی باورچی تھا اور اس نے اپنی بیوی کا خون کیا تھا — لیکن مجھے وہ بہت بھاتا تھا — میں نہیں سمجھتی کہ وہ واقعی بیوی کا خون کرنا چاھتا ھوگا...

نیل : ظاھر ھے نہیں — یونہی اتفاق سے ھو گیا ھوگا —

ایلینا : اوہ، بھاگ جاؤ یہاں سے! میں تمہیں منہ لگانا نہیں چاھتی! (تاتیانا دروازے میں آتی ھے اور ان کو دیکھتی ھے — پیوتر دوسرے دروازے سے داخل ھوتا ھے) ارے، وکیل صاحب! اوپر آ جاؤ اور ذرا ھمارے سموسے چکھو!

پیوتر : بڑی خوشی سے —

نیل : بیچارے سے کچھ بدتمیزی ھو گئی ھوگی... آج ابا میاں نے تھوڑی سے مرمت کر دی...

پیوتر : اوہ چھوڑو بھی!

نیل : ھاں میں حیران ھوں —— بیچارا اجازت بنا تمہارے کمرے میں کیسے جا سکتا ھے؟

پیوتر (اپنے ماں باپ کے کمرے کی طرف گھبرا کر دیکھتا ھے) : آؤ چلنا ھے تو پھر چلیں!

تاتیانا : تم جاؤ، میں ایک منٹ میں آئی —

(نیل، پیوتر، ایلینا چلے جاتے ھیں —)

اکولینا ایوانوونا (تاتیانا اپنے کمرے میں قدم رکھنے ھی والی ھے) : تاتیانا!

تاتیانا (رک کر بے صبری سے شانے اکڑا لیتی ہے) : ہاں!

اکولینا ایوانوونا (دروازے میں) : یہاں آؤ — (قریب قریب سرگوشی میں) کیا پیوتر پھر اس عورت سے ملنے گیا ہے اوپر؟

تاتیانا : ہاں... اور میں بھی جا رہی ہوں —

اکولینا ایوانوونا : اے میرے خدا، میرے خدا! وہ اسے اپنے جال میں پھانس لیگی، دیکھہ لینا! مجھے تو یہی دھڑکا لگا ہوا ہے! اس کو سمجھاؤ تانیا — اس سے کہو کہ دور رہے چڑیل سے — اس سے کہو چڑیل کا اور اس کا کوئی میل نہیں... میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں ہاں— اس کے پاس تین ہزار روبل اور میاں کی پنشن کے سوا اور کچھہ نہیں —

تاتیانا : تم بیچ میں نہ پڑو اماں — ایلینا تو پیوتر کو آنکھہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی —

اکولینا ایوانوونا : وہ جان بوجھہ کر ایسا کرتی ہے! میں کہتی ہوں، جان بوجھہ کر — اس کو رجھانے اور اکسانے کے لئے — وہ یونہی بنتی ہے کہ اس کے من میں پیوتر کی کوئی چاہ نہیں — مگر ہر آن وہ اس کو یوں گھورتی رہتی ہے جیسے بلی چوہے کی گھات میں ہو —

تاتیانا : میری بلا سے! اگر تمہارا جی کھدبد کرتا ہے تو آپ ہی بات کر دیکھو — لیکن مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو — میں تھک گئی ہوں، دیکھتی نہیں اماں؟

اکولینا ایوانوونا : تم کو میں اسی آن تھوڑے ہی کہہ رہی ہوں بات کرنے کو — لیٹ جا میری بٹیا، ذرا کمر سیدھی کر لے —

تاتیانا (قریب چیختے ہوئے) : کمر سیدھی کر لے! اب میں جنم جنم کو تھک چکی ہوں... مرتے دم تک یونہی تھکی رہونگی، سنتی ہو اماں؟ تم سے، سب سے، ہر چیز سے اوب چکی ہوں —

(لپک کر گلیارے میں جاتی ہے — اکولینا ایوانوونا اس کی طرف ایک قدم بڑھتی ہے جیسے اسے روکنا چاہ رہی ہو — پھر ایک بے بسی کا سا انداز بنا لیتی ہے اور چپ چاپ کھڑی ہو جاتی ہے جیسے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا ہو —)

بیس‌سیمیونوف (دروازے سے جھانکتے ہوئے) : پھر تو تو میں میں؟

اکولینا ایوانوونا : نہیں — کوئی ایسی ویسی بات نہیں — بس وہ...

بیس‌سیمیونوف : بس وہ کیا؟ کیا اس نے پلٹ کر زبان چلائی؟

اکولینا ایوانوونا (جلدی جلدی) : اوہ نہیں! تمہیں تو یونہی وہم ہو گیا ہے؟ میں نے صرف اتنا کہا کہ کھانے کا وقت ہو گیا ہے اور اس نے کہا کہ وہ کھانا نہیں کھانا چاہتی اور میں نے کہا مگر کیوں اور اس نے کہا...

بیس‌سیمیونوف : پیوتر کی ماں تم جھوٹ بول رہی ہو —

اکولینا ایوانوونا : نہیں، میں سچ کہہ رہی ہوں —

بیس‌سیمیونوف : ان کی خاطر تم کتنا جھوٹ بولتی ہو! ذرا آنکھہ تو برابر کرو مجھہ سے! نہیں کر سکتیں ایں؟ چ چ چ! (اکولینا ایوانوونا سر جھکائے ہوئے اپنے شوہر کے سامنے خاموش کھڑی رہتی ہے — وہ اپنی داڑھی سے کھیلتا رہتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے) ہم نے ان کو پڑھایا لکھایا، بڑی غلطی کی —

اکولینا ایوانوونا (نرمی سے) : یہ بات نہیں ہے پیوتر کے ابا — زمانہ ہی ایسا ہے — ان پڑھہ اور سیدھے سادے لوگ بھی پڑھے لکھوں سے کم تھوڑی ہیں —

بیس‌سیمیونوف : بال بچوں کو اپنے سے زیادہ پڑھانے لکھانے سے بات بنتی نہیں — سب سے بری بات یہ ہے کہ ان میں کوئی جان

نہیں، کوئی آگ نہیں — آدمی میں کوئی انوکھی بات تو ہو — ان میں ایسی کوئی بات نہیں — اب نیل کو لے لو... وہ منہ پھٹ ہے، بے شرم ہے، بدمعاش ہے، لیکن اس کی اپنی نرالی شان ہے — وہ بڑا خطرناک ہے، لیکن وہ سمجھ میں تو آتا ہے — (ایک گہری ٹھنڈی سانس بھرتا ہے) جب میں جوان تھا تو گرجا کے سنگیت پر جان دیتا تھا اور جنگل میں سانپ کی چھتریاں اکٹھی کرتا تھا — بتاؤ ایسی کوئی چیز ہے جس پر پیوتر جان دیتا ہو؟

اکولینا ایوانوونا (سہمی ہوئی ٹھنڈی سانس لیتی ہے): وہ پھر رانی صاحبہ سے ملنے اوپر گیا ہوا ہے —

بیس‌سیمیونوف: اچھا، سچ؟ ذرا رک جاؤ — میں اس لونڈیا کی طبعیت ہری کر دونگا! (تیتی‌ریف اندر آتا ہے — بہت زیادہ نیند کا ماتا اور اداس معلوم ہوتا ہے — اس کے ایک ہاتھ میں وودکا کی بوتل ہے اور دوسرے میں ایک گلاس) پھر وہی چال بےڈھنگی، تیتی‌ریف؟

تیتی‌ریف: جب رات کی عبادت ختم ہوئی...

بیس‌سیمیونوف: آخر وجہ کیا ہے؟

تیتی‌ریف: کوئی وجہ نہیں — کیا کھانا جلد ہی تیار ہو جائیگا؟

اکولینا ایوانوونا: بس میز لگانے کی دیر ہے — (کھانا لگانے لگتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف: بڑے دکھ کی بات ہے تیتی‌ریف! تمہارے جیسا سوجھ بوجھ والا آدمی اور شراب میں ڈوب کر مٹ جائے!

تیتی‌ریف: میرے معزز نواب صاحب آپ غلطی پر ہیں — شراب میری مٹی نہیں پلید کر رہی ہے — میری رگوں میں بہت زیادہ خون موجیں مار رہا ہے — دراصل اسی کی گرمی مجھے تباہ کئے دے رہی ہے — ضرورت سے زیادہ طاقت —— یہ ہے میری تباہی!

بیس‌سیمیونوف: ضرورت سے زیادہ طاقت —— اس نام کی کوئی چڑیا نہیں!

تیتی‌ریف: پھر آپ غلطی پر ہیں — طاقت ہے کس کام کی ان دنوں؟ ان دنوں مانگ تو چالاکی اور مکاری کی ہے — چالبازی اور لچک چاہئے — آدمی کو سانپ کی طرح بل کھانا چاہئے، لومڑی کی طرح عیار ہونا چاہئے — (آستین چڑھا کر بازو کی مچھلیوں کی نمائش کرتا ہے) ذرا دیکھو! ایک گھونسے میں اس میز کا بھرکس اڑ جائے — مگر یہ گٹھیلا بدن ان دنوں کس کام کا؟ میں ان ہاتھوں سے لکڑی کاٹ سکتا ہوں لیکن ان انگلیوں سے لکھنے کی کوشش بیکار ہوگی — آخر اپنی اس طاقت، اس ولولے، اس جوش کا کیا کروں، کہاں اچار ڈالوں؟ اس کا بس ایک ہی مصرف رہ گیا ہے کہ میلے میں کرتب دکھاؤں —— بھاری وزن اٹھاؤں، لوہے کی زنجیریں توڑوں... اور اسی قسم کی بکواس — لیکن ایک زمانہ تھا کہ میں طالب علم تھا، جی ہونہار طالب علم تھا... اور اسی وجہ سے مجھے اسکول سے نکال دیا گیا — اور اب میں تماشا بننا نہیں چاہتا کہ تمہارے جیسے لوگ چپ چاپ اطمینان کے ساتھ مجھے گھورتے رہیں — میں چاہتا ہوں کہ مجھے دیکھو تو تم بے چین ہو جاؤ، لرز اٹھو، گھبراؤ اور دیکھتے رہو —

بیس‌سیمیونوف: تم بڑے بدمعاش ہو —

تیتی‌ریف: میرے جتنے بڑے جانور کبھی بدمعاش نہیں ہوتے —— لگتا ہے تم جانوروں کے بارے میں اپنا علم بھول گئے — قدرت بڑی چالاک ہے — لمبا تڑنگا اور بھاری بھرکم تو خیر میں ہوں ہی — اگر ساتھ ہی خبیث بھی ہوتا تو بھلا بتاؤ کہ تم میرے چنگل سے کیسے بچ سکتے تھے؟

بیس‌سیمیونوف: میں اس کی کوشش کرونگا بھی نہیں — اور کروں بھی کیوں؟ آخر میں اپنے گھر میں رہتا ہوں، کسی اور کے دروازے پر تو نہیں پڑا ہوں!

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا اس سے بات مت کرو—

تیتی‌ریف: بالکل ٹھیک! تم اپنے گھر میں ہو— ساری دنیا تمہارا گھر ہے— تم نے خود بنائی ہے یہ دنیا، یہ گھر— اسی وجہ سے اس میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں، میرے محترم نواب صاحب—

بیس‌سیمیونوف: تم جس طرح زندگی گزارتے ہو بھلا اس میں رکھا کیا ہے؟ بالکل بکواس— لیکن اگر تم چاہتے...

تیتی‌ریف: میں نہیں چاہتا— میں ہر چیز سے بڑی شدت سے نفرت کرتا ہوں— میں تمہارے جیسے لوگوں کے لئے جینے اور کام کرنے سے بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ شراب میں غوطے لگاؤں اور جہنم کا راستہ لوں— کیا تم کبھی تصور کر سکتے ہو کہ میں ہوش و حواس میں ہوں، سلیقے سے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور تم سے ایک ناچیز خادم کی طرح بڑی چاپلوسی سے بات چیت کر رہا ہوں؟ نہیں تم ایسا نہیں سوچ سکتے— (پولیا کمرے میں آتی ہے— لیکن تیتی‌ریف پر نظر پڑتے ہی الٹے پاؤں لوٹ جاتی ہے— وہ اسے دیکھہ لیتا ہے، کھل کے مسکراتا ہے اور اس کی طرف اپنا ہاتھہ اٹھاتا ہے) ارے... ڈرو مت— میں ایک لفظ منہ سے نہیں نکالونگا کیونکہ میں سب کچھہ جانتا ہوں—

پولیا (کچھہ بوکھلاتے ہوئے): کیا؟ نہیں، تم کچھہ نہیں جانتے—

اکولینا ایوانوونا: اچھا تو تم یہاں ہو! جاؤ اور استپانیدا سے کہو شوربہ لے آئے—

بیس‌سیمیونوف: ہاں کب کا وقت ہو چکا... (تیتی‌ریف سے) واقعی جب تم باتیں کرتے ہو اور خاص طور پر جب اپنے بارے میں خیال ظاہر کرتے ہو تو مجھے بڑا مزا آتا ہے— ذرا صورت تو دیکھو— واہ کیا حلیہ بنایا ہے، ماننا پڑیگا! ادھر تمہارے منہ سے باتوں کی

دھار پھوٹی اور ادھر تمہاری ساری کمزوریاں چھلک کر سامنے آ گئیں — (وہ نرمی سے، کچھہ گھونٹتے ہوئے چہکتا ہے —)

تیتی‌ریف: تم ہو مزیدار آدمی — تم کچھہ عقل‌مند بھی ہو اور کچھہ بیوقوف بھی، بھلے بھی ہو اور برے بھی، ایماندار بھی ہو اور بے‌ایمان بھی، بہادر بھی ہو اور ڈرپوک بھی... مطلب یہ کہ —— نمونے کے ٹٹ پونجئے! ساری گھٹیا اور بازاری خوبیاں تم میں کھل کھیلتی ہیں اور یہ ایک ایسی قوت ہے جس کے آگے بڑے بڑے سورما بھی سر جھکا دیتے ہیں — یہ ایک ایسی طاقت ہے جو ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور ہمیشہ جس کی جیت ہوتی ہے— اس لئے اے شاندار چھچھوندر، آؤ کرم کلے کے شوربے سے پہلے شراب پئیں!

بیس‌سیمیونوف: شوربہ تو آنے دو— لیکن تم اتنے کھرے کیوں ہو؟ بے وجہ لوگوں کو کچوکے کیوں لگاؤ، کاٹنے کو کیوں دوڑو؟ اپنی بات نرمی اور مٹھاس سے کہو، خوبصورتی سے، تاکہ لوگ سن کر خوش ہوں — کوئی بھی ہتک اور ذلت پسند نہیں کرتا — کوئی بھی نہیں، ہاں بیوقوفوں کی بات اور ہے!

نیل (اندر آتا ہے): کیا پولیا آئی؟

تیتی‌ریف (ہلکی ہنسی کے ساتھہ): آ گئی —

اکولینا ایوانوونا: تمہیں کیا فکر؟

نیل (سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے تیتی‌ریف سے): پھر وہی راگ؟ ان دنوں تم نے بڑا زور باندھہ رکھا ہے —

تیتی‌ریف: انسان کا خون پینے سے اچھا ہے کہ آدمی وودکا پئے اور خاص طور پر ایسے میں جبکہ انسان کا خون اتنا سفید اور خراب ہو گیا ہو— اچھا اور گرم خون بہت کم باقی رہ گیا ہے — سارا خون چوسا جا چکا ہے —

(استپانیدا شوربہ اور پولیا گوشت کا برتن لئے ہوئے آتی ہیں —)

نیل (پولیا کے پاس جاتے ہوئے) : کہو پولیا — کیا تمہارا جواب تیار ہے؟

پولیا (زیرلب) : یہاں نہیں، بھری محفل میں نہیں —

نیل : کیوں نہیں؟ ہمیں ڈر کاہے کا ہے بھلا؟

بیس‌سیمیونوف : کیا بات چیت ہو رہی ہے، کیا قصہ ہے؟

نیل : قصہ کچھہ نہیں، بات چیت ہو رہی ہے اپنے اور اس کے بارے میں —

اکولینا ایوانوونا : کیا؟

بیس‌سیمیونوف : میں سمجھا نہیں —

تیتی‌ریف (ہلکی ہنسی کے ساتھہ) : میں سمجھہ گیا — (گلاس میں وودکا انڈیلتا ہے اور پینے لگتا ہے —)

بیس‌سیمیونوف : یہ سب ہے کس چیز کے بارے میں؟ تم نے کیا کہا پولیا؟

پولیا (گھبراکر) : کچھہ نہیں —

نیل (میز پر بیٹھتے ہوئے) : یہ ایک راز ہے —— بڑا بھید!

بیس‌سیمیونوف : اگر یہ کوئی راز ہے تو بھاگو یہاں سے اور کسی کونے میں کھسر پھسر کرو —— یہاں نہیں! بہت ہو لیا، یہ تو ایسا ہے کہ آدمی اپنا گھربار چھوڑ کر بھاگ جائے! یہ سب اشارہ بازیاں، کھسر پھسر اور ساز باز اور میں بیوقوف کی طرح منہ کھولے منہ تکتا رہوں — نیل تم مجھے سمجھتے کیا ہو، آخر میں ہوں کون؟

اکولینا ایوانوونا : سچ نیل، یہ بالکل...

نیل (اطمینان سے) : تم میرے منہ بولے باپ ہو — لیکن جوش میں آنے اور تماشا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں — کوئی خاص بات ہوئی ہی نہیں...

پولیا (اٹھتے ہوئے): نیل... نے... مجھہ سے... کل شام کو مجھہ سے کہا... مجھہ سے پوچھا...

بیس‌سیمیونوف: پھوٹو، پھوٹو منہ سے!

نیل (اطمینان سے): اس کو ڈرانے کی کوشش مت کرو — میں نے اس سے پوچھا تھا کیا تم مجھہ سے شادی کروگی —

(بیس‌سیمیونوف کا چمچہ ہوا میں معلق رہ جاتا ہے اور وہ حیران نظروں سے نیل اور پولیا کو گھورتا ہے — اکولینا ایوانوونا بھی ہکا بکا رہ جاتی ہے — تیتی‌ریف خلا میں گھورتا ہے اور آہستہ آہستہ آنکھیں جھپکاتا ہے — گھٹنے پر رکھا ہوا ہاتھہ رہ رہ کر تھرتھراتا ہے — پولیا سر جھکا کر کھڑی ہو جاتی ہے —)

نیل (بات جاری رکھتے ہوئے): اور اس نے کہا کہ آج جواب دیگی — بس اتنی سی بات!

تیتی‌ریف (ہاتھہ جھٹکتے ہوئے): اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا — سیدھی سادی بات ٹھہری، چلو قصہ ختم!

بیس‌سیمیونوف: تو یہ بات ہے — سچ بالکل سیدھی سادی — (کڑواہٹ کے ساتھہ) اور بڑی نرالی اور نئی — بالکل نئی روشنی کی بات — لیکن بھلا اس سے مجھے کیا؟

اکولینا ایوانوونا: ہائے ایسا کاہے کو کبھی میں نے سنا ہوگا! بڑا سر پھرا چھوکرا ہے تو — تجھے چاہئے تھا پہلے ہمارے کان میں بات ڈالتا —

نیل (دکھی انداز میں): واقعی مجھے کتے نے کاٹا تھا جو میں نے یہ بات ان سے کہہ دی!

بیس‌سیمیونوف: پیوتر کی ماں، اس کو چھوڑ دو — اس سے ہمیں کیا سروکار، اپنا کھانا کھاؤ اور چپکی رہو — میں بھی کچھہ نہیں کہونگا —

تیتی‌ریف (خمار میں آتے ہوئے): لیکن میں تو کہونگا! یا شاید یہ بہتر ہوگا کہ سردست اپنی زبان پر تالا ڈالے رہوں —

بیس‌سیمیونوف: بہتر ہوگا کہ ہم سب اپنی زبان پر تالا ڈالے رہیں — نیل میں بس اتنا کہونگا کہ میں نے تمہارے لئے جو کچھہ کیا ہے اس کا تم نے خوب بدلہ چکایا — تم ہمیشہ چپکے چپکے اسی قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہو —

نیل: تم نے میرے ساتھہ جو کچھہ کیا ہے میں نے کام کرکے اس کا بدلہ چکا دیا ہے اور میں اس کا بدلہ ادا کرتا رہونگا — لیکن میں تمہارے آگے سر جھکانا نہیں چاہتا — تم میرا بیاہ اس بھولی بھالی نادان چھوکری سیدووا سے کرنا چاہتے تھے — کیوں؟ اس لئے کہ وہ جہیز میں دس ہزار روبل کا مال لاتی — بھلا اس لڑکی سے مجھے کیا لینا دینا؟ میں پولیا کو چاہتا ہوں — میں بہت دنوں سے اس سے محبت کرتا ہوں اور میں نے اپنی محبت چھپائی بھی نہیں — میں چھل‌کپٹ نہیں جانتا، ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ جیتا ہوں اور تمہیں مجھہ کو برا بھلا کہنے کی ضرورت نہیں —

بیس‌سیمیونوف (ضبط کرتے ہوئے): سمجھا، سمجھا — بہت خوب — اچھا تو پھر میاں جاؤ بیاہ رچا لو — ہم تمہارے راستے میں نہیں آئینگے — لیکن کوئی حرج نہ ہو تو ذرا بتاؤ صاحبزادے کس کے روپے پر جیوگے؟ بتاؤ بتاؤ، اگر یہ بھی کوئی راز نہ ہو —

نیل: ہم کام کرینگے — میری بدلی ہونے والی ہے — اب ڈپو میں کام کرونگا — اور وہ... ہاں وہ بھی اپنے لئے کوئی دھندا ڈھونڈ لیگی — اور میں جو تیس روبل تمہیں ماہوار دیتا رہا ہوں اسی طرح تمہیں ملتے رہینگے —

بیس‌سیمیونوف: دیکھہ لینگے — وعدہ کرنا آسان ہے —

نیل: چاہو تو میں سرخط لکھہ کر دے دوں —

تیتی‌ریف: یہ ٹھیک ہے — تم ٹھہرے ٹٹ پونجئے رئیس، لکھوا لو سرخط —

بیس‌سیمیونوف: تمہیں بیچ میں ٹپکنے کی دعوت کس نے دی؟

اکولینا ایوانوونا: ذرا دیکھنا — آپ چلے ہیں صلاح دینے!

تیتی‌ریف: میں کہتا ہوں، اس سے ضرور ضرور سرخط لکھوا لو — لیکن تم نہیں لکھواؤگے —— تمہارا ضمیر بہت بیمار ہو چکا ہے — تم خود ہی سرخط لکھہ دو نیل — لکھہ دو —— میں، فلاں بن فلاں، وعدہ کرتا ہوں کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو...

بیس‌سیمیونوف: میں اس سے لکھوا سکتا ہوں — مجھے اس کا حق ہے —— لونڈا دس برس کا تھا جب سے میں نے اسے کھلایا پہنایا، گھر میں رکھا، پال‌پوس کر جوان کیا —

نیل: کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اپنا حساب کتاب بعد میں چکائیں؟

بیس‌سیمیونوف: جیسا تم چاہو — (بھڑکتے ہوئے) لیکن ایک بات یاد رکھنا نیل! آج کے دن سے میں اور تم دشمن! میں یہ ذلت کبھی نہیں بھولونگا —— کبھی نہیں، تم بھی میری یہ بات یاد رکھنا!

نیل: کیسی ذلت؟ میں نے کیسے کی تمہاری ذلت؟ یقینی تم یہ تو سوچتے نہ ہونگے کہ میں تم سے بیاہ کرونگا — کیوں؟

بیس‌سیمیونوف (اتنے جوش میں ہے کہ اس کی بات نہیں سن سکتا): یاد رکھنا! اسے ٹھینگا دکھا رہا ہے تو جس نے تجھے کھلایا پہنایا، پالا پوسا! اندر ہی اندر کھچڑی پکاتا رہا — میرے پیٹھہ پیچھے — جھوٹے منہ پوچھا تک نہیں — (پولیا سے) اور تو! ایسی

سہمی سہمی، ننھی منی، بھیگی بلی! تو سر کیوں جھکائے ہوئے ہے؟ کہنے کو کچھہ نہیں؟ جانتی ہو بنو، کیسا مزا چکھا سکتا ہوں تمہیں؟

نیل (اٹھتے ہوئے): تم اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے — چنگھاڑنا بند کرو — سننا چاہتے ہو تو سنو، یہ گھر میرا بھی ہے — دس برس سے میں کام کر رہا ہوں اور اپنی کمائی سے تمہاری مٹھی بھرتا رہا ہوں — ان چیزوں میں میرا پیسہ کچھہ کم نہیں لگا ہے — (فرش پر پیر سے ٹھوکر مارتا ہے اور تیزی سے ہاتھہ پھیلا کر دیواروں کی طرف اشارہ کرتا ہے) جو کام کرے وہی مالک —

(نیل کے بولتے بولتے پولیا اٹھتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے — دروازے پر پیوتر اور تاتیانا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے — پیوتر کمرے میں ایک نظر ڈالتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے لیکن تاتیانا دروازے کی چوکھٹ پکڑے وہیں کھڑی رہتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (آنکھیں پھاڑ کر نیل کو گھورتے ہوئے): کیا کہا؟ تم اور مالک؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا، چھوڑو، چلے آؤ، چلے آؤ، چلے آؤ — (نیل کو گھونسہ دکھاتی ہے) ذرا ٹھہر جا نیل! (روہانسی آواز میں) تمہاری منہ مانگی تمہیں مل جائیگی!

نیل (ڈٹ کر): جو کام کرے وہی مالک — یاد رکھو —

اکولینا ایوانوونا (میاں کو کھینچتے ہوئے): آ جاؤ پیوتر کے ابا، آ جاؤ، چلے بھی آؤ — بھول جاؤ ان کو — کچھہ نہ بولو، نہ چیخو، چاہے کچھہ بھی ہو، وہ تمہاری باتوں پر کان نہیں دھرنے کے —

بیس‌سیمیونوف (بیوی کے آگے سپر ڈالتے ہوئے): جاؤ، مالک بن دیکھو! دیکھینگے کون مالک ہے! ہاں دیکھہ لینگے —

(بیس‌سیمیونوف اور اس کی بیوی اپنے کمرے میں جاتے ہیں — نیل جوش میں ٹہلتا ہے — کہیں دور سے باجے کی گونج سنائی دیتی ہے —)

نیل: لو ہونی ہو کر رہی! اوہ میں کتنا بیوقوف ہوں — کتے نے کاٹا تھا — آخر میں نے زبان کھولی ہی کیوں! کوئی بات میرے پیٹ میں پچتی ہی نہیں —— چاہے سو جتن کروں، بات اگل ہی دیتا ہوں —

تیتی‌ریف: سب ٹھیک ہے — بڑا دلچسپ چھوٹا موٹا ڈرامہ! مجھے دیکھنے اور سننے میں بہت ہی مزا آیا — بہت دلچسپ، بہت — میرے نوجوان دوست پریشان نہ ہو — تم میں بہادری کے جوہر ہیں — اور اس وقت بہادروں کی ضرورت ہے — واقعی سورماؤں کی ضرورت ہے — اس زمانے میں لوگوں کو صرف دو خانوں میں تقسیم کرنا چاہئے — بہادر —— یعنی جو بیوقوف ہیں اور بدمعاش —— یعنی جو چالاک ہیں —

نیل: لیکن میں نے اس گھناؤنے ڈرامے میں پولیا کو کیوں گھسیٹ لیا؟ وہ ڈر گئی ہوگی — لیکن وہ اتنی آسانی سے ڈر نہیں سکتی — لگتا ہے اس کے دل پر چوٹ لگی —

(پولیا کا نام سن کر تاتیانا جو دروازے پر کھڑی ہے، چونک جاتی ہے — باجے کی آواز بند ہو جاتی ہے —)

تیتی‌ریف: لوگوں کو بیوقوفوں اور بدمعاشوں میں بانٹنا بڑا آسان ہے — دنیا بدمعاشوں سے بھری پڑی ہے — ان کے دماغ جانوروں کے دماغ کی طرح کام کرتے ہیں — وہ صرف لاتوں کے بھوت ہیں، صرف طاقت سے ڈرتے ہیں — میری طاقت سے نہیں... اس طاقت سے

نہیں جو میں دل میں اور بازوؤں میں محسوس کرتا ہوں —— نہیں، وہ عیاری کی طاقت سے قابو میں آتے ہیں — درندے کے دماغ میں عیاری اور مکاری کے سوا کچھہ نہیں ہوتا —

نیل (اس کی بات نہیں سنتا) : اب ہمیں شادی میں جلدی کرنی پڑیگی — چلو اچھا ہی ہے — اس نے اب تک اپنا جواب نہیں دیا ہے مجھے — لیکن میں جانتا ہوں جواب کیا ہوگا... وہ ہے میرے من کی بلبل! میں اس آدمی سے کتنی نفرت کرتا ہوں! اور یہ گھر! اور یہاں کی زندگی —— سر سے پیر تک سڑی ہوئی! یہاں رہنے والوں میں ہر ایک اپنی جگہ پر عجوبہ ہے — اور لگتا ہے کہ انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ان ہی نے خود زندگی کا یہ حال کر رکھا ہے... زندگی کو ایک قید خانہ بنا دیا ہے، ایک اذیت، ایک لعنت! انہوں نے یہ سب کیوں کر کیا، یہ بتانا میرے بس کی بات نہیں — لیکن میں اس کی وجہ سے ان سے نفرت کرتا ہوں — میں ہر اس آدمی سے نفرت کرتا ہوں جو زندگی کے تالاب کو گندہ کرتا ہے —

(تاتیانا آگے بڑھنا چاہتی ہے مگر خود کو روکتی ہے — دبے پاؤں وہ کونے میں صندوق تک جاتی ہے اور نڈھال سی اس پر بیٹھہ جاتی — وہ سمٹی سمٹائی سی، بہت زیادہ چھوٹی سی اور غم زدہ معلوم ہوتی ہے —)

تیتی ریف : صرف بیوقوف ہی زندگی کو جینے کے لائق بناتے ہیں — ایسوں کی تعداد زیادہ نہیں — اور وہ صرف اپنے لئے ہاتھہ پاؤں نہیں مارتے — وہ دوسروں کے لئے ہاتھہ پاؤں مارتے ہیں — وہ بڑے بڑے خواب دیکھتے ہیں، وہ دنیا بھر کی مسرت کے خواب دیکھتے ہیں اور اسی قسم کی بکواس — وہ ہر چیز کے اور چھور کا پتہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں — مختصر یہ کہ وہ بڑے بیوقوف ہیں —

نیل (سوچتے ہوئے) : بیوقوف — بیوقوف تو میں ہوں — وہ مجھہ

سے زیادہ سمجھدار ہے — وہ بھی زندگی پر مرتی ہے — لیکن اس کی محبت پرسکون اور خاموش محبت ہے — میری اس کی خوب نبھیگی، خوب گزریگی — ہم ہمت والے ہیں، ہم دونوں — ایک بار ہمارے سر میں کوئی سودا سما جائے تو ہم اسے پورا کرکے دم لیتے ہیں — اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے — ہمکتے ہوئے دودھ پیتے بچے کا خیال آتا ہے — (ہنستا ہے) ہماری خوب گزریگی، اس کی اور میری!

تیتی‌ریف: صرف بیوقوف شیشے کو دیکھ کر زندگی بھر حیران ہوتا رہتا ہے کہ اس میں یہ رنگینی اور صاف شفاف چمک کہاں سے پیدا ہوتی ہے — لیکن بدمعاش شیشہ اٹھائیگا اور اسے ڈھال کر بوتل بنا لیگا —

(پھر باجے کی آواز آتی ہے، آواز بہت قریب آ جاتی ہے
جیسے باجا کھڑکی کے نیچے بج رہا ہو —)

نیل: بلی کے خواب میں چھیچھڑے — تمہارے دماغ میں تو صرف بوتلیں ناچتی ہیں —

تیتی‌ریف: بیوقوف ہمیشہ سوچتا ہے کہ آگ جلنے سے پہلے کہاں سے آتی ہے اور بجھنے کے بعد کہاں چلی جاتی ہے — مگر بدمعاش چپ چاپ آگ کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور ہاتھ تاپنے لگتا ہے —

نیل (سوچتے ہوئے): ہاتھ تاپتا ہے...

تیتی‌ریف: سچ تو یہ ہے کہ دونوں گدھے ہیں — لیکن ایک کی بیوقوفی خوبصورت اور جیالی ہے — دوسرے کی بیوقوفی بے ڈھنگی اور ٹھس ہے — ان کے راستے الگ الگ ہیں، لیکن دونوں راستے ایک ہی منزل پر لے جاتے ہیں اور وہ منزل ہے قبر — قبر کے سوا اور کوئی منزل نہیں، میرے یار! (وہ ہنستا ہے اور تاتیانا سر ہلاتی ہے —)

نیل (تیتی‌ریف سے): تمہیں کیا ہوا ہے؟

تیتی‌ریف: میں ہنس رہا ہوں — زندہ رہ جانے والے بیوقوف بھائی کی لاش کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں ہائے تو کہاں چلا گیا — لیکن بدمعاش چپکے سے اپنے بھائی کی چھوڑی ہوئی جائداد پر قبضہ جماتا ہے اور مزے میں آرام اور خوش حالی کی نرم گرم زندگی بسر کرتا ہے — (ہنستا ہے —)

نیل: پی کر بادشاہ ہو گیا ہے — اگر تم اپنے کونے میں چلے جاؤ تو کیا برا ہے؟

تیتی‌ریف: بتاؤ —— کہاں؟

نیل: بکو مت! کہو تو پہنچا دوں؟

تیتی‌ریف: نہیں، نہیں پہنچا سکتے، میرے دوست — نہ میں مجرم ہوں اور نہ کسی کو مجرم ٹھہراتا ہوں — میری اپنی الگ دنیا ہے — میں جرم کا زندہ ثبوت ہوں — زندگی لٹ چکی! اپنے ہاتھوں اجڑ چکی — اب کیا دھرا ہے — میں کہتا ہوں یہ زندگی بہت تنگ ہے... بھلے مانسوں کے لئے بہت تنگ ہے یہ لباس — ٹٹ پونجیوں نے اس کو چیر پھاڑ دیا ہے اور پہن لیا ہے اور اب یہ اور بھی تنگ ہو گیا ہے — میں موجود ہوں ایک چلتی پھرتی مثال —— پاؤں پھیلانے کی جگہ نہیں ملتی — جینے کی کوئی وجہ نہیں، کوئی بہانہ نہیں —

نیل: چلو، چلو —

تیتی‌ریف: چھوڑ دو مجھے! تمہیں ڈر ہے میں گر پڑونگا؟ بیوقوف کہیں کے —— زمانہ ہوا میں گر چکا! میں سنبھالا لینے ہی والا تھا، اپنے پیروں پر دو بارہ کھڑا ہونے ہی والا تھا کہ تم جانے کہاں سے آئے اور انجانے میں مجھے پھر دھکیل کر گرا دیا — لیکن یہ ٹھیک ہے — بڑھتے رہو، بڑھتے رہو — میں شکایت نہیں کرتا — تم اچھے ہو، مضبوط ہو اور تمہیں حق ہے کہ جہاں جی چاہے جاؤ، جیسے جی چاہے جاؤ — میں گر پڑا اور اب تمہیں دیکھہ رہا ہوں اور سراہ رہا ہوں — جاؤ، آگے بڑھو!

نیل : کیا بک رہے ہو تم؟ بات دلچسپ معلوم ہوتی ہے — لیکن میری سمجھ میں اس کا اورچھور کچھ نہیں آتا —

تیتی ریف : اس کی کوشش بھی مت کرنا — کچھ چیزوں کا نہ سمجھنا ہی اچھا ہے — بعض باتوں کو سمجھنے سے بات نہیں بنتی — بڑھتے رہو، چلتے رہو —

نیل : بہت اچھا، میں چل دیا — (وہ ہال میں چلا جاتا ہے اور تاتیانا کو نہیں دیکھتا جو کونے میں سمٹ جاتی ہے —)

تیتی ریف (اس کی طرف جھکتا ہے) : میری دعائیں ڈاکو! تم کو کیا معلوم تم نے میری آخری امید بھی چھین لی — خیر، جہنم میں جائے یہ سب! (میز کے پاس جاتا ہے جہاں اس نے اپنی بوتل چھوڑ دی ہے — وہ میز کی طرف جاتے ہوئے تاتیانا کو دیکھ لیتا ہے) اور تم کون؟

تاتیانا (آہستہ سے) : میں —

(یکایک باجے کی آواز بند ہو جاتی ہے —)

تیتی ریف : تم؟ ہونہہ! اور میں سمجھا... مجھے لگا...

تاتیانا : نہیں میں ہوں —

تیتی ریف : اچھا... لیکن —— تم کیوں؟ اور یہاں کیوں؟

تاتیانا (نرم، مگر صاف آواز میں) : کیونکہ پاؤں پھیلانے کی کوئی جگہ نہیں، جینے کی کوئی وجہ نہیں، کوئی بہانہ نہیں — (تیتی ریف اس کی طرف آہستہ آہستہ خاموشی سے بڑھتا ہے) میری سمجھ میں نہیں آتا میں اتنی تھکی ہوئی اور دکھی کیوں ہوں — بےحد دکھی — میں صرف اٹھائس برس کی ہوں — مجھے شرم آتی ہے —— سچ مجھے شرم آتی ہے —— میں کتنی بےبس ہوں، کتنی نفرت آتی ہے مجھے اپنے آپ سے — کتنا خوفناک احساس ہے، میں شرم سے پانی پانی ہو جاتی

ہوں — میں اندر سے بالکل کھوکھلی ہوں، سوکھی ہوئی، راکھہ کا ڈھیر، اور اس سے دل میں ہوک اٹھتی ہے — مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ یہ سب ہوا کیسے — یہ گھن مجھے کس طرح کھا گیا — پر میں یہ سب تم سے کیوں کہوں؟

تیتی‌ریف: میرے پلے کچھہ نہیں پڑتا — بہت پی لی ہے — تمہاری بات پلے ہی نہیں پڑتی —

تاتیانا: کوئی بھی مجھہ سے اس طرح بات نہیں کرتا جس طرح میں چاہتی ہوں — کتنا جی چاہتا ہے کہ کوئی اس طرح بات کرتا! مجھے امید تھی وہ کریگا — میں نے بہت انتظار کیا —— کچھہ نہ بولی، انتظار کرتی رہی — لیکن پھر... یہ سارے لڑائی جھگڑے، اوچھی حرکتیں، گھٹیا باتیں —— ان سب چیزوں کی گھٹن — اس نے مجھے گرا دیا — یہ بات گھن کی طرح کھا گئی مجھے — آہستہ آہستہ — اور اب مجھہ میں سکت نہیں کہ اسی طرح بڑھتی رہوں — میری ناامیدی اور غم میں بھی کوئی جان نہیں — میں ڈر گئی ہوں — اب... یکایک... میں ڈر گئی ہوں —

تیتی‌ریف (سر ہلاتے ہوئے اس کے پاس سے ہٹتا ہے اور دروازے کی طرف بڑھتا ہے، دروازہ کھولنے کے بعد مڑتا ہے اور بھاری آواز میں کہتا ہے): اس گھر پر لعنت! میں کہتا ہوں اس گھر پر خدا کی پھٹکار!

(تاتیانا اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ اپنے کمرے کی طرف جاتی ہے — ایک لمحے کو اسٹیج خاموش اور خالی رہتا ہے — پولیا تیز تیز قدموں سے کمرے میں آتی ہے اور اس کے پیچھے پیچھے نیل — دونوں کچھہ نہیں بولتے اور کھڑکی تک جاتے ہیں — نیل اس کا ہاتھہ پکڑ لیتا ہے اور دھیمی آواز میں بولتا ہے —)

نیل : آج جو کچھہ ہوا اس کے لئے معاف کر دو مجھے — بڑی حماقت کی باتیں تھیں، گھناؤنی، احمقانہ اور نفرت انگیز! بولنا چاہتا ہوں تو بولتا ہوں — مجھے منہ بند رکھنے کا فن نہیں آتا —

پولیا (سرگوشی جیسی آواز میں) : ارے کوئی بات نہیں — اب کوئی بات نہیں! مجھے ان کی کیا پروا؟ میرے لئے سب ٹھیک ہے —

نیل : میں جانتا ہوں تم مجھہ سے محبت کرتی ہو — میں جانتا ہوں — میں تم سے پوچھونگا بھی نہیں — تم خوب دل لگی کرتی ہو — رات تم نے کہا ''میں کل بتاؤنگی — مجھے سوچنا ہے —'' نٹ کھٹ کہیں کی — بھلا سوچنے کو کیا دھرا ہے؟ تم چاہتی ہو مجھے، ہے نا؟

پولیا : ہاں، اف ہاں! نہ جانے کب سے!

(تاتیانا اپنے کمرے کے دروازے پر پردے کے پیچھے چھپ کر سنتی ہے —)

نیل : ہماری زندگی ایک ساتھہ خوب گزریگی، دیکھنا ہاں! تم کتنی اچھی ساتھی ہو... غربت سے نہ ڈرنےوالی... سارے دکھہ ہنسی خوشی جھیل جانے والی...

پولیا (بھولپن سے) : تمہارے ساتھہ ہوں تو پھر ڈر کاہے کا بھلا؟ اکیلی بھی ہوں تو میرا کلیجہ نہیں دھلتا — میں دھیرج والی ہوں —

نیل : اور ضدی بھی — تم مضبوط ہو — کوئی چیز تمہیں جھکا نہیں سکتی — خیر، میں خوش ہوں، میں جانتا تھا یہی ہوگا سو ویسا ہی ہوا — اور کتنا خوش ہوں میں مت پوچھو —

پولیا : میں بھی جانتی تھی —

نیل : تم جانتی تھیں؟ سچ تم جانتی تھیں؟ زندگی کتنی پیاری، کتنی سلونی، کتنی سہانی ہے —— کیوں ہے نا؟

پولیا : ہے میرے پیارے، میری جان!

نیل : کیا؟ پھر کہو— کتنی میٹھی تھی یہ آواز!

پولیا : بناؤ مت — ہاں اب ہمیں جانا چاہئے — کوئی آ جائے تو—

نیل : آنے دو!

پولیا : نہیں، نہیں، چلو— لو پھر پیار کرو— (وہ پیار کرتا ہے اور پولیا مچل کر اس کے بازوؤں سے نکل جاتی ہے اور تاتیانا کے پاس سے اسے دیکھے بغیر گزر جاتی ہے — لیکن نیل جو پولیا کے پیچھے پیچھے مسکراتا ہوا بڑھتا ہے، اسے دیکھ لیتا ہے اور جھجک کر غصے میں رک جاتا ہے — وہ خاموش، بجھی بجھی آنکھوں سے اسے گھورتی ہے — اس کے ہونٹوں پر ایک کچلی ہوئی مسکراہٹ کھیل رہی ہے —)

نیل (حقارت اور نفرت سے) : کن سوئیاں لے رہی تھیں؟ ٹوہ لے رہی تھیں؟ آخ تھو! (وہ تیزی سے باہر نکل جاتا ہے — تاتیانا کھڑی رہتی ہے جیسے جم کر پتھر ہو گئی ہو— نیل گلیارے کا دروازہ چوپٹ کھلا چھوڑ دیتا ہے اور کمرے میں بیس سیمیونوف کی کھردری آواز سنائی دیتی ہے : ''استپانیدا! کس نے گرایا یہ کوئلہ؟ سوجھتا نہیں تمہیں؟ صاف کرو!،،)

پردہ

تیسرا ایکٹ

وہی منظر

صبح — اکولینا ایوانوونا چائے کا سامان دھو رہی ہے اور استپانیدا فرنیچر کی جھاڑ پونچھ کر رہی ہے —

اکولینا ایوانوونا: آج گوشت میں چربی کم ہے — کل کے بھنے ہوئے گوشت کا مسالہ ہے نا، اس پر سے چکنائی اتار لو اور شوربے میں ڈال دو — اس سے شوربے میں رنگ آ جائیگا اور چکنائی بھی پیدا ہو جائیگی — سنا؟

استپانیدا: سنا، سنا!

اکولینا ایوانوونا: اور گوشت بھونتے وقت گھی کا دریا نہ بہا دینا — بدھ ہی کو میں نے ڈھائی سیر خریدا تھا اور کل جو دیکھا تو آدھہ سیر رہ گیا ہے —

استپانیدا: ہاں ہم نے سب خرچ کر دیا —

اکولینا ایوانوونا: مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں — تم نے کوئی مرتبان بھر گھی تو اپنے جھونٹوں ہی میں گھس لیا ہوگا —

استپانیدا: قسم لے لو — میں تو اپنے سر میں چراغ کا تیل ڈالتی ہوں... لو سونگھہ لو، تمہاری ناک آپ ہی بتا دیویگی —

اکولینا ایوانوونا: ہاں ہاں کیوں نہیں! (رکتے ہوئے) آج صبح ہی صبح تاتیانا نے تم کو کہاں بھیجا تھا؟

استپانیدا: دوا کی دکان سے نوشادر کا پانی منگوایا تھا — کہا بیس کوپک کا خرید لانا...

اکولینا ایوانوونا: لگتا ہے پھر سر کا درد ستا رہا ہے — (ٹھنڈی سانس لیتی ہے) جب دیکھو جب کوئی نہ کوئی روگ لگا رہتا ہے بچی کی جان کو —

استپانیدا: تم اس کا بیاہ کیوں نہیں کر دیتیں؟ پھر دیکھو کتنی جلدی چٹکیوں میں ساری بیماری ہوا ہو جاتی ہے —

اکولینا ایوانوونا: ان دنوں بیٹی کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں پکڑانا کھیل ٹھٹھول تو ہے نہیں... اور بیٹی پڑھی لکھی ہو تو پھر تو اور بھی مصیبت —

استپانیدا: ارے ذرا پھٹ کے ٹھاٹ کا جہیز دے ڈالو، پھر دیکھو کیسے چٹ پٹ یوں چٹکیوں میں تمہاری بٹیا اپنی پڑھائی لکھائی سمیت ہتھیا لی جاتی ہے —

(پیوتر کا سر ایک لمحے کو اپنے کمرے کے دروازے میں دکھائی دیتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا: وہ خوشی کا دن دیکھنا اپنے بھاگوں میں کہاں — تاتیانا شادی بیاہ کرنا چاہتی ہی نہیں —

استپانیدا (چوٹ کرتے ہوئے): ہاں، کیوں نہیں بازی لگا لو، وہ ہرگز نہ چاہتی ہوگی... بھلا ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے!

اکولینا ایوانوونا (ٹھنڈی سانس لیتی ہے): رات اوپر والی رانی کے گھر کون تھا؟

استپانیدا: ماسٹر —— وہی لال لال بالوں والا —

اکولینا ایوانوونا: وہی جس کی بیوی چھوڑ کر چلتی بنی؟

استپانیدا: ہاں وہی — اور پھر وہ آبکاری والا بابو... تم تو جانتی ہی ہو، مریل سا، دبلا دبلا، پیلے چہرے والا —

اکولینا ایوانوونا: اوہ، ہاں — اس کا بیاہ سوداگر پیمےنوف کی بھانجی سے ہوا ہے — کہوں کہوں کہوں کہانستا رہتا ہے —

استپانیدا: ایں سچ؟ ہاں دکھتا ہی ایسا ہے —

اکولینا ایوانوونا: کیا وہ گویا بھی تھا وہاں؟

استپانیدا: وہ تھا اور پیوتر واسیلیوچ بھی — گویا تو دو بجے رات تک الاپتا رہا، بالکل سانڈ کی طرح ڈکارتا رہا —

اکولینا ایوانوونا: پیوتر گھر کب لوٹا؟

استپانیدا: بھور ہو رہی تھی جو میں نے تمہارے بیٹے کے لئے دروازہ کھولا —

اکولینا ایوانوونا (سر ہلاتے ہوئے): یا اللہ رحم!

پیوتر (آتا ہے): چلو، استپانیدا، اپنا کام سمیٹو اور نو دو گیارہ ہو جاؤ یہاں سے —

استپانیدا: میں آپ ہی چاہتی ہوں کام سمیٹوں اور راستہ لوں —

پیوتر: تو پھر بکو کم اور کام کرو زیادہ... (استپانیدا ناک پھڑکاتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے) اماں! میں نے کتنی بار کہا ہے کہ اس سے بات نہ کرو — تم نہیں سمجھتیں کہ یہ کتنی بری بات ہے —— اپنا قصہ باورچن کو سنا رہی ہو ہونہہ؟ اور اس سے... اوں... اوں... واہی تباہی... جو جی میں آتا ہے پوچھتی رہتی ہو — یہ بری بات ہے، اماں!

اکولینا ایوانوونا (برا مانتے ہوئے): کیا مجھے تم سے پوچھنا پڑیگا کہ میں کس سے بات کروں اور کس سے نہ کروں؟ لوجب میری کوکھہ کا جنا بیٹا مجھہ سے بات نہ کرے، اپنے باپ کو منہ نہ لگائے تو... پھر مجھے اپنی باورچن سے تو دو گل بات کرنے کی اجازت ہو —

پیوتر: لیکن کیا تم اتنا نہیں سمجھتیں کہ وہ تمہاری برابری کی نہیں؟ وہ تم سے باتیں بنائیگی اور کیا —

اکولینا ایوانوونا: اور تم سے مجھے سننے کو کیا ملتا ہے بھلا؟ اب تمہیں آئے ہوئے چھہ مہینے ہونے کو آئے — تم ایک گھنٹہ بھی اپنی ماں کے پاس نہیں بیٹھے — تم نے ماسکو کے بارے میں ایک لفظ بتا کر نہ دیا...

پیوتر: لیکن سنو تو...

اکولینا ایوانوونا: اور جو کچھہ بولے تو بس یہ کہنے کو: ''یہ نہ کرو، وہ نہ کرو —،، ماں کو یوں سبق پڑھاتے ہو، اس پر یوں گرجتے برستے ہو، یوں اس کا مذاق اڑاتے ہو، جیسے وہ کوئی اسکول کی چھوکری ہو! (پیوتر بیزاری سے ہاتھہ جھٹکتا ہے اور گلیارے میں چلا جاتا ہے — اکولینا ایوانوونا اس کو پکارتی ہے) دیکھا؟ واہ کتنی میٹھی، کتنی اچھی اچھی باتیں ہوئیں ماں بیٹے میں؟ ایں؟ (سبکتی ہے اور اپرن کے کنارے سے آنکھیں پونچھتی ہے —)

(پرچی‌خین روئی کی پرانی بنڈی پہنے ہوئے داخل ہوتا ہے — کمر پر ایک ڈور کسی ہوئی ہے — بنڈی کے سوراخوں سے روئی جھانک رہی ہے — اس کے پیروں میں درخت کی چھال کے سینڈل ہیں اور سر پر سمور کی ٹوپی —)

پرچی‌خین: تم ٹسوے کیوں بہا رہی ہو؟ کیا پیوتر نے کوئی ایسی ویسی بات کہہ دی؟ وہ تو میرے پاس سے ابابیل کی طرح شن سے گزر گیا — نہ خیر خبر، نہ سلام نہ کلام — کیا میری پولیا ہے یہاں؟

اکولینا ایوانوونا (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): وہ رہی باورچی خانے میں — کرم کلہ کاٹ رہی ہے —

پرچی‌خین: پنچھیوں کا حساب کتاب ٹھیک ہے — اس سے پہلے کہ ماں باپ کی نصیحت اور وعظ کی نوبت آئے ادھر پر نکلے اور ادھر

پھر سے اڑ گئے — ذرا دیکھنا شاید ایک آدھ گھونٹ چائے بچ رہی ہو کہیں؟

اکولینا ایوانوونا : تم بھی تو پنچھیوں ہی کی طرح اڑتے ہو نا؟

پرچی‌خین : بالکل — اور پنچھیوں کے پر بڑے زور دار ہوتے ہیں — میرے پاس کچھ بھی نہیں اور میں کسی کو ستاتا بھی نہیں — ایسا لگتا ہے جیسے میں نیچے زمین پر نہیں ہوں بلکہ ہوا میں اڑ رہا ہوں —

اکولینا ایوانوونا(حقارت سے) : اڑتے ہو تو اڑو، میری بلا سے — کوئی اس کے لئے تم کو اپنے سر پر تو نہیں بٹھا لیتا — لو — (اس کے سامنے چائے کا ایک گلاس رکھتے ہوئے) پر ٹھنڈی اور ہلکی ہے —

پرچی خین (گلاس اٹھا کر روشنی میں دیکھتا ہے) : ہونہہ، پتلی ہے حالت — لیکن ہم تو چھوٹی سے چھوٹی چیز کا احسان مانتے ہیں — اگر یہ گہری ہوتی تو شاید اس کا داؤ چل جاتا مجھ پر — رہا لوگوں کے سر پر بٹھانے نہ بٹھانے کا سوال —— سو میں بھی تو کسی کو سر پر نہیں بٹھاتا، کسی کو نہیں —

اکولینا ایوانوونا : ہاں جیسے کوئی تم سے عزت کرانے کو مرا ہی تو جا رہا ہے!

پرچی‌خین : اگر لوگ عزت کرانے کو مرے نہیں جا رہے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے — میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو روز اپنی روٹی کماتے ہیں اپنا نوالہ دوسروں کے منہ سے چھینتے ہیں — مگر میرا رزق تو اوپر سے آتا ہے، جنت کی چڑیاں لاتی ہیں میرا کھانا، اسی لئے میرا رزق آسمان کی طرح پاک ہے —

اکولینا ایوانوونا : اچھا بتاؤ کیا شادی جلد ہی رچنے والی ہے؟

پرچی خین : کس کی؟ میری؟ وہ کویل جس کی قسمت میں میرا جیون ساتھی بننا لکھا ہے اب تک اڑ کر ہمارے جنگل میں نہیں آئی، شریر کہیں کی! اگر اس نے جلدی نہیں کی تو چڑیاں کھیت چگ

جائینگی، پھر پچھتاوت کیا ہوت! اس کے آتے آتے اپنا تو ٹکٹ کٹ جاویگا —

اکولینا ایوانوونا : بکواس بند کرو اور سیدھے منہ بتاؤ —— کب بیاہ رہے ہو اسے؟

پرچی خین : بیاہ رہے ہو —— کسے؟

اکولینا ایوانوونا : اپنی بیٹی کو اور کسے — اوہو گویا تم کچھہ جانتے ہی نہیں!

پرچی‌خین : پولیا؟ ارے جب وہ چاہے — لیکن وہ پہلے کوئی بر بھی تو ڈھونڈے جس کو اس کا ہاتھہ پکڑا دوں —

اکولینا ایوانوونا : کیا دونوں بہت دنوں سے یہ کھچڑی پکا رہے تھے؟

پرچی‌خین : کون؟ کیا؟

اکولینا ایوانوونا : اب زیادہ نہ بنو — اس نے ضرور بتایا ہوگا تمہیں —

پرچی‌خین : مجھے بتایا ہوگا —— کیا بتایا ہوگا؟

اکولینا ایوانوونا : شادی کے بارے میں —

پرچی خین : کس کی شادی؟

اکولینا ایوانوونا : ارے واہ! تمہارے جیسے بڈھے کھوسٹ کو اس طرح بھولا اور بدھو بننا ذرا نہیں جچتا —

پرچی خین : چلو، اب پاگل کی بڑ بند کرو سیدھے منہ بتا ڈالو، تمہارے دماغ میں کیسی کھچلی اٹھہ رہی ہے، بات کیا ہے؟

اکولینا ایوانوونا : جیسے کسی کو تم سے بات کرنے کی ایسی ہی تو پڑی ہے!

پرچی‌خین : خیر بات تو تم کر ہی رہی ہو، نہ جانے کب سے بک بک کئے جا رہی ہو اور نہ اور کا پتہ چلتا ہے نہ چھور کا —

اکولینا ایوانوونا (ترشی اور جلن کے ساتھہ) : تم پولیا کی شادی نیل سے کب رچا رہے ہو؟

پرچی خین (حیرانی سے اچھلتے ہوئے) : پولیا کی نیل سے؟

اکولینا ایوانوونا : کیا سچ تمہارا مطلب یہ ہے کہ اس نے تم سے نہیں کہا؟ یہ چھوکرے چھوکریاں بھی خوب ہیں! اپنے باپ سے نہیں کہا!

پرچی خین (خوش ہو کر) : تم سچ کہہ رہی ہو؟ تم مذاق کر رہی ہو؟ نیل؟.. ذرا سوچو تو! دونوں بندر ہیں بندر! کیا چھوکری ہے یہ پولیا بھی! لیکن سچ، تم مجھے بیوقوف تو نہیں بنا رہی ہو؟ اور لو میں پڑا پڑا سوچ رہا تھا کہ نیل کی نظر تاتیانا پر ہے، وہ تاتیانا سے بیاہ کریگا — ایمان سے! سارے لچھن اسی کے تھے!

اکولینا ایوانوونا (برا مانتے ہوئے) : گویا ہم تاتیانا کو اجازت ہی تو دے دیتے نیل سے شادی کرنے کی — اس نکمے نکھٹو سے!

پرچی خین : نیل؟ اگر میری دس لڑکیاں ہوتیں تو میں آنکھہ بند کرکے دسوں لڑکیوں کو اس سے باندھہ دیتا — نیل؟ کیوں وہ... وہ اکیلا سو پیٹ پال سکتا ہے — نیل؟ ہو ہو!

اکولینا ایوانوونا (طنز سے) : جب میں تم کو دیکھتی ہوں تو دل میں سوچتی ہوں — نیل کو کیا بانکا سسر مل رہا ہے!

پرچی خین : سسر؟ ہو ہو! یہ سسر اس پر بوجھہ بننا نہیں چاہتا، نہ اور کسی پر! سمجھیں؟ میری ٹانگیں آپ ہی خوشی سے ناچ لیتی ہیں! اب تو میں پرندے کی طرح آزاد ہوں — جیسے جی چاہیگا رہونگا! اب کسی کو میری صورت نظر نہیں آئیگی — میں جنگل کی راہ لونگا — خدا حافظ، سب کو خدا حافظ! کیا چھوکری ہے اپنی پولیا بھی! میں بیٹھا بیٹھا سوچا کرتا تھا : میری چہیتی بچی کا، ننھی سی جان کا کیا ہونے والا ہے؟ سچ مچ، میرا جی برا ہوتا

تھا یہ سوچ کر، بہت برا — میں نے اس کو جنم دیا اور بس — اور کچھہ نہ دے سکا — اور اب؟ اب تو جدھر منہ اٹھیگا چلا جاؤنگا — سونے کی چڑیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اللہ میاں کے پچھواڑے پہنچ جاؤنگا —

اکولینا ایوانوونا : بالکل الٹی طرف؟ جب راہ میں قسمت کھڑی مسکرا رہی ہو تو لوگ الٹے پاؤں نہیں پھرا کرتے —

پرچی‌خین : قسمت؟ میرے لئے سب سے بڑی قسمت یہ ہے کہ جدھر جی چاہے ادھر کو بےروک نکل جاؤں — پولیا خوش رہیگی — وہ یقینی نیل کے ساتھہ خوش ہوگی — وہ کتنا مضبوط، خوش مزاج اور سیدھا سادا لڑکا ہے! میرا سر خوشی سے ناچ رہا ہے اور دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں — دنیا میں مجھہ سے زیادہ خوش نصیب کون بوڑھا ہوگا؟ تارا... را... رارا را! تارا را! پولیا نے اپنے نیل کو پا لیا... واہ!

(بیس‌سیمیونوف آتا ہے — وہ اب تک اپنے کوٹ میں ہے، ٹوپی ہاتھہ میں تھامے ہوئے ہے —)

بیس سیمیونوف : پھر چڑھا رکھی ہے!

پرچی خین : ہاں خوشی کی شراب چڑھا رکھی ہے! سنا کچھہ تم نے پولیا کے بارے میں؟ (خوشی سے ہنستا ہے) وہ نیل سے شادی کر رہی ہے! بہت اچھے، ایہہ؟

بیس سیمیونوف (سختی اور سرد مہری سے) : مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں — بہر حال ہمارا حق ہمیں ملتا رہیگا —

پرچی‌خین : اور میں اپنی جگہ پر سوچ رہا تھا کہ نیل کی نظر تاتیانا پر ہے!

بیس‌سیمیونوف : کی... یا...؟

پرچی‌خین : قسم لے لو — کوئی بھی یہ تاڑ سکتا تھا کہ تاتیانا کے من میں یہی خیال بسا ہوا ہے... پہلے تو وہ ایک آنکھہ

میچ کر اسے دیکھتی اور پھر یکایک دونوں آنکھیں میچ لیتی... تم جانتے ہی ہو یہ لڑکیاں کیسے کرتی ہیں، اور پھر یکایک...

بیس سیمیونوف (اپنے غصے کو چھپانے کے لئے سکون سے): بھلے آدمی، مجھے تم سے یہ کہنا ہے: تم بیوقوف بھلے ہی ہو، لیکن کب کا تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہئے تھا کہ کسی لڑکی کے بارے میں ایسی بات کہنا شریفوں کی ریت نہیں ہے — یہ تو ہوئی ایک بات — (آواز تیز کرتے ہوئے) مجھے اس سے مطلب نہیں کہ تمہاری بیٹی کسے گھورتی ہے اور وہ خود کس قسم کی چھوکری ہے — لیکن میں ایک بات کہتا ہوں: اگر وہ نیل سے شادی کرتی ہے تو کرے، خس کم جہاں پاک — دونوں نکمے ہیں، کوڑی کام کے نہیں — آج کے دن سے میں دونوں پر تھوکتا ہوں — بلا سے اگر وہ میرے قرض میں گردن گردن ڈوبے ہوئے ہیں — یہ ہوئی دوسری بات — اور اب سن لو — یہ رہی آخری بات: میں اور تم بھلے ہی دور کے رشتہ‌دار ہوں، لیکن ذرا آئینے میں اپنی صورت تو دیکھو — کیسے دکھتے ہو؟ آوارہ، بدمعاش! تم کس کی اجازت سے اس عزت والے گھر میں یہ حلیہ لے کر گھس آئے؟ ان چکٹ چیتھڑوں میں، پھٹیچر جوتیاں چٹخاتے ہوئے —

پرچی خین: تمہیں کیا ہو گیا ہے، واسیلی واسیلی‌وچ؟ کیا کہہ رہے ہو تم؟ کیا میں پہلی بار یہ حلیہ لے کر آیا ہوں یہاں؟

بیس سیمیونوف: کتنی بار آئے ہو، میں نے اس کی گنتی نہیں کی ہے اور نہ اس کا ارادہ ہے — پر ایک بات جانتا ہوں میں — اگر تم اس حلیے میں یہاں آتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے دل میں اس گھر کے مالک کی عزت نہیں — میں پھر کہتا ہوں، تم ہو کس کھیت کی مولی؟ بھکاری، لفنگے، اٹھائی گیرے — مجھے یہی کہنا ہے — دور ہو جاؤ!

پرچی‌خین (ہکابکا): واسیلی واسیلی‌وچ! میں نے کیا بگاڑا ہے؟ کیا...

بیس سیمیونوف: بکو مت، نکل جاؤ!

پرچی خین: ہوش میں آؤ— میں نے تمہارا کبھی کچھہ نہیں بگاڑا...

بیس سیمیونوف: میں کہتا ہوں، نکل جاؤ! نکل جاؤ اس سے پہلے کہ...

پرچی خین (باہر جاتے ہوئے ملامت بھری آواز میں): بڈھے شرم کرو! تمہیں اس حال میں دیکھہ کر جی کڑھتا ہے — سچ مچ میرا دل تم کو روتا ہے — اچھا خدا حافظ —

(بیس سیمیونوف شانوں کو تان کر خاموشی سے، زوردار اور بھاری قدموں سے ٹہلتا ہے — اکولینا ایوانوونا چائے کے برتن دھوتی جاتی ہے اور بار بار کنکھیوں سے اسے دیکھہ لیتی ہے — وہ کچھہ آپ ہی آپ بدبدا رہی ہے اور اس کے ہاتھہ کانپ رہے ہیں —)

بیس سیمیونوف: کیا بدبدا رہی ہو تم؟ منتر؟

اکولینا ایوانوونا: دعا پڑھہ رہی ہوں، پیوتر کے ابا، دعا پڑھہ رہی ہوں —

بیس سیمیونوف: ہاں، لگتا ہے کہ میں میئر نہیں بن سکونگا — کچھہ ایسے ہی رنگ ڈھنگ ہیں — لعنت ہو!

اکولینا ایوانوونا: کیا بات ہوئی؟ خدا خیر کرے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ کون جانے تم ہو ہی...

بیس سیمیونوف: کون جانے ہو ہی... کیا؟ لوہاروں کی گلڈ کا صدر، فیدکا دوسے کن، میئر کی کرسی کی تاک میں بیٹھا ہے — کل کا لونڈا! کتے کا پلہ!

اکولینا ایوانوونا: ہو سکتا ہے لوگ اسے نہ چنیں — ابھی سے دل تھوڑا نہ کرو!

بیس سیمیونوف: وہ اسی کو چنیں گے! یہ صاف ہے وہ اسی کو چنیں گے — آج جو میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دفتر میں بیٹھا اپنی ہانک رہا ہے — کہنے لگا ''وقت کڑا آن پڑا ہے — ہم میں ایکتا ہونی چاہئے،، بولا ''ہر چیز کا فیصلہ سب مل کر کرینگے —— دستکار کرینگے، کاریگر کرینگے — فیکٹریاں بن رہی ہیں تو کیا ہوا — ہم کام کرنے والے الگ الگ ہو کر کام نہیں کر سکتے —،، لیکن میں نے کہا ''یہ سب کچھہ یہودیوں کا کیا دھرا ہے! ہمارا کام یہودیوں کو روکنا ہے — ان کے خلاف گورنر کے پاس شکائت لکھہ بھیجنی چاہئے —— ان کو بتانا چاہئے کہ یہ یہودی ہم روسیوں کو موقع نہیں دیتے — ان کا بستر یہاں سے گول کرو —،، (تاتیانا آہستہ سے دروازہ کھولتی ہے اور لڑکھڑاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف جاتی ہے) مسکراتا ہے اور کہتا ہے ''اور ہم ان روسیوں کا کیا کریں جو یہودیوں سے بھی گئے گزرے ہیں؟،، اور میں اس کی آواز سے بھانپ گیا کہ اس کا مطلب مجھہ سے ہے — میں ٹال گیا جیسے میں سمجھہ نہیں سکا — لیکن میں اچھی طرح تاڑ گیا کہ اس کا مطلب کیا ہے — بدمعاش! تھوڑی دیر سنتا رہا اور پھر ایک طرف کو ہٹ گیا — ''ذرا ٹھہر جاؤ!،، میں نے اپنے آپ سے کہا ''پھر تمہارا ایسا قورمہ پکاؤنگا کہ تم بھی کیا یاد کروگے!،، اور ٹھیک اسی آن چولھاساز میخائل کریوکوف آن دھمکا اور بولا ''کچھہ ایسا لگتا ہے کہ دوسے کن ہی میئر ہوگا —،، اس نے کہا اور منہ پھیر کر چلتا بنا — شرم سے آنکھہ برابر نہ کر سکا — میرا جی چاہا کہ پکار کر کہوں ''تو حرام زادہ، الو کی دم ناختہ ہے!،،

(ایلینا آتی ہے —)

ایلینا : آداب واسیلی واسیلی‌وچ! آداب اکولینا ایوانوونا!

بیس سیمیونوف (رکھائی سے) : اچھا تو تم ہو! آؤ، آؤ— کیا بات ہے؟

ایلینا : میں بس اپنا کرایہ دینا چاہتی تھی—

بیس سیمیونوف (خاصی نرمی سے) : بہت اچھا— کتنے ہیں یہ؟ پچیس روبل؟ تمہاری طرف گلیارے میں کھڑکی کے دو شیشوں کے چالیس کوپک نکلتے ہیں اور... یہی کوئی بیس کوپک مان لو... اور... وہ جو تمہاری باورچن نے لکڑی کے گودام کی چول توڑ دی تھی نا، اس کے—

ایلینا (ہنستے ہوئے) : تمہارا حساب کتنا نپا تلا ہوتا ہے! لیکن مجھے تم کو تین روبل دینے پڑینگے— میرے پاس ریزگاری نہیں—

اکولینا ایوانوونا : تم ایک بورا کوئلہ لے گئی تھیں میرے ہاں سے...میرا مطلب ہے تمہاری باورچن لے گئی تھی—

بیس سیمیونوف : کتنے دام ہوئے اس کے؟

اکولینا ایوانوونا : پینتیس کوپک کا ایک بورا—

بیس سیمیونوف : سب ملا کر ہوئے پچانوے کوپک— یہ لو یہ رہے دو روبل اور پانچ کوپک— نپے تلے ہونے کی جو بات ہے سو تم ٹھیک کہتی ہو— اسی نپے تلے حساب کی بدولت تو دنیا گھوم رہی ہے— پہلے دن سے جو طے ہو گیا کہ سورج فلاں وقت نکلیگا، فلاں وقت ڈوبیگا، سو ٹھیک اسی طرح سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے— جب آسمان کا قانون نپا تلا ہے تو پھر زمین کا قانون نپا تلا کیوں نہ ہو— اب اپنے آپ کو ہی لے لو... تم وقت سے با قاعدہ کرایہ ادا کر دیتی ہو— بالکل ٹھیک ٹھیک!

ایلینا : ادھار کی ہڈیا مجھ سے پکائی نہیں جاتی—

بیس سیمیونوف : بڑی تعریف کی بات ہے یہ، بڑی تعریف کی بات— اسی لئے تو سبھوں کی نظر میں تمہاری ساکھ ہے—

ایلینا : اچھا اب چل دی — آداب —

بیس سیمیونوف : آداب — (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے) خوب عورت ہے — خدا سمجھے! میرا بس چلے تو کل ہی نکال باہر کروں کم بخت کو —

اکولینا ایوانوونا : یہ تو بہت اچھا ہو پیوتر کے ابا —

بیس سیمیونوف : دوسری طرف یہ تو دیکھو جب تک وہ یہاں ہے ہم پیوتر پر نگاہ تو رکھہ سکتے ہیں — لیکن وہ اڑ گئی تو ظاہر ہے پیوتر اس کی بو سونگھتا ہوا پیچھے پیچھے ہو لیگا اور ہمارے پاس نہ ہونے سے اس کو چنگل میں دبوچ لینے کا اچھا موقع ہاتھہ آ جائیگا — اور یہ نہ بھولو کہ وہ اپنا کرایہ ادا کرنے میں بڑی کھری اور چوکس ہے — اگر کچھہ ٹوٹ پھوٹ جائے تو فوراً پیسے ادا کر دیتی ہے — ذرا حجت نہیں کرتی — ہونہہ... پیوتر... ظاہر ہے بڑا خطرہ ہے... بڑا خطرہ...

اکولینا ایوانوونا : ہو سکتا ہے اس کے سر میں شادی وادی کا سودا نہ ہو — ہو سکتا ہے وہ... بس... یونہی ذرا... تم خود ہی جانتے ہو —

بیس سیمیونوف : اگر ہمیں اس کا یقین ہو جائے تو دل پر سے پہاڑ ٹل جائے — پھر نہ کوئی دھڑکا رہے نہ ڈر — رنڈیوں کے کوٹھے جھانکتا پھرے اس سے اچھا یہی ہے کہ وہ گھر میں پڑا رہے —

(تاتیانا کے کمرے سے گھٹی گھٹی کراہ سنائی دیتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا (آہستہ سے) : اوہ!

بیس سیمیونوف (اسی آہستگی سے) : کیا ہے؟

اکولینا ایوانوونا (سانس روک کر آہستہ آہستہ بولتی ہے اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑاتی رہتی ہے جیسے کان کھڑے کرکے

کچھہ سننے کی کوشش کر رہی ہو): گلیارے سے آواز آئی، ہے نا؟

بیس سیمیونوف (زور سے): بلی ہوگی —

اکولینا ایوانوونا (جھجکتے ہوئے): پیوتر کے ابا، سنتے ہو، میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی تھی...

بیس سیمیونوف: تو پھر کہہ ڈالو نا —

اکولینا ایوانوونا: کیا خیال ہے تمہارا، آج تم نے پرچی‌خین کے ساتھہ ذرا زیادہ سختی برتی — ہے نا؟ وہ بڑا نیک آدمی ہے — کسی کا دل نہیں دکھاتا —

بیس سیمیونوف: کسی کا دل نہیں دکھاتا تو وہ برا نہیں مانیگا اور وہ مان بھی جائے تو ہم پر کون سے مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑینگے — اس کے دوست ہونے سے ہمارا سر تو اونچا ہو نہیں جاتا — (کراہ پھر سنائی دیتی ہے — ابکے ذرا زور سے) کون ہے، پیوتر کی ماں؟..

اکولینا ایوانوونا (گھبراتے ہوئے): نہ جانے کون... کون ہوگا... کیا، کون؟

بیس سیمیونوف (پیوتر کے کمرے میں جاتے ہوئے): کوئی ہے یہاں؟ پیوتر!

اکولینا ایوانوونا (خوف سے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے): پیوتر! پیوتر!

تاتیانا (گھٹی گھٹی آواز سے پکارتی ہے): بچاؤ مجھے! اماں! بچاؤ مجھے! بچاؤ مجھے! (بیس سیمیونوف اور اکولینا ایوانوونا پیوتر کے کمرے سے نکلتے ہیں اور ایک لفظ کہے بنا تاتیانا کے کمرے کی طرف دوڑتے ہیں، ایک آن کو دروازے پر رکتے ہیں، جیسے ڈر رہے ہوں، پھر ایک ساتھہ ہی پٹ کھول دیتے ہیں — تاتیانا کی چیخ پکار ان کا خیرمقدم کرتی ہے) اوہ، اوہ... ہائے کلیجہ پھنکا جا رہا ہے! پانی! پانی! بچاؤ مجھے!

اکولینا ایوانوونا (کمرے سے باہر بھاگتی ہے اور گلیارے میں چیختی ہے): یا الٰہی! لوگو دوڑو! پیوتر!

(تاتیانا کے کمرے سے بیس‌سیمیونوف کی آواز سنائی دیتی ہے: ''میری بیٹی یہ تو نے کیا کر لیا؟ کیا کیا تو نے؟ تجھے ہوا کیا ہے، میری بچی؟'')

تاتیانا: پانی... میں مر رہی ہوں... سب کچھ پھنکا جا رہا ہے — ہائے اللہ!

اکولینا ایوانوونا: جلدی! جلدی آؤ! مدد!

بیس سیمیونوف (کمرے کے اندر سے): ڈاکٹر کو بلاؤ! جلدی!

پیوتر (دوڑتا ہوا آتا ہے): بات کیا ہوئی؟ کیا قصہ ہے؟

اکولینا ایوانوونا (اس کی آستین پکڑتے ہوئے ہانپتی ہے): تاتیانا... وہ مر رہی ہے!

پیوتر (چھڑاتے ہوئے): مجھے چھوڑو!

تیتی‌ریف (جیکٹ پہنتے ہوئے اندر آتا ہے): کیا ہوا؟ کہیں آگ لگ گئی؟

بیس سیمیونوف: ڈاکٹر! پیوتر دوڑ کر ڈاکٹر کو بلاؤ! اس سے پچیس روبل کا وعدہ کر لینا!

پیوتر (تاتیانا کے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اور تیتی ریف سے بات کرتے ہوئے): ڈاکٹر! بھاگ کر جاؤ ڈاکٹر کو لے آؤ! اس سے کہنا — زہر... ایک جوان لڑکی... نوشادر... جلدی، جلدی!

(تیتی‌ریف دوڑتا ہوا گلیارے میں جاتا ہے —)

استپانیدا (دوڑتی ہوئی آتی ہے): اے میرے اللہ!

تاتیانا: پیوتر! میں پھنک رہی ہوں — ہائے مری! میں مرنا نہیں چاہتی! بچاؤ مجھے! پانی!

پیوتر: کتنا پی لیا تم نے؟ کب پیا تم نے؟ بولو!

بیس سیمیونوف: میری بیٹی! میری گڑیا!

اکولینا ایوانوونا: ہائے یہ تو نے کیا کر لیا! ہائے میری ننھی منی فاختہ!

پیوتر: چلی جاؤ اماں — ان کو لے جاؤ استپانیدا — میں کہتا ہوں چلی جاؤ — (ایلینا دوڑتی ہوئی تاتیانا کے کمرے میں آتی ہے) اماں کو لے جاؤ —

(ایک ادھیڑ عورت آتی ہے اور دروازے میں کھڑی ہو جاتی ہے، ادھر ادھر دیکھتی ہے اور اپنے آپ سے بات کرنے لگتی ہے —)

ایلینا (اکولینا ایوانوونا کو تاتیانا کے کمرے سے باہر لے جاتی ہے اور سرگوشیوں میں بولتی ہے): سب ٹھیک ہے، جی ہلکان نہ کرو، کوئی ایسی بات نہیں —

اکولینا ایوانوونا: میری دولت! میری جان کی ٹکڑی! میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟ کیا میں نے اس کو ستایا تھا؟

ایلینا: سب ٹھیک ہو جائیگا — ڈاکٹر کے آنے کی دیر ہے، سب ٹھیک ہو جائیگا — ہائے کیسی بپتا ہے، کیسی آفت ہے!

ادھیڑ عورت (اکولینا ایوانوونا کا دوسرا بازو پکڑتے ہوئے): جی نہ ہارو — اس سے بھی بری باتیں ہوتی ہیں دنیا میں — سوداگر سیتانوف کو ہی لے لو... گھوڑے نے ایسی دولتی جمائی کہ بیچارے کا بھرکس نکل گیا...

اکولینا ایوانوونا: میری پیاری بچی، میری دولت — میں کیا کروں گی اب؟ میری اکلوتی بچی — (اسے باہر لے جاتی ہے —)

(تاتیانا کی چیخوں کے ساتھ ساتھ اس کے باپ کی بھاری آواز اور پیوتر کی گھبراہٹ بھری باتیں سنائی دیتی ہیں —

کوئی کرسی الٹ جاتی ہے — پلیٹوں کے بجنے کی آواز آتی ہے، پلنگ کے اسپرنگ بولتے ہیں اور دھم سے کسی تکئے کے گرنے کی آواز آتی ہے — بار بار استپانیدا کمرے سے دوڑتی ہوئی نکلتی ہے — کبھی پیالی جھپٹتی ہے اور کبھی پلیٹ — اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں — آنکھیں نکلی پڑ رہی ہیں، منہ کھلا ہوا ہے — ہر بار وہ کوئی نہ کوئی چیز توڑ دیتی ہے — دروازے میں کئی چہرے، منہ کھولے دکھائی دیتے ہیں — لیکن کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ کمرے کے اندر آ جائے — ایک لڑکا جو گھروں کی رنگائی کرنے والے کے یہاں کام کرتا ہے اچھل کر اندر آتا ہے، تاتیانا کے کمرے میں جھانکتا ہے اور دوڑتا ہوا واپس آتا ہے اور زور زور سے سرگوشی کے انداز میں اعلان کرتا ہے ''دم توڑ رہی ہے!،، سڑک سے باجے کی آواز آتی ہے لیکن فوراً بند ہو جاتی ہے — گلیاری سے بات چیت کی ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ سنائی دیتی ہے ''مار ڈالا اسے؟،، ''کس نے؟،، ''اس کے باپ نے —،، ''اس نے دھمکایا تھا —'بٹیا ذرا سنبھال کے قدم اٹھانا، اس نے کہا —،، ''سر پر —،، ''جانتی ہو کاہے سے مارا؟،، ''جھوٹ ہے — اس نے آپ ہی اپنا گلا کاٹ لیا —،، عورت کی آواز سنائی دیتی ہے ''کیا بیاہی تھی؟،، کوئی زبان سے ہمدردی کی آواز نکالتا ہے — ادھیڑ عورت بیس سیمیونوف کے کمرے سے نکلتی ہے، میز کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک روٹی جھپٹتی ہے اور شال کے اندر چھپا لیتی ہے اور ہجوم میں مل جاتی ہے —)

ادھیڑ عورت : ھش! مر رہی ھے —
مرد کی آواز: اس کا نام کیا ھے؟
ادھیڑ عورت: لیزا —
عورت کی آواز: آخر اس نے یہ کیا کیوں؟
ادھیڑ عورت: بہت دنوں پہلے کی بات ھے —— اس نے کہا ''لیزا...،، —

(ھجوم میں حرکت ھوتی ھے — ڈاکٹر اور تیتی‌ریف اندر آتے ھیں — ڈاکٹر سیدھے تاتیانا کے کمرے میں جاتا ھے، نہ ھیٹ اتارتا ھے نہ کوٹ — تیتی‌ریف کمرے میں جھانکتا ھے اور تیوری پر بل ڈالے ھوئے چلا جاتا ھے — بیمار کے کمرے سے آھیں، کراھیں، لوگوں کی آوازیں، قدموں کی آھٹ سنائی دیتی ھے — بیس سیمیونوف کے کمرے سے اکولینا ایوانوونا کی چیخ پکار سنائی دیتی ھے: ''مجھے جانے دو! مجھے اس کے پاس جانے دو!،، گلیارے میں ھجوم کی بھنبھناھٹ میں اب صاف باتیں بھی سنائی دیتی ھیں: ''بڑا بھاری بھرکم آدمی ھے!،، ''وہ گویا ھے،،... ''ھاں، ھاں، بھجن منڈلی کا گویا ھے!،،)

تیتی‌ریف (گلیارے کی طرف جاتے ھوئے): یہاں کیا کر رھے ھو تم لوگ؟ بھاگ جاؤ یہاں سے تم سب!
ادھیڑ عورت (دروازے پر): جاؤ بھلے لوگو، جاؤ یہاں سے — اس سے تمہیں کیا — تمہیں اس سے کیا لینا دینا —
تیتی‌ریف: تم کون ھو؟ تم کیا چاھتی ھو؟
ادھیڑ عورت: میں کنجڑن ھوں —— ھری پیاز، کھیرے...
تیتی‌ریف: تم یہاں کیا کر رھی ھو؟

ادھیڑ عورت : میں جا رہی تھی ذرا سیمیا گینا کے گھر —— وہ میرے بیٹے کی دینی ماں ہے...

تیتی ریف : میں پوچھتا ہوں یہاں کیا جھک مار رہی ہو؟

ادھیڑ عورت : وہ میں ادھر سے جا رہی تھی تو میرے کان میں کچھ چیخ پکار پڑی... سوچا شاید آگ لگی ہو...

تیتی ریف : پھر؟

ادھیڑ عورت : اور اندر چلی آئی— ذرا دیکھوں تو کیا بپتا پڑی ہے...

تیتی ریف : چلو راستہ ناپو— نکل جاؤ یہاں سے تم سب!

استپانیدا (تیتی ریف کے پاس آتے ہوئے) : ایک بالٹی پانی لے آؤ... پھرتی پھرتی!

(سفید داڑھی والا ایک بڈھا جس کے چہرے پر رومال بندھا ہوا ہے، دروازے سے جھانکتا ہے، تیتی ریف کی طرف آنکھ مارتا ہے اور کہتا ہے ''عورت نے روٹی مار لی تمہاری میز سے، خبر ہے!،، تیتی ریف گلیارے میں بڑھتا ہے اور لوگوں کو دھکیل کر سڑک پر نکلتا ہے— شور اور ہنگامہ — ایک لڑکا چلاتا ہے ''آچھیں!،، کوئی ہنستا ہے — کوئی بگڑ کر کہتا ہے ''اے دھکا مت دو!،،)

تیتی ریف (غائب) : نکلو باہر! جلدی!

پیوتر (دروازے سے سر نکالتے ہوئے) : خاموش! (کمرے کے اندر واپس چلا جاتا ہے) ابا جائیے — اماں کو آپ کی ضرورت ہے — جائے جائے — (ہال میں پکارتا ہے) کسی کو اندر نہ آنے دو!

(بیس سیمیونوف ڈگمگاتا ہوا تاتیانا کے کمرے سے نکلتا ہے— میز کے پاس پہنچ کر ایک کرسی میں دھنس جاتا ہے

اور چند لمحے تک یونہی خلا میں بجھی بجھی آنکھوں سے گھورتا رہتا ہے — اٹھتا ہے اور اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے جہاں سے اکولینا ایوانوونا اور ایلینا کے بولنے کی آواز آ رہی ہے —)

اکولینا ایوانوونا : جیسے مجھے اس سے محبت نہیں! جیسے میں نے اس کو کلیجے سے لگا کر نہیں رکھا!

ایلینا : جی سنبھالو —

اکولینا ایوانوونا : پیوتر کے ابا! ہائے پیوتر کے ابا — کیا...

(دروازے کے بند ہونے سے بات کٹ جاتی ہے — اب بڑا کمرہ خالی ہے — بائیں طرف بیس‌سیمیونوف کے کمرے سے پھنسی پھنسی آوازیں سنائی دیتی ہیں — دائیں طرف سے تاتیانا کی کراہ، دھیمی دھیمی آواز میں باتیں اور اس کی تیمارداری کرنے والوں کا شور سنائی دیتا ہے — تیتی‌ریف بالٹی میں پانی اٹھا لاتا ہے — دروازے کے پاس بالٹی رکھتے ہوئے بڑی احتیاط سے دستک دیتا ہے — استپانیدا دروازہ کھولتی ہے اور بالٹی لے لیتی ہے — وہ بڑے کمرے میں آتی ہے اور پیشانی سے پسینہ پونچھتی ہے —)

تیتی‌ریف : کہو؟

استپانیدا : لگتا ہے سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا —

تیتی‌ریف : ڈاکٹر نے کہا؟

استپانیدا : ہاں، ہاں! اوہ ہو! (ہاتھ جھٹکتی ہے) وہ کہتا ہے کہ ماں باپ کو اندر نہ آنے دو —

تیتی‌ریف : اس کا حال کچھ بہتر ہے؟

استپانیدا : کون جانے؟ اس نے ہائے وائے تو بند کر دی ہے — اس کا منہ کیا ہے ہلدی —اور آنکھیں یہ بڑی بڑی نکل آئی ہیں...

مردے کی طرح پڑی ہے — (ملامت کے انداز میں) میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا... کہتے کہتے گلے میں کانٹے پڑ گئے کہ اس کے لئے بر ڈھونڈ لاؤ کہیں سے — میں کہوں —— اس کا مرہم میاں ہے میاں! پر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور لو اب آگے آئی، جیسا کیا ویسا بھگتو — گویا بنا میاں کے لڑکی اتنے دنوں یونہی بیٹھی رہتی — اور پھر اللہ پر اعتقاد نہیں لڑکی کا — دعانماز سے کچھہ مطلب نہیں! لو اور نہ کرو دعا نماز... اب بھگتو!

تیتی‌ریف: بند کرو اپنی کائں کائں —

ایلینا (اندر آتے ہوئے): کیسی ہے؟

تیتی‌ریف: میں نہیں جانتا — ڈاکٹر کا خیال ہے کوئی خطرہ نہیں —

ایلینا: اس کے ماں باپ کو کیسا کچوکا لگا ہے! ان کے لئے کتنا دل کڑھتا ہے میرا —

(تیتی‌ریف کچھہ نہیں کہتا — صرف کندھے جھٹکاتا ہے—)

استپانیدا (کمرے سے بھاگتے ہوئے): ہائے خدا کی مار! لو میں تو چولہا جلتا چھوڑ آئی تھی —

ایلینا: آخر اس نے یہ کیا کیوں؟ آخر قصہ کیا ہوا؟ بیچاری تاتیانا! ضرور بڑا دکھہ پہنچا ہوگا اسے! (منہ بسورتی ہے اور کندھے جھٹکاتی ہے) کیوں تمہارا بھی یہی خیال ہے نا؟

تیتی‌ریف: میں نہیں جانتا — میں نے پینے کو سب کچھہ پیا ہے — مگر نوشادر کا پانی نہیں پیا —

ایلینا: یہ کوئی ہنسی دل لگی کا وقت ہے؟

تیتی‌ریف: میں ہنسی دل لگی نہیں کر رہا ہوں —

ایلینا (پیوتر کے کمرے تک جاتی ہے اور دروازے سے جھانکتی ہے): کیا پیوتر... پیوتر واسیلی‌وچ... اب تک اس کے کمرے میں ہے؟

تیتی‌ریف: اگر باہر نہیں نکلا تو وہیں ہوگا —

ایلینا (سوچتے ہوئے): میں سوچ سکتی ہوں اس کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی — جب کبھی میں... جب کبھی میں... اس قسم کی چیز دیکھتی ہوں... اوہ میں بلاؤں سے، مصیبتوں سے نفرت کرتی ہوں!

تیتی‌ریف (مسکراتے ہوئے): واہ کمال کر دیا!

ایلینا: تمہاری کھوپڑی میں کچھہ گھسا بھی کہ میرا مطلب کیا ہے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بلاؤں کو زمین پر دے ماروں اور پیروں تلے روند ڈالوں —— کچل کچل کر مار ڈالوں!

تیتی‌ریف: کیا؟ بلائیں؟

ایلینا: ہاں — میں بلاؤں سے نہیں ڈرتی — میں بلاؤں سے نفرت کرتی ہوں — میرا جی چاہتا ہے خوش رہوں، مگن رہوں، میرے چاروں طرف لوگ ہی لوگ ہوں اور میں ہمیشہ نت نئی دھن میں لگی رہوں — مجھے اپنی اور دوسروں کی زندگی کو سہانا بنانے کا گر آتا ہے —

تیتی‌ریف: لو یہ تو کمال سے بھی زیادہ کمال ہو گیا!

ایلینا: ایک بات اور —— تمہیں بتائے دیتی ہوں: میرا دل بڑا پتھر ہے! مجھے پھوٹے کرم کے لوگ ایک آنکھہ نہیں بھاتے — بعض لوگ ہیں جن کا نصیبہ پھوٹا ہوا ہے اور وہ ہمیشہ پھوٹا رہیگا چاہے تم ادھر کی دنیا ادھر کر دو — اگر تم ان کے سر پر سورج کا تاج بھی ڈال دو تو بھی کچھہ نہ ہوگا —— اور سوچو اس سے بڑھیا تاج اور کون سا ہوگا —— ہاں پھر بھی وہ ٹھنڈی سانس بھرتے پھرینگے: ''آہ، میں بڑا بدنصیب ہوں! ہائے میرا کوئی نہیں — کوئی بھی مجھے نہیں چاہتا — زندگی کیا ہے وبال ہے! آہ! ہائے! وائے!،، جب کبھی میری مڈ بھیڑ کسی ایسے روگی سے ہو جاتی ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس پر بدنصیبی کے اور دس ہزار پتھر برسا دوں —

تیتی‌ریف : اچھی مادام! سنو! میں بھی ایک جرم کا اقرار کرنا چاہتا ہوں : میں عورتوں کا فلسفہ بگھارنا برداشت نہیں کر سکتا — لیکن جب تم فلسفہ بگھارتی ہو تو میرا جی چاہتا ہے کہ بڑھ کر تمہارا ہاتھ چوم لوں —

ایلینا (تریاہٹ کے ساتھ) : میرا ہاتھ، بس؟ اور صرف اس وقت جب میں فلسفیانہ باتیں کروں؟ (اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے) اوہ اللہ بچائے! میں کر کیا رہی ہوں؟ ہنسی... مذاق... جبکہ وہاں کسی کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں...

تیتی‌ریف (بیس‌سیمیونوف کے دروازے کی طرف سر سے اشارہ کرتے ہوئے) : اور وہاں بھی — جدھر بھی تم انگلی اٹھاؤ لوگوں پر قیامت گزر رہی ہے — واقعی لوگوں کو بڑی بری لت پڑ گئی ہے —

ایلینا : لیکن لوگ واقعی مصیبت جھیلتے ہیں —

تیتی‌ریف : ہاں ہاں، کیوں نہیں —

ایلینا : اس لئے ان پر ترس کھانا چاہئے —

تیتی‌ریف : ہمیشہ نہیں — اور شاید کبھی بھی نہیں — ان پر ترس کھانے سے کہیں اچھا ہے کہ ان کے کام آیا جائے —

ایلینا : تم ہر ایک کے کام تو آنے سے رہے — اور تم کسی پر ترس نہیں کھا سکتے تو اس کے کام بھی نہیں آ سکتے —

تیتی‌ریف : خانم، میں اس نظر سے دیکھتا ہوں : مصیبتیں خواہش سے پیدا ہوتی ہیں اور خواہش دو قسم کی ہوتی ہے — ایک خواہش وہ جو سر آنکھوں پر — دوسری وہ جو اس لائق نہیں — ایسے آدمی کے کام آنا چاہئے جس کی خواہش اسے نکھارتی ہے، مضبوط بناتی ہے، جو اس کے دل کو پاک کرتی ہے اور اسے جانوروں سے بلند کرتی ہے —

ایلینا (اس کی بات نہیں سنتی) : شاید... شاید تم ٹھیک کہتے ہو — مگر وہاں اندر کیا ہو رہا ہے؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ

سو گئی ہے؟ کیسا سناٹا ہے — وہ کھسر پھسر کر رہے ہیں — بڑے میاں اور بڑی بی بھی اپنے کونے میں چھپ گئے ہیں — کتنی عجیب بات ہے! یکایک —— شور، بھاگ دوڑ، چیخ پکار، آہ اور کراہ! اور پھر اسی طرح اچانک —— کوئی سناٹا سا سناٹا ہے — ایک پتہ نہیں ہلتا —

تیتی‌ریف: اسی کو کہتے ہیں زندگی — لوگ چیختے چیختے تھک جاتے ہیں — تھک جاتے ہیں تو سستانے لگتے ہیں — سستا لیتے ہیں تو پھر چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں — اس گھر میں ہر چیز بڑی جلدی خاموش ہو جاتی ہے —— درد کی چیخ بھی اور قہقہوں کے پٹاخے بھی — صدمہ کیا ہے، گدلے جوہڑ پر پتھر... وہی گھسا پٹا، روز مرہ کا گھٹیا تماشا... اور یہی گھٹیا بات یہاں سب کچھ ہے —— چاہے بات فتح کی ہو یا غصے کی —

ایلینا (سوچتے ہوئے): اچھے دن تھے میرے جب میں جیل میں رہتی تھی — میرا میاں جواری تھا — وہ پیتا پلاتا بھی تھا اور آئے دن شکار کو بھی جاتا تھا — ہمارا شہر دور دراز تھا... اور وہاں زیادہ تر لوگ بڑے بےرنگ تھے، بڑے بےکیف! مجھے چھٹی ہی چھٹی رہتی تھی — لیکن میں کہیں نہ جاتی اور قیدیوں کے سوا اور کسی سے نہ ملتی — وہ مجھے چاہتے تھے — ان کو جاننے کی دیر ہے — بڑے مزیدار اور دلچسپ لوگ ہوتے ہیں یہ — بہت ہی پیارے اور سیدھے سادے — سچ بڑے بھولے بھالے، بڑے سیدھے — کبھی کبھی جب ان کو دیکھتی تو دل نہ مانتا کہ یہ چور ہیں، خونی ہیں، بھانت بھانت کے مجرم ہیں — ایک مرتبہ ایک خونی سے میں نے کہا ''کیا تم نے سچ مچ کسی کو قتل کیا ہے؟،، ''ہاں، ایلینا نکولائی‌ونا،، اس نے کہا ''ہاں میں نے قتل کیا — چارہ ہی کیا ہے —،، اور مجھے لگا کہ اس نے —— اس قاتل نے —— کسی دوسرے کا گناہ اپنے سر منڈھ لیا ہے — مجھے لگا یہ تو کسی اور کا پھینکا

ہوا پتھر ہے — میں ان کے لئے کتابیں خرید کر لایا کرتی — میں نے ان کی کوٹھریوں میں تاش اور چوسر کا انتظام کر دیا — میں ان کو تمباکو بھی دیتی، تھوڑی سی شراب بھی — جب وہ ہوا کھانے کے لئے باہر نکالے جاتے تو وہ گیند اور گلی ڈنڈا کھیلتے — وہ بالکل بچوں کی طرح تھے — جب کبھی میں انہیں ہنسانے والی کہانیاں سناتی تو ان کے قہقہوں سے چھتیں اڑ جاتیں ... وہ بچوں کی طرح ہنستے — میں نے چند گانے والی چڑیاں اور پنجرے خریدے — اور ایک ایک پنجرا ہر کوٹھری میں ڈال دیا — وہ اپنی چڑیوں کو اتنا ہی چاہتے تھے جتنا مجھے — وہ مجھے بھڑکیلے کپڑوں میں دیکھ کر بچھ سے جاتے — یہی کوئی لال شلوکہ یا بسنتی لہنگا — یہ لوگ بھڑکتے چمکتے دھکتے ہوئے رنگ پر جان دیتے ہیں — میں ان کی خاطر جان کر کپڑے پہنا کرتی تھی — (ٹھنڈی سانس لیتی ہے) ان کے ساتھ زندگی بڑی سہانی تھی — تین برس بیت گئے اور مجھے پتہ بھی نہ چلا — جب میرے میاں کو گھوڑے نے دوسری دنیا میں پہنچا دیا تو میں نے اس کے مرنے کا اتنا سوگ نہ منایا جتنا کہ جیل چھوڑنے کے خیال سے روئی — افسوس! قیدیوں کا دل بھی بہت کڑھا — (کمرے میں نظر دوڑاتی ہے) یہاں کی زندگی تو وہاں کی گرد بھی نہیں — اس گھر پر ... کوئی... کوئی نحوست سی نحوست برستی ہے — یہاں رہنے والے برے نہیں... یہ کچھ اور ہے — لو میں کس دھارے میں بہہ گئی... دل بیٹھا جا رہا ہے — یہاں میں اور تم جھک جھک کر رہے ہیں اور اس کمرے میں ایک عورت شاید موت کی ہچکی لے رہی ہو —

تیتی ریف (سکون سے) : اور ہمیں اس کا افسوس نہیں —

ایلینا (جلدی سے) : کیا تمہیں افسوس نہیں؟

تیتی ریف : نہیں — اور تمہیں بھی غم نہیں —

ایلینا : نہیں مجھے غم نہیں — میں جانتی ہوں یہ برا ہے —

لیکن مجھے کچھہ ایسا لگتا ہے کہ یہ بات بری نہیں — کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے: آدمی جانتا ہے کہ یہ بات بری ہے لیکن اسے یہ بات بری نہیں لگتی — یہ بات عجیب لگیگی، مگر اس پر... پیوتر واسیلی‌وچ پر زیادہ افسوس آتا ہے، مجھے اس پر بہت زیادہ افسوس ہوتا ہے — یہاں اس کی جان پر بن آئی ہے، ہے نا؟

تیتی‌ریف: یہاں ہر شخص کی جان پر بن آئی ہے —

پولیا (آتی ہے): ارے!

ایلینا (اچھلتی ہے اور اس کے پاس جاتی ہے): ہش! کچھہ جانتی ہو کیا گل کھلا ہے؟ تاتیانا نے زہر کھا لیا!

پولیا: کی — یا؟

ایلینا: ہاں اس نے زہر کھا لیا — ڈاکٹر اور اس کا بھائی دونوں وہیں ہیں اس وقت —

پولیا: مر رہی ہے؟ کیا مر جائیگی؟

ایلینا: کون جانے —

پولیا: آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیا اس نے کچھہ بتایا؟

ایلینا: نہیں جانتی — شاید نہیں بتایا کچھہ —

پیوتر (دروازے سے سر نکال کر جھانکتا ہے): ایلینا نکولائی‌ونا، ذرا ایک منٹ — (ایلینا لپک کر جاتی ہے —)

پولیا (تیتی‌ریف سے): تم اس طرح مجھے کیوں گھور رہے ہو؟

تیتی‌ریف: تم نے کتنی بار یہی ایک بات پوچھی ہے مجھہ سے؟

پولیا: کیوں نہیں... اگر تم اسی طرح گھورتے رہو تو میں کیوں نہ پوچھوں — تم آخر اس طرح کیوں گھورتے ہو؟ (اس کے پاس جاتی ہے اور سختی سے پوچھتی ہے) کیا تم سمجھتے ہو میں قصوروار ہوں؟

تیتی‌ریف (ہلکی ہنسی کے ساتھہ): کیا تمہارا دل تمہیں گنہگار ٹھہراتا ہے؟

پولیا : مجھے ایسا لگتا ہے کہ میری بیزاری تم سے روز بروز بڑھتی جاتی ہے ... ہاں میرا دل یہ کہتا ہے! لیکن بتاؤ یہ سب ہوا کیسے؟

تیتی‌ریف : کل اسے ذرا سا دھکا لگا، اس کے پیر پہلے ہی لڑکھڑا رہے تھے، اس لئے آج وہ گر گئی — بس —

پولیا : یہ سچ نہیں ہے!

تیتی‌ریف : کیا سچ نہیں؟

پولیا : میں جانتی ہوں تم کاہے کی طرف اشارہ کر رہے ہو — لیکن یہ سچ نہیں ہے — نیل...

تیتی‌ریف : نیل؟ نیل کو اس سے کیا لینا دینا؟

پولیا : کچھہ بھی نہیں... اور نہ مجھے... ہم میں سے کسی کو نہیں — تم... لیکن تم غلطی پر ہو — تم سمجھتے ہو یہ ہمارا قصور ہے — پر ہم کیا کر سکتے تھے؟ میں اس سے محبت کرتی ہوں اور وہ مجھہ سے محبت کرتا ہے — بہت دنوں سے یہ چنگاری سلگ رہی ہے —

تیتی‌ریف (گمبھیر) : میں تم پر ذرا الزام نہیں دھرتا — تم خود ہی قصوروار محسوس کرتی ہو اور صفائی پیش کرتی ہو — آخر تم صفائی کیوں پیش کرو؟ میں تم کو چاہتا ہوں... آخر کون تھا وہ جس نے تم سے بار بار ہٹ دھرمی سے کہا کہ تم اس گھر سے چلی جاؤ، اس گھر سے دور رہو؟ اس گھر میں کوئی ایسی بات ہے جو روح میں زہر گھولتی رہتی ہے — میں نے ہی تم سے یہ سب کہا —

پولیا : تو؟

تیتی‌ریف : کچھہ نہیں — میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر تم میری بات پر کان دھرتیں تو تمہیں اس عذاب سے نہ گزرنا پڑتا جس سے اس وقت گزر رہی ہو — بس اور کیا —

پولیا : اچھا — لیکن اس نے ایسی حرکت کیوں کی؟ کیا اس کی جان خطرے میں ہے؟ کیا کھایا اس نے؟

تیتی‌ریف : جانے مری بلا —

(پیوتر اور ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلتے ہیں —)

پیوتر : جاؤ اور جا کر ایلینا نکولائی‌ونا کی مدد کرو، پولیا —

تیتی‌ریف (پیوتر سے) : کیسی ہے؟

ڈاکٹر : کوئی خطرے کی بات نہیں — اگر مریضہ کی طبیعت میں اتنا ہیجان نہ ہوتا تو اس پر کوئی برا اثر نہ ہوتا — اس نے بہت کم پیا — ذرا سی آنت جلی ہے — کچھہ اس کے پیٹ میں بھی پہنچ گیا لیکن اس نے فوراً ہی اگل دیا —

پیوتر: آپ تھک گئے ہونگے ڈاکٹر — بیٹھہ جائیے—

ڈاکٹر : شکریہ — کوئی ایک آدھہ ہفتہ نڈھال رہیگی — کل کی بات ہے — بڑا ہی دلچسپ کیس تھا — ایک بدمست رنگ‌ساز نے بیئر کے بدلے پورا گلاس وارنش کا چڑھا لیا —

(بیس‌سیمیونوف اپنے کمرے کا دروازہ کھولتا ہے اور ایک لفظ کہے بنا وہاں کھڑا رہتا ہے اور ڈاکٹر کو مایوس نظروں سے دیکھتا ہے —)

پیوتر : مت گھبرائے ابا — کوئی خطرہ نہیں ہے —

ڈاکٹر : ہاں کوئی خطرہ نہیں — میں یقین دلاتا ہوں — دو تین دن کی بات ہے — لڑکی چلنے پھرنے لگیگی —

بیس‌سیمیونوف : سچ کہتے ہو ڈاکٹر؟

ڈاکٹر : بے شک —

بیس‌سیمیونوف : شکریہ — اگر سچ کہتے ہو، اگر یہ سچ ہے

کہ کوئی خطرہ نہیں، تو میں تمہارا شکرگزار ہوں — پیوتر... ار... یہاں آؤ...

(پیوتر اس کے پاس جاتا ہے — دونوں کمرے کے اندر غائب ہو جاتے ہیں — کمرے سے کھسر پھسر اور سکوں کے بجنے کی آواز سنائی دیتی ہے —)

تیتی ریف (ڈاکٹر سے): ہاں پھر اس رنگ ساز کا کیا حشر ہوا؟

ڈاکٹر: ایہہ؟ کیا؟

تیتی ریف: رنگ ساز —— آخر اس کا کیا ہوا؟

ڈاکٹر: وہ؟ اوہ کچھہ بھی نہیں، ہوتا کیا — اچھا ہو گیا — اوہ... ایسا جان پڑتا ہے میں نے تم کو کہیں دیکھا ہے؟ ہے نا؟

تیتی ریف: شاید —

ڈاکٹر: تمہیں میعادی بخار ہوا تھا اور تم ہسپتال میں تھے —— ہے نا؟

تیتی ریف: تھا تو —

ڈاکٹر (اطمینان کی سانس لیتا ہے): دیکھا؟ مجھے یقین تھا کہ میں نے تم کو کہیں دیکھا ہے — ذرا ٹھہرو... پچھلی بہار میں، ہے نا ٹھیک؟ لگتا ہے مجھے تو تمہارا نام بھی یاد ہے...

تیتی ریف: اور مجھے بھی آپ یاد ہیں —

ڈاکٹر: اچھا، یاد ہوں؟

تیتی ریف: جی ہاں — میں جب اچھا ہونے لگا تو میں نے آپ سے کہا کہ میرا راشن بڑھا دیجئے اور آپ نے منہ بنایا اور کہا ''میاں شکر کرو جو اتنا مل جاتا ہے — دنیا تمہارے جیسے اٹھائی گیروں اور شرابیوں سے بھری پڑی ہے —''

ڈاکٹر (ہکابکا): لیکن وہ تو... وہ تو... میں معافی چاہتا

ہوں... لیکن آپ کا... آپ کا نام... میرا مطلب ہے... میں ہوں ڈاکٹر نکولائی تروئےروکوف اور...

تیتی‌ریف (اس کے پاس جاتے ہوئے): اور میں ہوں لال بجھکڑ تیرینتی، لال پری کا عاشق — (ڈاکٹر پیچھے ہٹ جاتا ہے) ڈرئے مت — میں آپ کو ستاؤنگا نہیں —

(تیتی‌ریف اس کے پاس سے ٹہلتا ہوا گلیارے میں چلا جاتا ہے — ڈاکٹر منہ کھولے ہوئے اسے دیکھتا رہ جاتا ہے اور ہیٹ سے خود کو پنکھا جھلتا ہے — پیوتر داخل ہوتا ہے —)

ڈاکٹر (بھٹکتی ہوئی نظروں سے گلیارے کی طرف دیکھتا ہے): اچھا میں چل دیا — لوگ میرا انتظار کر رہے ہونگے — اگر وہ پھر درد کی شکائت کرے تو یہ دوا پلا دیجئے — لیکن اب زیادہ درد نہ ہوگا — آداب عرض — اوہ... ارے... وہ صاحب جو ابھی ابھی یہاں تھے... نرالے آدمی ہیں — کیا وہ... ار... رشتہ‌دار ہیں؟

پیوتر: نہیں، کرایہ دار —

ڈاکٹر: اچھا — بہت خوب، بہت ہی انوکھا — آداب عرض ہے — شکریہ —

(پیوتر اس کو چھوڑنے چلا جاتا ہے — بیس‌سیمیونوف اور اکولینا ایوانوونا اپنے کمرے سے نکلتے ہیں اور دبے پاؤں تاتیانا کے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں —)

بیس‌سیمیونوف: ٹھہرو — اندر نہ جاؤ — ذرا آواز نہیں — شاید سو رہی ہے — اس کو جگانا نہیں چاہئے — (اکولینا ایوانوونا کو کونے میں رکھے ہوئے صندوق کی طرف لے جاتا ہے) اچھا، پیوتر کی ماں، ہمیں یہ خوشی کا دن بھی دیکھنا تھا! کتنی باتیں بنینگی، کتنی

چه میگوئیاں ہونگی — اب یہ کلنک کا ٹیکہ کبھی مٹائے نہ مٹیگا ماتھے سے!

اکولینا ایوانوونا: شرم کرو، پیوتر کے ابا — کیسی باتیں منہ سے نکال رہے ہو؟ وہ اچھی ہو جائے بس اور کچھہ نہ چاہئے — لوگ باتیں بنا بنا کر اپنی زبان گھسیں تو گھسیں — ان کا جی چاہے بیچ چوراہے پر ڈنکا پیٹیں، سنائیں لوگوں کو، کریں اپنا کلیجہ ٹھنڈا —

بیس‌سیمیونوف: ہاں — بیشک! تم ٹھیک کہتی ہو — بس ذرا... چ چ چ چ! دیکھتی نہیں؟ ہماری ناک کٹ گئی!

اکولینا ایوانوونا: ناک کٹ گئی! کیوں؟

بیس‌سیمیونوف: ہماری اپنی بیٹی اور زہر کھائے! اس سے میری اور تمہاری مٹی کیسی پلید ہوئی؟ ہم نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟ ہم اس کے ساتھہ کیسا سلوک کرتے تھے؟ کیا ہم درندے تھے؟ لوگ ہمارے بارے میں جانے کیسی کیسی کہانیاں گھڑینگے — مجھے پروا نہیں — میں اپنے بچوں کے لئے کچھہ بھی برداشت کر سکتا ہوں — لیکن میں ایسا کروں کیوں؟ میں نے آخر کیا کیا ہے جس کا یہ انعام ہے؟ اسی لئے میں جاننا چاہتا ہوں — میرے بچے! کیا مجال جو منہ سے گھنگھنیاں تھوک دیں — ان کے دل پر کیا بیت رہی ہے کیا مجال جو بتا دیں — میں تہ تک پہنچ نہیں سکتا — اور یہی بات مجھے مارے ڈالتی ہے —

اکولینا ایوانوونا: جانتی ہوں — میرا دل بھی دکھتا ہے — آخر میں ان کی ماں ہوں — دن رات میں ان کے لئے گھلتی مرتی رہتی ہوں، پر کیا مجال جو ان کے منہ سے ایک بھلی بات نکل جائے، جانتی ہوں — بات اتنی بری نہ ہوتی اگر وہ اچھے اور خوش ہوتے — پر یہ بھی ہونا ہی تھا!

پولیا (تاتیانا کے کمرے سے نکلتے ہوئے): ہش! ذرا آنکھہ لگ گئی ہے —

بیس‌سیمیونوف (اٹھتے ہوئے) : کیسی ہے؟ کیا ہم اندر جائیں، دیکھیں؟

اکولینا ایوانوونا : میں بالکل چوں بھی نہیں کرونگی! بس اس کے ابا اور میں؟

پولیا : ڈاکٹر نے کہا کہ کوئی اس کے پاس نہ آئے —

بیس‌سیمیونوف (شک سے) : تم کیسے جانو؟ تم ڈاکٹر سے کب ملیں؟

پولیا : ایلینا نکولائی‌ونا نے مجھے بتایا —

بیس‌سیمیونوف : کیا وہ وہیں ہے؟ کہو کیا خیال ہے؟ ایرے غیرے تو اس کے پاس جائیں لیکن اس کے اپنے سگے نہ جا سکیں — عجیب بات ہے!

اکولینا ایوانوونا : ہم باورچی خانے میں کھانا کھائینگے — اس کی نیند میں گڑبڑ نہ ہو — میری گڑیا بیچاری! اور لو مجھے تو جھانکنے بھی نہ دیا!

(انتہائی مایوسی کے ساتھ ہاتھ ہلاتی ہے اور گلیارے میں چلی جاتی ہے — پولیا الماری سے لگی کھڑی ہے اور تاتیانا کے دروازے کی طرف گھور رہی ہے — اس کی بھویں جڑی ہوئی ہیں، ہونٹ بھنچے ہوئے ہیں، بدن تنا ہوا ہے — بیس‌سیمیونوف میز پر بیٹھا ہوا ہے جیسے کسی چیز کا انتظار کر رہا ہو —)

پولیا (نرمی سے) : کیا ابا یہاں آئے تھے آج؟

بیس‌سیمیونوف : معلوم ہے تمہارے دل میں اپنے باپ کی کتنی چاہت ہے — تمہاری نظر میں بھلا باپ ہے ہی کیا؟ مجھے معلوم ہے تم کس کو چاہتی ہو — (پولیا اس کو حیران نظروں سے دیکھتی

ہے) ہاں، ہاں، تمہارا باپ یہاں آیا تھا —— اپنے چیتھڑوں میں اٹا ہوا، شرافت اور صفائی سے کوسوں دور، ہونق حلیہ بنائے ہوئے! جیسا بھی ہے باپ ہے — باپ کی عزت کرنی چاہئے —

پولیا : میں عزت کرتی ہوں — آپ مجھہ سے ایسی باتیں کیوں کریں؟

بیس‌سیمیونوف : سننا چاہتی ہو تو لو سنو — تمہارا باپ اٹھائی گیرہ ہے — پھر بھی تمہارا فرض ہے کہ اس کے سامنے سر جھکا دو — لیکن باپ کیا چیز ہے، تم کیا جانو؟ تم سے اس کی امید ہی فضول ہے — تمہارے دل ہی نہیں... تم سب نوجوانوں کا ایک ہی حال ہے — ذرا اپنے آپ کو دیکھو —— ایک لڑکی جس کے دو وقت کی روٹی کا ٹھکانا نہیں، سر چھپانے کو جگہ نہیں — ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سر جھکا کر چلتیں، نیک دل بنتیں، لوگوں سے اچھا برتاؤ کرتیں — لیکن تم تو الٹا ہر چیز پر اپنی رائے سناتی پھرتی ہو — پڑھے لکھوں جیسا انداز دکھاتی ہو — وہاں، اس کمرے میں ایک لڑکی پڑی ہے جس نے قریب قریب اپنی جان ہی دے دی تھی —— اور تم ہو کہ اپنا بیاہ رچانے چلیں...

پولیا : کیا مطلب ہے آپ کا؟ آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں؟

بیس‌سیمیونوف (ایک ایسے آدمی کی جھنجلاہٹ کے ساتھہ جو خود اپنی بات کا اورچھور کھو بیٹھا ہو) : ذرا سوچو — سمجھنے کی کوشش کرو — اسی وجہ سے میں کہہ رہا ہوں تاکہ تم سمجھو — تم ہو کون؟ کچھہ بھی نہیں... کوئی حیثیت نہیں... پھر بھی بیاہ کر رہی ہو — اور وہ رہی میری بیٹی... وہاں کھڑی منہ کھولے کیا دیکھہ رہی ہو؟ جاؤ باورچی خانے میں! کام دھام کرو! میں نظر رکھونگا — تم دور ہو جاؤ — (پولیا اس کو گھبراہٹ کے ساتھہ دیکھتی ہے اور واپس جانے کے لئے مڑ جاتی ہے) ہاں ایک منٹ! میں... ار... میں آج تمہارے باپ سے ذرا سختی سے پیش آیا —

پولیا : کیوں؟

بیس‌سیمیونوف : اس سے تمہیں مطلب! چلو بھاگ جاؤ —

(حیران پولیا نکل جاتی ہے — بیس‌سیمیونوف آہستہ آہستہ تاتیانا کے دروازے پر جاتا ہے اور ذرا سا کھول کر جھانکتا ہے — ایلینا باہر نکلتی ہے اور کواڑ بند کر دیتی ہے —)

ایلینا : اندر نہ جائیے — لگتا ہے وہ سو رہی ہے — اس کو پریشان نہ کیجئے —

بیس‌سیمیونوف : ہونہہ... تمہارا جتنا جی چاہے ہماری چھاتی پر مونگ دلو اور ہم کسی کو پریشان نہ کریں —

ایلینا (حیران) : لیکن وہ بیمار ہے!

بیس‌سیمیونوف : جانتا ہوں، جانتا ہوں — سب جانتا ہوں —

(گلیارے میں چلا جاتا ہے — ایلینا اس کو دیکھتی ہے اور کندھے جھٹکاتی ہے — پھر کھڑکی کے پاس جاتی ہے — صوفے پر بیٹھتی ہے — سر کے پیچھے ہاتھ باندھ لیتی ہے اور سوچ میں کھو جاتی ہے — اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی ہے — آنکھیں بند کر لیتی ہے جیسے کچھ سوچ رہی ہو — پیوتر آتا ہے — اس کے تیور بگڑے ہوئے ہیں اور بال پریشان — وہ سر جھٹکتا ہے جیسے کوئی بوجھ گرانا چاہ رہا ہو — ایلینا کو دیکھ کر رک جاتا ہے —)

ایلینا (آنکھیں نہیں کھولتی) : کون؟

پیوتر : تم مسکرا کیوں رہی ہو؟ کتنی عجیب بات ہے... اس وقت کسی کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جب کہ...

ایلینا (اس پر نظر جماتے ہوئے) : چڑچڑائے ہوئے ہو؟ تھک گئے ہو؟ بیچارا لڑکا! تمہارے لئے دل کتنا کڑھتا ہے!

پیوتر (اس کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے) : میرا دل خود اپنے لئے کڑھتا ہے —

ایلینا : تمہیں یہاں سے کہیں چلے جانا چاہئے —

پیوتر : جانتا ہوں — مجھے جانا چاہئے یہاں میں کیا کر رہا ہوں؟ میں یہ زندگی برداشت نہیں کر سکتا —

ایلینا : تم کیسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو؟ مجھے بتاؤ — میں بار بار تم سے پوچھتی ہوں مگر تم کھلتے ہی نہیں —

پیوتر : صاف گوئی بہت مشکل ہے —

ایلینا : مجھ سے بھی؟

پیوتر : تم سے بھی — میں کیا جانوں کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو؟ یا میں جو کچھ کہونگا اسے تم کس طرح لوگی؟ کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم...

ایلینا : کہ میں کیا؟

پیوتر : کہ تم... اچھی طرح...

ایلینا : کہ مجھے تم اچھے لگتے ہو — ہاں مجھے اچھے لگتے ہو! لگتے ہو! بہت اچھے! تم بڑے اچھے ہو، بہت پیارے لڑکے!

پیوتر (جذبات میں) : میں لڑکا نہیں ہوں — میں نے بہت کچھ سوچا ہے — سنو، ایمان سے بتاؤ... یہ نیل، ششکن، تسویتائےوا اور دوسرے بڑبولے جو شور مچاتے ہیں، ہنگامہ کرتے ہیں —— کیا یہ سب تمہیں پسند ہے؟.. یہ موٹی موٹی کتابوں کا زور زور سے پڑھنا اور مزدوروں کے لئے ڈرامے کھیلنا؟ کیا تم سمجھتی ہو کہ یہ وقت گزاری کا اچھا طریقہ ہے؟ اور تمہاری ساری ہماہمی اور دوڑ دھوپ —— کیا واقعی ان کی اتنی اہمیت ہے؟ کیا اتنی اہمیت ہے کہ ساری زندگی اس کے لئے تج دی جائے؟ تمہارا کیا خیال ہے؟

ایلینا : پیارے! میں جاہل ہوں — میں فیصلہ نہیں کر سکتی — تم جانتے ہی ہو، میں نادان عورت ہوں — وہ مجھے اچھے لگتے ہیں —— نیل، ششکن اور دوسرے لوگ — وہ ہمیشہ چہکتے کھلکھلاتے رہتے ہیں اور کچھہ نہ کچھہ کرتے رہتے ہیں — مجھے خوش اور مگن لوگ بھاتے ہیں — میں خود خوش اور مگن رہتی ہوں — لیکن تم یہ کیوں پوچھتے ہو؟

پیوتر : اس لئے کہ ان کی وجہ سے میرا سر پھٹنے لگتا ہے — اگر وہ اس طرح سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں، شوق سے گزاریں —— میں اعتراض نہیں کرتا — میں کسی چیز پر اعتراض نہیں کرتا — لیکن وہ میرے رہن‌سہن کے طریقے پر کیوں اعتراض کریں؟ وہ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی انوکھی بات کر رہے ہیں؟ وہ مجھے بزدل اور خودپسند کیوں کہتے ہیں؟

ایلینا (ہاتھہ اس کے سر پر رکھہ دیتی ہے) : میری جان، تم تھک گئے ہو!

پیوتر : نہیں، میں تھکا نہیں ہوں — میں اکتا گیا ہوں — مجھے حق ہے کہ جیسے چاہوں رہوں —— جیسے میرا جی چاہے رہوں! کیوں ہے نا؟

ایلینا (اس کے بالوں سے کھیلتے ہوئے) : یہ میرے لئے بہت گہری بات ہے — میں اسی طرح رہتی ہوں جیسے میرا جی چاہتا ہے، اپنی سمجھہ بوجھہ کی روشنی میں اور کوئی بھی مجھے کانونٹ میں جانے پر مجبور نہیں کر سکتا — چاہے قیمت میں محبت دے یا روپیہ — اگر کوئی مجھے زبردستی ڈال بھی دے تو میں رفوچکر ہو جاؤنگی یا دریا میں چھلانگ لگا دونگی —

پیوتر : تم ان کے ساتھہ زیادہ وقت کاٹتی ہو، میرے ساتھہ کم — تم ان کو مجھہ سے زیادہ چاہتی ہو — میں یہ محسوس کرتا ہوں — لیکن میں تمہیں بتا دوں —— وہ خالی ڈھول ہیں —

ایلینا (حیران) : وہ کیا ہیں؟

پیوتر : خالی ڈھول... تمہیں ڈھول کے پول والی کہانی یاد ہے؟

ایلینا : ہاں — لیکن کیا میں بھی خالی ڈھول ہوں؟

پیوتر : اوہ، نہیں! تم زندگی سے سرشار ہو— تم تازہ ہوا کی موج ہو، ٹھنڈک ہو، جیسے گھنے جنگل میں بہتا ہوا چشمہ —

ایلینا : ارے ررر! کیا میں سچ مچ اتنی ٹھنڈی ہوں؟

پیوتر : مہربانی کرو... مذاق نہ اڑاؤ — میرے لئے یہ آن... یہ آن... ہونہہ... تمہیں اٹھکیلیاں سوجھ رہی ہیں — کیوں؟ کیا میں ایسا مسخرا ہوں؟ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں، جیسے میرا جی چاہے، جیسے میں ٹھیک سمجھوں!

ایلینا : تو پھر رہتے کیوں نہیں؟ تمہیں روکتا کون ہے؟

پیوتر : کوئی ہے — کوئی چیز ہے — جب کبھی میں اکیلے اور آزاد رہنے کی ٹھانتا ہوں تو کوئی کہتا ہوا سنائی دیتا ہے— نہیں، نہیں —

ایلینا : تمہارا ضمیر؟

پیوتر : اوہ نہیں — میں نے نہیں... ہاں، میں جرم کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا — میں تو صرف آزاد رہنا چاہتا ہوں... میرا مطلب ہے...

ایلینا (اس پر جھکتے ہوئے) : نہیں تم یہ سب نہیں کہنا چاہتے — تم اسے جتنا الجھا رہے ہو، یہ بات اس سے کہیں زیادہ سیدھی سادی اور صاف ہے — بھلے لڑکے مجھے تمہاری مدد کرنی پڑیگی — میں نہیں چاہتی کہ اتنی معمولی باتوں میں تم اس طرح الجھ جاؤ —

پیوتر : ایلینا نکولائیونا تم مجھ پر ہنس رہی ہو! یہ تمہارا بڑا ظلم ہے — میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں یہ... یہ رہا میں تمہارے سامنے... اور یہ رہی میری روح... بے نقاب...

ایلینا : نہیں یہ بات بھی نہیں —

پیوتر : شاید میں کمزور آدمی ہوں — زندگی کا بوجھہ میرے لئے بہت زیادہ ہے — مجھے اپنے ماحول کے گھٹیاپن کا احساس ہے، لیکن میں اسے بدل نہیں سکتا یا بہتر نہیں بنا سکتا — میں چلا جانا چاہتا ہوں، میں اکیلا رہنا...

ایلینا (اس کا سر اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے) : میں جو کچھہ کہوں دہراؤ : ''مجھے تم سے محبت ہے!''

پیوتر : اوہ، مجھے ہے، مجھے ہے! لیکن تم پھر مذاق کر رہی ہو —

ایلینا : نہیں میں مذاق نہیں کر رہی ہوں — میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں — میں جانے کب سے تم سے شادی کے خواب دیکھہ رہی ہوں — شاید مجھے نہیں چاہئے تھا، لیکن دل پر بس نہیں —

پیوتر : اے خدا، میں کتنا خوش ہوں! میں تم سے محبت کرتا ہوں، تمہارا دیوانہ ہوں... (تاتیانا کے کراہنے کی آواز آتی ہے — پیوتر اچھل کر کھڑا ہو جاتا ہے اور وحشت بھری آنکھوں سے دیکھتا ہے — ایلینا بھی کھڑی ہو جاتی ہے، لیکن بڑے اطمینان سے) اوہ یہ تاتیانا کی آواز ہوگی — اور ہم یہاں...

ایلینا (تاتیانا کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے) : ہم کوئی بری بات نہیں کر رہے ہیں —

تاتیانا : پانی... پانی دو مجھے...

ایلینا : آئی —

(پیوتر کو دیکھتے ہوئے مسکراتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے — پیوتر سر پکڑ کر کھڑا رہتا ہے اور سامنے گھورتا ہے — گلیارے کا دروازہ کھلتا ہے اور اکولینا ایوانوونا دروازہ میں کھڑی نظر آتی ہے —)

اکولینا ایوانوونا (زور سے سرگوشی میں) : پیوتر ! پیوتر ، تم کہاں ہو ؟

پیوتر : یہاں —

اکولینا ایوانوونا : آؤ، چلو کھانا کھا لو —

پیوتر : میں کھانا نہیں چاہتا — میں نہیں آؤنگا —

ایلینا (تاتیانا کے کمرے سے نکلتے ہوئے) : وہ میرے ساتھہ جا رہا ہے —

(اکولینا ایوانوونا اس کو قہر بھری نظر سے دیکھتی ہے اور باہر نکل جاتی ہے —)

پیوتر (ایلینا کی طرف لپکتے ہوئے) : کتنی بیہودگی ہے ہماری! ہم یہاں... اور وہ...

ایلینا : چلو آؤ— اس میں بیہودگی کی کیا بات ہے؟ تھیٹر میں گمبھیر سین کے بعد ہمیشہ ہلکی پھلکی چیز پیش کی جاتی ہے — ہمیں اصلی زندگی میں اس کی اور بھی ضرورت ہے —

(پیوتر کا بازو تھام لیتی ہے اور پیوتر اس کے ساتھہ باہر جاتے ہوئے اسے زور سے دبا لیتا ہے —)

تاتیانا (گھٹی گھٹی آواز میں کراہتے ہوئے) : ایلینا! ایلینا!

(پولیا دوڑتی ہوئی اندر آتی ہے —)

پردہ

چوتھا ایکٹ

وہی منظر

شام — میز پر چراغ جل رہا ہے — پولیا چائے کے لئے میز لگا رہی ہے — تاتیانا روبصحت صوفے پر لیٹی ہوئی ہے — وہ دور ہے اور وہاں تک مدھم مدھم روشنی پہنچ رہی ہے — تسویتائےوا اس کے پاس بیٹھی ہے —

تاتیانا (دھیمی اور ملامت بھری آواز میں): کیا تم سمجھتی ہو کہ میں زندگی کا مقابلہ تمہاری طرح ہنستے کھیلتے اور بہادری سے نہیں کرنا چاہتی؟ میں چاہتی ہوں —— لیکن کر نہیں سکتی — میرا دل جنم سے کمزور ہے اور یقین سے خالی — مجھے سوچنے کی بیماری لگ گئی —

تسویتائےوا: یہی تو بات ہے —— تم بہت زیادہ سوچتی رہتی ہو — ایسی عقل اور ذہانت کس کام کی کہ آدمی محض خیالی ادھیڑبن میں پھنسا رہے؟ سوچ بچار اچھی چیز ہے — مگر ضرورت تصور کی اڑان کی بھی ہے — ورنہ زندگی ناقابل برداشت اکتاہٹ میں بدل جائیگی — ایک بوجھ بن جائیگی — تصور کی نگاہوں سے مستقبل کی جھلک دیکھنی چاہئے —— کم از کم کبھی کبھی —

(پولیا تسویتائےوا کی باتیں سنتی ہے اور مسکراتی ہے —)

تاتیانا: اور تمہیں مستقبل میں کیا نظر آتا ہے؟

تسویتائےوا: جو کچھ دیکھنا چاہو!

تاتیانا : یہی تو بات ہے — ضروری ہے کہ آدمی کا تصور اچھا ہو —

تسویتائےوا : یقین ہونا ضروری ہے —

تاتیانا : کس چیز پر ؟

تسویتائےوا : اپنے خواب پر — جب کبھی میں اپنے اسکول کے لڑکوں کی آنکھوں میں جھانکتی ہوں تو سوچتی ہوں : لو یہ رہا اپنا نوویکوف —— اسکول ختم کرکے وہ کالج میں جائیگا، پھر یونیورسٹی میں، شاید ڈاکٹر بنیگا — بڑا ہونہار لڑکا ہے، بہت اچھا، بہت ہی گمبھیر — اس کی پیشانی چوڑی ہے — بڑا ملنسار ہے — پتا مارکر کام کریگا — فائدے کی کبھی نہ سوچیگا — لوگ اسے چاہینگے اور آدر مان کرینگے — مجھے یقین ہے — اور ایک دن جب اسے اپنے بچپن کی یاد آئیگی تو اسے یہ بھی یاد آئیگا کہ اس کی استانی تسویتائےوا ایک مرتبہ وقفے میں اس کے ساتھہ کھیل رہی تھی، کھیلتے کھیلتے استانی سے اس کی ناک پر چوٹ لگ گئی تھی — ہو سکتا ہے وہ بالکل یاد نہ کرے — خیر اس سے فرق نہیں پڑتا — لیکن شاید وہ یاد کریگا — وہ مجھے بہت چاہتا ہے — اور وہ رہا ایک اور لڑکا کلوکوف، چیتھڑوں میں لپٹا ہوا، میلا کچیلا چہرہ، کھویا کھویا سا — ہر دم بک بک جھک جھک کرتا رہیگا — کچھہ نہ کچھہ شرارت سوچتا رہیگا — یتیم ہے —— اپنے چچا کے ساتھہ رہتا ہے — چچا رات کا چوکیدار ہے — غریب لوگ ہیں، جیسے مسجد کے چوہے — لیکن لڑکا بڑا خوددار اور بہادر ہے — میں سوچتی ہوں، بڑا ہو کر وہ اخبارنویس بنیگا — کاش تم جانتیں میری کلاس میں کتنے دلچسپ فتنے ہیں، چھوٹے چھوٹے! میں ہمیشہ یہ سوچتی رہتی ہوں کہ وہ آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں —— وہ زندگی میں کیا رول ادا کرنے والے ہیں — بڑا مزا آتا ہے اس میں — یہ ایک بے معنی سا کھیل ہے لیکن تم سوچ نہیں سکتیں تانیا کہ اس کھیل میں مجھے کتنا لطف آتا ہے!

تاتیانا : اور تم خود؟ شاید تمہارے شاگردوں کا شاندار مستقبل ان کا انتظار کر رہا ہے — لیکن تم؟ تم اس وقت کہاں ہونگی؟

تسویتائےوا : کیا تم میری موت کی طرف اشارہ کر رہی ہو؟ اوہ نہیں! میں ابھی بہت دنوں زندہ رہنے کا ارادہ رکھتی ہوں!

پولیا (زیرلب) : تم کتنی اچھی ہو، ماشا —

تسویتائےوا (پولیا کی طرف مسکراتے ہوئے) : شکریہ میری بلبل! میں جذباتی نہیں ہوں تانیا، لیکن جب میں مستقبل کے بارے میں سوچتی ہوں، آنے والے لوگوں کے بارے میں سوچتی ہوں، جب میں سوچتی ہوں وہ کیسی زندگی بسر کرینگے تو میرا دل ایک میٹھے اور پاک احساس سے سر شار ہو جاتا ہے... ایک ایسا احساس جو موسم خزاں میں پیدا ہوتا ہے، جب دن جھل مل جھل مل ہو رہا ہو، ہوا خشک ہو — تم جانتی ہو نا میں کیا کہہ رہی ہوں — جب دھلے ہوئے آسمان میں نرم گرم سورج چمک رہا ہو، فضا بلور کی طرح صاف شفاف ہو اور دور — نگاہ جہاں تک کام کرتی ہو — افق میں تیکھاپن پیدا ہو گیا ہو... ہاں ایک ایسے دن، جو جاں فزا ہو مگر ٹھنڈا نہ ہو — دھوپ میں نہایا ہوا، مگر گرم نہ ہو —

تاتیانا : خواب! خواب! شاید تم، نیل، ششکن اور تمہارے جیسے دوسرے لوگ خواب پر جی سکتے ہیں — لیکن میں نہیں جی سکتی —

تسویتائےوا : لیکن یہ محض خواب نہیں ہے...

تاتیانا : مجھے کبھی بھی کوئی چیز سچی نہیں لگی — کچھہ بھی نہیں — ہاں سوائے اپنی ذات اور ان دیواروں کے — جب میں کہتی ہوں ''ہاں،، یا ''نہیں،، تو میں کسی یقین یا اعتقاد کی وجہ سے نہیں کہتی — بلکہ صرف اس لئے کہ مجھے کچھہ نہ کچھہ تو کہنا ہی ہے — اور بعض مرتبہ جب میں کہتی ہوں ''نہیں،، تو میں چونک جاتی ہوں اور سوچتی ہوں کیا میں نے ٹھیک کہا، کیا مجھے ''ہاں،، نہیں کہنا چاہئے تھا؟

تسویتائےوا : تمہیں اس طرح مزا آتا ہے — دل پر ہاتھہ رکھہ کے کہنا : یہ ''دورخی زندگی،، تمہارا من لبھاتی ہے نا؟ یا شاید تم کسی چیز پر یقین کرتے ہوئے ڈرتی ہو— کیونکہ یقین کرنے کا مطلب ہوتا ہے اپنے اوپر کچھہ فرض عائد کرنا —

تاتیانا : نہیں جانتی... بس میں نہیں جانتی — تم مجھے اپنا ہم خیال بنا لو— تم لوگ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنا لیتے ہو— (آہستہ سے ہنستی ہے) مجھے ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو تمہاری باتوں میں آ جاتے ہیں — آخر یہ خیال کی ہی بسائی ہوئی جنت ہے نا؟ زندگی جنم سے ایسی ہے اور ہمیشہ ایسی ہی رہیگی —— دھواں دھواں، گھٹی گھٹی —

تسویتائےوا (مسکراتے ہوئے) : کیا سچ ایسی ہی رہیگی؟ شاید نہیں؟

پولیا (جیسے اپنے آپ سے) : بے شک نہیں —

تاتیانا : کیا کہا تم نے؟

پولیا : میں نے کہا زندگی ہمیشہ ایسی نہیں رہیگی —

تسویتائےوا : بہت خوب، میری بلبل!

تاتیانا : لو یہ رہی تمہاری امت کی ایک اور پجارن! لیکن اس سے پوچھو تو آخر یہ ویسی کیوں نہیں رہیگی؟ آخر اسے کون بدلیگا؟ اس سے پوچھہ دیکھو!

پولیا (آہستہ آہستہ اس کے پاس جاتے ہوئے) : بات یہ ہے کہ ابھی زندگی کا سکھہ سب کے لئے نہیں ہے — بہت کم لوگ سچ مچ زندہ رہتے ہیں — بہتوں کو زندہ رہنے کا وقت ہی نہیں ملتا — ان کا سارا وقت کام کرنے اور روٹی کمانے میں چلا جاتا ہے — لیکن جب وہ بھی...

ششکن (تیزی سے آتا ہے) : سبھی کو سلام! (پولیا سے) آداب بجا لاتا ہوں، اے بادشاہ دون‌کان کی سنہرے بالوں والی دختر نیک‌اختر!

پولیا : کون سے بادشاہ کی؟

ششکن : پکڑی گئیں نا! اچھا تو تم نے ہائنے کی کتاب نہیں پڑھی جو دو ہفتے ہوئے میں تمہیں دے گیا تھا؟ آداب بجا لاتا ہوں تاتیانا واسیلی‌ونا!

تاتیانا (ہاتھہ بڑھاتے ہوئے) : کتابوں کے لئے اس کے پاس وقت نہیں — وہ شادی رچانے والی ہے —

ششکن : شادی، اچھا؟ کس سے؟

تسویتائےوا : نیل سے—

ششکن : پھر تو میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں — لیکن ویسے مجھے شادی میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی — گھربار سنبھالو، بچوں کو پالو پوسو، ہر طرح کی ریں ریں ٹیں ٹیں... ہونہہ، آج کے زمانے میں شادی...

تاتیانا : بس بس! ہماری جان بخش دو! اس مسئلے پر ہم تمہا ری رائے سن چکے ہیں —

ششکن : بہت اچھا — چلو معاف کیا — میرے پاس خود ہی وقت نہیں — (تسویتائےوا سے) کیا تم میرے ساتھہ چل رہی ہو؟ بہت خوب! پیوتر کہاں ہے؟

پولیا : اوپر —

ششکن : ہوں... نہیں، میں اس سے ملنے نہیں جاؤنگا — تاتیانا واسیلی‌ونا تم یا تم پولیا اس سے کہہ دیتا کہ میں... ار... وہ پروخوروف والا ٹیوشن... میرا مطلب ہے — میرے پاس اب کوئی ٹیوشن نہیں —

تسویتائےوا : پھر وہی راگ! واقعی تمہا ری قسمت بری ہے —

تاتیانا : کیا تم اس سے جھگڑ لئے؟

ششکن : نہیں کوئی خاص نہیں — میں نے شرافت برتنے کی کوشش کی —

تسویتائےوا : لیکن یہ سب ہوا کیسے؟ میں سمجھے بیٹھی تھی کہ تم پروخوروف سے خوش ہونگے —

ششکن : میں خوش تھا — مارو گولی — اور سچ پوچھو تو وہ بہتوں سے بہتر ہے— وہ احمق نہیں — لیکن بڑا شیخی باز ہے — بے پرکی اڑاتا ہے — اور... (اچانک بھڑک کر) درندہ ہے درندہ!

تاتیانا : مجھے ڈر ہے کہ اس کے بعد پیوتر تمہیں کوئی ٹیوشن نہیں دلوائیگا —

ششکن : شاید وہ مجھہ پر خفا ہو جائے —

تسویتائےوا : آخر تم اور پروخوروف لڑے کیوں؟

ششکن : کیا تم یقین کروگی؟ جی، کہلا کہ آپ بھی یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں —

تاتیانا : اس سے تمہیں کیا؟

ششکن : مگر یہ گھٹیا بات ہے! ایک ایسا آدمی جو مہذب بنتا ہے اس طرح کے جذبات کیسے رکھہ سکتا ہے — وہ گھٹیا بورژوا ہے اور بس! ذرا اسی مثال کو لے لو — اس کی نوکرانی اتوار کے اتوار اسکول جانے لگی — بہت اچھی بات! خود اس نے ان اسکولوں کے فائدوں پر پورا لکچر پلا دیا مجھے... خدا جانتا ہے، میں نے ہرگز اس کی التجا نہیں کی تھی — اس نے تو یہاں تک ڈینگ ماری کہ اس تحریک کے چلانے والوں میں وہ خود ہے — اچھا، اتوار کو آپ گھر تشریف لاتے ہیں —— بس غضب ہو گیا! لیجئے نوکرانی نہیں بلکہ آیا دروازہ کھولتی ہے! نوکرانی کہاں ہے؟ آپ پوچھتے ہیں — آیا کہتی ہے : اسکول میں — پھر مت پوچھئے کیسی قیامت آتی ہے! اللہ دے اور بندہ لے! نوکرانی کی پڑھائی لکھائی ٹھپ ہو گئی — کیوں پسند آیا یہ قصہ؟

(تاتیانا کندھے جھٹکاتی ہے اور کچھہ نہیں بولتی —)

تسویتائےوا : زبان کیا ہے، قینچی ہے قینچی!

ششکن : جانے کہاں سے پیوتر ہمیشہ میرے لئے چھٹے ہوئے کمینوں کو ڈھونڈ نکالتا ہے —

تاتیانا (رکھائی سے) : اگر میں غلطی نہیں کرتی تو وہ خزانچی تمہیں پسند تھا جسے تم پڑھاتے تھے —

ششکن : ہاں مجھے پسند تھا — وہ خاصا بھلا مانس، خاصا شریف بڈھا ہے — مگر ہے سکوں کا دیوانہ — وہ ہمیشہ تانبے کا کوئی سکہ نکالتا اور میری ناک کے آگے اچھالنے لگتا اور بکتا رہتا، لو یہ سیزر ہے، لو یہ دیادوخ ہے اور یہ رہا فرعون اپنی رتھہ میں سوار — میں جب تک جھیل سکتا تھا، جھیلتا رہا اور جب نہ رہا گیا تو میں نے اس سے کہا ''سنو ویکنتی واسیلی‌وچ، تم اپنا وقت محض بکواس پر ناس کر رہے ہو — کیوں، سڑک پر پڑا ہوا کوئی بھی پتھر تمہارے ان تمام سکوں سے زیادہ پرانا ہے —،، بڑے میاں کے سینے پر گھونسہ ہی تو لگ گیا — کہنے لگا ''کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اپنی زندگی کے پندرہ برس محض بکواس پر برباد کرتا رہا ہوں؟،، ظاہر ہے انکار کیسے کیا جا سکتا تھا، اس لئے... جب اس نے میرا حساب کیا تو آدھا روبل مار لیا — میرا خیال ہے، اس نے اپنے خزانے کے لئے رکھہ چھوڑا ہوگا — لیکن یہ کوئی ایسی بات نہ تھی — پر یہ پروخوروف والا معاملہ... ہونہہ (منہ بگاڑ کر) میرے جیسا آدمی ہونا بڑی کمبختی ہے — (تیزی سے) ماریا نکی‌تیشنا دیر ہو گئی، اب چلنا چاہئے —

تسویتائےوا : میں تیار ہوں — خدا حافظ تاتیانا — کل اتوار ہے — میں آؤنگی اور صبح ملونگی —

تاتیانا : شکریہ — کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں جھاڑ جھنکاڑ ہوں اور تم لوگوں کے تلووں میں چبھتی رہتی ہوں... مجھہ

میں کوئی خوبصورت، کوئی کام کی بات نہیں... میں زمین پر صرف اس لئے اگی ہوں کہ لوگوں کے راستے میں رکاوٹ بنوں، راہگیروں کے قدموں سے لپٹ لپٹ جاؤں —

ششکن : اف، کتنا بھیانک خیال ہے!

تسویتائےوا : تاتیانا، تمہارے منہ سے یہ باتیں سن کر دل کو تکلیف ہوتی ہے —

تاتیانا : لیکن ذرا سنو تو — میں سوچتی ہوں، بلکہ میں جانتی ہوں... ہاں، آخر میں ایک کڑوی سچائی جانتی ہوں — ایک ایسا آدمی جسی کا کوئی عقیدہ نہیں، جینے کے قابل نہیں — اسے مر جانا چاہئے —

تسویتائےوا (مسکراتے ہوئے) : کیا مرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں؟ شاید مرنا ضروری نہیں؟

تاتیانا : تم میرا مذاق اڑا رہی ہو — کیا تمہارے کرنے کو کوئی بہتر دھندا نہیں؟

تسویتائےوا : لیکن میری مینا میں مذاق نہیں کر رہی ہوں — یہ تمہاری بیماری ہے جو تم سے ایسی باتیں کہلواتی ہے — تم تھک گئی ہو اور بیمار ہو — خیر اس وقت خدا حافظ — اور ہرگز یہ نہ سوچنا کہ ہم ایسے کٹھور اور سنگ دل ہیں —

تاتیانا : جاؤ، جاؤ — خدا حافظ!

ششکن (پولیا سے) : اچھا، بتاؤ تم ہائنے کی کتاب کب پڑھوگی؟ اوہ، میں تو بھول ہی گیا، تمہارا بیاہ ہونے والا ہے — میں اس کے خلاف کچھہ کہتا، لیکن خیر — خدا حافظ!

(وہ تسویتائےوا کے پیچھے پیچھے جاتا ہے — وقفہ —)

پولیا : میرا خیال ہے عبادت جلد ہی ختم ہونے والی ہے — کیا سماور لانے کو کہوں؟

تاتیانا: میں نہیں سمجھتی کہ ابا اور اماں چائے پیئینگے — پر جو جی چاہے کرو — (رکتی ہے) پہلے خاموشی سے دم گھٹنے لگتا تھا اور اب اس کے لئے تڑپتی رہتی ہوں —

پولیا: کیا تمہارے دوا کھانے کا وقت نہیں ہوا ہے؟

تاتیانا: ابھی نہیں — اف کتنا شور، کتنا ہنگامہ ہوا — ششکن بہت شور مچاتا ہے —

پولیا (اس کے پاس جاتی ہے): وہ بہت اچھا ہے —

تاتیانا: نیک دل ہے، مگر ذہین نہیں —

پولیا: بڑی ستھری طبیعت کا ہے — آدمی دلیر ہے — جہاں کہیں بےانصافی نظر آئی —— جھٹ اس کے گریبان میں ہاتھہ ڈال دیا — دیکھا وہ اس نوکرانی کے لئے کس طرح تن کر کھڑا ہو گیا؟ بہتوں کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی کہ امیروں کے نوکر نوکرانیاں کس طرح زندگی کاٹتے ہیں — اور اگر وہ سوچیں بھی تو ان کی خاطر ایک بھلی بات کہنے کی زحمت نہیں اٹھائینگے —

تاتیانا (پولیا کو دیکھے بغیر): نیل سے بیاہ کرتے تمہیں ڈر نہیں لگتا پولیا؟

پولیا (حیران): کیوں، ڈر کیوں لگتا بھلا؟ بے شک نہیں لگتا —

تاتیانا: خیر، تمہاری جگہ میں ہوتی تو ضرور جی ہولتا میرا — میں تم سے یہ اس لئے کہتی ہوں کہ میں... چاہتی ہوں... تمہیں — تم اس کی طرح نہیں ہو — تم ایک بھولی بھالی، سیدھی سادی لڑکی ہو — لیکن اس نے بہت سی کتابیں چاٹ رکھی ہیں — وہ پڑھا لکھا ہے — کون جانے اس کا جی تم سے اچاٹ ہو جائے — کبھی تم نے سوچا ہے اس کے بارے میں، پولیا؟

پولیا: نہیں — میں جانتی ہوں وہ مجھے چاہتا ہے —

تاتیانا (چڑچڑاتے ہوئے): ہاں جیسے کوئی یہ بات جان ہی تو سکتا ہے!

(تیتی‌ریف سماور لئے ہوئے آتا ہے —)

پولیا: شکریہ — میں دودھ لینے چلی — (چلی جاتی ہے —)

تیتی‌ریف (اس کے چہرے پر اترتے خمار کی جھلک ہے): میں باورچی خانے کی طرف سے آ رہا تھا — استپانیدا نے پکڑ لیا اور کہا سماور لیتے جاؤ — کہنے لگی ''مہربانی کرو، میں تمہیں اس کے بدلے مربہ دونگی — بڑا رسیلا مربہ —،، اپن کے تو منہ میں پانی بھر آیا — زمانے بھر کا پیٹو جو ٹھہرا —

تاتیانا: کیا تم عبادت میں گئے تھے؟

تیتی‌ریف: نہیں — آج میں نہیں گیا — میرا سر دکھہ رہا ہے — تم کیسی ہو، جی اچھا ہے نا؟

تاتیانا: ہاں، شکریہ — دن میں بیس بار لوگ مجھہ سے یہی پوچھتے ہیں — میرا جی اور بھی اچھا ہوتا اگر اس گھر میں اتنا شور نہ ہوا کرتا — یہ اودھم، یہ دھما چوکڑی — اس سے میرا جی بگڑنے لگتا ہے... ہر آدمی چیخ رہا ہے، دوڑ رہا ہے، بھاگ رہا ہے — ابا کو جب دیکھو نیل پر برس رہے ہیں، اماں کو جب دیکھو ٹھنڈی سانس بھر رہی ہیں اور میں یہاں پڑی پڑی صرف تماشہ دیکھتی رہتی ہوں... اور اس چیز کا کوئی مطلب میری سمجھہ میں نہیں آتا جسے لوگ — یہ سب لوگ — زندگی کہتے ہیں —

تیتی‌ریف: کیوں نہیں؟ زندگی عجیب دھندا ہے، عجیب! میں ٹھہرا مسافر، پردیسی — دنیا کے دھندوں سے مجھے کوئی مطلب نہیں — میں تو محض تماشائی ہوں، تماشا دیکھنے کو جئے جا رہا ہوں — پھر بھی میں دیکھتا ہوں کہ زندگی ایسی بے مزہ بھی نہیں —

تاتیانا: جانتی ہوں تم اس سے کچھہ نہیں مانگتے — لیکن تمہیں اس میں دلچسپ کیا بات نظر آتی ہے؟

تیتی‌ریف: لوگ زندگی کے سر تال ٹھیک کرتے رہتے ہیں — مجھے اس وقت بڑا اچھا لگتا ہے جب پردہ اٹھنے سے پہلے سنگیت کار اپنے سازوں کے تار کستے اور سرملاتے ہیں — کانوں میں سر پڑتا ہے — بعض مرتبہ کومل لے پھوٹ کر بکھر جاتی ہے — دل تڑپنے لگتا ہے — آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا، کیا تماشہ سامنے آتا ہے، گانے والا کون ہوگا، اوپیرا کس چیز کے بارے میں ہوگا — سو یہی حال یہاں کا ہے — لوگ سر تال ٹھیک کر رہے ہیں —

تاتیانا: یہ بات تھیٹر کے بارے میں تو سچی ہو سکتی ہے — کنڈکٹر اندر آتا ہے، اپنی چھڑی اٹھاتا ہے اور سازندے گھسی پٹی پرانی اور مریل دھن چھیڑ دیتے ہیں — پر یہاں؟ یہاں کے لوگ کون سا راگ چھیڑ سکتے ہیں؟ مجھے تو لگتا ہے کوئی بھی نہیں —

تیتی‌ریف: بےہنگم دھما چوکڑی کے سوا کچھہ بھی نہیں —

تاتیانا: وقت بتائیگا — (رکتی ہے — تیتی‌ریف پائپ سلگاتا ہے) تم پائپ کیوں پیتے ہو، سگریٹ کیوں نہیں پیتے؟

تیتی‌ریف: زیادہ آرام رہتا ہے — تم جانو میں ٹھہرا آوارہ — سال کے زیادہ مہینے تو سڑک کی دھول پھانکتے کٹ جاتے ہیں — میں جلد ہی پھر اپنی راہ لونگا — ادھر جاڑے کے قدم جمے اور ادھر بندہ سدھارا —

تاتیانا: کہاں؟

تیتی‌ریف: میں نہیں جانتا — کہیں بھی —

تاتیانا: دیکھنا کہیں شراب میں دھت گڑھے میں لڑھک جاؤگے اور وہیں ٹھٹھر کر اللہ کو پیارے ہو جاؤگے —

تیتی‌ریف: میں سفر میں کبھی نہیں پیتا — اگر میں ٹھٹھر کر

مر بھی گیا تو کون سی قیامت آ جائیگی؟ ایک جگہ پڑے پڑے سڑنے سے اچھا ہے آدمی سفر میں ٹھٹھر کر مر جائے —

تاتیانا: کیا تمہارا اشارہ میری طرف ہے؟

تیتی‌ریف (گھبرا کر اچھلتے ہوئے): خدا کی پناہ، نہیں! آخر تم ایسی بات کیسے سوچ سکتی ہو؟ میں اتنا ظالم نہیں ہوں!

تاتیانا (مسکراتے ہوئے): چلو پریشان نہ ہو— میں برا نہیں مانتی — درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا — مجھے کیا — (تلخی سے) لگتا ہے سب کو یہ معلوم ہے — نیل، پولیا، ایلینا، ماشا —— یہ سب مجھہ سے ان امیرزادوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں جو لذیذ کھانے اڑاتے ہیں اور انہیں دور دور ان بھکاریوں کا خیال بھی نہیں آتا جو انہیں کھاتے ہوئے دیکھتے رہتے ہیں —

تیتی‌ریف (منہ بناتا ہے اور دانت بھینچ کر بولتا ہے): آخر تم اپنے آپ کو اتنا کیوں گراتی ہو؟ تمہیں اور زیادہ خودداری سے کام لینا چاہئے —

تاتیانا: آؤ ہم کوئی اور بات کریں — (رک جاتی ہے) تم کچھہ مجھے اپنے بارے میں بتاؤ — تم کبھی بھی اپنے بارے میں نہیں بتاتے — کیوں نہیں بتاتے؟

تیتی‌ریف: یہ ایک بہت بڑا مگر پھیکا اور بےرنگ موضوع ہے —

تاتیانا: اچھا مجھے یہ بتاؤ: آخر تم نے زندگی کا عجیب راستہ کیوں اپنایا ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کہ تم آدمی تیز اور گن والے ہو— آخر تم وہ کیسے بنے جو اب دکھتے ہو؟

تیتی‌ریف (دانت نکالتا ہے): اگر میں اپنی زبان سے سناؤں تو داستان بہت لمبی ہو جائیگی اور تم تھک جاؤگی —

رنج و الم اٹھائے، عیش و نشاط دیکھا
آئے نہیں ہیں یونہی انداز بےحسی کے

یہ ایک سادہ سی بات ہے لیکن بڑی من موہنی — میں اتنا کہہ دوں روس میں ایک آوارہ یا شرابی کو گمبھیر اور ایمان‌دار آدمی سے زیادہ دماغی سکون حاصل ہے — (پیوتر اور نیل داخل ہوتے ہیں) صرف ایسے لوگ اس دنیا میں اپنا راستہ بنا سکتے ہیں جو تلوار کی طرح سخت اور تیز ہوں — ارے نیل! تم کہاں رہے؟

نیل : اسٹیشن پر — ایک لڑائی میں ابھی ابھی میری جیت ہوئی ہے — وہ جو تھا نا میرا کدو جیسے سر والا افسر ...

پیوتر : میں جانتا ہوں کسی نہ کسی دن تمہارا ڈبہ گول ہوگا —

نیل : میں کوئی اور دھندا ڈھونڈ لونگا — .

تاتیانا : پیوتر، جانتے ہو، ششکن پروخوروف سے لڑ لیا اور تمہیں خود بتاتے اسے شرم آئی —

پیوتر (جھنجلا کر) : جہنم میں جائے! حد ہو گئی! اب میں پروخوروف کو کیا منہ دکھاؤنگا؟ اور اس سے بھی بری بات یہ کہ اب میں کسی دوسرے کی مدد نہیں کر سکونگا — اب میں جس کسی کی سفارش کرونگا اسے پروخوروف دھتا بتا دیگا —

نیل : اتنی جلدی نہ کرو — تم ابھی یہ بھی نہیں جانتے کہ حق پر کون ہے —

پیوتر : ہاں میں جانتا ہوں!

تاتیانا : ششکن کو جب معلوم ہوا کہ پروخوروف یہودیوں سے نفرت کرتا ہے تو اس کے دل کو بڑا صدمہ ہوا —

نیل (ہنستا ہے) : خدا اس کا بھلا کرے!

پیوتر : ہاں تمہیں تو وہ دیوتا نظر آئیگا ہی! تم بھی دوسروں کے خیال کا کب پاس کرتے ہو —

نیل : کیا تم یہودیوں سے نفرت کرنے والوں کی عزت کرتے ہو؟

پیوتر :میں کسی پر بھی ہاتھہ نہیں ڈال سکتا چاہے وہ کسی بھی خیال کا آدمی ہو —

نیل : میں تو ڈالونگا—

تیتی‌ریف (باری باری سے دونوں کو دیکھتا ہے) : تو پھر آگے بڑھو اور کر دکھاؤ —

پیوتر : تمہیں کس نے اس کا حق دیا ہے؟

نیل : کسی نے نہیں — حق دیا نہیں جاتا، لیا جاتا ہے — اگر آدمی چاہتا ہے کہ وہ فرائض کے بوجھ تلے کچل کر نہ رہ جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے لئے حق حاصل کرے —

پیوتر : اف میں کہتا ہوں!

تاتیانا (التجا کرتے ہوئے) : لڑنا بند کرو! ہائے یہ لڑائی ختم ہونے کو نہیں آتی! کیا تم تھک نہیں چکتے؟

پیوتر (خود کو روکتے ہوئے) : معاف کرو— میں پھر نہیں لڑونگا— لیکن یہ سچ ہے کہ ششکن نے مجھے ایک بڑی الجھن میں...

تاتیانا : میں جانتی ہوں— وہ احمق ہے —

نیل : وہ بھلا آدمی ہے — وہ اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ کوئی اس کے پیروں کو کچلتا ہوا گزر جائے — لیکن ضرورت پڑے تو دوسروں کے پیروں کو کچلنے میں وہ ذرا نہ جھجکیگا— اپنی قدر و قیمت جاننا تو بڑی اچھی بات ہے —

تاتیانا : تمہارا مطلب ہے بچوں جیسی حرکت کرنا بڑی اچھی بات ہے؟

نیل : نہیں میرا مطلب یہ نہیں — لیکن یہ بات اچھی ہے —— چاہے جو جی چاہے کہو—— بچپن یا کچھہ اور—

پیوتر : بکواس...

نیل : کیا تم یہ سمجھتے ہو؟ اگر ایک آدمی اپنی روٹی کا آخری ٹکڑا بھی اس لئے پھینک دے کہ روٹی دینے والا ہاتھہ گھناؤنا ہے تو اسے بکواس سمجھتے ہو؟

پیوتر : اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زیادہ بھوکا نہیں — اوہ، ظاہر ہے، تم تو انکار کروگے ہی، چور کا بھائی گرہ کٹ —— تم دونوں میں ایک ہی جیسا بچپن ہے — تم بھی ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہو — موقع ملا نہیں کہ بات بے بات ابا پر جتا دیا : لو دیکھو میرے دل میں تمہاری ذرا عزت نہیں — آخر تم ایسا کیوں کرو؟

نیل : کیوں نہ کروں؟

تیتی‌ریف : سفید جھوٹ بولنا شرافت کا تقاضا ہے، میرے دوست —

پیوتر : اس سے ہاتھہ کیا آتا ہے؟ مجھے بتاؤ —

نیل : ہم ایک دوسرے کو کبھی نہیں سمجھہ سکینگے —— میں اور تم — بہرے کے آگے بین کیوں بجاؤں؟ تمہارے ابا میاں کی ہر ہر بات اور ہر کرتوت سے گھن آتی ہے مجھے —

پیوتر : ہو سکتا ہے، مجھے بھی آتی ہو، لیکن میں اس کا ڈھول نہیں پیٹتا اور تم ہو کہ اس کی نمائش پر تلے رہتے ہو — اور وہ اس کا بخار ہم پر نکالتے ہیں —— میری بہن اور مجھہ پر —

تاتیانا : اف، بس بھی کرو —

(نیل اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور میز تک جاتا ہے —)

پیوتر : کیا ان باتوں سے تم اس قدر پریشان ہو جاتی ہو؟

تاتیانا : مجھے اکتاہٹ ہوتی ہے — وہی مرغے کی ایک ٹانگ، وہی رٹ، بار بار —

(پولیا دودھہ کا جگ لئے ہوئے اندر آتی ہے اور اس کی آنکھوں میں نیل کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی خواب ناک مسکراہٹ کھب کے رہ جاتی ہے —)

پولیا : بالکل سادھو دکھتا ہے، ہے نا؟

تیتی‌ریف : آخر یہ شہد بھری مسکراہٹ کیوں؟

نیل : وہ ذرا یاد آ رہا تھا —— آج میں نے اپنے افسر پر زبان کے ایسے کوڑے کڑکائے ہیں کہ وہ بھی کیا یاد کریگا — بڑی مزیدار ہے ہماری زندگی بھی —

تیتی‌ریف (کھرجدار آواز میں) : آمین!

پیوتر (کندھے جھٹکتے ہوئے) : ہر طرف روشنی ہی روشنی دیکھنے والے یہ لوگ جنم کے اندھے ہیں کیا؟ آخر بات کیا ہے؟

نیل : میں نہیں جانتا — تمہارا جو جی چاہے کہو — لیکن میں تو سچ مچ زندگی کا لطف اٹھاتا ہوں — (اٹھتا ہے اور ٹہلتا ہے) زندگی بڑی شاندار چیز ہے!

تیتی‌ریف : ہاں بےشک —

پیوتر : اگر تم ایمانداری سے بات کر رہے ہو تو پھر تم دونوں مسخرے ہو —

نیل : اور تم... تم میری سمجھ میں بالکل نہیں آتے — سب جانتے ہیں تم محبت میں گرفتار ہو اور وہ بھی تم کو چاہتی ہے — کیا یہ کافی نہیں تمہارے لئے؟ کیا تمہارا جی قلابازیاں کھانے کو نہیں چاہتا؟ اس طرح تم کو کچھ تو خوشی حاصل ہو جاتی؟

(پولیا بڑے غرور کے ساتھ سماور کے پیچھے سے سب کو دیکھتی ہے — تاتیانا صوفے پر کروٹ لیتی ہے اور نیل کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کی کوشش کرتی ہے — تیتی‌ریف پائپ سے راکھ جھاڑتا ہے اور مسکراتا ہے —)

پیوتر : تم بھولتے ہو — اول تو طالب علموں کو شادی کرنے کی اجازت نہیں — دوسرے مجھے اپنے ماں باپ سے ایک گھمسان کی جنگ لڑنی ہے — اور تیسرے...

نیل : خدا کی پناہ! اس سے مہمل بھی کوئی بات ہوئی ہوگی

دنیا میں؟ پیوتر تمہارے سامنے بس ایک ہی راستہ ہے — گریبان چاک کرکے کسی جنگل کی طرف بھاگ جاؤ!

(پولیا مسکراتی ہے —)

تاتیانا: مسخرا بننے کی کوشش نہ کرو، نیل!

نیل: تم غلط راستے پر ہو پیوتر — تم کسی کے عشق میں گرفتار نہ بھی ہو تو پروا نہیں — زندگی بہر حال شاندار ہے — چاہے خزاں کی رات ہو اور تم گھڑگھڑاتے ہوئے انجن میں ہو، موسلادھار پانی برس رہا ہو، زوروں کے جھکڑ چل رہے ہوں... یا چاہے جاڑے کی رات ہو، برف کا طوفان گرج رہا ہو، برف نے دنیا کو آنکھوں سے بالکل اوجھل کر دیا ہو اور تمہیں دبائے دے رہی ہو — ہاں چاہے کچھ ہو زندگی ہر حال میں شاندار ہے — ایسی رات میں کسی انجن میں بیٹھنے سے تو تھکن ہوتی ہے... اس میں تھکن بھی ہے اور خطرہ بھی — اور پھر بھی اس میں اپنی کشش ہے — صرف ایک چیز ایسی ہے جس میں کوئی کشش نہیں — اور وہ یہ ہے کہ ایمان دار لوگوں پر سور اپنا سکہ چلائیں، چور اور کمینے حکم چھاٹیں — لیکن زندگی صرف ان کے لئے نہیں ہے — یہ تو آنی جانی ہیں، گزر جائینگے — مٹ جائینگے، جس طرح ایک تندرست جسم سے ناسور مٹ جاتا ہے — ریلوے کا کوئی ٹائم ٹیبل ایسا نہیں جو نہیں بدلتا ہو — ہر چیز بدلتی ہے، ہر چیز بدلتی ہے —

پیوتر: ہم نے تمہارے یہ بھاشن بہت سنے ہیں — ذرا رک جاؤ دیکھو زندگی کیا جواب دیتی ہے —

نیل: زندگی مجھے وہی جواب دیگی جو میں چاہونگا — تم مجھے ڈرا نہیں سکتے — میں تم سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ زندگی کٹھن ہے، کبھی کبھی زندگی بڑے ستم ڈھاتی ہے — آدمی کا دم گھٹنے لگتا ہے — میں جانتا ہوں ایک وحشی اور بےلگام قوت لوگوں کو دبا اور کچل رہی ہے — میں جانتا ہوں اور مجھے اس سے

نفرت ہے — اس سے میرا خون کھولتا ہے — چیزیں جیسی ہیں میں ان کو اسی طرح قبول کر لینا نہیں چاہتا —زندگی ایک اہم چیز ہے — اس کا روپ رنگ بگڑا ہوا ہے — اس کو ٹھیک ٹھاک کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑیگا — میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کوئی سورما نہیں ہوں، میں صرف جیالا اور ایمان دار آدمی ہوں — اور پھر بھی میں کہتا ہوں: دیکھنا آخر میں جیت ہماری ہوگی! میں سارا کس بل زندگی کو بدلنے کی تمنا پوری کرنے میں لگا دونگا — میں خود کو اس کے بیچ بھنور میں ڈال دونگا —— کبھی میں اس طرف دھکیلونگا، کبھی اس طرف اسے سانچے میں ڈھالونگا، ایک چیز کے لئے راستہ صاف کرونگا، دوسری کی راہ میں پہاڑ بن جاؤنگا — اسی کا نام زندگی ہے! یہی ہے زندگی کی ترنگ!

تیتی ریف (ہنستے ہوئے): اسی میں علم کا راز پوشیدہ ہے — اسی میں فلسفے کا سبق چھپا ہوا ہے — اور باقی سارے دوسرے فلسفے !ہونگ ہیں، زبانی جمع خرچ —

ایلینا (دروازے سے): آخر یہ چیخم دھاڑ کیسی مچی ہوئی ہے، یہ ہاتھہ ہوا میں کیوں لہرا رہے ہیں؟

نیل (اس کی طرف لپکتے ہوئے): لو یہاں ہے ایک ہستی جو میری بات سمجھیگی! میں ابھی ابھی زندگی کا ترانہ گا رہا تھا — ان کو بتا دو کہ زندگی میں کتنا لطف ہے —

پولیا (آہستہ سے): اف ہاں، بڑا لطف ہے، بڑی خوشی!

ایلینا: کیا کسی کو اس میں شبہ ہے؟

نیل (پولیا سے): میری پیاری کبوتری!

ایلینا: چلو ہٹو، میرے سامنے عشق کا کوئی کھیل نہیں!

پیوتر: خدا جانے اس کو کیا ہو گیا ہے — پی لی ہوگی —

(تاتیانا سر صوفے کی پشت پر گرا دیتی ہے اور ہاتھوں سے منہ چھپا لیتی ہے—)

ایلینا: اچھا تو تم چائے کا دور چلانے والے ہو؟ اور میں تو
سے کہنے آئی تھی، آؤ میرے ساتھ چائے پی لو — اچھا، تو اب میں
تمہارے ساتھ پی لونگی چائے — آج یہاں کی فضا خوشگوار ہے -
(تیتی‌ریف سے) اے میرے بڈھے اور کائیاں الو، تم ہی ایک ایسے
ہو یہاں جس پر اوس پڑی ہوئی ہے — ایسا کیوں؟

تیتی‌ریف: میں اوروں کی طرح خوش ہوں — البتہ جب میں
خوش ہوتا ہوں تو چپ ہو جاتا ہوں اور جب غمگین ہوتا ہوں
تو خوب شور مچاتا ہوں — یہ مجھے اچھا لگتا ہے —

نیل: تمام بڑے، چالاک اور بگڑے ہوئے کتوں کی طرح -

ایلینا: میں نے تم کو کبھی نہ خوش دیکھا نہ اداس —
ہمیشہ فلسفیانہ شان میں — کیوں لوگو کیا خیال ہے تمہارا —— تو
کیا سمجھتی ہو تانیا؟ —— وہ مجھے فلسفہ پڑھا رہا ہے! پچھلی
رات اس نے مجھے بنیاد کے قانون پر پورا ایک لکچر پلا دیا — اوہ میں
تو سب بھول بھال گئی —— ان قانون میں کیسی کیسی باتیں ہیں
میری تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں — اف کیسی کیسی باتیں
بتاؤ، ایں؟

تیتی‌ریف (مسکراتے ہوئے): زندگی کے تمام سوتے —— پھوٹتے
ہیں...

ایلینا: سنا تم نے کتنی عقل کی باتیں سیکھ رہی ہوں میں
میں سمجھتی ہوں تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ یہ قانون کسی..
کسی... دانت کی نمائندگی کرتا ہے —— یاد رہے ''نمائندگی''
ایک فلسفیانہ اصطلاح ہے... دانت کی کیونکہ دانت کی بھی چار جڑیں
ہوتی ہیں — کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں؟

تیتی‌ریف: میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا؟

ایلینا: ہاں، بےشک — ذرا کوشش کر دیکھو: پہلی جڑ (او
ممکن ہے کہ پہلی جڑ نہیں) —— بنیادی سبب ہے — وجود

ہے —— یہ مادہ ہے ہیئت کے روپ میں — مجھے لے لو —— میں مادہ ہوں جس نے (ہاں بےسبب نہیں) ایک عورت کی ہیئت اختیار کر لی ہے — لیکن (ابکے سرے سے بالکل بے سبب) وجود سے محروم ہوں — وجود جاوداں ہے — لیکن مادہ روپ میں زمین پر ابھرتا ہے اور پھر —— مٹ جاتا ہے — ٹھیک کہا نا میں نے؟

تیتی‌ریف: ہاں چلیگا —

ایلینا: اس کے علاوہ میں جانتی ہوں، وجوہات کے رشتے نام کی چیزیں ہوتی ہیں — ایک ہے a priori اور دوسری a posteriori — لیکن یہ ہیں کیا بلا، چاہے میری جان لے لو، یاد رکھنا میرے بس کا روگ نہیں — اگر یہ ساری عقل میں نے اپنی کھوپڑی میں ٹھونس لی تو گنجی ہو جاؤنگی — لیکن اس سارے فلسفے سے ایک سب سے بڑا مسئلہ پیدا ہوتا ہے: آخر تم پر کیا مصیبت پڑی تھی تیرینتی کہ تم نے مجھے فلسفہ پڑھانے کا بیڑا اٹھا لیا؟

تیتی‌ریف: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ تم کو دیکھہ کر میرا جی خوش ہوتا ہے —

ایلینا: شکریہ — دوسری وجہ یہ کہ شاید اس وجہ میں مزا نہ آئے —

تیتی‌ریف: دوسری وجہ یہ ہے کہ آدمی جب فلسفہ بگھارتا ہے تو جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ فلسفہ محض تصور کی اڑان ہے —

ایلینا: یہ ساری باتیں میرے سر پر سے گزر گئیں — ارے، ہاں، تانیا! تمہارا کیا حال ہے؟ (جواب کا انتظار کئے بغیر) پیوتر ... واسیلی‌وچ، آخر تم کس چیز سے اتنے خفا ہو؟

پیوتر: اپنے آپ سے —

نیل: اور باقی دوسرے لوگ؟

ایلینا: لو یکایک میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں گانا گاؤں — افسوس کہ آج سنیچر ہے اور عبادت ابھی ختم نہیں ہوئی — (بیس‌سیمیونوف

اور اکولینا ایوانوونا آتے ہیں) اوہ، لو یہ رہے اپنے بزرگ! آداب عرض ہے —

بیس‌سیمیونوف (رکھائی سے) : آداب —

اکولینا ایوانوونا (اسی لہجے میں) : آداب — لیکن اس سے پہلے بھی آج ہم ایک بار آداب سلام کر چکے ہیں نا؟

ایلینا : ہاں ہاں کر چکے ہیں — میں تو بھول ہی گئی تھی — ار... گرجا گھر میں کیسی کٹی؟ کیا بڑی گرمی تھی؟

بیس‌سیمیونوف : ہم گرجا گھر درجہ حرارت معلوم کرنے نہیں جاتے —

ایلینا (بوکھلاتے ہوئے) : سمجھی... لیکن میں ...میرا مطلب یہ نہیں تھا — میں تو صرف یہ پوچھتی تھی کہ کیا وہاں بہت سے لوگ تھے؟

اکولینا ایوانوونا : ہم نے ان کی گنتی نہیں کی —

پولیا (بیس‌سیمیونوف سے) : آپ چائے پیئینگے؟

بیس‌سیمیونوف : پہلے ہم کھانا کھائینگے — پیوتر کی ماں جاؤ ذرا کچھہ پکاؤ — (اکولینا ایوانوونا ناک پھڑکاتی ہوئی چلی جاتی ہے — تاتیانا اٹھتی ہے اور ایلینا اسے میز تک لے جاتی ہے — نیل صوفے پر تاتیانا کی جگہ بیٹھہ جاتا ہے — پیوتر ٹہلتا رہتا ہے — تیتی‌ریف پیانو کے پاس بیٹھا، مسکراتے ہوئے، ان سب کا جائزہ لیتا ہے — پولیا سماور کے پاس ہے — بیس‌سیمیونوف کونے میں صندوق پر بیٹھا ہے) حیران ہوں لوگ کتنے چوٹے ہو گئے ہیں! تھوڑی دیر پہلے جب پیوتر کی ماں اور میں گرجا جا رہے تھے، تو میں نے پھاٹک پر کیچڑ کے اوپر ایک تختہ رکھا تھا — لوٹے تو تختہ ندارد — کوئی چور اچکا اٹھا لے گیا — لوگوں کی رگوں میں گناہ دوڑ رہا ہے — (رکتا ہے) پرانے زمانے میں ایسی چھوٹی چھوٹی چوریاں کم ہوتی تھیں... ان دنوں سنسان راستوں پر قزاقی ہوا کرتی تھی، کیونکہ

ان دنوں لوگوں کے دل بڑے ہوتے تھے — ایسے گھٹیا تختے پر تو وہ تھوکتے بھی نہیں — (باہر سڑک سے گانے اور اکارڈئین بجانے کی آواز آتی ہے) سنا؟ گا رہے ہیں — اللہ پیر کا دن ہے کل اور آج راگ الاپے جا رہے ہیں — (گانے کی آوازیں قریب آ جاتی ہیں) مزدور ہونگے — جیسے ہی چھٹے، بھٹیارخانے میں جا گھسے، ساری کمائی دارو میں بہا دی اور اب نکلے گلے کا زور دکھانے — (گانے والے گھر تک آ گئے ہیں — نیل کھڑکی پر جھک کر جھانکتا ہے) ایک آدھہ برس اسی طرح زندگی گزارینگے —— زیادہ سے زیادہ دو برس اور چلو قصہ ختم — پھر وہی اٹھائی گیرے اور چور کے چور! بس!

نیل : لگتا ہے پرچی‌خین...

اکولینا ایوانوونا (دروازے سے) : کھانا تیار ہے پیوتر کے ابا —

بیس‌سیمیونوف (اٹھتے ہوئے) : پرچی‌خین... ہاں ان ہی نکموں میں سے ایک — (باہر جاتا ہے —)

ایلینا (آنکھوں سے اس کا تعاقب کرتی ہے) : میرے یہاں چلو، وہیں چائے پیئیں — وہاں زیادہ اچھا رہیگا —

نیل : بڑے میاں سے تمہاری بات چیت بڑی دلچسپ رہی —

ایلینا : ان کے سامنے مجھے عجیب بےتکا سا لگتا ہے — میں ان کو ایک آنکھہ نہیں بھاتی اور یہ خوش‌گوار بات نہیں — بلکہ اس سے تکلیف ہوتی ہے — آخر وہ مجھے ناپسند کیوں کریں؟

پیوتر : وہ دل کے بہت اچھے ہیں — لیکن بڑی اکڑ ہے ان میں —

نیل : تھوڑے لالچی اور جھکی بھی —

پولیا : تمہیں کسی کے پیٹھہ پیچھے ایسی بات نہیں کہنی چاہئے — یہ اچھی بات نہیں —

نیل : لالچی ہونا اچھا نہیں —

تاتیانا (رکھائی سے) : ختم کرو یہ قصہ — کسی آن ابا یہاں

آ سکتے ہیں — پچھلے تین دن سے انہوں نے کسی کو برا بھلا نہیں کہا — وہ اچھی طرح، خوشنودی سے پیش آنے کی کوشش کر رہے ہیں —

پیوتر: یقین مانو یہ ان کے لئے آسان نہ ہوگا —

تاتیانا: ہمیں یہ سراہنا چاہئے — وہ بوڑھے ہیں — یہ ان کا قصور نہیں کہ وہ ہم سے پہلے پیدا ہوئے اور وہ چیزوں کو اسی نظر سے نہیں دیکھتے جس نظر سے ہم دیکھتے ہیں — (جھلاتے ہوئے) لوگ کتنے بےدرد ہیں! ہم ایک دوسرے کی طرف کتنی سختی اور سنگ دلی برتتے ہیں! ہمیں سبق دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں، ایک دوسرے سے نرمی اور مہربانی برتیں...

نیل (نقل کرتے ہوئے): تاکہ لوگ ہماری پیٹھہ پر سوار ہو جائیں —

(ایلینا ہنستی ہے — پولیا اور تیتی‌ریف مسکراتے ہیں — پیوتر نیل کے پاس جاتا ہے جیسے اس سے کچھہ کہنا چاہتا ہو — تاتیانا ملامت کے انداز میں سر دھنتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (ایلینا کو جلی بھنی نظروں سے گھورتا ہوا آتا ہے): پولیا تمہارا باپ باورچی خانے میں ہے — جاؤ اور اس سے کہہ دو... ار... کسی اور وقت... جب اس کا نشہ اتر جائے، جب وہ اپنے حواس میں ہو تو یہاں آئے — کہو گھر چلا جائے —

(پولیا باہر چلی جاتی ہے — نیل اس کے پیچھے پیچھے چل دیتا ہے —)

بیس‌سیمیونوف (نیل سے): تم بھی جاؤ — ذرا اپنے آنے والے دنوں کی تصویر دیکھہ لو... ار... (اپنی بات کاٹ دیتا ہے اور میز کے پاس بیٹھہ جاتا ہے) چپ چپ کیوں؟ دیکھتا ہوں میں نے کمرے میں قدم رکھا نہیں کہ ہر شخص کو سانپ سونگھہ گیا —

تاتیانا : ہم آپ کے پیچھے بھی بہت زیادہ بات چیت نہیں کرتے —

بیس‌سیمیونوف (گھورکر ایلینا کو دیکھتا ہے) : تم کاہے پر ہنس رہی تھیں؟

پیوتر : کوئی خاص بات نہیں — نیل . . .

بیس‌سیمیونوف : نیل! ہر بات کی تہہ میں وہی — میں تمہارے کہے بنا ہی یہ جانتا تھا —

تاتیانا : آپ کے لئے چائے نکالوں ابا؟

بیس‌سیمیونوف : نکالو —

ایلینا : تانیا، رہنے دو، میں نکال دونگی —

بیس‌سیمیونوف : شکریہ، تم تکلیف نہ کرو— میری بیٹی کر لیگی —

پیوتر : میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے فرق کیا پڑتا ہے — تاتیانا کا جی اچھا نہیں —

بیس‌سیمیونوف : تمہیں اس معاملے میں ٹپکنے کی دعوت کس نے دی — اگر اپنے سے زیادہ پرائے تمہیں قیمتی ہیں تو...

پیوتر : ابا! آپ کو شرم نہیں آتی؟

تاتیانا : لو شروع ہو گیا! پیوتر کیا تم اپنی زبان پر تالا نہیں ڈال سکتے؟

ایلینا (زبردستی مسکراتے ہوئے) : کیا اس کی ضرورت؟..

(دروازہ دھڑ سے کھلتا ہے اور پرچی‌خین اندر آتا ہے—
کچھ نشے میں معلوم ہوتا ہے—)

پرچی‌خین : واسیلی واسیلی‌وچ! لو یہ رہا میں! یہ نہ سوچنا کہ باورچی خانے سے چل دئے تو مجھ سے چھٹکارا پا لیا! لو میں پھر یہاں آ گیا —

بیس‌سیمیونوف (اس کی طرف دیکھے بغیر): جب آ گئے ہو تو بیٹھ جاؤ — چائے پیو —

پرچی‌خین: میں چائے پینے نہیں آیا — تم خود پیو اپنی چائے... میں تم سے بات کرنے آیا ہوں —

بیس‌سیمیونوف: بات؟ بکواس!

پرچی‌خین: بکواس، ایں؟ (ہنستا ہے) تم بڑے وہ ہو! (نیل اندر آتا ہے اور الماری سے لگ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور بیس‌سیمیونوف کو کڑی نظروں سے گھورتا ہے) چار دن میں سوچتا رہا، سوچتا رہا —— تمہارے پاس جاؤں اور تم سے بات کروں... اور لو... میں یہ رہا!

بیس‌سیمیونوف: اف ختم بھی کرو!

پرچی‌خین: نہیں، میں ختم نہیں کرونگا! تم چالاک آدمی ہو واسیلی واسیلی‌وچ — تم دولت مند ہو، لیکن اس وقت میں تمہارے ضمیر سے بات کرنے آیا ہوں —

پیوتر (نیل کے پاس جاتا ہے اور زیر لب بولتا ہے): آخر تم نے اس کو اندر کیوں آنے دیا؟

نیل: اسے چھوڑ دو — اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں —

پیوتر: تم ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہنگامہ کھڑا کرتے رہتے ہو —

پرچی‌خین (پیوتر کی آواز کو دباتے ہوئے): واسیلی واسیلی‌وچ، تم بھی بڈھے ہو — ذرا سوچو تو، میں ایک جگ سے جانتا ہوں تمہیں —

بیس‌سیمیونوف (غصے سے): تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟

پرچی‌خین: یہ چاہتا ہوں — مجھے بتاؤ تم نے مجھے اپنے گھر سے کیوں نکالا؟ میں نے سوچا، سر لڑاتا رہا —— پر میری کھوپڑی میں یہ بات نہ آئی کہ آخر تم نے مجھے نکالا کیوں — میرے بھائی، بتاؤ، کیوں نکالا مجھے — میں تمہارے پاس اپنے دل میں کوئی بر خیال لے کر نہیں آیا ہوں... میں اپنے دل میں محبت لے کر آیا ہوں...

بیس‌سیمیونوف: اور دماغ میں دھواں!

تاتیانا : پیوتر! مجھے سہارا دو... نہیں پولیا کو بلاؤ — (پیوتر باہر جاتا ہے—)

پرچی‌خین : اب پولیا کو ہی لے لو— میری ننھی منی، پیاری بچی، میری خوبصورت چڑیا — کیا تم نے اس کی وجہ سے مجھے گھر سے نکالا؟ اس لئے کہ اس نے تاتیانا کے بانکے نوجوان کو اس سے چھین لیا؟

تاتیانا : کتنی واہیات بات ہے! کتنی ذلیل بات!

بیس‌سیمیونوف (آہستہ سے اٹھتا ہے) : خبردار پرچی‌خین! پھر جو نکالی تم نے منہ سے یہ بات تو...

ایلینا (نیل سے زیرلب) : اس کو باہر لے جاؤ! ہنگامہ ہو جائیگا —

نیل : میں کیوں لے جاؤں باہر—

پرچی‌خین : اب دو بارہ تم مجھے گھر سے نہیں نکال سکتے واسیلی واسیلی‌وچ! اس کی کوئی ضرورت نہیں — پولیا اچھی لڑکی ہے اور میں اس کو چاہتا ہوں — لیکن اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا... نہیں بھائی... اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا — دوسروں کی چیز جھپٹ لینا اچھا نہیں ہے —

تاتیانا : ایلینا، مجھے سہارا دو، مجھے میرے کمرے میں لے چلو— (ایلینا اس کا بازو پکڑ لیتی ہے — نیل کے پاس سے گزرتے ہوئے تاتیانا کہتی ہے) تم کو شرم آنی چاہئے؟ اس کو باہر لے جاؤ—

بیس‌سیمیونوف (بڑی کوشش سے ضبط کرتے ہوئے) : اپنی زبان بند کرو پرچی‌خین — بیٹھ جاؤ، زبان بند کرو اور زبان نہیں بند کر سکتے تو نکل جاؤ یہاں سے —

(پولیا آتی ہے اور اس کے پیچھے پیوتر—)

پیوتر (پولیا سے) : ذرا رک جاؤ اتنی بدحواس نہ ہو!

پولیا : واسیلی واسیلی‌وچ! پچھلی بار جب ابا آئے تو تم نے ان کو باہر کیوں نکال دیا؟

(بیس‌سیمیونوف اس کو بڑی بپھری ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے اور پھر باری باری سے ہر ایک کو —)

پرچی‌خین (انگلی ہلاتے ہوئے) : ہش، بیٹی! ایک لفظ نہیں! تمہیں سمجھنا چاہئے — تاتیانا نے زہر پیا —— ہے نا؟ کیوں؟ سمجھیں؟ میں کسی کو بھی نہیں بخشتا واسیلی واسیلی‌وچ، ان سب سے ایک سا انصاف کرو... جو جیسا کرے ویسا پائے — میں کوئی فرق نہیں کرتا...

پولیا : ٹھہر جاؤ بابا...

پیوتر : پولیا، کیا تم؟..

نیل : تم اس میں مت پڑو!

بیس‌سیمیونوف : پولیا، تو بڑی دلیر اور گستاخ ہے —

پرچی‌خین : وہ؟ اوہ نہیں، وہ...

بیس سیمیونوف : بکو مت! لگتا ہے جیسے میں کچھ ہوں ہی نہیں — آخر یہ گھر کس کا ہے؟ کون ہے مالک یہاں؟ یہاں کون بتائیگا کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط؟

پرچی‌خین : میں! اور میں تم میں سے ہر ایک کو باری باری بتاؤنگا— سب سے پہلے، دوسروں کا مال اڑا لینا غلط ہے! اور اگر تم نے لے لیا ہے تو اب لوٹا دو!

پیوتر (پرچی‌خین سے) : تم چہکنا بند کرو اور ذرا میرے کمرے میں چلو—

پرچی‌خین : پیوتر تم ذرا نہیں بھاتے مجھے! تم کھوکھلے آدمی ہو— اور بڑے بددماغ — تم کچھ نہیں جانتے، ایک رتی نہیں — شہر کے نالوں کا انتظام کیا ہے؟ ایں؟ بس ٹائں ٹائں فش!

مجھے کسی اور سے پوچھنا پڑا — (پیوتر اس کی آستین پکڑ کر کھینچتا ہے) مت چھوؤ مجھے — چھوڑو مجھے!

نیل (پیوتر سے): مت چھیڑو!

بیس سیمیونوف (نیل سے): تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کتے کو للکار رہے ہو؟

نیل: میں یہ جاننا چاہتا ہوں یہ سارا ماجرا کیا ہے — پرچی‌خین نے کیا کیا ہے؟ تم نے اس کو نکالا کیوں؟ اور پولیا کا اس سے کیا ناتا ہے؟

بیس سیمیونوف: کیا تم مجھ سے جرح کر رہے ہو؟

نیل: ہاں کر رہا ہوں، تو پھر؟ تم بھی میرے جیسے ایک آدمی ہو اور بس —

بیس سیمیونوف (آگ بگولہ): تمہاری طرح؟ تم آدمی نہیں ہو... تم... تم سانپ ہو! تم کتے ہو!

پرچی خین: ہش! ہم لوگوں کو اطمینان سے بات کرنے دو، دوستوں کی طرح...

بیس سیمیونوف (پولیا سے): ذلیل... مکار...

نیل (دانت پیس کر): اے زیادہ شور نہ مچاؤ!

بیس سیمیونوف: کیا کہا؟ نکل جا یہاں سے تو، کمینے! میری بلی اور مجھ ہی سے میاؤں —— مجھ پر غرا رہا ہے جس نے خون پسینہ ایک کرکے تجھے پالا پوسا...

تاتیانا (کمرے کے اندر سے): ابا! بس بس!

پیوتر (نیل سے): چلو تمہیں منہ مانگی مراد مل گئی نا؟ تمہیں اپنے آپ پر شرم آنی چاہئے!

پولیا (آہستہ سے): آپے میں رہو — مجھ پر لال پیلے نہ ہو — میں تمہاری لونڈی باندی نہیں ہوں — ہر آدمی تمہارا تھوکا نہیں چاٹنے کا — بتاؤ مجھے تم نے میرے باپ کو اپنے گھر سے کیوں نکالا؟

نیل (اطمینان سے): مجھے بھی بتاؤ— یہ کوئی پاگل خانہ تو ہے نہیں— یہاں امید کی جاتی ہے کہ ہر آدمی اپنے کئے کی جواب دہی رکھتا ہے—

بیس سیمیونوف (اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے): نکل جاؤ نیل! نکل جاؤ ورنہ کچھہ ہو جائیگا— بھولو مت —— میں نے تمہیں کھلایا پلایا ہے... میں ہوں جس نے تمہیں پال پوس کر اس دن کو پہنچایا ہے—

نیل: تم یہ طعنہ بند کروگے یا نہیں؟ میں نے جتنا کھایا ہے، ایک ایک پائی اس کی قیمت چکا دی ہے—

بیس سیمیونوف: تو میری روح کو کھا گیا ہے، کمینے!

پولیا (نیل کا ہاتھہ پکڑتے ہوئے): آؤ ہم یہاں سے چلے جائیں—

بیس سیمیونوف: ہاں ہاں بھاگ جاؤ یہاں سے! آخر سانپ ہو نا، رینگ کر نکل جاؤ! تم ہی مجرم ہو... یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے... تم نے میری بیٹی کو ڈسا ہے— اور اب... اس کو... تمہارے ہی کارن میری بیٹی نے...

پرچی‌خین: واسیلی واسیلی‌وچ! ہاں ہاں! ذرا سنبھال کے! سنبھال کے!

تاتیانا (پکارتی ہے): یہ بات سچ نہیں ہے ابا! پیوتر کیا تم کچھہ نہیں کر سکتے؟ (دروازے سے نکلتی ہے اور دونوں ہاتھہ پھیلائے ہوئے بیچ کمرے میں لڑکھڑاتی ہے) پیوتر یہ سب کیوں؟ غضب ہے! یا اللہ! تیرینتی! ان سے کہو... ان سے کہو... نیل! پولیا! خدا کے لئے چلے جاؤ! چلے جاؤ! آخر یہ سب کیوں؟

(سب ادھر ادھر بھٹکنے لگتے ہیں— تیتی‌ریف دانت نکالے ہوئے آہستہ آہستہ اٹھتا ہے— بیس سیمیونوف اپنی

بیٹی کے پاس سے ہٹ جاتا ہے — پیوتر بہن کا بازو پکڑ لیتا ہے اور اپنے چاروں طرف کھویا کھویا سا گھورتا ہے —)

پولیا : آؤ!

نیل : بہت اچھا — (بیس‌سیمیونوف سے) ہم جا رہے ہیں — مجھے افسوس ہے کہ انجام یہ ہونا تھا —

بیس سیمیونوف : نکل جا! اور اسے بھی ساتھ لیتا جا!

نیل : تم جانتے ہو، میں لوٹ کر نہیں آؤنگا —

پولیا (تھرتھراتی ہوئی آواز کے ساتھ چیختے ہوئے) : مجھ پر یہ تہمت! تاتیانا کے کئے کا الزام میرے سر! جیسے یہ میرا گناہ تھا! بے شرم!

بیس سیمیونوف (غصے میں) : جا رہی ہے تو جا، نکل جا!

نیل : بس بس! اتنے زور سے نہیں، اتنے زور نہیں!

پرچی خین : بھڑکو مت بچو — ہمیں نرمی سے پیش آنا چاہئے —

پولیا : خدا حافظ — آؤ ابا، چلو —

نیل (پرچی خین سے) : آؤ چلیں —

پرچی خین : میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤنگا — میں خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا ہوں... اکیلا... تیرینتی! میں اکیلا ہوں... میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا!

تیتی‌ریف : چلو میرے کمرے میں —

پولیا : آ جاؤ ابا، اس سے پہلے کہ وہ تمہیں دو بارہ نکال دیں —

پرچی‌خین : نہیں — میں نہیں آؤنگا — تیرینتی، میں ان کا نہیں ہوں — میں سمجھتا ہوں...

پیوتر (نیل سے) : خدا کے لئے جاؤ!

نیل (پیوتر سے) : میں جا رہا ہوں، خدا حافظ! تم نے خوب رنگ دکھایا اپنا!

پولیا (نیل سے): چلو، چلو! (چلے جاتے ہیں —)

بیس سیمیونوف (ان کے پیچھے چیختا ہے): تم لوٹ کر آؤگے، ناک رگڑتے ہوئے آؤگے!

پیوتر: بس ختم کیجئے ابا!

تاتیانا: بیچارے ابا! چیخئے مت ابا!

بیس سیمیونوف: ذرا رک جاؤ! ہم دیکھہ لینگے!

پرچی خین: اچھا ہوا وہ چلے گئے — خدا کا شکر ہے — جانے والوں کو جانے دو —

بیس سیمیونوف: میں ان سے کہنا چاہتا ہوں، میں ان کو سمجھتا کیا ہوں... جونک، خون چوسنے والے! کپڑا لتا دیا، کھلایا پلایا... (پرچی خین سے) اور تم بڈھے بیوقوف! تمہیں آنے اور اپنی سنانے کی ایسی ہی پڑی تھی؟ تم چاہتے کیا ہو؟ بتاؤ؟

پیوتر: اب پھر سے شروع نہ کرو ابا —

پرچی‌خین: واسیلی واسیلی‌وچ! مجھہ پر گرجو مت — مسخرے آدمی، میں تمہاری عزت کرتا ہوں! میں بیوقوف ہوں —— جانتا ہوں — پر میں برے بھلے کو سمجھتا ہوں...

بیس سیمیونوف (صوفے میں دھنستے ہوئے): میں... میں نہ کچھہ سوچ سکتا ہوں، نہ کچھہ کر سکتا ہوں — میں کچھہ بھی نہیں سمجھتا... ہوا کیا؟ ان میں سے ایک سدھار گیا... بالکل اچانک، آناً فاناً... جیسے گرمیوں کے جھکڑ میں اچانک آگ بھڑک اٹھتی ہے — کہتا ہے —— اب پھر کبھی لوٹ کر نہیں آؤنگا — بس — لیکن مجھے اس پر یقین نہیں —

تیتی‌ریف (پرچی‌خین سے): تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہاں کیوں آئے؟

پرچی خین: ذرا میں صفائی چاہتا ہوں — میں سیدھے سیدھے باتوں کو دیکھتا اور سمجھتا ہوں — دو اور دو چار ہوتے ہیں اور

بس — وہ میری بیٹی ہے — ہے نا؟ اچھا — اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یہ فرض... (یکایک چپ ہو جاتا ہے) میں اس کا باپ ہوں، مگر برا باپ — اس لئے اس پر کوئی فرض نہیں — اچھا جیسے اس کا جی چاہے رہے — لیکن میرا دل تاتیانا کے لئے دکھتا ہے — تاتیانا تیرے لئے میرا دل کڑھتا ہے — میرا دل تم سب کے لئے دکھتا ہے — (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) سچی بات — تم سب بیوقوفوں کا غول ہو —

بیس سیمیونوف: اپنی زبان بند کرو!

پیوتر: تاتیانا کیا ایلینا نکولائی‌ونا چلی گئی؟

ایلینا (تاتیانا کے کمرے سے): نہیں میں یہاں ہوں — میں دوا گھول رہی ہوں —

بیس سیمیونوف: میرا سر چکرا رہا ہے — کچھ سمجھ میں نہیں آتا — کیا نیل واقعی چلا گیا؟ ہمیشہ ہمیشہ کو؟

اکولینا ایوانوونا (جوش میں بھری ہوئی آتی ہے): کیا ہو گیا ہے؟ نیل اور پولیا باہر ہیں باورچی خانے میں... میں بھنڈار کی طرف تھی...

بیس سیمیونوف: کیا وہ چلے گئے؟

اکولینا ایوانوونا: وہ پرچی‌خین کا انتظار کر رہے ہیں — پولیا کہتی ہے... ابا سے کہنا... وہ کہتی — اور اس کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں... نیل ہے کہ بپھرے ہوئے کتے کی طرح غرا رہا ہے — ہوا کیا؟

بیس سیمیونوف (اٹھتے ہوئے): اب میں جاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں!

پیوتر: نہیں ابا — یہیں رہئے —

تاتیانا: مہربانی سے، نہیں!..

بیس سیمیونوف: نہیں کیا؟

اکولینا ایوانوونا: بات کیا ہے؟ ہوا کیا؟

بیس سیمیونوف: نیل جا رہا ہے — ہمیشہ کے لئے —

پیوتر: تو پھر کیا ہوا؟ چھٹکارا ملا — اس کی آپ کو ضرورت کیا ہے؟ وہ شادی کر رہا ہے — وہ اپنا گھر الگ بسانا چاہتا ہے —

بیس سیمیونوف: اپنا گھر؟ کیا میں کوئی پرایا ہوں اس کا؟

اکولینا ایوانوونا: پیوتر کے ابا اتنا پریشان نہ ہو — بھول جاؤ اسے — جانے دو — ہمارے اپنے بچے ہیں — ہمیں ان کی فکر کرنی چاہئے — تم اب تک یہیں ہو پرچی‌خین؟ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں —

پرچی خین: ان کا راستہ دوسرا ہے، میرا دوسرا —

بیس سیمیونوف: مجھے اس کے جانے کی پروا نہیں — جانا چاہتا ہے تو جائے — لیکن جس طرح وہ گیا ہے —— دیکھا تم نے اس نے مجھے کس نظر سے دیکھا؟

(ایلینا تاتیانا کے کمرے سے آتی ہے —)

تیتی‌ریف (پرچی خین کا بازو پکڑتا ہے اور دروازے کی طرف لے جاتا ہے): آؤ ہم ایک آدھ گلاس کچھ پیئیں —— تم اور میں —

پرچی خین: اوہ تم ہو خدا کے نیک بندے! آدمی سمجھدار ہو...

(وہ چلے جاتے ہیں —)

بیس سیمیونوف: میں جانتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی دن ہمیں چھوڑ جائیگا لیکن اس طرح نہیں — اور وہ لڑکی! وہ کس طرح چیخی مجھ پر! بھکارن! میں ذرا انہیں بتاؤں تو سہی...

اکولینا ایوانوونا: جانے دو پیوتر کے ابا! وہ ہمارے جیسے نہیں! ان کا درد سر کیوں مول لو؟ وہ جانا چاہتے ہیں تو جائیں —

ایلینا (پیوتر سے آہستہ آہستہ): آؤ میرے یہاں چلو —

تاتیانا (ایلینا سے): میں بھی چلتی ہوں — مجھے لے چلو اپنے ساتھ —

ایلینا: ہاں ہاں — چلو —

بیس سیمیونوف (اس کی آواز سنتے ہوئے): کہاں؟

ایلینا: میرے یہاں —

بیس سیمیونوف: کس کو دعوت دی جا رہی ہے؟ پیوتر کو؟

ایلینا: اور تاتیانا کو بھی —

بیس سیمیونوف: تاتیانا تو خیر — اور پیوتر نہیں جانے کا —

پیوتر: لیکن ابا میں بچہ نہیں ہوں — جی چاہیگا جاؤں گا، جی چاہیگا نہیں جاؤں گا...

بیس سیمیونوف: تم نہیں جاؤگے —

اکولینا ایوانوونا: پیوتر اپنے باپ کی بات مان لو — بات مان لو، اچھے لڑکے کہنا سنتے ہیں —

ایلینا (غصے سے): معاف کیجئے گا واسیلی واسیلیوچ...

بیس سیمیونوف: نہیں، سنو میں کہتا ہوں! تم لوگ پڑھے لکھے ہو، تم اپنی ساری شرافت بھلا بیٹھے ہو، تمہارے دل سے بڑوں کی عزت ختم ہو چکی ہے... پھر بھی...

تاتیانا (پاگل کی طرح چیختے ہوئے): ابا! بس بس!

بیس سیمیونوف: بند کرو اپنی زبان! اگر تم اپنا معاملہ خود نہیں سنبھال سکتیں تو کم از کم دوسروں کے پھٹے میں پاؤں نہ ڈالو — رکو، کہاں چلیں؟

(ایلینا دروازے کی طرف بڑھتی ہے —)

پیوتر (اس کے پیچھے بھاگتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے): بس ایک منٹ — ہمیں اس وقت قصہ چکا لینا چاہئے — ہاں بس ابھی طے کر لینا چاہئے... یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیشہ کو —

بیس سیمیونوف: پہلے تم کو میری بات سننی ہوگی — ایک بار تو کم از کم اچھے لڑکے کی طرح میری بات سن لو — ذرا دیکھو تو سہی دودھ کیا ہے، پانی کیا ہے — (پرچی خین دمکتے چہرے کے ساتھ اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے تیتی‌ریف آتا ہے — وہ بھی مسکرا رہا ہے — وہ دروازے میں رکتے ہیں اور ایک دوسرے سے نگاہیں ملاتے ہیں — پرچی‌خین بیس سیمیونوف کی طرف آنکھ مارتا ہے اور ہاتھ لہراتا ہے) جس کو دیکھو بھاگا چلا جا رہا ہے اور اتنا بھی نہیں کہتا کہ آخر بھاگ کیوں رہا ہے! یہ بہت ہی تکلیف دہ ہے — یہ بیہودگی ہے — تمہارے جانے کو کوئی جگہ نہیں پیوتر! کیوں تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟ تم کیسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو؟ کرنا کیا چاہتے ہو؟ (اکولینا ایوانوونا منا بسورتی ہے — پیوتر، ایلینا اور تاتیانا کا ایک گروہ بن جاتا ہے اور اس گروہ اور بیس سیمیونوف کا آمنا سامنا ہے — لیکن جب باپ کہتا ہے ''تمہارے جانے کو کوئی جگہ نہیں،، تو تاتیانا ان سے الگ ہو جاتی ہے اور جا کر میز پر بیٹھ جاتی ہے جہاں اس کی ماں کھڑی ہے — پرچی‌خین تیتی‌ریف کو اشارے کرتا ہے، سر ہلاتا ہے اور بازوؤں کو اس طرح جھٹکتا ہے جیسے چڑیوں کو اڑا رہا ہو) مجھے پوچھنے کا حق ہے — تم اب تک جوان اور بیوقوف ہو — اٹھاون برس ہونے کو آئے، خون پسینہ ایک کر رہا ہوں... کس کے لئے، بچوں کے لئے...

پیوتر: ابا میں نے یہ سب پہلے بھی سنا ہے... سو بار!

بیس سیمیونوف: چپ رہو!

اکولینا ایوانوونا: اف پیوتر! پیوتر!

تاتیانا: ہش، اماں، تم نہیں سمجھتیں —

(اکولینا ایوانوونا سر دھنتی ہے —)

بیس سیمیونوف: ایک لفظ نہیں! تم مجھہ سے کیا کہوگے؟ تم مجھے کیا پڑھاؤ گے؟ ایک لفظ نہیں!

پیوتر: اب میں یہ سب کچھہ زیادہ برداشت نہیں کر سکتا — آپ چاہتے کیا ہیں؟

اکولینا ایوانوونا (یکایک بلند آواز سے بولتے ہوئے): ٹھہرو! میرے سینے میں بھی دل ہے — مجھے بھی بولنے کا حق ہے! میرے لال ذرا سوچو تم کیا کر رہے ہو؟ کبھی تم نے ہم سے پوچھا؟

تاتیانا: خوفناک ہے — جیسے کوئی کند آرا چلا رہا ہو — (ماں سے) تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے کئے دے رہی ہو — بدن بھی اور روح بھی —

اکولینا ایوانوونا: تمہاری ماں — اور کند آرا! تمہاری ماں!

بیس سیمیونوف: رک جاؤ بڑی بی — اس کو کہنے دو —

ایلینا (پیوتر سے): میں بھر پائی — چلی میں —

پیوتر: ایک منٹ، خدا کے لئے ایک منٹ! ابھی ابھی سب کچھہ صاف ہوا جاتا ہے —

ایلینا: یہ ایک پاگل خانہ ہے... یہ...

تیتی‌ریف: چلی جاؤ، ایلینا نکولائی‌ونا! جہنم میں جائیں — یہ سب جہنم میں جائیں —

بیس‌سیمیونوف: جہاں تک آپ کا سوال ہے، حضرت — جہاں تک...

تاتیانا: کیا یہ کبھی ختم نہ ہوگا؟ چلے جاؤ پیوتر!

پیوتر (قریب قریب چیختے ہوئے): ابا! اماں! سنئے! یہ ہے میری منگیتر!

(خاموشی — سب کی آنکھیں پیوتر پر گڑی ہوئی ہیں — اکولینا ایوانوونا ہاتھہ منہ پر رکھہ لیتی ہے اور وحشت بھری

نظروں سے شوہر کو دیکھتی ہے — بیس‌سیمیونوف پیچھے ہٹتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے — تاتیانا گہری سانس لیتی ہے اور آہستہ آہستہ پیانو کی طرف جاتی ہے اور اس کے ہاتھ ڈھیلے ڈھیلے سے جھولتے رہتے ہیں —)

تیتی‌ریف (مدھم آواز میں): لو خوب وقت چنا اس نے —

پرچی‌خین (آگے بڑھتے ہوئے): اچھا تو یہ بات ہے! ساری چڑیاں پر تول رہی ہیں! یہ تمہارے لئے اچھا ہی ہے جوانو — تم اپنے اپنے پنجروں سے اڑ جاؤ جس طرح چڑیاں اڑتی ہیں!

ایلینا (پیوتر کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچتے ہوئے): مجھے جانے دو! میں اب یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی!

پیوتر (بھنبھناتے ہوئے): اب سب کچھ صاف ہو گیا... یک‌دم صاف ہو گیا —

بیس‌سیمیونوف (اپنے بیٹے کی طرف جھکتے ہوئے): شکریہ بیٹے — تم نے اچھی خبر سنائی —

اکولینا ایوانوونا (روہانسی آواز میں): تم برباد ہو گئے پیوتر! جیسے وہ تمہاری برابری کی ہو!

پرچی‌خین: وہ؟ پیوتر کی برابری؟ چھوڑو، چھوڑو بڑی بی! پیوتر کی قیمت ہی کیا ہے؟

بیس‌سیمیونوف (آہستہ سے ایلینا سے): شکریہ جادوگر حسینہ — تو وہ ٹھکانے لگ گیا — اس کو پڑھنے کے لئے جانا تھا اور اب؟ بڑی گھاگ نکلیں تم — میں تاڑ گیا تھا — یہ تو ہونا ہی تھا — (زہر بھرے انداز میں) خوب ہاتھ مارا، مبارکباد! پیوتر لیکن میں تمہیں اپنی دعا نہیں دونگا! تو تم نے اس کو جھپٹ لیا، ہے نا؟ بلی، لعنت ہو تجھ پر، جھپٹی اور اسے دبوچ ہی تو لیا —

ایلینا: تمہاری یہ مجال!..

پیوتر: ابا! آپ کا دماغ چل گیا ہے!

ایلینا: تم ٹھیک کہتے ہو! میں نے اس کو تم سے چھین لیا! ہاں میں نے چھین لیا! سمجھے تم... میں نے خود عشق کا اقرار کیا، سنا، بڈھے خرانٹ! ہاں ہاں میں ہوں وہ جس نے اس کو تم سے چھین لیا — ترس کھا کر — تم اسے گھونٹ گھونٹ کر مار ڈالتے! تم آدمی نہیں ہو — تم گھن ہو جو آدمی کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے — تمہاری محبت اس کی بربادی ہوتی — تم سوچتے ہو — اف میں جانتی ہوں، تم کیا سوچتے ہو! تم سوچتے ہو میں نے یہ سب اپنی خاطر کیا ہے! جاؤ جو جی چاہے سوچو! اف میں تم سے کتنی نفرت کرتی ہوں!

تاتیانا: ایلینا! کیا کہہ رہی ہو تم؟

پیوتر: ایلینا! چلو ہم چلیں!

ایلینا: ممکن ہے کہ میں اس سے کبھی بیاہ نہ کروں — اور تم خوش ہونگے، ہے نا؟ ہاں بہت ممکن ہے کہ میں اس سے شادی نہ کروں — جی نہ ہارو — میں یونہی اس کے ساتھ رہونگی — بغیر شادی کی انگوٹھی کے — لیکن میں اسے تم کو نہیں لوٹاؤنگی — سن لو، اس کا یقین رکھو — میں اس کو پھر تمہارے چنگل میں پھنسنے نہ دونگی — وہ تمہارے پاس کبھی واپس نہیں آئیگا — کبھی نہیں! کبھی نہیں!

تیتی ریف: شاباش! بٹیا، شاباش!

اکولینا ایوانوونا: اللہ رحم کرے! پیوتر کے ابا، یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب کیا ہے؟

پیوتر (ایلینا کو دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے): جاؤ، جلدی کرو، جاؤ —

(ایلینا باہر نکل جاتی ہے اور پیوتر کو اپنے ساتھ کھینچ لیتی ہے —)

بیس‌سیمیونوف (چاروں طرف بے بسی سے دیکھتا ہے): یہ سب کیا ہے؟ (یکایک آگ بگولہ) پولیس کو بلاؤ! (پیر پٹکتا ہے) میں اس کو نکال باہر کرونگا، کھڑے کھڑے نکال باہر کرونگا! چھنال!

تاتیانا: ابا! سنبھالئے خود کو!

پرچی خین (ھکابکا، اچنبھے میں): واسیلی واسیلی‌وچ! کیا ماجرا ہے؟ تم کیوں چیخ رہے ہو؟ تم کو تو خوش ہونا چاہئے تھا!

تاتیانا (اپنے باپ کے پاس جاتے ہوئے): سنو...

بیس‌سیمیونوف: تم؟ تم اب تک یہاں ہو؟ تم بھی کیوں نہیں اپنا راستہ لیتیں؟ جاؤ جاؤ! کوئی نہیں جس کے ساتھ جا سکو؟ گاڑی چھوٹ گئی ایں؟

(تاتیانا لڑکھڑاتی ہے، مڑتی ہے اور تیزی سے پیانو تک جاتی ہے — اکولینا ایوانوونا ترس کھاتی ہوئی، کھوئی کھوئی سی اس کی طرف لپکتی ہے —)

پرچی‌خین: واسیلی واسیلی‌وچ! سوچو تم کیا کہہ رہے ہو! پیوتر اب پڑھیگا نہیں —— اور کیوں پڑھے بھلا؟ (بیس‌سیمیونوف بجھی بجھی آنکھوں سے پرچی‌خین کو گھورتا ہے اور سر دھنتا ہے) اس کے پاس کافی روپیہ ہے —— جو تم نے سینت رکھا ہے —— اس کی زندگی کٹ جائیگی — اس کی دلہن گلاب کا پھول ہے اور تم ہو کہ گرج برس رہے ہو! مسخرے بڈھے —— اس سے کیا ہونے کا؟

(تیتی‌ریف قہقہے لگاتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا (بین کرتے ہوئے): سب چل دئے! سب چلے گئے!

بیس‌سیمیونوف (چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے): ہش پیوتر کی ماں — لوٹ آئینگے — ان میں اتنا دم کہاں کہ چلے جائیں — وہ جائینگے

کہاں؟ (تیتی‌ریف سے) تم کھیسیں کیا نکال رہے ہو؟ طاعون! میں تم کو نکال باہر کرونگا! دیکھنا کل اس گھر میں تمہارا نام‌ونشان نہ ہوگا! تم اور تمہارے جیسے جراثیم!

پرچی‌خین : واسیلی واسیلی‌وچ!

بیس‌سیمیونوف : تم بھی دور ہو جاؤ یہاں سے، اٹھائی گیرے کہیں کے!

اکولینا ایوانوونا : تانیا! تانیا! میری بدنصیب بچی! میری کرموں جلی گڑیا! ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے؟

بیس‌سیمیونوف : بیٹی، تم سب جانتی تھیں، سب جانتی تھیں! تم کو یہ سب معلوم تھا مگر کیا مجال جو ایک لفظ بھی کہتیں ہم سے — باپ کے خلاف یہ سازش ایں؟ (یکایک اس کے چہرے پر خوف چھا جاتا ہے) کیا ہوگا... وہ لونڈیا... وہ کیچڑ اس سے ہمیشہ کو چپک گئی؟ رنڈی اور بیوی! میرا بیٹا! تم پر لعنت ہو... تم پر، نالی کے کیڑو، بد اخلاقی کے جراثیم... تم پر لعنت ہو!

تاتیانا : بس مجھے چھوڑو! مجھے نفرت کرنے پر مجبور نہ کرو!

اکولینا ایوانوونا : میرے کلیجے کی ٹھنڈک! میری بدنصیب بچی! ان لوگوں نے تجھے تھکا دیا — ان لوگوں نے ہم سب کو گھن لگا دیا... خدا جانے کیوں!

بیس‌سیمیونوف : کس نے؟ یہ سب اس کی کار ستانی ہے، اس بدمعاش نیل کی — اسی نے ہمارے بیٹے کو بگاڑا — اسی نے ہماری بیٹی کو چرکا لگایا! (تیتی‌ریف پر نظر پڑتی ہے جو الماری سے لگا کھڑا ہے) تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ بھکاری! میں نے کہا نکل جا اس گھر سے!

پرچی‌خین : واسیلی واسیلی‌وچ! اس نے کیا بگاڑا ہے؟ خدا کی قسم اس بڈھے کا دماغ بالکل ہی چل گیا ہے!

تیتی‌ریف (اطمینان اور سکون سے): چیخو مت! تمہارے سر پر جو طوفان بپھر رہا ہے اس پر تمہارا کوئی بس نہیں چل سکتا — مگر ڈور مت — تمہارا بیٹا لوٹ آئیگا —

بیس‌سیمیونوف (جلدی سے): تم یہ کیسے جانتے ہو؟

تیتی‌ریف: وہ بہت دنوں تم سے دور نہیں رہیگا — اس نے محض وقتی طور پر اپنے آپ کو اوپر اٹھایا ہے — اس کو اوپر سے کھینچا گیا تو اٹھہ گیا — لیکن وہ پھر نیچے آ جائیگا — تمہاری آنکھہ بند ہونے کی دیر ہے وہ اس سورخانے کی گرد جھاڑیگا، صاف ستھرا کریگا اسے، میز کرسیوں کی جگہ بدلیگا —— اور پھر اسی طرح زندگی بسر کرنے لگیگا جس طرح تم رہتے تھے —— سکون، آرام اور عزت کی زندگی —

پرچی‌خین (بیس‌سیمیونوف سے): دیکھا؟ بیوقوف آدمی —— تم نے بیکار لگام ہاتھہ سے چھوڑ دی — یہ تیرینتی تمہارا بھلا چاہتا ہے، تمہارے دل پر پہایا رکھنا چاہتا ہے اور تم ہو کہ اس پر چیخ رہے ہو! تیرینتی ہوشیار آدمی ہے، عقل مند آدمی ہے!

تیتی‌ریف: وہ بس میز اور کرسیوں کو ادھر ادھر کریگا، سجائیگا اور اسی طرح، پرانے ڈھرے پر رہنے لگیگا اور اپنے آپ کو یقین دلا لیگا کہ اس نے خدا اور اس کے بندوں کے سامنے اپنا فرض ادا کر دیا — وہ بالکل تمہارے سانچے میں ڈھلا ہے — وہ بالکل تمہارے جیسا ہے —

پرچی‌خین: ہاں بالکل جیسے ایک چنے کی دو دالیں!

تیتی‌ریف: بالکل ایک جیسے... ایک ہی جیسے بزدل، ایک ہی جیسے بیوقوف —

پرچی‌خین (تیتی‌ریف سے): ذرا رکنا، کیا کہہ رہے ہو تم؟

بیس‌سیمیونوف: بس گالی گلوج نہیں — تمہاری یہ مجال؟

تیتی‌ریف: اور وقت آنے دو، وہ بھی ویسا ہی لالچی ہوگا،

وہ بھی ویسا ہی سنگ دل ہوگا اور خودپرست — (پرچی‌خین حیران نظروں سے تیتی‌ریف کو دیکھتا ہے، سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، وہ بڈھے کو ڈھاڑس بندھا رہا ہے یا اس کی خبر لے رہا ہے — بیس سیمیونوف بھی ہکا بکا رہ جاتا ہے لیکن اسے تیتی‌ریف کی باتوں سے دلچسپی ہو رہی ہے) اور آخر میں اس پر بنی نحوست برسیگی — وہ بھی‌تمہاری طرح بے بس ہوگا جس طرح تم اس وقت ہو — بڑے میاں زندگی آگے بڑھہ رہی ہے اور جو کوئی بھی اس سے قدم ملا کر نہیں چلیگا پچھڑ جائیگا — اکیلا رہ جائیگا —

پرچی‌خین: سنا تم نے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک ہی ہے اور لو تم ہو کہ چنگھاڑ رہے ہو، لال پیلے ہو رہے ہو!

بیس‌سیمیونوف: کیا تم اس معاملے سے خود کو الگ نہیں رکھہ سکتے؟

تیتی‌ریف: اور تمہاری طرح اس پر بھی کوئی ترس نہیں کھائیگا — تمہارے اس بدنصیب بیٹے پر — اس سے بھی لوگ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھینگے جس طرح میں اس وقت تم سے پوچھہ رہا ہوں: ''تم کس چیز کے لئے زندہ رہے؟ تم نے کون سا اچھا کام کیا ہے زندگی میں؟،، اور تمہاری طرح اس سے بھی کوئی جواب نہیں بن پڑیگا —

بیس‌سیمیونوف: جب تم کوئی بات کہتے ہو تو سننے میں بڑی بھلی لگتی ہے — تم ہمیشہ اپنی بات بڑی خوبصورتی سے کہتے ہو — لیکن تم خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھو، کیا ہے وہاں! تم جو کچھہ کہتے ہو اس پر مجھے کبھی یقین نہ آئیگا! اور... اچھا... اور میں تم سے کہے دیتا ہوں — یہاں سے راستہ لو — تم سے بھر پایا — یہ سارا گل کھلانے میں تمہارا بھی ہاتھہ کم نہیں ہے — تم ہمارے گھرانے میں آگ لگا چکے —

تیتی‌ریف: کاش میں لگا سکتا! بدنصیبی تو یہ ہے کہ یہ میرا کارنامہ نہیں — (چلا جاتا ہے —)

بیس‌سیمیونوف (سر پیچھے جھٹکتے ہوئے): اچھا ہم صبر کر لینگے... جھیل لینگے... ہم انتظار کرینگے — جانے کب سے جھیل رہے ہیں، یہ بھی جھیل لینگے — (اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے —)

اکولینا ایوانوونا (اپنے شوہر کے پیچھے بھاگتی ہے): پیوتر کے ابا! سنو میری جان، ہم بدنصیب ہیں! آخر ہمارے بچوں نے ہم سے ایسا سلوک کیوں کیا؟ ہم نے کیا کیا تھا، کیا ہم اسی لائق تھے؟ (اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے — پرچی‌خین کمرے کے درمیان کھڑا آنکھیں جھپکاتا رہتا ہے— تاتیانا جو پیانووالے اسٹول پر بیٹھی ہے، چاروں طرف وحشت بھری نظروں سے دیکھتی ہے—بیس‌سیمیونوف کے کمرے سے گھٹی گھٹی اور پھنسی پھنسی آوازیں سنائی دیتی ہیں —)

پرچی‌خین: تانیا! تانیا! (تاتیانا نہ نظر اٹھاتی ہے، نہ اس کی طرف دیکھتی ہے) تانیا! آخر اس کی جڑ کیا ہے، لوگوں کا بھاگنا، یہ چیخ پکار—— کیا وجہ ہے اس کی ایں؟ (تاتیانا کو دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے —) انوکھی چڑیاں! (بیس‌سیمیونوف کے کمرے کی طرف دیکھتا ہے اور سر دھنتا ہوا گلیارے میں چلا جاتا ہے) اچھا، چلا میں، اپنے یار تیرینتی کے پاس چلا میں... واہ... انوکھی چڑیاں، نرالے پنچھی!

(آہستہ آہستہ تاتیانا نڈھال ہو کر جھک جاتی ہے، اس کے بازو پیانو کی پتیوں پر گرتے ہیں اور اس کا سر بازوؤں میں — بہت سی پتیاں ایک ساتھ بےسرے پن سے چیخ اٹھتی ہیں — آہستہ آہستہ آواز کھو جاتی ہے—)

پردہ

کونستانتین پیتروویچ پیاتنتسکی
کے نام
گورکی

پاتال

کردار

میخائل ایوانووچ کوستی‌لیوف، عمر ۵۴ برس، سرائے کا مالک —
واسی‌لیسا کارپوونا، اس کی بیوی، عمر ۲۶ برس —
نتاشا، اس کی بہن، عمر ۲۰ برس —
ابرام میدویدیف، ان کا چچا، پولیس کا آدمی، عمر ۵۰ برس —
واسکا پیپل، عمر ۲۸ برس —
اندرئی میترچ کلیش، عمر ۴۰ برس، مستری —
آنا، اس کی بیوی، عمر ۳۰ برس —
ناستیا، لڑکی، عمر ۲۴ برس —
کواشنیا، گلگلے بیچنے والی عورت، عمر کوئی ۴۰ برس —
بوبنوف، ٹوپی ساز، عمر ۴۵ برس —
نواب، عمر ۳۳ برس —
ساتن } ہم‌عمر: کوئی ۴۰ برس —
ایکٹر }
لوکا، یاتری، عمر ۶۰ برس —
الیوشکا، موچی، عمر ۲۰ برس —
کریوائے زوب } گودی کے مزدور —
تاتار }

چند بے‌ننگ و نام لوگ —

پہلا ایکٹ

ایک تہہ خانہ جو کھوہ سے ملتا جلتا ہے — پتھروں کی نیچی محرابی چھت دھویں سے سیاہ ہو گئی ہے اور جگہ جگہ سے پلاستر اتر گیا ہے — دائیں طرف اوپر ایک چوکور روزن سے روشنی چھن کر نیچے آ رہی ہے — دائیں طرف کونے میں ایک اوٹ ڈال کر پیپل کے لئے کمرہ سا بن گیا ہے — اس کے دروازے کے پاس بوبنوف کا تختہ پڑا ہوا ہے — بائیں کونے میں —— بڑا سا روسی چولھا ہے — بائیں طرف پتھر کی دیوار میں باورچی خانے کا دروازہ ہے جس میں کواشنیا، نواب اور ناستیا رہتے ہیں — چولھے اور اس دروازے کے درمیان دیوار سے لگی ہوئی ایک چوڑی چارپائی ہے جس پر میلے کچیلے کپڑوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں — ساری دیواروں کے ساتھ تختے بچھے ہوئے ہیں — اسٹیج کے آگے بائیں دیوار کے نزدیک لکڑی کا ایک کندہ پڑا ہوا ہے جس میں ایک شکنجہ اور نہائی جڑے ہوئے ہیں — نہائی کے سامنے اسی قسم کے نیچے کندے پر کلیش بیٹھا ہے اور ایک پرانے تالے میں کنجی ڈال اور نکال رہا ہے — اس کے گرد فرش پر مختلف کنجیوں

کے دو بڑے گچھے، ایک چکنا چور سماور، ایک ہتوڑا اور ریتیاں بکھری ہوئی ہیں — تہہ خانے کے بیچوں بیچ ایک بڑی میز، دو بنچ اور ایک اسٹول پڑے ہوئے ہیں — یہ ساری چیزیں میلی اور بے رنگ ہیں — کواشنیا میز پر رکھے ہوئے سماور کی دیکھہ بھال کر رہی ہے — نواب کالی روٹی کا ایک ٹکڑا چبا رہا ہے — ناستیا میز پر کہنیاں ٹکائے بیٹھی ہے اور ایک پھٹی پرانی کتاب پر جھکی ہوئی ہے — پردے والے بستر سے آننا کے کھانسنے کی آواز آ رہی ہے — بوبنوف اپنے تختے پر بیٹھا ہے اور اس کے آگے گھٹنوں کے درمیان ٹوپیوں کا سانچہ لگا ہوا ہے — اس کے ہاتھہ میں ایک پرانی پتلون کے چیتھڑے ہیں — وہ ٹوپی کی کتر بیونت اور ناپ تول میں محو ہے — اس کے پاس چیتھڑے، موم جامے اور ٹوپی کے چھجے بنانے کے لئے گتے کے ٹکڑے پڑے ہیں — ساتن ابھی ابھی جاگا ہے اور اپنے تختے پر پڑا پڑا اینڈ اور بڑبڑا رہا ہے — ایکٹر کھانس رہا ہے اور چولھے * کے اوپر کروٹیں لے رہا ہے — وہ تماشائیوں کی نظر سے اوجھل ہے —

موسم بہار کا آغاز ہے اور صبح کا وقت —

نواب : اچھا پھر آگے؟

کواشنیا : میں نے کہا، نہیں میری جان نہیں — ذرا دور ہی رہنا — ہاں میں نے کہا میں یہ کھیل پہلے ہی کھیل چکی ہوں —

---

* روسی چولھا کچھہ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کے اوپر باضابطہ سونے کی جگہ نکل آتی ہے — (مترجم)

اور اب —— اوہ، اگر تم قارون کا خزانہ بھی ڈال دو میرے قدموں میں تو میں پھنسنے کی نہیں — میں پھر اوکھل میں سر نہیں دوں گی ہاں کہے دیتی ہوں!

بوبنوف (ساتن سے): اور تو وہاں پڑا پڑا کیا غرا رہا ہے؟

(ساتن غراتا ہے —)

کواشنیا: میں؟ میں نے کہا سنو میں ہوں اپنی مالکن آپ — میں اور جا کر اپنا نام کسی اور کے پاسپورٹ میں ٹنکوا دوں؟ میں اور کسی مرد کی لونڈی بن جاؤں؟ نہیں، یہ نہیں ہونے کا! امریکہ کا شاہزادہ بھی آئے اٹھہ کر تو اس کے گلے کا ہار بنے میری جوتی —— ہاں!

کلیش: جھوٹ!

کواشنیا: کیا کہا؟

کلیش: جھوٹ! تو ابرام کی ہو جائیگی...

نواب (ناستیا کے ہاتھہ سے کتاب جھپٹ لیتا ہے اور زور سے اس کا نام پڑھتا ہے): ''طوفان عشق!،، (قہقہہ لگاتا ہے —)

ناستیا (ہاتھہ بڑھاتی ہے): دو... لاؤ دے دو! لاؤ... بیوقوفی نہ کرو!

(نواب اس کو دیکھتا ہے اور کتاب کو ہوا میں ہلا کر ناستیا کو جلاتا ہے —)

کواشنیا (کلیش سے): تو بجار ہے بجار! ہاں ہاں بجار! کہتا ہے جھوٹ! تیری مجال مجھے جھوٹا بتائے؟ مجھے؟

نواب (ناستیا کے سر پر کتاب مارتے ہوئے): ناستیا... تو بیوقوف ہے!

ناستیا (کتاب چھینتے ہوئے): لاؤ کتاب دو مجھے!

کلیش : واہ کیا شاندار بیگم ہے! پر دیکھہ لینا بیاہ تو اسی ابرام سے کریگی! ہاں... تو اسی کی باٹ دیکھہ رہی ہے!..

کواشنیا : ہاں بے شک! اور کیوں نہیں؟ اور تو؟.. اپنی عورت کو جلا جلا کر، کوٹ کوٹ کر موت کے دروازے پہنچا دیا...

کلیش : ارے چپ ڈھڈو! تیرے باپ کو اس سے کیا...

کواشنیا : اوھو! سچی بات تو کڑوی لگتی ہے نا!

نواب : لو چھڑ گیا راگ! ناستکا... تو کہاں؟

ناستیا (سر اٹھائے بنا) : آں؟.. بھاگ جاؤ!

آننا (پردے کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے) : سورج نکلا نہیں اور مچھلی بکنے لگی... خدا کے لئے — مت چیخو... شور مت مچاؤ!

کلیش : پھر بھنبھنانے لگی!

آننا : روز روز کی لعنت! مجھے مرنے تو دو چین سے!

بوبنوف : شور سے ڈر کر موت بھاگ تو نہیں جائیگی...

کواشنیا (آننا کے پاس جاتی ہے) : میری پیاری... سچ کہنا، اس غنڈے کو کس طرح جھیل گئیں تم؟

آننا : چھوڑ دو مجھے... چلی جاؤ...

کواشنیا : ہونہہ! لو یہ رہی ایک شہید! آج چھاتی کا درد کچھہ کم ہے نا؟

نواب : کواشنیا! بازار جانے کا وقت ہو گیا...

کواشنیا : چلتے ہیں، ابھی! (آننا سے) کھاؤگی گلگلے — گرما گرم ہیں؟

آننا : نہیں... شکریہ! میں کھا کر کیا کرونگی؟

کواشنیا : چکھہ کر تو دیکھو — اتنے اچھے اور گرما گرم — کھاؤ تو بلغم ڈھیلا ہوگا — لو یہاں قاب میں چھوڑے جاتی ہوں —

جب جی چاہے کھا لینا — چلو نواب صاحب! (کلیش سے) اے! بھوت! (باورچی خانے میں چلی جاتی ہے —)

آننا (کھانستے ہوئے): اوئی اللہ!

نواب (آہستہ سے ناستیا کے سر پر چپت جماتا ہے): چھوڑ اسے بیوقوف لڑکی!

ناستیا (بڑبڑاتے ہوئے): بھاگ جاؤ!.. میں تمہارا کیا بگاڑ رہی ہوں!

(نواب کواشنیا کے پیچھے پیچھے سیٹی بجاتے ہوئے نکل جاتا ہے —)

ساتن (تختے پر اٹھتے ہوئے): رات کس نے کی تھی میری ٹھکائی؟

بوبنوف: اس سے تمہارے لئے کیا فرق پڑتا ہے؟

ساتن: ہاں مانتا ہوں نہیں پڑتا... اچھا لیکن انہوں نے مجھے پیٹا کیوں؟

بوبنوف: تاش کھیلے تھے؟

ساتن: کھیلا تھا —

بوبنوف: بس اسی لئے پیٹا...

ساتن: سالے بدمعاش!

ایکٹر (چولھے کے اوپر سے سر نکالتے ہوئے): دیکھنا ایک دن وہ تجھے پیٹ پیٹ کر دوسری دنیا کی ہوا کھلا دینگے...

ساتن: تو گدھا ہے!

ایکٹر: کیوں؟

ساتن: اس لئے کہ —— ایک آدمی دوبار قتل نہیں کیا جا سکتا —

ایکٹر (رک کر): سمجھ میں نہیں آتا —— آخر کیوں نہیں؟

کلیش (ایکٹر سے): تم چولھے سے اترو، گھر کی صفائی کرو۔ اینڈ کیا رہے ہو؟

ایکٹر: اس سے تمہیں مطلب...

کلیش: ابھی واسی‌لیسا آتی ہے! وہ تمہیں سمجھاتی ہے مطلب وطلب!

ایکٹر: واسی‌لیسا جائے جہنم میں! آج صفائی کی باری ہے نواب کی! نواب صاحب!

نواب (باورچی خانے سے نکلتا ہے): میرے پاس صفائی کا وقت نہیں... میں تو کواشنیا کے ساتھ بازار جا رہا ہوں...

ایکٹر: میری بلا سے... چاہے تم جیل چلے جاؤ، مجھے مطلب نہیں — میں تو اتنا جانتا ہوں، صفائی کی باری تمہاری ہے! میں دوسروں کی باری میں کام نہیں کروں گا!

نواب: تمہاری ایسی کی تیسی! ناستیا جھاڑو دے دیگی... اے تو — ''طوفان عشق،، کی بچی! اٹھ جاگ! (اس کے ہاتھ سے کتاب چھین لیتا ہے —)

ناستیا (اٹھتی ہے): کیا چاہئے تمہیں؟ لاؤ کتاب دو! شیطان کہیں کے! بنتے ہو بڑے نواب صاحب...

نواب (کتاب دیتے ہوئے): ناستیا! میری طرف سے ذرا جھاڑو دے دینا! ٹھیک ہے نا؟

ناستیا (باورچی خانے میں جاتی ہے): ہاں کیوں نہیں، ضرور لپک کر دونگی جھاڑو!..

کواشنیا (باورچی خانے کے دروازے پر — نواب سے): چلو، آؤ بھی! تمہارے بنا جیسے کام پڑا ہی تو رہیگا!.. ایکٹر! تم ہی مہربانی کرو نا! کوئی جان تو نکل نہیں جائیگی تمہاری!

ایکٹر: ہونہہ! جب دیکھو میں... میری سمجھ میں نہیں آتا آخر میں ہی...

نواب (باورچی خانے سے کندھوں پر ایک بہنگی اٹھائے ہوئے نکلتا ہے — بہنگی سے دو ٹوکریاں لٹک رہی ہیں — ٹوکریوں میں مٹکے ہیں اور ان پر چیتھڑے پڑے ہوئے ہیں): پتہ نہیں اتنا بھاری کیوں ہے...

ساتن: لو اور پیدا ہو نواب کے گھر؟..

کواشنیا (ایکٹر سے): جھاڑو اٹھاؤ اور چالو ہو جاؤ! (گلیارے کا رخ اختیار کرتی ہے اور نواب آگے آگے چلتا ہے —)

ایکٹر (چولھے پر سے کودتا ہے): گرد و غبار میں سانس لینا میرے لئے بڑا برا ہے — (غرور سے) میرے پورے جسم میں شراب کا زہر بس گیا ہے... (تختے پر بیٹھتے ہوئے سوچ میں ڈوب جاتا ہے—)

ساتن: جسم نہیں... ٹسم...

آننا: اندرئی میترچ...

کلیش: تمہیں کیا چاہئے؟

آننا: کواشنیا نے میرے لئے کچھ گلگلے رکھ چھوڑے ہیں... اٹھا لو، کھا لو—

کلیش (اس کے پاس آتا ہے): اور تم —— تم نہیں کھاؤ گی؟

آننا: جی نہیں چاہتا... میں کھا کر کیا کرونگی؟.. تم... کام دھندا کرتے ہو... تمہیں کھانا چاہئے...

کلیش: ڈرتی ہو؟ مت ڈرو... کون جانے...

آننا: جاؤ کھا لو! میرا جی بگڑ رہا ہے — جانتی ہوں ٹالے نہ ٹلنے والی آ ہی گئی... کوئی دم کی بات ہے —

کلیش (وہاں سے ہٹتے ہوئے): کوئی بات نہیں... کون جانے اٹھہ کھڑی ہو... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے — (باورچی خانے میں جاتا ہے —)

ایکٹر (زور سے، یکایک جیسے نیند سے چونک گیا ہو): کل ہسپتال میں ڈاکٹر نے کہا: تمہارے جسم میں شراب کا زہر بس گیا ہے—

ساتن (مسکراتے ہوئے) : ٹسم میں...

ایکٹر (ہٹ دھرمی سے) : ٹسم میں نہیں —— جسم میں —

ساتن : سیکامبری!

ایکٹر (اس کی طرف ہاتھہ ہلاتے ہوئے) : گدھاپن! پر میں مذاق نہیں کر رہا ہوں — اگر آدمی کے جسم میں زہر پھیل چکا ہے تو جھاڑو دینا اور گرد پھانکنا اس کے لئے بہت برا ہے —

ساتن : مائکروبیوٹکس!.. ہا؟

بوبنوف : تم اوٹ پٹانگ کیا بک رہے ہو؟

ساتن : لفظ لفظ! ایک لفظ اور ہے ٹرانسین ڈپٹل —

بوبنوف : اس کے معنی؟

ساتن : نہ جانے کیا... بھول گیا...

بوبنوف : تو پھر بکتے کیوں ہو؟

ساتن : یونہی دل لگی — بھائی میرے، لوگ لفظ بولتے رہتے ہیں — سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں — میں اپنے تمام لفظوں سے اکتا گیا ہوں! میں یہ سارے لفظ ہزار بار سن چکا ہوں!

ایکٹر : ''ہیملٹ،، میں ہے نا وہ ''لفظ، لفظ، لفظ!،، واہ کیا شاندار ڈرامہ ہے! اس میں میں نے گورکن کا پارٹ کیا تھا —

کلیش (باورچی خانے سے آتا ہے) : اور ابھی تم جھاڑو اٹھاؤگے اور اپنا پارٹ ادا کرتے نظر آؤگے نا؟

ایکٹر : دیکھو تمہیں اپنے کام سے کام! (چھاتی ٹھونکتے ہوئے) ''اوفیلیا! اے حور.. دعایں مانگتے وقت میرے گناہوں کو یاد کر!،،

(اسٹیج سے کچھہ دور دھیمی آوازیں، چیخ پکار، پولیس کی سیٹیوں کی ملی جلی آوازیں ابھرتی ہیں — کلیش بیٹھہ کر کام کرتا ہے — اس کے ریتی چلانے سے گونج‌دار آواز پیدا ہوتی ہے —)

ساتن : مجھے ایسے لفظ پسند ھیں، جو کچھہ اوٹ پٹانگ سے ھوں، جن کے الٹے سیدھے کا اور چھور نہ ملے — جب میں نوجوان تھا اور ایک ٹیلی گراف آفس میں کام کرتا تھا تو کتاب کا کیڑا بنا رھتا تھا —

بوبنوف : اچھا تو تم ٹیلی گراف اپریٹر بھی رہ چکے ھو؟

ساتن : تھا تو سہی... (ھنستا ھے) دنیا میں بڑی اچھی اچھی کتابیں ھیں اور ان میں بڑے عجیب عجیب، انوکھے لفظ ملتے ھیں — جانتے ھو کسی زمانے میں میں بڑا پڑھا لکھا آدمی تھا —

بوبنوف : سن چکا ھوں، سو بار سن چکا ھوں — تھے تو کیا ھوا؟ کبھی جو تھے اور آج جو ھو اس میں بڑا فرق ھے — مجھے ھی لے لو — ایک وہ دن تھے جب میں سمور تیار کرتا تھا — میرا اپنا دھندا تھا — سمور رنگتے رنگتے میرے ھاتھہ پیلے ھو گئے تھے — ھمیشہ رنگ میں ڈوبے ھوئے یہاں یہاں تک — کہنیوں تک رنگ میں ڈوبے ھوئے — میں سمجھتا تھا مرتے دم تک ان کا رنگ یہی رھیگا — سوچتا تھا مرونگا تو قبر میں یہ پیلے ھاتھہ ساتھہ لے جاؤنگا اور اب دیکھو — یہ بے رنگ میلے ھاتھہ — ھونہہ!

ساتن : اس سے کیا ھوتا ھے؟

بوبنوف : کچھہ بھی نہیں — بس یونہی —

ساتن : پھر اس لمبی لن‌ترانی کا تک؟

بوبنوف : کوئی تک نہیں — بس یونہی جی میں آ گئی — معلوم یہ ھوا کہ باھر سے چاھے تم کتنا ھی رنگ چڑھاؤ، سب اڑ جاتا ھے — سب جاتا رھتا ھے — ھوں!

ساتن : اف میرا تو جوڑ جوڑ ٹوٹ رھا ھے!

ایکٹر (اپنے گھٹنوں کو بازوؤں میں سمیٹ کر) : تعلیم کچھہ بھی نہیں — اصل چیز جوھر ھے، ھنر ھے — میں ایک ایکٹر کو

جانتا تھا... وہ اپنا پارٹ ٹٹول ٹٹول کر پڑھتا تھا، لیکن جب وہ پارٹ کرتاتھا تو تماشائیوں کی تالیوں اور واہ واہ سے چھتیں اڑ جاتی تھیں—

ساتن: بوبنوف، لاؤ پانچ کوپک ادھار دے دو!

بوبنوف: میری گرہ میں بس دو پڑے ہیں—

ایکٹر: میں کہتا ہوں ہیرو ہونے کے لئے بس جوہر چاہئے جوہر— جوہر اور ہنر کیا ہے —— اپنے اوپر، اپنے بل بوتے پر بھروسہ!

ساتن: لاؤ میری ہتھیلی پر پانچ کوپک رکھہ دو اور میں مان لونگا تم افلاطون ہو، سورما ہو، مگرمچھہ ہو، کوتوال ہو! کلیش، لاؤ مجھے پانچ کوپک دے دو!

کلیش: تم جاؤ جہنم میں! تمہارے جیسے بہتیرے مارے پھرتے ہیں—

ساتن: جناب گالی گلوج کی سہی نہیں— کیا میں نہیں جانتا تمہاری گرہ میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں؟

آننا: اندرئی میترچ... سانس نہیں لیا جاتا.... اف کیسی گھٹن ہے...

کلیش: کیا چاہتی ہو تم، کیا کروں میں؟

بوبنوف: گلیارے کا دروازہ کھول دو نا—

کلیش: ہاں ضرور— تم بیٹھے ہو مزے میں اپنے بستر پر اور میں ہوں یہاں زمین پر— آؤ جگہ بدل لیں —— پھر دروازہ چوپٹ کھول دینا— ٹھنڈ سے پہلے ہی میرا سینہ جکڑا ہوا ہے—

بوبنوف (سکون سے): میں نہیں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولنے کو— تمہاری بیوی کہہ رہی ہے—

کلیش (بیزاری سے): کہنے کو تو آدمی ہزاروں باتیں کہتا رہتا ہے—

ساتن: اف میرا سر گھنگھنا رہا ہے! لوگ ایک دوسرے کی کھوپڑی کیوں پھوڑتے رہتے ہیں؟

بوبنوف: کھوپڑی ہی کیوں؟ سر سے پیر تک بوٹیاں نوچتے رہتے ہیں! (اٹھتا ہے) میں باہر جا رہا ہوں — کچھ تاگا خرید لاؤں — جانے کیا بات ہے، آج مالک مکان اور اس کی بیوی کے درشن نہیں ہوئے اب تک؟.. جیسے سانپ سونگھ گیا ہو! (چلا جاتا ہے —)

(آنا کھانستی ہے — ساتن سر کے نیچے ہاتھ رکھے بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے —)

ایکٹر (رنجیدہ چاروں طرف دیکھتا ہے اور آنا کے پاس جاتا ہے): جی برا ہو رہا ہے؟

آنا: دم گھٹ رہا ہے —

ایکٹر: چاہو تو میں تمہیں گلیارے میں پہنچا دوں — آؤ، اٹھو — (اٹھنے میں آنا کو سہارا دیتا ہے، اس کے کندھوں پر گدڑیاں ڈالتا ہے اور اس کو باہر گلیارے میں لے جاتا ہے) یہ بات — سنبھال کے — میں خود ہی روگی ہوں... وہ شراب کا زہر...

کوستی‌لیوف (دروازے پر): سیر کو جا رہے ہو؟ کیا خوب جوڑی ہے، بھیڑ اور بھیڑیا ایک ساتھ!..

ایکٹر: ہٹ جاؤ راستے سے! سوجھتا نہیں ہم بیمار ہیں!

کوستی‌لیوف: اوہ ضرور ضرور! (ناک سے گرجا گھر کی ایک دھن گنگناتا ہے، شک بھری نظر سے ادھر ادھر گھورتا ہے اور یوں کان کھڑے کرتا ہے جیسے پیپل کے کمرے سے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو — کلیش شرارتاً زور زور سے کنجیوں پر ریتی چلا کر شور مچانے لگتا ہے اور سر جھکائے جھکائے مالک مکان کی حرکتوں کا جائزہ لیتا ہے) بخار نکال رہے ہو؟

کلیش: کیا مطلب؟

کوستی‌لیوف: میں کہتا ہوں ریت ریت کر بخار نکال رہے ہو؟ (رکتا ہے) ہونہہ! ہاں، میں کیا پوچھنا چاہتا تھا؟ (جلدی جلدی دھیمی آواز میں) کیا میری بیوی نظر آئی ہے ادھر؟

کلیش: دیکھا نہیں —

کوستی‌لیوف (چپکے سے پیپل کے کمرے کی طرف کھسکتا ہے): تم مہینے میں دو روبل دیتے ہو اور جگہ دیکھو کتنی گھیر رکھی ہے؟ ایک بستر اور اوپر سے بیٹھنے کی جگہ سو الگ — خدا کی قسم اتنی جگہ تو پانچ روبل میں بھی نہ ملے! مجھے تم سے پچاس کوپک اور لینا چاہئے —

کلیش: گلے میں پھندا ڈال دو اور گھونٹ کر مار ڈالو! قبر میں پیر لٹکائے بیٹھے ہو اور سوچ رہے ہو پچاس کوپک اور کیسے مار لیں!

کوستی‌لیوف: میں بھلا کسی کا گلا کیوں گھونٹتا؟ اس سے فائدہ کس کو ہوگا؟ جیو جیو — خدا تمہاری بگڑی بنائے — پر میں تم سے وہ پچاس کوپک وصول کرکے رہونگا! میں اپنے چراغ کے لئے کچھ تیل خریدونگا اور اسے عیسی مسیح کی مقدس تصویر کے سامنے جلاؤنگا اور اپنے اور تمہارے دونوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرونگا — جانتے ہو، تم اپنے گناہوں کے بارے میں کبھی نہیں سوچتے؟ اف اندرئی، تم کیسے قصائی ہو؟ تمہارا ہی ظلم تمہاری بیوی کو گھن کی طرح کھا گیا — کوئی بھی تم سے محبت نہیں کرتا، کوئی تمہاری عزت نہیں کرتا... تمہارا کام بھی کیسا ہے، شور مچا مچا کر تم لوگوں کا جینا دوبھر کئے دیتے ہو...

کلیش (چیختا ہے): کیا تم یہاں میری زندگی میں زہر گھولنے آئے ہو؟

(ساتن دھاڑتا ہے —)

کوستی لیوف (چونک جاتا ہے): خدا کی پناہ —— بھلے آدمی...
ایکٹر (اندر آتا ہے): میں نے اس کو وہاں باہر لٹا دیا ہے — اسے ڈھک ڈھکا دیا ہے —
کوستی لیوف: بھائی تمہارا دل نہیں ہیرا ہے — یہ بڑی اچھی بات ہے — اس نیکی کا پھل تمہیں ملیگا —
ایکٹر: کب؟
کوستی لیوف: دوسری دنیا میں، بھائی — وہاں تمہاری ایک ایک حرکت کا حساب ہوتا ہے، چھوٹی چھوٹی بات کا حساب...
ایکٹر: کون جانے تم میری نیکی کا پھل یہیں دھر دو، یہیں کھڑے کھڑے —
کوستی لیوف: وہ کیسے؟
ایکٹر: وہ ایسے کہ میری طرف جو تمہارا حساب نکلتا ہے نا اس میں سے آدھا گول کر دو —
کوستی لیوف: ہی ہی! ہاں تمہیں تو بس مذاق کی سوجھتی ہے! گویا دل کی نیکی پیسوں میں تل سکتی ہے! نیکی سب سے بڑی رحمت ہے — مگر ادھار ادھار ہے — ادھار کا مطلب ہی ہوتا ہے کہ ضرور ضرور ادا کیا جائے — جہاں تک میرے جیسے بڈھے کے ساتھہ نیکی برتنے کی بات ہے سو اس کے لئے تمہیں کوئی بدلہ نہیں مانگنا چاہئے!
ایکٹر: بڈھے تم بڑے پاجی ہو، بدمعاش!

(باورچی خانے کے اندر چلا جاتا ہے — کلیش اٹھتا ہے اور گلیارے میں چلا جاتا ہے —)

کوستی لیوف (ساتن سے): لو مستری بھاگ گیا یہاں سے — ہی ہی ہی! اس کو میں ایک آنکھہ نہیں بھاتا —
ساتن: شیطان کے سوا اور تم بھاتے کسے ہو؟

کوستی‌لیوف (ہنسی کے انداز میں): آخر میں نے کیا بگاڑا ہے جو تم مجھے ایسی باتیں کہو! مجھے —— جو تم سب کو اتنا چاہتا ہے! کیا میں نہیں جانتا کہ تم میرے بھائی ہو، میرے بیچارے، غریب اور زمانے کے ستائے ہوئے بھائی؟ (اچانک تیزی سے) ارے... ہاں... واسکا —— کیا وہ گھر پر ہے؟

ساتن: جاؤ جاکر دیکھہ لو نا — ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا —

کوستی‌لیوف (جاتا ہے اور دروازے پر دستک دیتا ہے): واسیا!

(باورچی خانے کے دروازے پر ایکٹر نظر آتا ہے — وہ کچھہ چبا رہا ہے —)

پیپل: کون؟

کوستی‌لیوف: میں — میں ہوں واسیا —

پیپل: کیا چاہتے ہو؟

کوستی‌لیوف (ہٹتے ہوئے): دروازہ کھولو —

ساتن (کوستی‌لیوف کو دیکھے بغیر): وہ دروازہ کھولیگا اور عورت وہیں ہے —

(ایکٹر ناک پھڑکاتا ہے —)

کوستی‌لیوف (بےچینی سے، دھیمی آواز میں) کیا؟ کون ہے یہاں؟ کیا کہا؟

ساتن: کیا تم مجھہ سے کچھہ کہہ رہے ہو؟

کوستی‌لیوف: ابھی تم نے کیا کہا؟

ساتن: کوئی خاص بات نہیں — میں اپنے آپ سے بات کر رہا تھا —

کوستی‌لیوف: ذرا سنبھل کے میرے دوست! مذاق اچھی چیز ہے مگر کسی حد تک! (زور سے دستک دیتا ہے) واسیا!

پیپل (دروازے کھولتا ہے) : ہاں؟ کیا بات ہے — کیوں جان کھا رہے ہو؟

کوستی‌لیوف (کمرے میں جھانکتا ہے) : میں... بات یہ ہے کہ... تم...

پیپل : تم روپیہ لائے؟

کوستی‌لیوف : مجھے تم سے کچھ کام ہے —

پیپل : بتاؤ روپیہ لائے تم؟

کوستی‌لیوف : کیسا روپیہ؟ رکو تو ایک منٹ!

پیپل : گھڑی کے سات روبل — لاؤ کہاں ہے روپیہ؟

کوستی‌لیوف : کیسی گھڑی واسیا؟ خدا جانتا ہے تم...

پیپل : خبردار، خبردار! لوگوں نے دیکھا ہے —— میں نے وہ گھڑی کل تمہارے ہاتھ دس روبل میں بیچی —— تین روبل تو نقد چکا دئے تم نے — سات باقی رہ گئے — اب نکالو سیدھے ہاتھ سے وہ سات — منہ کھولے وہاں کیوں کھڑے ہو؟ ادھر ادھر لڑھکتے پھرتے ہو، لوگوں کو پریشان کرتے پھرتے ہو — یہ نہیں کہ اپنے دھندے سے مطلب رکھو اور راہ لو!

کوستی‌لیوف : ہش! گرم نہ ہو واسیا! وہ گھڑی... گھڑی ہے...

ساتن : چوری کا مال —

کوستی‌لیوف (سختی سے) : چوری کے مال کو تو میں ہاتھ بھی نہیں لگاتا! تمہاری مجال...

پیپل (اس کے کندھوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے) : تم میرے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟ تم چاہتے کیا ہو؟

کوستی‌لیوف : میں؟ کیوں کچھ بھی نہیں — کچھ بھی نہیں — گر تم نے ایسی ہی ٹھان رکھی ہے تو میں چلا —

پیپل : بھاگو اور میرا روپیہ لاکر دو!

کوستی‌لیوف (جاتے ہوئے) : واہ! کیسے کیسے اجڈ پڑے ہیں!

ایکٹر: واہ سچی کامیڈی!

ساتن: بہت اچھے — یہی بات تو اپن کو جچتی ہے —

پیپل: وہ یہاں کیوں منڈلا رہا تھا؟

ساتن (ہنستا ہے): تم تاڑ نہیں سکتے؟ اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہا تھا — تم اس کا ڈبہ گول کیوں نہیں کر دیتے، واسیا؟

پیپل: گویا میں اپنی زندگی ایسے سور کے لئے تباہ کر لوں؟

ساتن: ذرا سمجھ سے کام لو — پھر تم مزے میں واسی‌لیسا سے بیاہ کر لوگے — ٹھاٹ سے ہمارے مالک بن جاؤگے!

پیپل: ہاں بھلا اس سے بڑھکر اور کیا بات ہو سکتی ہے! میں ٹھہرا نیک دل آدمی — مجھے کانوں کان خبر نہ ہوگی اور تم میرا سارا مال اور ساتھ ہی مجھے بھٹیار خانے میں بیچ ڈالوگے! (ایک تختے پر بیٹھ جاتا ہے) بڈھا بھوت! مجھے جگا دیا! میں خواب دیکھ رہا تھا کہ مچھلی پکڑ رہا ہوں — میں نے ایک بڑی سی مچھلی پکڑ بھی لی تھی — اتنی بڑی مچھلی تو خواب کے سوا اور کہیں نہیں دیکھی — وہ دور پانی میں تڑپ رہی تھی اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں لگی نہ ٹوٹ جائے — اس لئے میں نے جلدی جلدی ایک جال تیار کر لیا اور سوچا، میری جان اب بچ کر کہاں جاؤگی...

ساتن: ارے وہ مچھلی نہیں تھی — وہ تھی واسی‌لیسا —

ایکٹر: واسی‌لیسا کو تو کب کا وہ بھانس چکا...

پیپل (غصے میں): تم سب جاؤ جہنم میں اور ساتھ ہی اس کو بھی لیتے جاؤ!

کلیش (گایارے سے اندر آتا ہے): کیا کڑاکے کا پالا کٹ رہا ہے!

ایکٹر: تم آننا کو اندر کیوں نہ لے آئے؟ وہ وہاں ٹھٹھر کر رہ جائیگی!

کلیش : نتاشا اس کو اپنے باورچی خانے میں لے گئی —
ایکٹر: دیکھنا بڈھا اسے دوڑا دیگا —
کلیش (کام کے لئے بیٹھتے ہوئے): تو — نتاشا اسے واپس
ے آئیگی —
ساتن : واسیا! مجھے پانچ کوپک ادھار دے دے یار!
ایکٹر (ساتن سے): پانچ کوپک؟ واسیا! ہمیں بیس کوپک
دھار دے دو!
پیپل : جلدی سے بیس کوپک دے کر اپنا پیچھا چھڑاؤں
رنہ پورا روبل مانگ بیٹھینگے — لو یہ رہے —
ساتن : جبرالٹر! چور ہی سب سے بھلے مانس ہیں دنیا میں!
کلیش (خفگی سے): وہ کام نہیں کرتے — بنا محنت کے پیسہ
سانی سے آتا ہے —
ساتن : بہت سے لوگوں کو روپیہ آسانی سے ملتا ہے — لیکن
ہ آسانی سے دیتے نہیں — کام؟ لاؤ، مجھے کام دلواؤ — ایسا کام
کہ کرنے میں مزا آئے — شاید میں کام کر لوں — جب کام میں لطف
ئے تو زندگی جنت ہے — جب کام فرض بن جائے تو زندگی غلامی
کا چھکڑا بن جاتی ہے — (ایکٹر سے) آؤ چلو — اے ساردانا پال
ؤ چلیں!
ایکٹر: چلو — فن ٹوشو، چلیں! ایسی ڈبکی لگاؤنگا کہ چالیس
ہزار شرابی ایک طرف اور میں ایک طرف!

(چلے جاتے ہیں —)

پیپل (جماہی لیتے ہوئے): تمہاری جورو کا کیا حال ہے؟
کلیش : دیکھہ لو — اب زیادہ دیر نہیں —

(وقفہ —)

پیپل : آخر تم رات دن جھن جھن ٹھن ٹھن کیوں کرتے رہتے ہو؟
کلیش : پھر اور کیا کروں؟
پیپل : کچھہ نہیں —
کلیش : پھر کھاؤں گا کیا؟
پیپل : ہیں لوگ جو کام نہیں کرتے مگر کھاتے ہیں پیتے ہیں —
کلیش : کون، یہ جو یہاں رہتے ہیں؟ ان کو تم آدمی کہتے ہو؟ اٹھائی گیرے! پھٹیچر لوگ! زمین کے کیڑے! میں محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں — ان کو دیکھہ کر مجھے شرم آتی ہے — جب سے ہوش سنبھالا کام میں جتا ہوا ہوں — لیکن تم سمجھتے ہو میں یہیں سڑتا رہونگا؟ نہیں، میں یہاں سے چلا جاؤنگا — چاہے ان کانٹوں سے نکلنے میں میری کھال ادھڑ کر رہ جائے — رینگ کر نکلونگا یہاں سے پر نکلونگا — ذرا دم لو... میری عورت کوئی دم کی مہمان ہے — میں یہاں چھہ مہینے رہا ہوں — لگتا ہے چھہ برس ہو گئے —
پیپل : یہاں کوئی بھی تم سے ہیٹا نہیں — اس لئے بیکار تم یہ سب بکتے ہو —
کلیش : ہیٹا نہیں! تم سب بے عزت ہو، بےضمیر ہو!
پیپل (بے پروائی سے) : کسے پڑی ہے —— عزت کی، ضمیر کی! عزت اور ضمیر تم جوتوں کی جگہ اپنے پیروں میں تو نہیں پہن سکتے — عزت اور ضمیر صرف ان لوگوں کو چاہئے جن کے ہاتھہ میں طاقت کی لگام ہے —
بوبنوف (اندر آتا ہے) : باپ رے باپ! میں تو ٹھٹھر گیا —
پیپل : بوبنوف! کیا تمہارے ضمیر ہے؟
بوبنوف : کیا؟ ضمیر؟
پیپل : ہاں ضمیر —

بوبنوف : کیوں مجھے ضمیر سے کیا لینا دینا؟ کیا میں کوئی رئیس ہوں؟

پیپل : یہی تو میں بھی کہتا ہوں — عزت اور ضمیر کی ضرورت صرف دھنی لوگوں کو ہوتی ہے — لیکن یہاں کلیش بیٹھا ہم پر رس رہا ہے — کہتا ہے ہمارے ضمیر ہی نہیں...

بوبنوف : کیوں — کیا اسے ضمیر بھی ادھار چاہئے؟

پیپل : ارے نہیں — اللہ کا دیا اس کے پاس اپنا ہی بہت ہے —

بوبنوف : تو بیچ رہا ہوگا؟ پر یہاں اس مال کا گاہک کوئی نہیں — اگر پرانا گتا ہوتا تو شاید میں خرید لیتا... اور وہ بھی اگر یہ ادھار بیچتا تو...

پیپل (نصیحت کے انداز میں) : اندرئی تم بیوقوف ہو — جب بات ضمیر کی ہو تو ساتن کی باتیں سنو، نواب کی باتیں بھی — تمہارا بھلا ہوگا...

کلیش : وہ بھلا مجھے کیا پڑھائینگے...

پیپل : وہ بھلے ہی شرابی ہوں پر ان کی کھوپڑیوں میں تم سے زیادہ بھیجا ہے —

بوبنوف : ایسے آدمی جو شرابی بھی ہوں اور عقل‌مند بھی، بھئی ان کی دونوں مٹھیوں میں لڈو ہیں...

پیپل : ساتن کا کہنا ہے ہر آدمی دوسروں سے ضمیر کا مطالبہ کرتا ہے اور خود اس کے بغیر ہی کام چلاتا ہے — اور یہی ہے سچائی —

(نتاشا اندر آتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے لوکا آتا ہے — لوکا کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اور پیٹھ پر تھیلا — اس کی پیٹی سے ایک کیتلی اور پتیلی لٹک رہی ہے —)

لوکا : ایمان والے بھلے لوگوں کی خدمت میں — سلام!

پیپل (مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے) : ارے نتاشا!

بوبنوف (لوکا سے) : ہم کبھی ایمان والے تھے — یہ پار سال سے پہلے کی بات ہے!

نتاشا : ایک نیا کرایہ‌دار —

لوکا : میرے لئے ایک ہی بات ہے — لچے بدمعاش بھی میرے سر آنکھوں پر — میں تو اتنا جانتا ہوں — مکھیاں سبھی ایک سی ہوتی ہیں — سبھی کالی، سبھی اڑنے والی — ہاں بیٹی پیاری، میری جگہ کہاں ہے؟

نتاشا (باورچی خانے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتی ہے) وہاں بابا وہاں...

لوکا : شکریہ بیٹی، شکریہ — وہاں تو وہاں... بوڑھے کا کیا — جہاں آسرا مل گیا وہیں گھر ہو گیا — من چنگا تو کٹھوت جل گنگا —

پیپل : نتاشا، یہ عجیب و غریب بڈھا کہاں سے پکڑ لائیں تم؟

نتاشا : وہ تم سے اچھا ہی ہے... اندرئی! تمہاری بیوی وہاں باورچی خانے میں بیٹھی ہے — آ کر لے جانا اسے تھوڑی دیر میں —

کلیش : اچھا اچھا... آتا ہوں...

نتاشا : اب ذرا اس سے اچھا سلوک کرنا — دیکھتے نہیں اب وہ چند گھڑی کی مہمان ہے —

کلیش : جانتا ہوں —

نتاشا : جانو کم اور بوجھو زیادہ — تم جانو — موت کتنی بھیانک چیز ہے!

پیپل : لو میں رہا یہاں — میں نہیں ڈرتا...

نتاشا : ہاں کیوں نہیں! آخر بڑے سورما جو ٹھہرے!

بوبنوف (سیٹی بجاتے ہوئے) : کیا سڑا ہوا تاگا دے دیا...

پیپل : سچ میں نہیں ڈرتا! کہو اسی آن مر کر دکھا دوں

لو وہ چاقو اتار دو میرے دل میں — مر جاؤں گا اور منہ سے اف نہ نکالونگا! میں تو الٹا خوش ہونگا —— مرا تو اس کومل پاک ہاتھہ سے مرا —

نتاشا (باہر جاتے ہوئے) : کیا تم سمجھتے ہو میں تمہاری باتوں میں آ جاؤں گی؟

بوبنوف (آواز کو کھینچتے ہوئے) : کیا سڑا ہوا تاگا دے دیا —

نتاشا (گلیارے کے دروازے سے) : اپنی بیوی کو نہ بھولنا، اندرئی...

کلیش : بہت اچھا...

پیپل : یہ ہے لڑکی سو میں ایک!

بوبنوف : لڑکی بری نہیں...

پیپل : وہ مجھہ سے کیوں بدکی رہتی ہے! ہمیشہ مجھہ سے کتراتی ہے... یہاں رہی تو لٹ جائیگی —

بوبنوف : اگر لٹیگی تو تمہارے ہاتھوں لٹیگی —

پیپل : تم یہ کیوں کہتے ہو؟ میں... میں تو اس پر ترس کھاتا ہوں —

بوبنوف : ہاں جیسے بھیڑیا میمنے پر ترس کھاتا ہے —

پیپل : جھوٹ بکتے ہو! مجھے اس پر بڑا افسوس ہوتا ہے! میں جانتا ہوں یہاں اس کی زندگی بڑی کٹھن ہے...

کلیش : ٹھہر جاؤ واسی‌لیسا نے اس سے چونچ لڑاتے دیکھہ لیا تو مزا آ جائیگا —

بوبنوف : واسی‌لیسا؟ ہاں، وہ اپنا مال یونہی مفت میں ہاتھہ سے جانے نہ دیگی... عورت... خونخوار ہے!..

پیپل (تختے پر لیٹتے ہوئے) : جاؤ دونوں بھاڑ میں... بڑے آئے کہیں کے نجومی!

کلیش : دیکھہ لینا — ذرا رک جاؤ!

لوکا (باورچی خانے میں گاتا ہے) : رات اندھیری... منزل دور...

کلیش (گلیارے میں جاتے ہوئے) : یہ کاہے کو بھونکا جا رہا ہے — لو ایک اور آن مرا!

پیپل : اف زندگی کاٹنے کو دوڑتی ہے!.. میرا دم کیوں گھٹتا ہے اس طرح؟ جی رہا ہوں، مزے میں جی رہا ہوں... سب ٹھیک ہے! اور اچانک —— لگتا ہے پالا مار گیا — زندگی ایک بوجھ ہے، ایک تھکن...

بوبنوف : تھکن؟.. اوں اوں...

پیپل : بہت بڑی!

لوکا (گاتا ہے) : رات اندھیری... منزل دور...

پیپل : اے بڈھے!

لوکا (دروازے سے جھانکتا ہے) : ہاں کہو؟

پیپل : تم ہو — گاؤ مت —

لوکا (باورچی خانے سے نکلتا ہے) : اچھا نہیں لگتا؟

پیپل : جب لوگ اچھا گاتے ہیں تو اچھا لگتا ہے...

لوکا : تو مطلب یہ کہ میرا گانا اچھا نہیں؟

پیپل : بالکل —

لوکا : ذرا دیکھنا! اور میں اس بھرے میں تھا کہ اچھا گاتا ہوں... ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے : آدمی اپنے آپ سوچتا ہے —— میں اچھا کر رہا ہوں! اور لوگ سمجھتے ہیں —— یہ تو برا ہے —

پیپل (ہنستا ہے) : بالکل ٹھیک!

بوبنوف : ابھی تو جی اوبا جا رہا تھا زندگی سے، اور اب خود ہی قہہ قہہ قہہ قہہ!

پیپل : اس سے تمہیں کیا، بوڑھے ٹری!

لوکا : کس کا جی اوب گیا —— ایں؟

پیپل : میرا اور کس کا...

(نواب اندر آتا ہے —)

لوکا : لو اور سنو! اور وہاں باورچی خانے میں ایک لڑکی بیٹھی ہے — کتاب پڑھتی جاتی ہے اور روتی جاتی ہے! سچ! آنکھوں سے جھڑی لگی ہوئی ہے... میں اس سے کہتا ہوں ''میری پیاری بچی یہ کیا؟،، اور وہ کہتی ہے... ''ہائے بیچارا!،، میں پوچھتا ہوں ''کون بیچارا؟،، اور وہ کہتی ہے ''یہاں کتاب میں!،، اب بتاؤ آدمی ایسی چیزوں پر اپنا وقت کیوں برباد کرے؟ ہاں اس کا جی بھی اچاٹ ہو گیا ہوگا... تمہاری طرح...

نواب : وہ تو الو کی پٹھی ہے!

پیپل : نواب صاحب! چائے پی؟

نواب : پی، تو پھر!

پیپل : چلو ایک ادھا پلاتا ہوں، پیوگے؟

نواب : ضرور پیونگا، تو پھر؟

پیپل : جھک جاؤ اپنے چاروں ہاتھہ پیر پر اور بھونکو!

نواب : بیوقوف! تم ہو کیا —— کوئی مالدار سوداگر؟ یا پی رکھی ہے؟

پیپل : میں کہتا ہوں، بھونکو اور میرا دل بہلاؤ — تم ہو بڑے نواب زادے... تمہارا بھی ایک زمانہ تھا... جب تم ہمارے جیسے لوگوں کو آدمی نہیں سمجھتے تھے... اور سب...

نواب : اچھا، پھر!

پیپل : اور اب میں تم سے کہہ رہا ہوں اپنے چاروں ہاتھہ پاؤں پر جھکو اور بھونکو... اور تم بھونکو گے... بھونکوگے سنا تم نے؟

نواب : سن رہا ہوں — بیوقوف — اور میں ابھی بھونکتا ہوں — لیکن میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ تمہارا دل اس سے کیسے خوش

ہوگا جبکہ میرا حال تم سے بھی بدتر ہو گیا ہے؟ جب میں تم سے بڑا تھا اس وقت تم مجھہ سے نہ کہتے کہ جھکو ہاتھہ پاؤں پر اور بھونکو —

بوبنوف: بالکل سچ —

لوکا: اچھی کہی —

بوبنوف: جو تھا سو تھا — مرغی چل بسی! بس پر رہ گئے ہیں! یہاں کوئی کسی کا مالک نہیں... سارا رنگ اڑ گیا، اب صرف آدمی باقی رہ گیا ہے... ننگا آدمی —

لوکا: گویا سب برابر ہیں، ایک جیسے — بھلے آدمی کیا تم سچ مچ کبھی نواب تھے؟

نواب: بتاؤ اسے کیا کہتے ہیں! تم کون ہو، بھوت؟

لوکا (ہنستا ہے): میں نے راجہ دیکھا ہے — میں نے رئیس دیکھے ہیں — پر میں نے اس سے پہلے نواب نہیں دیکھا اور وہ بھی بگڑا نواب —

پیپل (ہنستا ہے): نواب صاحب! کیا بےتکاپن ہے!

نواب: واسیا، تم بچے نہیں رہے، عقل سے کام لو —

لوکا: پیارے، میرے اچھے بھلے لوگو! جب میں تمہیں دیکھتا ہوں، میرے بھائیو! کیسے جیتے ہو تم... چ چ چ!

بوبنوف: اٹھے تو ہائے، سوئے تو وائے، صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے — عمر یونہی تمام ہوتی ہے —

نواب: ایک زمانہ تھا جب اچھی طرح جیتے تھے — مجھے یاد ہے ... آنکھہ کھلی اور بستر میں پڑے پڑے قہوہ پیا... قہوہ بھی کیسا، ملائی میں گھلا ہوا —

لوکا: اور ہم سب انسان ہیں، انسان! چاہے ہم کتنی ہی دون کی لیں، چاہے کتنا ہی سبز باغ دکھائیں، ہم رہینگے وہی جو پیدا ہوئے ہیں — انسان پیدا ہوئے، انسان مرینگے! مجھے لگتا ہے

آدمی زیادہ عقل مند بنتا جا رہا ہے — نئے جادو جگا رہا ہے — انسان کا حال جتنا پتلا ہوتا ہے اتنا ہی اچھی زندگی کے لئے تڑپتا ہے — انسان! جتنا دباؤ اتنا ہی ابھرتا ہے!

نواب: بڑے میاں، تم ہو کون؟ تم ٹپکے کہاں سے؟

لوکا: میں؟

نواب: یاتری ہو؟

لوکا: ہم سب اس دھرتی پر یاتری ہیں... کہتے ہیں یہ دھرتی خود ہی ایک یاتری ہے —

نواب (سختی سے): یہ تو خیر ٹھیک ہے، پر تم بتاؤ پاسپورٹ ہے تمہارے پاس؟

لوکا (رک کر): اور تم کون ہو پوچھنے والے —— جاسوس؟

پیپل (خوش ہو کر): جیو بڑے میاں جیو! کہو نواب صاحب، ابکے اچھے گھر نیوتا دیا تھا تم نے — آ گئے نا دن تارے نظر؟

بوبنوف: ہاں بڈھے نے طبیعت صاف کر دی نواب صاحب کی!

نواب (بوکھلا کر): ارے اس میں کیا ہے بڑے میاں؟ میں تو... تم جانو... دل لگی کر رہا تھا! اپنے پاس کون سے کاغذ ہیں —

بوبنوف: جھوٹا!

نواب: ہاں ہاں، میرے پاس کاغذ تو ہے، پر کس کام کا —

لوکا: یہ سب کاغذ ایک ہی جیسے ہیں — کوئی کام کا نہیں —

پیپل: نواب صاحب چلو، چڑھا آئیں —

نواب: مجھے کوئی اعتراض نہیں! اچھا خدا حافظ بڑے میاں — تم بڑے شیطان ہو، ہاں بڑے شیطان!

لوکا: تم جانو ہر رنگ کے پنچھی ہوتے ہیں...

پیپل (گلیارے کے دروازے سے): آنا ہو تو آؤ! (نکل جاتا ہے — نواب اس کے پیچھے بھاگتا ہے —)

لوکا: کیا وہ واقعی کبھی نواب تھا؟

بوبنوف: کون جانے؟ یہ سچ ہے کہ ہے بڑے گھرانے کا۔ اب بھی یکایک کچھہ ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو چغلی کھاتی ہے کہ ہے یہ بڑے گھرانے کا — تم جانو عادت — چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی —

لوکا: ہاں بڑے گھر میں پیدا ہونا ویسا ہی ہے جیسے آدمی کو چیچک نکل آئے — چیچک چلی جاتی ہے، نشان چھوڑ جاتی ہے...

بوبنوف: ویسے وہ ٹھیک ٹھاک ہے... کبھی کبھی بھونکنے لگتا ہے جیسے ابھی تمہارے پاسپورٹ کا ٹنٹھا کھڑا کر دیا —

الیوشکا (ہلکی سی چڑھائے ہوئے اندر آتا ہے، اس کے ہاتھہ میں اکارڈئین ہے اور وہ سیٹی بجا رہا ہے): اے اس گھر کے رہنے والو!

بوبنوف: کیا چلا رہا ہے تو؟

الیوشکا: معاف کرو، مجھے معاف کرو — میں جنم کا آدمی تمیزدار ہوں —

بوبنوف: لگتا ہے پھر کہیں سے گلچھرے اڑا کے آ رہے ہو؟

الیوشکا: ہاں بڑے گلچھرے اڑا کر آ رہا ہوں ہے نا! وہ پولیس والا میدیاکن ہے نا — اس نے مجھے تھانے سے دھکے دے کر نکال دیا اور کہنے لگا ''خبردار جو پھر کبھی تیری صورت دکھائی دی اس سڑک پر! ٹانگیں توڑ دونگا!،، تم جانو میں ٹھہرا آدمی اپنے ڈھب کا پکا — میرا مالک مجھہ پر غراتا ہے — لیکن مالک ہے کیا؟ ہش! ہش! یونہی ذرا بدگمانی ہو گئی! مالک تو شرابی ہے میرا اور میں ٹھہرا میں — بھلا کب کسی کو خاطر میں لاتا ہوں — میں کچھہ بھی نہیں چاہتا! لاؤ پچاس کوپک اور میں تمہارا ہو جاؤنگا! مجھے کچھہ بھی نہیں چاہئے! (باورچی خانے سے ناستیا آتی ہے) لاکھہ دو، کروڑ دو — میں یوں ٹھوکر پہ اڑا دوں! اور کیا میں ایسا گیا گزرا ہوں کہ کوئی مجھے بتائے، یہ کرو وہ کرو، اور میں

چپ سن لوں اور وہ بھی ایک شرابی سے؟ تمہاری جان کی قسم—— نہیں!

(دروازے میں کھڑی ناستیا الیوشکا کو دیکھتی ہے اور سر دھنتی ہے—)

لوکا (نرمی سے): ارے چھوکرے، تو کس الجھن میں پڑ گیا ہے!

بوبنوف: سڑی ہے سڑی!

الیوشکا (فرش پر گر جاتا ہے): لو، لو، کھا جاؤ مجھے! میں کچھ نہیں چاہتا! میں تنگ آ گیا ہوں! ذرا بتاؤ، ثابت کرو، کون ہے یہاں مجھ سے بہتر! میں دوسروں سے کس بات میں کم ہوں؟ لو میدیاکن کہتا ہے، سڑک پر دیکھ لیا تو ٹانگیں توڑ دونگا! پر دیکھ لینا— میں باہر جاؤنگا اور بیچ سڑک پر لوٹ لگاؤنگا—— لو میں یہاں پڑا ہوں، آؤ مجھے کچل دو! مجھے کچھ نہیں چاہئے، کچھ نہیں!

ناستیا: بیچارا! یہ اٹھتی جوانی اور ابھی سے مانجھے ڈھیلے!

الیوشکا (اس کو دیکھتا ہے اور گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جاتا ہے): ہا بیگم صاحبہ! شکریہ! نوازش! معاف کرو— پی کر بہک گیا ہوں!

ناستیا (زور سے سرگوشی کے لہجے میں): واسی‌لیسا!

واسی‌لیسا (تیزی سے دروازہ کھولتی ہے اور الیوشکا سے کہتی ہے): پھر یہاں مونڈی کاٹے؟

الیوشکا: سلام بیگم صاحبہ! مہربانی کرکے...

واسی‌لیسا: کتے کے پلے، میں نے کیا کہا تھا، خبردار جو منہ‌جلے تو یہاں آیا اور تو بے عزت پھر آن مرا...

الیوشکا: واسی‌لیسا کارپوونا! لو میں تمہاری خاطر جنازے کی ایک دھن چھیڑتا ہوں، کیوں ٹھیک ہے نا؟

واسی‌لیسا (کندھے پر ھاتھہ مارتے ھوئے): نکل جا یہاں سے مونڈی کاٹے!

الیوشکا (دروازے کا رخ اختیار کرتے ھوئے): ٹھہرو ایک منٹ! جنازے کی دھن! ابھی ابھی سیکھی ھے! آھا کیا نرالی چیز ھے! ایک منٹ! دیکھو دیکھو اس کی سہی نہیں!

واسی‌لیسا: ابھی بتاتی ھوں تجھے! ابھی پورے محلے کو للکارتی ھوں تیرے پیچھے، حرامی پلے! بالشت‌بھر کا چھوکرا اور میرے خلاف بھونکتا پھرتا ھے جانے کیا کیا سارے زمانے میں!..

الیوشکا (باھر بھاگتے ھوئے): باپ رے لو میں نو دو گیارہ ھوا جاتا ھوں —

واسی‌لیسا (بوبنوف سے): سنا تم نے خبردار جو تم نے اس کو پھر یہاں گھسنے دیا؟

بوبنوف: میں تمہارا پہریدار کتا نہیں ھوں —

واسی‌لیسا: مجھے کیا، چاھے تم جس کھیت کی مولی ھو — نہ بھولو مانگے کے ٹکڑوں پر پل رھے ھو — نہ جانے میرا کتنا ادھار کھائے بیٹھے ھو؟

بوبنوف (بڑے اطمینان سے): میں نے حساب نہیں لگایا ھے —

واسی‌لیسا: اچھا تو میں حساب بتائے دیتی ھوں!

الیوشکا (دروازہ کھولتا ھے اور چیختا ھے): واسی‌لیسا کارپوونا! تمہاری دھونس میں آئے میری بلا! تم مجھہ پر دھونس نہیں جما سکتیں! (پھر بھاگ جاتا ھے —)

(لوکا ھنستا ھے —)

واسیلیسا: تم کون ھو جی؟

لوکا: میں ھوں ایک جہاں‌گشت! یاتری!

واسی‌لیسا: رات کاٹوگے یا یہیں ٹھہروگے؟

لوکا: ذرا میں ابھی دیکھونگا بھالونگا —

واسی‌لیسا : اور پاسپورٹ؟
لوکا : اگر تم چاہو تو...
واسی‌لیسا : لاؤ مجھے دو پاسپورٹ!
لوکا : میں... ہاں... میں خود تمہارے گھر آ کر دونگا —
واسی‌لیسا : یاتری؟ ہونہہ! اٹھائی گیرا دکھتا ہے!
لوکا (ٹھنڈی سانس لے کر) : تم کوئی نیک بی‌بی نہیں ہو!

(واسی‌لیسا پیپل کے کمرے کے دروازے پر جاتی ہے—)

الیوشکا (باورچی خانے کے دروازے سے سر نکالتا ہے اور دبی زبان سے پوچھتا ہے) : گئی، دفان ہوئی؟
واسی‌لیسا (اس کی طرف مڑتے ہوئے) : تو اب تک یہیں مر رہا ہے؟

(الیوشکا زور سے سیٹی بجاتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے —
ناستیا اور لوکا ہنستے ہیں —)

بوبنوف (واسی‌لیسا سے) : وہ یہاں نہیں ہے —
واسی‌لیسا : کون؟
بوبنوف : واسیا —
واسی‌لیسا : کیا میں نے پوچھا تم سے وہ کہاں ہے؟
بوبنوف : تم ادھر ادھر سونگھتی جو پھر رہی ہو—
واسی‌لیسا : میں یہ دیکھہ رہی ہوں، یہاں سب کچھہ ٹھیک ٹھاک ہے نا —— سمجھے؟ آج جھاڑو کیوں نہیں دی گئی؟ کتنی بار میں نے تم سے کہا اس جگہ کو صاف ستھرا رکھو—
بوبنوف : صفائی کی باری آج ایکٹر کی ہے —
واسی‌لیسا : میری جوتی سے کس کی باری ہے، کس کی باری نہیں ہے! صفائی کا داروغہ آیا اور مجھہ پر جرمانہ ہوا تو میں تم سب کو دھکے دے کر نکال باہر کرونگی!

بوبنوف (اطمینان سے) : پھر کھاؤگی کہاں سے؟

واسی‌لیسا : ہاں کہے دیتی ہوں، خبردار جو ایک تنکا بھی زمین پر چھوڑا ہو تم لوگوں نے! (باورچی خانے کی طرف جاتی ہے اور ناستیا سے کہتی ہے) تو یہاں کھڑی، بیل جیسی سوجی سوجی آنکھیں لئے، کیا دیکھہ رہی ہے ٹکر ٹکر؟ یوں کھڑی ہے جیسے پتھر کی مورت — جھاڑو دے یہاں! نتاشا کو تو نہیں دیکھا ؟ وہ یہاں آئی تھی؟

ناستیا : میں نہیں جانتی — میں نے نہیں دیکھا —

واسی‌لیسا : بوبنوف! میری بہن یہاں آئی تھی؟

بوبنوف (لوکا کی طرف اشارہ کرتا ہے) : وہی تو لائی ہے بابا کو —

واسی‌لیسا : اور وہ... کیا وہ گھر ہی پر تھا؟

بوبنوف : واسیا؟ ہاں تھا تو — لیکن نتاشا نے کلیش کے سوا کسی سے بات نہ کی —

واسی‌لیسا : میں یہ نہیں پوچھتی کس سے بات کی کس سے نہیں کی! جہاں جاؤ ہر طرف گند ہی گند ہے — سور بھرے ہوئے ہیں! صفائی کراؤ ابھی — سنا کچھہ؟

(جلدی سے باہر جاتی ہے —)

بوبنوف : کوئی بتائے، کیا دنیا میں اس سے بڑھہ کر چڑیل دیکھی ہے کبھی؟

لوکا : ہاں وہ باتوں میں آنے والی نہیں!

ناستیا : یہاں کی زندگی ہی ایسی ہے — جو بھی یہاں رہیگا لت پت ہو جائیگا کیچڑ میں! کسی کا بھی پلو باندھہ دو اس کے شوہر جیسے آدمی سے اور دیکھہ لو...

بوبنوف : کوئی ایسا کس کے بھی نہیں بندھا ہے اس کا پلو...

لوکا : کیا وہ ہمیشہ اسی طرح گرجتی برستی رہتی ہے؟

بوبنوف: ہمیشہ — وہ آئی تھی اپنے یار سے ملنے اور وہ یہاں تھا نہیں —

لوکا: ہاں تب تو جھنجلانے کی بات ہی تھی — (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) ہے، ہے! بھانت بھانت کے لوگ ہیں جو دنیا پر سکہ چلانے کی کوشش کرتے ہیں... اور ایک دوسرے کو خوفناک دھمکیاں دیا کرتے ہیں — اور پھر بھی دنیا میں نہ چین ہے اور نہ صفائی —

بوبنوف: ہوں، چاہتے تو ہیں صفائی ستھرائی، سکھہ چین — پر بدھی کہاں! ہاں زمین پر جھاڑو تو دینی ہی پڑیگی — ناستیا! جھاڑو کیوں نہیں دے دیتی؟

ناستیا: بھلا میں کیوں دوں جھاڑو؟ کوئی میں تمہاری لونڈی ہوں؟ (ایک لمحے کو رکتی ہے) آج میں پیونگی... پی کر باولی ہو جاؤنگی، دیکھنا آج!

بوبنوف: البتہ یہ ہوئی ایک بات!

لوکا: میری بٹیا، ذرا سنوں تو، پی کر باولی کیوں بننا چاہتی ہو؟ ابھی کی تو بات ہے تم آنسو بہا رہی تھیں اور اب کہتی ہو پی کر باولی بن جاؤنگی؟

ناستیا (للکارتے ہوئے): ہاں پیونگی... اور پھر روؤنگی... اور بس!

بوبنوف: ہاں یہ تو خیر معمولی بات ہے —

لوکا: لیکن اس کا کارن کیا ہے؟ ایک پھڑیا بھی نکلتی ہے تو اس کا کارن ہوتا ہے —

(ناستیا چپ چاپ سر ہلاتی ہے —)

لوکا: ہے ہے ہے! کیسے کیسے لوگ! آخر تمہارا کیا ہونے والا ہے؟ لاؤ میں جھاڑو دے دیتا ہوں — جھاڑو کہاں ہے؟

بوبنوف: گلیارے میں دروازے کے پیچھے —

(لوکا گلیارے میں چلا جاتا ہے —)

بوبنوف : ناستیا!

ناستیا : کیا؟

بوبنوف : یہ واسی‌لیسا الیوشکا کے پیچھے یوں پنجے جھاڑ کر کیوں پڑ گئی؟

ناستیا : وہ لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ واسیا کا جی واسی‌لیسا سے بھر گیا ہے اور وہ اسے چھوڑ کر نتاشا سے پینگیں بڑھانا چاہتا ہے — اچھا یہی ہے کہ میں اس جگہ سے چلی جاؤں... کہیں دور چلی جاؤں —

بوبنوف : یہ کیا بات ہوئی؟ آخر کہاں؟

ناستیا : میں ان سب باتوں سے تھک چکی ہوں — یہاں کوئی مجھے نہیں پوچھتا —

بوبنوف (اطمینان سے) : اور جہاں جاؤگی وہاں بھی کوئی نہ پوچھیگا — اس دھرتی پر کسی کو کوئی نہیں پوچھتا...

(ناستیا سر دھنتی ہے، اٹھتی ہے اور چپ چاپ گلیارے میں چلی جاتی ہے — میدویدیف اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے لوکا جھاڑو ہاتھہ میں لئے آتا ہے —)

میدویدیف : لگتا ہے میں تم کو نہیں جانتا...

لوکا : کیا تم باقی تمام لوگوں کو جانتے ہو؟

میدویدیف : میں اپنے علاقے کے سبھی لوگوں کو جانتا ہوں... اور تم کیسے ہو کہ تم کو میں نہیں جانتا...

لوکا : چاچا جی بات یہ ہے کہ یہ ساری دھرتی تمہاری عمل‌داری میں تو ہے نہیں — تھوڑی سی زمین تمہاری عمل‌داری سے باہر بھی رہ گئی ہے... (باورچی خانے میں چلا جاتا ہے —)

میدویدیف (بوبنوف کے پاس آتا ہے) : سو تو ٹھیک ہے— میری عمل‌داری ایسی بڑی نہیں ہے... پر بڑی بڑی عمل‌داری سے بڑھی

ہوئی ہے — ابھی ابھی... ڈیوٹی چھوڑنے سے پہلے... وہ جو موچی کا بچہ ہے نا الیوشکا... اس کو پکڑ کر تھانے پر لے جانا پڑا — جانتے ہو کیا کر رہا تھا؟ بیچوں بیچ سڑک پر یوں لیٹ گیا اور اکارڈئین بجا بجا کر چیخنے لگا ''مجھے کچھہ نہیں چاہئے!،، اور لو بھری سڑک، گھوڑے دوڑ رہے ہیں، گاڑیاں بھاگ رہی ہیں —— کم بخت کسی گاڑی یا گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے آ گیا ہوتا — بڑا سرپھرا ہے لونڈا — مگر ابکےالو کی دم کو میں نے ٹھکانے لگا دیا ہے — لوگوں سے چھیڑ اور ہنگامہ کرنے میں سور کو بڑا مزا آتا ہے —

بوبنوف: آج رات کو جماؤگے سرابگھی کی بازی؟

میدویدیف: اچھا اچھا — ہونہہ... واسیا کا کیا حال ہے؟

بوبنوف: کوئی خاص بات نہیں — وہی رنگ ہے جو تھا —

میدویدیف: مطلب یہ کہ مزے میں ہے، زوروں پر ہے؟

بوبنوف: کیوں نہیں؟ آخر وہ مزے میں اور زوروں پر کیوں نہ ہو؟

میدویدیف (مشکوک): کیوں نہ ہو؟ (لوکا گلیارے میں جاتا ہے — اس کے ہاتھہ میں ایک بالٹی ہے) ہوں ہوں!.. کچھہ افواہیں پھیل رہی ہیں... واسیا کے قصے... تم نے کچھہ نہیں سنا؟

بوبنوف: میں تو نت نئی باتیں سنتا رہتا ہوں...

میدویدیف: واسیا اور واسی‌لیسا کے بارے میں... شاید تم نے دیکھا سنا ہو؟

بوبنوف: کیا دیکھا سنا ہو؟

میدویدیف: بس... یونہی کچھہ... شاید تم جانتے ہو... جھوٹ بول رہے ہو؟ سبھی جانتے ہیں... (سختی سے) ہاں اب بنو مت!

بوبنوف: بھلا میں جھوٹ کیوں بولتا؟

میدویدیف: اچھا اچھا! گنجے کتے! لوگ کہتے پھر رہے ہیں: واسیا اور واسی‌لیسا... تم جانو — لیکن مجھے کیا؟ میں اس کا باپ تھوڑا ہی ہوں — میں چچا ہوں ... لوگ مجھہ پر کیوں

ہنستے ہیں؟.. (کواشنیا آتی ہے) لوگ کیا سے کیا ہو گئے ہیں... جس کو دیکھو کسی نہ کسی پر ہنس رہا ہے — اوہ، تم؟ لوٹ آئیں؟

کواشنیا: اوہ میرے حاکم! بوبنوف! آج پھر یہ بازار میں لاسے جیسا چپک گیا مجھہ سے! کہنے لگا بس مجھہ سے بیاہ کر لو نہیں تو مر جاؤنگا!

بوبنوف: پھر جھٹ منگنی پٹ بیاہ! گرہ میں مال اور کمر میں بل ہو تو پھرجھگڑا کا ہے کا!..

میدویدیف: میں؟ ہو ہو ہو!

کواشنیا: ارے تم؟ بڑے رنگے سیار ہو! میرے جلے پر نمک نہ چھڑک بھائی! بیاہ کرکے دیکھہ لیا اور بس! بیاہ نہ کیا جلتی کڑاہی میں جا پڑے — یہ وہ لڈو ہے کھائے پچھتائے، نہ کھائے پچھتائے —

میدویدیف: چھوڑو بھی — سارے مرد ایک جیسے تھوڑے ہی ہوتے ہیں!

کواشنیا: پر میں تو وہی ہوں! اللہ میاں! اس کی کروٹ کروٹ آگ دھکتی رکھیو!.. جب میرے کلیجے کی ٹھنڈک میرا میاں اللہ کو پیارا ہوا تو میں وہیں کی وہیں خوشی میں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی: بیٹھی بیٹھی سوچتی رہی، کیا سچ میں اتنی قسمت والی ہوں؟

میدویدیف: اگر میاں بےوجہ مارتا پیٹتا تھا تو تمہیں پولیس میں رپٹ لکھوانا چاہئے تھا —

کواشنیا: میں خدا کی خدائی میں پورے آٹھہ برس رپٹ لکھواتی رہی، گڑگڑاتی رہی! پر وہی ہوا جو ہونا تھا!

میدویدیف: آج کل بیوی کو مارنے پیٹنے کی ممانعت ہے — اب بڑی سختی ہو گئی ہے — امن امان! بے وجہ کسی کو نہ پیٹو! ہاں صرف امن و امان کی خاطر پیٹنے کی اجازت ہے —

لوکا (آننا کو سہارا دیتے ہوئے آتا ہے) : اوہ تم!.. لو ہم آ گئے! مہاری یہ حالت اور تم اکیلی ڈھن‌مناتی پھرو! ٹانگوں میں سکت و ہے نہیں؟ تمہاری جگہ کونسی ہے؟

آننا (جگہ دکھاتی ہے) : بابا، بڑا احسان ہے!

کواشنیا : لو دیکھہ لو— وہ رہی سہاگن! ذرا ایک ظر ڈالو!

لوکا : بیچاری لڑکی بالکل سوکھہ کر کانٹا ہو گئی ہے! میں نے س کو کراہتے سنا— دیوار کے سہارے گلیارے میں راستہ ٹٹول ہی تھی— اس کو اکیلے نہیں جانے دینا چاہئے—

کواشنیا : حضور، غلطی ہوئی، معاف کیجئے— لگتا ہے، رانی ی لونڈی آج چھٹی پر ہے—

لوکا : ذرا دیکھنا تم نے میری بات دل لگی میں اڑا دی! آخر آدمی آدمی سے ایسا سلوک کیسے کر سکتا ہے! آدمی جیسا بھی ہو آدمی ہے —— ہر آدمی کی اپنی قیمت ہوتی ہے—

میدویدیف : اس پر نظر رکھنی چاہئے— کون جانے کب چڑیا اڑ جائے؟ پھر بڑی مصیبت آئیگی— اس کو اپنی آنکھہ سے اوجھل نہ ہونے دو!

لوکا : بالکل ٹھیک تھانیدار صاحب!

میدویدیف : ہاں، لیکن... خیر... ابھی تک میں تھا نیدار نہیں بنا ہوں...

لوکا : لو اور لو! ذرا کوئی دیکھے —— دیکھنے میں تو سورما...

(گلیارے میں شور اور ہنگامہ— گھٹی گھٹی چیخ سنائی دیتی ہے—)

میدویدیف: پھر جھگڑا؟

بوبنوف: لگتا ہے —

کواشنیا: میں بھاگ کر دیکھتی ہوں —

میدویدیف: مجھے بھی جانا پڑیگا — فرض کا برا ہو! میری سمجھہ میں نہیں آتا — لوگ لڑیں تو لڑیں — ہم بیچ بچاؤ کیوں کریں — جی بھر کر لڑنے دو — پھر آپ ہی ٹھنڈے ہو جائینگے — میں تو چاہتا ہوں کہ وہ پیٹ بھرکے ایک دوسرے کا خون پی لیں — ان کو یاد رہیگا — اور پھر بھڑنے کی باری آئیگی تو سوچ سمجھہ کر اوکھل میں سر دیں گے —

بوبنوف (اپنے تختے پر سے کودتے ہوئے): تم اپنے حاکم سے یہ سب کہہ دیکھو نا —

کوستی‌لیوف (دروازہ بھڑ سے کھولتا ہے اور چلاتا ہے): ابرام! جلدی آؤ! واسی‌لیسا نتاشا پر پل پڑی ہے — وہ اس کی جان لے لیگی! جلدی جلدی!

(کواشنیا، میدویدیف اور بوبنوف دوڑ کر گلیارے میں جاتے ہیں — لوکا سر دھنتا ہے اور ان کو جاتے ہوئے دیکھتا رہتا ہے —)

آننا: یا میرے اللہ! بیچاری نتاشا!

لوکا: کون لڑ رہا ہے؟

آننا: مالک مکان کے ہاں کی عورتیں — دونوں بہنیں ہیں —

لوکا (آننا کے پاس جاتا ہے): کاہیکو لڑ رہی ہیں یہ؟

آننا: کوئی خاص بات نہیں — پیٹ بھرکے کھاتے ہیں، خون گرم ہے اور بس —

لوکا: تمہارا نام کیا ہے؟

آننا: آننا — تمہیں دیکھتی ہوں... اور لگتا ہے دیکھتی ہوں... تم بالکل میرے ابا جیسے ہو... ویسے ہی نرم دل —

لوکا: میں نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں — اسی چیز نے مجھے ننا نرم بنا دیا ہے، پگھلا دیا ہے — (اس کے منہ سے جھنجھناتا ہوا ہقہہ بلند ہوتا ہے —)

پردہ

دوسرا ایکٹ

وہی منظر

شام — ساتن، نواب، کریوائے زوب اور تاتار چولھے کے نزدیک تختے پر بیٹھے ہوئے تاش کھیل رہے ہیں — کلیش اور ایکٹر تماشہ دیکھہ رہے ہیں — بوبنوف اپنے تختے پر میدویدیف کے ساتھہ سرابگھی کھیل رہا ہے—لوکا آننا کے بستر کے پاس بیٹھا ہے — وہاں دو چراغ جل رہے ہیں — ایک چراغ اس دیوار سے لٹک رہا ہے جہاں لوگ تاش کھیل رہے ہیں اور دوسرا بوبنوف کے تختے پر —

تاتار: ایک بازی اور کھیلتا ہوں — بس آخری بازی...

بوبنوف: زوب! کوئی گیت گاؤ! (گاتا ہے —)

ہر صبح نکلتا ہے سورج
پر تو بھی...

کریوائے زوب (سر میں سر ملاتا ہے):

پر تو بھی میری کال کوٹھری
رہتی ہے اندھیاری
رہتی ہے اندھیاری

تاتار (ساتن سے): تاش پھینٹو — اچھی طرح پھینٹو — میں خوب جانتا ہوں تم کس طرح کھیلتے ہو —

بوبنوف اور کریوائے زوب (ایک ساتھ) :

دن رات گھومتا پہرہ اہا اہا
مری کھڑکی کے آگے

آننا : لڑائی جھگڑے... گالیاں، ہتک، ذلت... اور کچھ نہیں... میں نے بس یہی دیکھا ہے... بس اتنا ہی جانا ہے —

لوکا : آہ میری اچھی بچی، ہلکان نہ ہو!

میدویدیف : کیا چال چل رہے ہو، خبردار، خبردار!

بوبنوف : ہونہہ... اچھا اچھا...

تاتار (ساتن کو گھونسہ دکھاتا ہے) : میاں تم پتے کیوں چھپا رہے ہو؟ میں سب دیکھ رہا ہوں! تم پر لعنت ہو...

کریوائے زوب : اماں چھوڑو بھی احسن! بہر حال یہ تو ہماری آنکھ میں دھول جھونکینگے پر جھونکینگے! بوبنوف، پھر تان اڑاؤ...

آننا : مجھے کبھی جی بھر کے کھانا نصیب نہ ہوا... ایک ایک ٹکڑا روٹی کا گنتی رہی... ہمیشہ ڈر سے کانپتی رہی... ہمیشہ جی ہولتا رہا کہ کہیں دوسرے سے زیادہ تو نہیں کھا گئی... چیتھڑے کے سوا اور کچھ کبھی پہننے کو نہ ملا — ایسی زندگی کس کام کی؟ نہ خوشی نہ آرام...

لوکا : ایہہ، بچی تو تھک گئی؟ پروا نہ کرو —

ایکٹر (کریوائے زوب سے) : چلو... غلام چلو... کم‌بخت!

نواب : اور ہمارے پاس باد شاہ ہے —

کلیش : وہ ہمیشہ بازی لے جاتے ہیں —

ساتن : جی اپنا چلن یہی ہے —

میدویدیف : لو یہ رہی بیگم!

بوبنوف : میری بھی! اچھا اب آؤ؟

آننا : اور اب میں مر رہی ہوں —

کلیش: دیکھا؟ دیکھا؟ احسن پھینک دو پتے! میں کہہ
ہوں مت کھیلو!

ایکٹر: کیا اس کی کھوپڑی میں بھیجا نہیں ہے؟

نواب: اندرئی، منہ سنبھال کے ورنہ دیکھنا، میں سیدھا جہنم
کا رستہ دکھاؤنگا!

تاتار: ایک بار اور چلو — اندھے کے آگے رو، اپنے دیدے کھو
لو میں بھی...

(کلیش سر ہلاتا ہے اور بوبنوف کے پاس چلا جاتا ہے—)

آننا: میں ہر آن سوچتی رہتی ہوں: اے میرے اللہ، اگلی دنیا
میں بھی مجھے یہی دکھہ جھیلنا پڑیگا؟ وہاں بھی؟

لوکا: نہیں نہیں، کچھہ نہ ہوگا! چین سے سو جاؤ! سب
کچھہ ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا! وہاں تم کو آرام ملیگا، چین ملیگا!.
بس تھوڑی دیر اور صبر کر لو!.. سبھی کو صبر کرنا پڑتا ہے، میری
جان... ہر آدمی اپنے اپنے ڈھنگ سے زندگی کا بوجھہ اٹھاتا ہے...
(اٹھتا ہے اور جلدی سے باورچی خانے میں چلا جاتا ہے—)

بوبنوف (گاتا ہے):

بیکار تمہارے پہرے...

کریوائے زوب:

میں نہیں بھاگنے والا...

(سر میں سر ملاتے ہوئے—)

آزادی مجھہ کو پیاری
اہا اہا
پر زنجیروں سے پالا
میں نہیں بھاگنے والا

تاتار (چیختا ہے) : او! آستین میں سرکا رہے ہو پتہ!

نواب (بوکھلاتے ہوئے) : اور نہیں تو کیا —— تمہاری ناک میں سرکاؤں؟

ایکٹر (سمجھانے کے انداز میں) : احسن تم کو دھوکا ہوا! یہاں کوئی بھی، کبھی بھی...

تاتار: میں نے دیکھا ان آنکھوں سے! دھوکےباز! میں نہیں کھیلتا!

ساتن (پتے اکٹھا کرتا ہے) : اچھا تو بھاگ جاؤ احسن... تم خوب جانتے ہو، ہم ٹھگ ہیں، اچکے ہیں... پھر ہمارے ساتھہ کھیلنا کیوں شروع کیا؟

نواب : جان نکلی پڑ رہی ہے، بیس ہی کوپک تو ہارا ہے— اور آسمان سر پر یوں اٹھا لیا گویا گرہ سے تین روبل نکل گئے ہوں — اور بنتا ہے بڑا کہیں کا تاتار!

تاتار (گرم ہوتے ہوئے) : کھیلنا ہے تو ایمان‌داری سے کھیلو!

ساتن : کیوں کھیلیں ایمان‌داری سے؟

تاتار: کیوں؟ مطلب؟

ساتن : مطلب یہ کہ —— آخر کیوں؟

تاتار: کیا تم نہیں جانتے؟

ساتن : اوں ہوں —— نہیں جانتا — اور تم —— جانتے ہو؟

(تاتار غصے میں تھوکتا ہے اور سب اس پر ہنستے ہیں —)

کریوائے زوب (نیکی اور نرمی سے) : تم پگلے ہو احسن — دیکھتے نہیں اگر یہ ایمان‌داری سے جینے لگیں تو تین ہی دن میں بھوک سے ان کا بیڑا پار ہو جائے —

تاتار : مجھے مطلب، آدمی کو ایمان‌داری سے جینا چاہئے!

کریوائے زوب: وھی طوطے کی رٹ! آؤ بوبنوف! چلیں، چائے پیئیں!

یہ لوھے کی زنجیریں، یہ لوھے کے دروازے...

بوبنوف:

یہ انتھک پہریدار

کریوائے زوب: چلو آؤ احسن! (گاتے ھوئے باھر نکل جاتا ھے —)

میں ان کو توڑ نہیں سکتا، میں ان کو کھول نہیں سکتا...

(تاتار نواب کو گھونسہ دکھاتا ھے اور پھر اپنے دوست کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ھے —)

ساتن (ھنستا ھے اور نواب سے کہتا ھے): ایک بار پھر جہاں پناہ تم رنگے ھاتھوں پکڑے گئے — ھونہہ — پڑھے لکھے صاحب بہادر بنتے ھو اور اتنا سا گر نہیں آتا کہ پتہ کیسے سرکا لیں آستین میں!

نواب (ھاتھہ پھیلاتے ھوئے): خدا جانے سالہ پتہ کیسے...

ایکٹر: ھنر نہیں ھے اور کیا — اپنے اوپر بھروسہ نہیں — بھروسہ نہیں تو کچھہ بھی نہیں — ھار اور کچھہ بھی نہیں —

میدویدیف: میرے پاس ایک بیگم ھے لیکن تمہارے پاس دو...

بوبنوف: ایک بیگم کیا کم ھے میاں، ھاں اگر اس کی کھوپڑی میں بھس نہ بھرا ھو! تمہاری چال ھے —

کلیش: ابرام ایوانووج، تم ھار گئے!

میدویدیف: تمہیں مطلب؟ سمجھے — چپ رھو!

ساتن: جیتی بازی —— ترپن کوپک!

ایکٹر: تین کوپک تو میرے ھوئے — لیکن تین کوپک سے میں کیا کرونگا؟

لوکا (باورچی خانے سے آتا ہے): اچھا تو تم نے تاتار کی حجامت بنا دی — اب تو ذرا گلا تر کرنے ضرور جاؤگے نا؟

نواب: آؤ چلو ہمارے ساتھہ —

ساتن: میں دیکھنا چاہتا ہوں، تم پی کر کیا رنگ دکھاتے ہو —

لوکا: وہی جو بنا پئے رہتا ہے —

ایکٹر: آؤ بابا... میں تمہیں کچھہ سناؤں...

لوکا: کیا سناؤگے —

ایکٹر: شاعری —

لوکا: شاعری؟ مجھے شاعری سے کیا لینا دینا؟

ایکٹر: مزا آتا ہے اس میں — سن کر دل دکھی بھی ہوتا ہے —

ساتن: اچھا شاعر صاحب، آپ آ رہے ہیں یا نہیں؟

(نواب کے ساتھہ باہر چلا جاتا ہے —)

ایکٹر: آ رہا ہوں — میں جا لونگا! سنو بابا سنو — یہ ایک نظم کا ٹکڑا ہے — آخ... لو شروع کے بول ہی یاد نہیں آتے — اف کچھہ یاد نہیں آتا — (پیشانی ملتا ہے —)

بوبنوف: لو یہ چلی تمہاری بیگم! تمہاری چال!

میدویدیف: مجھے اس کو وہاں نہیں چلنا تھا — لعنت ہو!

ایکٹر: بابا پہلے جب میرے جسم میں شراب کا بس نہیں پھیلا تھا، میری یاد بڑی تیز تھی... لیکن اب؟.. اور اب سب کچھہ ختم ہو چکا ہے — جب میرے منہ سے یہ بول نکلتے تھے تو چھتیں اڑ جاتی تھیں... کیسی طوفانی تالیاں بجتی تھیں! اور تم نہیں جانتے دوست تالیوں کا مطلب کیا ہوتا ہے! تالیاں وودکا ہیں وودکا! میں اسٹیج پر باہر آتا اور یوں کھڑا ہو جاتا... (پوز دیتا ہے) میں یوں کھڑا ہو جاتا اور... (چپ) ایک لفظ یاد نہیں آتا... ایک لفظ نہیں — اور

یہ میری دل پسند چیز تھی — یہ تو بہت ہی بری بات ہوئی — ہے نا بابا بری بات؟

لوکا: ہے تو سہی — ایک بار کوئی چیز دل کو بھا جائے تو پھر اس میں آدمی کی روح بس جاتی ہے —

ایکٹر: بابا، میں تو اپنی روح تک پی گیا — میں تو برباد ہو چکا — اور کیوں؟ اس لئے کہ مجھے اپنے اوپر بھروسہ نہ تھا — میرا کام تمام ہوا —

لوکا: یہ کوئی بات نہیں — تمہیں بس علاج کی ضرورت ہے — سنا نہیں تم نے، ان دنوں لوگ شرابیوں کا علاج کرنے لگے ہیں؟ وہ مفت علاج کر دیتے ہیں — لوگوں نے شفاخانہ سا کھول رکھا ہے — وہاں مفت علاج کرتے ہیں — یہ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شرابی بھی انسان ہوتا ہے — اور جب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ شرابی اس بیماری سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں — اس لئے تم وہاں جا کر دیکھو — جاؤ قسمت آزمائی کر لو —

ایکٹر (فکرمند انداز میں): کہاں؟ یہ جگہ ہے کہاں؟

لوکا: یہ کسی شہر میں ہے — کیا نام ہے اس کا بھلا سا؟ اوٹ پٹانگ سا نام ہے — ذرا ٹھہرو... ڈرو مت، مجھے نام یاد آجائیگا — اس بیچ میں تم تیاری شروع کر دو — وودکا سے جان چھڑا لو — اپنے اوپر قابو رکھو اور ڈٹے رہو — تم اچھے ہو جاؤگے — پھر سے اپنی زندگی شروع کرو — ہوگی نا یہ اچھی بات؟ پھر سے — بس ہمت کرکے کمر کس لو — اور ڈٹ جاؤ!

ایکٹر (مسکراتا ہے): پھر سے — پھر شروع سے — ہاں بات تو دل کو لگتی ہے — پھر سے؟ (ہنستا ہے) بے شک! میں یہ کر سکتا ہوں! کیوں میں یہ کر سکتا ہوں نا؟

لوکا: بے شک کر سکتے ہو — آدمی پتا مار کے جو کام بھی چاہے کر سکتا ہے —

ایکٹر (جیسے اچانک جاگ گیا ہو) : بڑے میاں تمہاری چول کچھہ کھسکی ہوئی ہے، ہے نا؟ اچھا ابھی خدا حافظ! (سیٹی بجاتا ہے) خدا حافظ بڑے میاں — (باہر چلا جاتا ہے —)

آننا : بابا —

لوکا : کیا ہے بیٹی؟

آننا : مجھہ سے باتیں کرو—

لوکا (پاس جاتا ہے) : بہت اچھا — آؤ ہم اچھی اچھی باتیں کریں...

(کلیش ان کو دیکھتا ہے، اور خاموشی سے اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور اپنے ہاتھہ کچھہ اس طرح ہلاتا ہے جیسے وہ کچھہ کہنا چاہتا ہو—)

لوکا : کیا بات ہے بھائی؟

کلیش (دھیمی آواز میں) : کچھہ نہیں —

(وہ آہستہ آہستہ گلیارے کے دروازے کی طرف جاتا ہے — ایک آدھہ پل دروازے کے پاس کچھہ دھبدے کے عالم میں کھڑا رہتا ہے اور یکایک باہر چلا جاتا ہے—)

لوکا (کلیش کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے) : تمہارا میاں بڑا دکھی ہے —

آننا : میں اب اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی—

لوکا : کیا وہ تم کو بہت مارتا تھا؟

آننا : اف مت پوچھو— اسی کے ہاتھوں میری یہ درگت ہوئی ہے —

بوبنوف : میری بیوی کا ایک عاشق تھا — کم‌بخت سرابگھی کھیلنے میں بڑا دھرت تھا —

میدویدیف : ہونہہ!

آننا : بابا... کچھہ کہو، کچھہ کہو... میرا جی بہت برا ہو رہا ہے...

لوکا : کوئی بات نہیں — میری مینا، مرنے سے پہلے ایسا ہی لگتا ہے — میری بیٹی، ابھی سب ٹھیک ہوا جاتا ہے — بس تم امید کا چراغ جلائے رہو — اب یوں ہوگا... اب موت آئیگی اور تم کو اپنی گود میں چھپا لیگی... سمجھیں، اب تمہاری آنکھہ بند ہو جائیگی —— اور ہر طرف سکھہ چین کی بنسری بجیگی — اب کسی چیز کا ڈر نہ ہوگا —— ہاں کسی چیز کا ڈر نہیں — بس مزے میں سکھہ چین سے لیٹی رہوگی — موت سکھہ اور چین کا پیغام لاتی ہے — موت آتی ہے اور ہم سب کے دل پر پہایا رکھتی ہے — یہی تو بات ہے جو لوگ کہتے ہیں : ایک بار آنکھہ بند ہوئی تو پھر چین ہی چین ہے — میری بچی، یہ سچ ہے کیونکہ آدمی اس دنیا میں اور کہاں سکھہ چین کی امید کر سکتا ہے —

(پیپل اندر آتا ہے — اس نے چڑھا رکھی ہے — بال بکھرے ہوئے اور تیور چڑھے ہوئے ہیں — وہ دروازے کے قریب ایک تختے پر دھنس جاتا ہے اور خاموش اور بےحس‌وحرکت بیٹھا رہتا ہے —)

آننا : لیکن بتاؤ —— کیا اس دنیا میں بھی ہمیں ستایا جائیگا، ہم پر اسی طرح بپتا پڑیگی؟

لوکا : وہاں کچھہ بھی نہ ہوگا — کچھہ بھی نہیں — تم میری بات مانو — وہاں سکون ہوگا، سکھہ ہوگا، چین ہوگا —— اور کچھہ بھی نہیں — فرشتے تم کو خدا کے دربار میں لے جائینگے اور کہینگے : اے رحیم و کریم، دیکھہ تیری وفادار اور نیک بندی آننا حاضر ہوئی ہے —

میدویدیف (سختی سے) : بھلا تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وہاں وہ کیا کہینگے؟ خوب ہے تو بھی میرا یار!

(میدویدیف کی آواز سن کر پیپل سر اٹھاتا ہے اور سنتا ہے—)

لوکا : تھانیدار صاحب، جب میں کہہ رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں...

میدویدیف (نرم پڑتے ہوئے) : ہونہہ — شاید ممکن ہے — تم جانو اور تمہارا کام — لیکن اب تک میرے تھانیدار بننے کی نوبت نہیں آئی ہے — ابھی نہیں —

بوبنوف : یوں مارتے ہیں، ایک ہی ہاتھہ میں دو...

میدویدیف : شیطان — مجھے امید ہے کہ تم...

لوکا : اور پروردگار اپنی مہربان اور رحمت بھری آنکھوں سے تم کو دیکھیگا اور کہیگا : بےشک میں آننا کو جانتا ہوں! اور وہ کہیگا : جاؤ ہماری آننا کو سیدھے جنت میں لے جاؤ! ذرا اس کو آرام کر لینے دو — جانتا ہوں کتنی کٹھن رہی ہے اس کی زندگی، وہ تھک کر کتنا نڈھال ہو چکی ہے — اب اس کو سکھہ چین سے جینے دو —

آننا (ہانپتے ہوئے) : اوہ... بابا... میرے پیارے بابا... اے کاش ایسا ہی ہو! اگر... مجھے سکھہ چین مل جائے... کاش مجھہ سے دکھہ درد کا احساس ہی چھن جائے!

لوکا : ہاں تم اب کچھہ بھی محسوس نہیں کروگی، میری بچی — کچھہ بھی نہیں — میری بات مانو — اب تم کو خوش خوش مرنا چاہئے، کسی ڈر اور دھڑکے کی ضرورت نہیں — میں سچ کہتا ہوں موت ہمارے لئے، اپنے بچوں کے لئے مہربان ماں کی طرح ہے —

آننا : لیکن... کون جانے... میں اچھی ہی ہو جاؤں...؟

لوکا (طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھہ) : کاہیکو میری بچی؟ پھر بپتا سہنے کو؟

آننا : تھوڑا سا... بس تھوڑا سا اور جی لوں... تھوڑا سا — جب تم کہتے ہو وہاں کوئی دکھہ نہ ہوگا... تو پھر میں یہاں دکھہ سہار لونگی... میں...

لوکا : وہاں کچھہ بھی نہ ہوگا، کچھہ بھی نہیں... بس...

پیپل (اٹھتے ہوئے) : ٹھیک کہتے ہو — پر ہو سکتا ہے تم... غلط کہتے ہو —

آننا (چونک کر) : میرے اللہ!

لوکا : کیوں کیا بات ہے میرے گبرو جوان؟

میدویدیف : کون چیخ رہا ہے؟

پیپل (اس کے پاس جاتا ہے) : میں! کہو کیا کہتے ہو؟

میدویدیف : چیخو مت، کہتا ہوں، چیخو مت — آدمی کو امن چین سے رہنا چاہئے —

پیپل : کاٹھہ کا الو! ان کا چچا بنتا ہے! ہو ہو ہو!

لوکا (پیپل سے، دبی آواز میں) : چیخنا بند کرو، سنتے ہو؟ یہ عورت مر رہی ہے — دیکھو اس کے ہونٹوں پر کب کی موت کی زردی چھا چکی — اس کو چین سے مرنے دو —

پیپل : اچھا بابا —— تمہاری عزت کرتا ہوں، تم خوب آدمی ہو بابا — کس صفائی سے کتنی خوبصورتی سے جھوٹ بولتے ہو — تمہاری ہوائی باتیں دل موہ لیتی ہیں — اڑاؤ، اپنے جھوٹ کی تان اڑاؤ — سب ٹھیک ہے — اس دنیا میں اچھی اچھی باتیں کب ملتی ہیں سننے کو —

بوبنوف : کیا سچ مچ مر رہی ہے؟

لوکا : لگتا تو ہے...

بوبنوف : چلو اب اسکی کھانسی سے چھٹکارا مل جائیگا — بڑی خوفناک تھی اس کی کھانسی — چلو دو اور صاف!

میدویدیف : ہش! خدا سمجھے تجھہ سے!

پیپل : ابرام!

میدویدیف: کس نے تم کو اجازت دی کہ تم مجھے ابرام کہہ کر پکارو!

پیپل: ابرام کیا نتاشا بیمار ہے؟

میدویدیف: اس سے تمہیں مطلب؟

پیپل: صاف صاف بتاؤ! کیا واسی‌لیسا نے اس کو بہت مارا ہے؟

میدویدیف: اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں — یہ گھر کا معاملہ ہے — تم کون ہوتے ہو دوسروں کے پھٹے میں پیر اڑانے والے؟

پیپل: میں جو کوئی بھی ہوں — لیکن اگر میں چاہوں تو م نتاشا کی ایک جھلک نہیں دیکھہ سکتے —

میدویدیف (کھیل چھوڑتے ہوئے): کیا؟ کیا کہا؟ کس کے ارے میں بک رہا ہے؟ وہ میری بھتیجی ہے — چوٹے کہیں کے!

پیپل: ہو سکتا ہے میں چور ہوں — لیکن تم نے مجھے ابھی کڑا نہیں ہے!

میدویدیف: ٹھہر جاؤ! میں تم کو رنگے ہاتھوں پکڑونگا — ھیک ہے — اور بہت جلد!

پیپل: پکڑ کر دیکھو مجھے — ادھر میں پکڑا گیا اور ادھر مہارے اس چھوٹے سے گھونسلے پر بجلی گری — کیا تم سمجھتے ہو میں عدالت میں اپنے منہ میں گھنگھنیاں بھر کر بیٹھہ جاؤنگا؟ ھیڑیا تو اپنے جبڑے کھولیگا — وہ مجھہ سے پوچھینگے: کس نے م کو چوری کرنا سکھایا، کس نے تم کو بتایا کہ یہاں سیندھہ ارو؟ میشکا کوستی‌لیوف اور اس کی بیوی نے! کس نے تمہارا چوری ا مال ٹھکانے لگایا؟ میشکا کوستی‌لیوف اور اس کی بیوی نے!

میدویدیف: تم جھوٹے ہو — کوئی تمہاری بات پر کان نہیں ھریگا!

پیپل: وہ اس پر کان دھرینگے کیونکہ یہ سچ ہے! اور میں ہیں بھی اس میں لپیٹونگا... ھا ھا! بدمعاشو میں تم سب کی اینٹ اینٹ بجا دونگا! دیکھہ لینا ھاں!

میدویدیف (ڈر کر) : جھوٹے! جھوٹے کہیں کے! میں نے تیر
کیا بگاڑا ہے؟ جو تو مجھہ پر باولے کتے کی طرح ٹوٹ پڑا ہے!
پیپل : تم نے میرے ساتھہ بھلائی بھی کیا کی ہے؟
لوکا : ہونہہ!
میدویدیف (لوکا سے) : تم نے ٹرٹر کیوں مچا رکھی ہے؟ تمہیر
کیا؟ آخر یہ گھر کی بات ہے —
بوبنوف (لوکا سے) : اس جھگڑے سے دور ہی رہو — یہ پھانسی
کا پھندا ہماری گردنوں کے لئے تھوڑے ہی ہے —
لوکا (عاجزی سے) : ہاں — میں تو صرف اتنا کہتا ہوں اگر تم
نے اپنے پڑوسی کا بھلا نہیں کیا ہے تو برا ضرور کیا ہوگا —
میدویدیف (بات سمجھے بغیر) : واہ! ہم یہاں ایک دوسرے
کو جانتے ہیں... لیکن تم کون ہوتے ہو؟ (غصے میں ناک پھڑکاتا
ہے اور جلدی جلدی باہر نکل جاتا ہے —)
لوکا : لگتا ہے حضور عالی خفا ہو گئے — چ چ چ! بھائیو، مجھے
تو دکھتا ہے کہ تمہارا قصہ بڑا الجھا ہوا ہے، معاملہ
بے ڈھب ہے!
پیپل : وہ بھاگ کر گیا ہے واسی‌لیسا کے کان بھرنے —
بوبنوف : واسیا تم نرے گدھے ہو — ہیکڑی دکھاتے پھرتے
ہو! خبردار رہنا! جب آدمی جنگل میں سانپ کی چھتریاں چننے جائے
اور دلیری دکھائے تو ایک بات ہوئی — پر یہاں خم ٹھونکنے کا کیا
تک! دیکھنا ایک ہی وار میں گردن ناپ لینگے تمہاری —
پیپل : اوہ، نہیں، وہ ایسا نہیں کر سکتے! کوئی مائی کا لال
نہیں جو نہتا آئے اور یاروسلاول کے جوان پر ہاتھہ ڈال دے! اگر
وہ لڑنا چاہتے ہیں تو میں لڑکر بھی دکھا دونگا!
لوکا : کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ اب تم یہاں سے چپکے سے رفوچکر
ہو جاؤ — کیوں لڑکے؟

پیپل : کہاں جاؤں میں؟ بتاؤ—

لوکا : کیوں... سائبیریا ہی لے لو—

پیپل : نہیں بخشو! بھیا میں تو اس وقت تک سائبیریا نہیں جانے کا جب تک کہ سرکار اپنے خرچ سے میرا ٹکٹ نہ کٹائے!

لوکا : میری سنو اور یہاں سے نکل جاؤ— وہاں تمہیں زندگی کا ٹھیک راستہ مل جائیگا— وہاں تمہارے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے—

پیپل : میرا راستہ طے ہے— میرے باپ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ جیل میں کاٹ دیا اور مجھہ سے کہا کہ بیٹے تم بھی اسی ڈگر پر چلو— ابھی میں چھوٹا ہی تھا کہ مجھے لوگ چور یا چور کا بیٹا کہہ کر پکارنے لگے—

لوکا : سائبیریا بڑی اچھی جگہ ہے— ایک سنہرا دیس! اگر آدمی تگڑا ہو اور اس کی کھوپڑی میں عقل ہو تو اسے وہاں مزا آ جائیگا—

پیپل : بڑے میاں، آخر تم ایسی بے پر کی کیوں اڑایا کرتے ہو؟

لوکا : ایں؟

پیپل : بہرے ہو گیا؟ میں کہتا ہوں آخر من گھڑت کیوں ہانکتے رہتے ہو؟

لوکا : کیا جھوٹ کہا میں نے؟

پیپل : تمہاری ہر بات جھوٹ ہوتی ہے— تمہارے خیال میں تو ہر چیز اچھی ہے— یہ جگہ اچھی ہے، وہ جگہ اچھی ہے— جھوٹ کا پل— آخر تم سبز باغ کیوں دکھاتے رہتے ہو؟

لوکا : تم میری بات مانو اور وہاں جا کر اپنی آنکھہ سے دیکھو— پھر تم بڈھے کا احسان مانوگے! آخر تم یہاں کیوں چپکے رہو؟ آخر تمہیں سچ کا ٹوہ لگانے کی کیا پڑی ہے؟ کہیں سچ کی تلوار تمہاری ہی گردن پر نہ آ گرے—

پیپل : میرے لئے ایک ہی بات ہے — تلوار تلوار ہے — سچ کی ہو یا جھوٹ کی!

لوکا : بیوقوف لڑکے! اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنا کوئی عقل مندی نہیں ہے!

بوبنوف : آخر تم بک کیا رہے ہو؟ واسیا، کیا سچ مچ، تم سچ کی تلاش میں ہو؟ کس لئے؟ تم خود اپنے بارے میں تو سچ جانتے ہو نا! اور دوسرے بھی جانتے ہیں!

پیپل : تم اپنی ٹرٹر بند کرو— اس کو کہنے دو— سنو بڑے میاں — بتاؤ کیا خدا ہے؟

(لوکا مسکراتا ہے مگر بولتا کچھ نہیں —)

بوبنوف : لوگ جیتے ہیں جیسے دریا میں لکڑی کی چپٹیاں بہتی ہیں... لکڑی کے کندوں سے گھر بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور لکڑی کی چپٹیاں دریا میں...

پیپل : بتاؤ خدا ہے؟ بتاؤ!

لوکا (چپکے سے) : پوجو تو بھگوان، نہیں تو پتھر— جس چیز پر یقین کرو— وہ ہے، جس چیز پر یقین نہ کرو نہیں ہے —

(خاموش حیرت کے ساتھ پیپل بڈھے کو گھورتا ہے —)

بوبنوف : میں تو چائے پینے جا رہا ہوں — کوئی چلتا ہے میرے ساتھ؟

لوکا (پیپل سے) : تم اس طرح کیا گھور رہے ہو؟

پیپل : کچھ بھی نہیں — سنو، تمہارا مطلب ہے کہ...

بوبنوف : تو پھر میں اکیلا ہی چلا...

(دروازے تک جاتا ہے اور واسی‌لیسا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے —)

پیپل : گویا تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم...
واسی‌لیسا (بوبنوف سے) : کیا ناستیا ہے یہاں؟
بوبنوف : نہیں — (باہر چلا جاتا ہے —)
پیپل : اوہ... لو وہ رہی!
واسی‌لیسا (آنا کے پاس جاتی ہے) : کیا اب تک جی رہی ہے؟
لوکا : اس کو نہ چھیڑو —
واسی‌لیسا : تم کیا کر رہے ہو یہاں؟
لوکا : اگر چاہو تو میں ابھی دفان ہو سکتا ہوں —
واسی‌لیسا (پیپل کے کمرے کے دروازے پر جاتی ہے) : واسیا، ایک بات ہے — میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں —

(لوکا گلیارے کے دروازے کی طرف جاتا ہے — دروازہ کھولتا ہے اور بھڑ سے بند کر دیتا ہے — پھر وہ بڑی احتیاط سے ایک تختے پر سے ہوتا ہوا چولھے پر چڑھ جاتا ہے —)

واسی‌لیسا (پیپل کے کمرے سے) : واسیا، یہاں آؤ نا!
پیپل : نہیں میرا جی نہیں چاہتا —
واسی‌لیسا : بات کیا ہے؟ اتنے جلے بھنے کیوں ہو؟
پیپل : میں اوب چکا ہوں — میں ان سب جھمیلوں سے اکتا چکا ہوں —
واسی‌لیسا : مجھ سے بھی؟
پیپل : ہاں تم سے بھی —

(واسی‌لیسا اپنی شال کو جسم پر کس کے کھینچتی ہے اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیتی ہے — وہ آنا کے بستر کے پاس جاتی ہے اور پردہ کھول کر جھانکتی ہے اور پھر پیپل کے پاس آ جاتی ہے —)

پیپل : اچھا بتاؤ تمہارے جی میں کیا ہے؟

واسی‌لیسا : کہنے کو کیا رکھا ہے؟ میں تم کو اپنے آپ سے محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی — میں اپنا دامن پھیلانا نہیں جانتی — تمہارا احسان مانتی ہوں کہ تم نے مجھے سچ بتا دیا —

پیپل : کیسا سچ؟

واسی‌لیسا : کہ تمہارا جی مجھ سے اوب گیا ہے — اور کون جانے یہ سچ نہ ہو؟

(پیپل اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے —)

واسی‌لیسا : (اس کے پاس جاتی ہے) : کیا دیکھ رہے ہو؟ پہچانتے نہیں؟

پیپل : (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے) : تو بڑی جادوگرنی ہے، واسی‌لیسا — (واسی‌لیسا اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی ہے لیکن وہ جھٹک کر الگ کر دیتا ہے) لیکن تم میرا من کبھی‌نہ جیت سکیں — میں تمہارے ساتھ رہا — سب کچھ سہی — لیکن میرا دل تمہارا نہ ہوا —

واسی‌لیسا (آہستہ سے) : تو یہ بات ہے! اچھا...

پیپل : ہاں، اور بات کرنے کو کیا رکھا ہے — میں اور تم بات کیا کریں — کچھ بھی نہیں — بھاگ جاؤ میرے پاس سے!

واسی‌لیسا : کیا تم کسی اور پر ریجھ گئے ہو؟

پیپل : اس سے تمہیں مطلب؟ اگر میرا دل کسی پر آ گیا ہے تو آنے دو — میں تم سے مدد تو نہیں مانگ رہا ہوں نا —

واسی‌لیسا (معنی خیز انداز میں): بہت بری بات ہے — کون جانے میں تمہارا ہاتھہ بٹا سکوں اور تم اس کو اپنا سکو—

پیپل (مشکوک): کس کو؟

واسی‌لیسا: تم جانتے ہو— بنتے کیوں ہو؟ واسیا میں کھری کھری منہ پر کہتی ہوں (آواز مدھم کرتے ہوئے) میں نہیں چھپاؤنگی... تم نے میرا دل توڑا ہے — لگتا ہے جیسے تم نے مجھے کوڑے سے پیٹا ہے... اور قصور؟ قصور کچھہ بھی نہیں — تم دم بھرتے تھے میری محبت کا... اور پھر اچانک...

پیپل: اچانک نہیں — بہت دن سے یہی حال ہے — عورت تیرے سینے میں دل نہیں ہے — عورت کے سینے میں دل ہونا چاہئے — ہم مرد درندے ہیں، تم عورتوں کو چاہئے کہ... تم کو چاہئے کہ ہمیں سدھاؤ— تم نے کبھی مجھے کچھہ سکھایا؟

واسی‌لیسا: جو بیت گئی سو بیت گئی — میں جانتی ہوں آدمی خود اپنے من میں آزاد نہیں — اب تمہارے دل میں چاہت نہیں رہی... چلو ٹھیک ہے! ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی —

پیپل: تو ہمارے درمیان سب کچھہ ختم ہو گیا نا؟ اور ہم چپکے سے الگ ہوئے، ہے نا، تماشے بنا؟ یہ بڑی اچھی بات ہے —

واسی‌لیسا: اوہ، نہیں! ایک منٹ ٹھہرو! یہ مت بھولو... میں تمہارے ساتھہ رہتی تھی... اور یہ آس لگائے بیٹھی تھی کہ تم میری گردن سے یہ جوا اتار پھینکنے میں میرا ہاتھہ بٹاؤگے — تمہارا بڑا آسرا تھا کہ... تم مجھے اپنے میاں سے، اپنے چچا سے... اس زندگی سے چھٹکارا دلاؤگے... اور ممکن ہے کہ تم سے نہیں... بلکہ اس آس سے، اپنی اس دھن سے مجھے محبت تھی... سمجھے؟ میں تو انتظار کر رہی تھی کہ تم مجھے یہاں سے کھینچ کر نکال لے جاؤگے!..

پیپل: تم کیل نہیں ہو اور میں چمٹا نہیں ہوں — میں خود

سوچتا تھا کہ تم جیسی چتر عورت... ہاں تم بڑی چتر ہو... میں سوچتا تھا تم بڑی چالاک...

واسی‌لیسا (اس کی طرف جھکتے ہوئے): واسیا! آؤ ہم ایک دوسرے کا ہاتھہ بٹائیں —

پیپل: وہ کیسے؟

واسی‌لیسا (شدت سے، دبی ہوئی آواز میں): میری بہن... جانتی ہوں تم اس کو دل دے بیٹھے ہو—

پیپل: اسی لئے تم اس کی مرمت کرتی رہتی ہو؟ خبردار رہنا واسی‌لیسا! کہے دیتا ہوں اس پر ہاتھہ نہ اٹھانا!

واسی‌لیسا: رکو تو— بھڑکتے کیوں ہو— ہم سارا معاملہ چپکے سے طے کر سکتے ہیں، باولانے کی ضرورت نہیں — کیوں — کیا خیال ہے، تم... تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو نا؟ میں تم کو کچھہ روپیہ بھی دونگی... کوئی تین سو روبل — اگر زیادہ ہاتھہ لگ گیا تو وہ بھی تمہارا!

پیپل (ہٹتے ہوئے): کیا؟ کس چیز کے تین سو؟

واسی‌لیسا: مجھے اپنے میاں سے جان چھڑانے میں مدد کرو— میرے گلے سے یہ پھندا نکال دو—

پیپل (آہستہ سے سیٹی بجاتا ہے): تو یہ بات ہے! اوھو! بڑی چتر ہو! میاں تمہارا قبر میں، عاشق قید خانے میں، اور تمہاری پانچوں انگلیاں گھی میں...

واسی‌لیسا: واسیا! کیوں قید میں کیوں؟ تم اپنے ہاتھہ سے یہ کیوں کرو... کسی اور سے یہ کام کراؤ... اور اگر تم خود ہی اسے نبٹا لو تو معلوم کسے ہوگا؟ نتاشا — ذرا سوچو... تمہاری مٹھی میں روپیہ ہوگا... تم مزے میں جا سکتے ہو... میں زندگی بھر کو آزاد ہو جاؤنگی... رہی میری بہن کی بات — سو وہ مجھہ سے دور چلی جائے اسی میں اس کی خیر ہے — اس کو ہر وقت دیکھہ

کر میرا دل کڑھتا ہے — تمہاری وجہ سے اس کو دیکھہ کر میرا کلیجہ کباب ہو جاتا ہے — میں اپنے آپ کو نہیں روک سکتی — میں اس کو کچوکے لگاتی ہوں، ستاتی ہوں — میں اس کو مارتی ہوں... میں اس کو اتنا پیٹتی ہوں، اتنا پیٹتی ہوں کہ اس کو دیکھہ کر مجھے بھی رونا آ جاتا ہے... پھر بھی میں اس کو مارتی ہوں اور میں اس کو پیٹتی رہونگی —

پیپل : ایک تو چوری، اس پر سینہ‌زوری...

واسی‌لیسا : نہیں میں نہیں اکڑتی — میں تو بس سچ کہتی ہوں — سوچ لو واسیا — اسی میرے میاں کی بدولت دوبار تم کو جیل میں سڑایا گیا... اسی کے چھچھور پن کے کارن — وہ جونک کی طرح میرا خون پیتا ہے... چار سال سے اسی طرح میرا خون پی رہا ہے — کس مرض کا علاج ہے یہ شوہر؟ اور اوپر سے نتاشا کو کچلتا رہتا ہے، اس کے ٹھونگ مارتا رہتا ہے، اس کو بھکارن کہہ کر پکارتا ہے — وہ ہر ایک کے لئے سانپ ہے —

پیپل : تم بڑی چالاک ہو —

واسی‌لیسا : یہ تو صاف ہے جیسے دن — اگر تم اب بھی میرا مطلب نہیں سمجھے تو ماننا پڑیگا نرے بدھو ہو —

(کوستی‌لیوف چپکے سے اندر آتا ہے اور دبے پاؤں آگے بڑھتا ہے —)

پیپل (واسی‌لیسا سے) : دور ہو جاؤ!

واسی‌لیسا : سوچ لو! (اسے اپنا شوہر نظر آتا ہے) کیا چاہتے ہو تم؟ کیا تم مجھے بلانے آئے ہو؟

(پیپل چونک جاتا ہے اور آنکھیں پھاڑ کر کوستی‌لیوف کو دیکھتا ہے —)

کوستی‌لیوف : میں ہوں، میں — تم دونوں... اکیلے؟ گپ شپ ہو رہی ہے؟ (یکایک وہ پیر پٹک پٹک کر چیخنے لگتا ہے) واسی‌لیسا خدا کی لعنت ہو تجھہ پر! بھکارن کہیں کی! (وہ خود اپنی چیخ سے اور دوسروں کی ٹھنڈی خاموشی سے ڈر جاتا ہے) یا خدا مجھے معاف کر! پھر مجھہ سے گناہ کروا رہی ہے واسی‌لیسا! میں ہوں کہ دنیا جہان میں تجھے ڈھونڈتا پھر رہا ہوں— (آواز تیز کرتے ہوئے) کب کا تمہیں سو جانا چاہئے تھا! خدا کی لعنت — پھر عیسی مسیح کے چراغ میں تیل ڈالنا بھول گئیں؟ سور کی بچی! بھکارن! (وہ تھرتھراتی ہوئی انگلی سے اسے دھمکاتا ہے — واسی‌لیسا آہستہ آہستہ گلیارے کے دروازے پر جاتی ہے — اس کی آنکھیں پیپل پر جمی ہوئی ہیں —)

پیپل (کوستی‌لیوف سے) : یہاں سے نکل جاؤ! دور ہو جاؤ

کوستی‌لیوف (چیختا ہے) : اس جگہ کا مالک میں ہوں! چوٹے تو یہاں سے نکل جا!

پیپل (دبی آواز میں) : نکل جاؤ میں کہتا ہوں —

کوستی‌لیوف : تیری یہ مجال! میں مزہ چکھا دونگا! میں...

(پیپل اس کا کالر پکڑتا ہے اور جھٹکے دیتا ہے — یکایک چولھے پر سے کسی کے اٹھنے اور کروٹ لینے اور ساتھہ ہی جماہی لینے کی آواز آتی ہے — پیپل کوستی‌لیوف کو چھوڑ دیتا ہے جو چیخ کر گلیارے میں بھاگتا ہے—)

پیپل (اچھل کر چولھے کے پاس والے تختے پر چڑھہ جاتا ہے) : کون ہے؟ کون ہے چولھے پر؟

لوکا (سر نکالتا ہے) : ایں؟

پیپل : تم!

لوکا (اطمینان سے): میں — میں ہوں میں — اے میرے پروردگار!

پیپل (گلیارے کا دروازہ بند کرتا ہے اور اس کی غائب کنڈی کو بیکار ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے): لعنت ہو! بڑے میاں نیچے اترو!

لوکا: ابھی — لو ابھی تیار...

پیپل (سختی سے): تم رینگ کر چولھے پر کیوں چڑھے؟

لوکا: اور کہاں چڑھتا میں رینگ کر؟

پیپل: تم باہر گلیارے میں چلے گئے تھے نا —

لوکا: میرے جیسا بوڑھا آدمی اتنی ٹھنڈی جگہ میں کیسے ٹک سکتا تھا —

پیپل: تم نے... تم نے کچھ سنا؟

لوکا: کیوں ضرور سنا — آخر کیوں نہ سنتا؟ کیا تم سمجھتے ہو میں بہرا ہوں؟ لڑکے تم قسمت کے دھنی ہو — تم بڑے نصیب والے ہو —

پیپل (مشکوک): کیوں کیسی قسمت؟

لوکا: یہی کہ تمہاری قسمت سے میں چولھے پر چڑھ گیا تھا —

پیپل: تم نے شور کیوں مچایا؟

لوکا: مجھے بڑی گرمی لگ رہی تھی — اور کیوں — اور تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہئے — میں نے سوچا یہ لونڈا تو آپے سے باہر ہوا جا رہا ہے — یہ تو اس بڈھے کا گلا دبا کر اس کا کام تمام کئے دیتا ہے —

پیپل: بے شک میں مار ڈالتا — اف، میں کتنی نفرت کرتا ہوں...

لوکا: جانتا ہوں — بڑا آسان ہے — لوگ جانے کتنی بار ایسی ٹھوکریں کھا چکے ہیں —

پیپل (مسکراتا ہے) : کون جانے تم نے کبھی خود بھی ایسی ٹھوکر کھائی ہو؟

لوکا : سنو لڑکے میری سنو! اس عورت سے دور رہو! اس کو پاس پھٹکنے نہ دو! دور! دور! تمہاری مدد کے بنا ہی وہ اس آدمی سے چھٹکارا پا لیگی، اور وہ یہ کام تم سے زیادہ خوبی سے کر لیگی — اس کی بات نہ سنو، اس ڈائن کی بات! مجھے دیکھو — دیکھو میری چندیا کیسی صاف ہو گئی ہے؟ اور یہ کس کا کمال ہے؟ عورتوں کا! میں نے اتنی عورتیں دیکھی ہیں اس زندگی میں کہ اتنے تو بال بھی نہیں میرے سر میں — پر یہ تمہاری واسی‌لیسا تو ان سب ڈائنوں کے کان کتر گئی —

پیپل : میں نہیں جانتا — کیا کروں ... کیا کہوں.. شکریہ... یا تم بھی...

لوکا : کچھہ نہ کہو — یاد رکھو میں نے جو کچھہ کہہ ہے اس سے بہتر بات کوئی تم سے نہ کہیگا — میری سنو... اپنے دل کی رانی کا ہاتھہ پکڑو... اور چل دو... چلتے ہو جاؤ! یہاں سے نکل جاؤ! دور جتنی دور جا سکو چلے جاؤ!

پیپل (بگڑے تیور سے) : آدمی کو پہچاننا مشکل ہے... کون بھلا ہے، کون برا... کوئی نہیں جان سکتا —

لوکا : اس میں جاننے کو کیا رکھا ہے؟ آدمی ہمیشہ ایک ہی جیسا نہیں رہتا — اس کا دارومدار دل پر ہے — آج دل اچھہ ہے تو اچھا، کل دل برا ہے تو برا — لیکن اس لڑکی نے تمہارا دل مٹھی میں کر لیا ہے تو اس کو اپنے ساتھہ لو اور یہاں سے چلے جاؤ — اور نہیں تو اکیلے ہی چل دو — تم ابھی جوان ہو — بڑا وقت پڑا ہے ابھی — تمہیں عورت مل جائیگی —

پیپل (اس کے شانوں کو پکڑتے ہوئے) : مجھے سچ بتاؤ — تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو؟

لوکا: بس بس چھوڑو، مجھے جانے دو — میں ذرا آننا کو
یکھہ لوں — اس کی سانس گلے میں اٹکی ہوئی تھی —
یہ آننا کے بستر کے پاس جاتا ہے، پردوں کو سرکاتا ہے، جھانک
کر دیکھتا ہے، آننا کو چھوتا ہے — پیپل فکرمندی اور گھبراہٹ
کے ساتھہ اس کو دیکھتا ہے) رحم کر پروردگار! اپنی بندی آننا
ں روح کو جنت میں جگہ دے —

پیپل (آہستہ سے): مر گئی؟ (وہ پاس نہیں پھٹکتا اور دور
ی سے گردن اٹھاکر بستر کی طرف دیکھتا ہے —)

لوکا (آہستہ سے): چلو چھٹی ہوئی، اس کا دکھہ ختم ہوا،
س کا میاں کہاں ہے؟

پیپل: ہوگا کہیں بھٹیارخانے میں پڑا —

لوکا: اس کو خبر دینی چاہئے —

پیپل (لرزتے ہوئے): میں تو لاشوں سے نفرت کرتا ہوں —

لوکا (دروازے کی طرف جاتے ہوئے): بھلا ان میں محبت کرنے
کو رکھا بھی کیا ہے؟ آدمی کو زندوں سے محبت کرنی چاہئے —
ندوں سے —

پیپل: میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھہ —

لوکا: ڈرتے ہو؟

پیپل: مجھے نفرت ہے...

(وہ جلدی سے نکل جاتے ہیں — اسٹیج خالی اور خاموش
رہتا ہے — گلیارے کے دروازے سے گھٹی گھٹی بے معنی
آوازیں آتی ہیں — آخر ایکٹر اندر آتا ہے —)

ایکٹر (دروازہ نہیں بند کرتا، لیکن دھلیز پر چوکھٹ کے
ہارے کھڑا رہتا ہے اور زور سے پکارتا ہے): بابا! کہاں ہو تم؟

لو یاد آ گیا! باد آ گیا! سنو! (وہ دو قدم لڑکھڑاتے ہوئے بڑھتا ہے پوز دیتا ہے اور لحن سے پڑھتا ہے —)

اگر وہ راستے دکھائی نہیں دیتے
جو مقدس سچائی تک لے جاتے ہیں
تو مبارک ہیں وہ دماغ
جو لوگوں کو سنہرے خواب دکھاتے ہیں

(ایکٹر کے پیچھے نتاشا دروازے پر دکھائی دیتی ہے —)

ایکٹر: بابا!

اگر کل سورج نہ نکلے
اپنی کرنوں سے اس دھرتی کو روشن کرنا بھول جائے
تو کل کسی دیوانے کا خواب
اس دھرتی کو جگمگا دیگا

نتاشا (ہنستی ہے): بھوت! پھر پی کر دھت ہو گیا!

ایکٹر (اس کی طرف مڑتے ہوئے): اچھا تم ہو— بابا کہاں ہے؟ ہمارا پیارا بابا؟ لگتا ہے یہاں کوئی بھی نہیں — اچھا خدا حافظ نتاشا! خدا حافظ!

نتاشا (اندر آتی ہے): سلام کلام کچھ نہیں سیدھے خدا حافظ؟

ایکٹر (اس کا راستہ روکتے ہوئے): میں... جا رہا ہوں — بہار آئے گی اور میں نہ ہونگا —

نتاشا: مجھے جانے دو— کہاں جا رہے ہو تم؟

ایکٹر: ایک شہر کی تلاش میں — میں اپنا علاج کراؤنگا — تم بھی جاؤ یہاں سے، اوفیلیا جاؤ تم خانقاہ میں جاؤ... کہتے ہیں اس

ہر میں شراب کے زہر میں بسے ہوئے جسم کے علاج کا شفا خانہ
ے... شرابیوں کا شفا خانہ — لاجواب جگہ ہے — ہر چیز مرمر
... فرش تک مرمر کا — جھل مل، جھل مل، چم چم، چم چم!
اف ستھرا — کھانے کو من بھر — اور سب مفت — مرمر کا فرش —
را سوچو! میں وہاں جاؤنگا اور اچھا ہو جاؤنگا اور پھر... دیکھنا،
را نیا جنم ہونے والا ہے... جیسا کہ بادشاہ نے کہا ہے... کنگ
ر نے... میرا اسٹیج کا نام ہے سویرچ کوف زاوالژسکی — نتاشا، مگر
ئی اس نام کو نہیں جانتا — کوئی بھی نہیں — لو یہ رہا میں
، نام — کیا تم جانتی ہو آدمی نام کھو بیٹھے تو اس کے دل پر
یا گزرتی ہے؟ کتوں کے بھی نام ہوتے ہیں...

(نتاشا احتیاط سے ایکٹر کے پاس سے گزرتے ہوئے آننا
کے بستر کے پاس چلی جاتی ہے اور پردے میں سے
جھانکتی ہے —)

ایکٹر: نام نہیں تو انسان نہیں —
نتاشا: دیکھو! ہائے! وہ تو مردہ پڑی ہے!
ایکٹر (سر ہلاتے ہوئے): نہیں یہ نہیں ہو سکتا —
نتاشا (پیچھے ہٹتے ہوئے): ہاں مردہ پڑی ہے؛ دیکھہ لو!
بوبنوف (دروازے سے): کیا دیکھہ لو؟
نتاشا: آننا ... چل بسی —
بوبنوف: چلو آخر کھانسی سے چھٹکارا مل گیا — (آننا کے
ستر کے پاس جاتا ہے، پردوں میں سے جھانکتا ہے اور اپنے تختے
جا بیٹھتا ہے) کلیش کو خبر کرنی چاہئے — آخر یہ اس کا
ملہ ہے —
ایکٹر: میں جاتا ہوں — میں کہونگا... اس کا نام مٹ گیا
ہاں سے! (باہر نکل جاتا ہے —)

نتاشا (کمرے کے درمیان): اور میں بھی... ایک دن.
اسی طرح... کسی تہہ خانے میں، کالی کوٹھری میں.
کچلی ہوئی...

بوبنوف (اپنے تختے پر کچھہ پرانے چیتھڑے بکھیرتے ہوئے)
کیا؟ کیا بڑبڑا رہی ہو؟

نتاشا: بے خیالی میں دل کی بات منہ پر آ گئی...

بوبنوف: واسیا کی راہ دیکھہ رہی ہو؟ ہوشیار رہنا! وا
کے کارن ماری جاؤ گی —

نتاشا: کیا اس سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ کس کے کا
ماری جاؤنگی؟ چلو وہی سہی — وہ بہتوں سے اچھا ہے —

بوبنوف (لیٹتے ہوئے): تم جانو اور تمہارا کام —

نتاشا: یہ بڑا اچھا ہے کہ وہ جی جان سے گزر گئی... لیک
افسوس — آدمی زندہ کاہیکو رہتا ہے؟

بوبنوف: ہم سب کا ایک ہی حال ہے: پیدا ہوئے، زن
رہے اور مر گئے — میں بھی مرونگا اور تم بھی — پھر کسی
مرنے پر آنسو کیوں بہاؤ؟

(لوکا، تاتار، کریوائے زوب اور کلیش اندر آتے ہیں —
کلیش سب کے پیچھے ہے — وہ آہستہ آہستہ چلتا ہے
اور بالکل دوہرا ہو گیا ہے —)

نتاشا: ہش! آنا...

کریوائے زوب: ہم کو معلوم ہے — اللہ اس کو کرو
کروٹ جنت نصیب کرے —

تاتار (کلیش سے): اس کو باہر لے جانا پڑیگا — ہاں گلیار
میں لے جانا پڑیگا — یہاں مردے نہیں رہ سکتے — یہاں زندہ انسا
سوتے ہیں —

کلیش آہستہ سے) : اچھا ہم اس کو باہر نکال دینگے —
(وہ سب بستر کے پاس جاتے ہیں — کلیش دوسروں کے
کندھوں کے اوپر سے جھانک کر اپنی بیوی کی لاش
دیکھتا ہے —)

کریوائے زوب (تاتار سے) : تم سمجھتے ہو بدبو آئیگی؟ سڑنے کو اس میں بچ ہی کیا رہا ہے — وہ زندہ تھی جب ہی وہ سوکھہ چکی تھی —

نتاشا : خدا کے لئے اس پر تو ترس کھاؤ! ایک آدھہ اچھی بات تو نکالو منہ سے مرنے والے کے لئے لیکن تم بھلا یہ کیوں کرنے لگے!

لوکا : میری بیٹی ان کا برا نہ مانو! وہ مرے ہوئے پر غم کیسے کھا سکتے ہیں؟.. جبکہ ہم زندوں پر ترس نہیں کھاتے؟ ہم تو اپنے آپ پر بھی ترس نہیں کھاتے... مردوں کو کون پوچھتا ہے!

بوبنوف (جماہی لیتے ہوئے) : اچھی بات سے موت تو ڈر کر نہیں بھاگیگی — تم بیماری کو ٹال سکتے ہو باتوں سے، مگر موت کو نہیں —

تاتار (ہٹتے ہوئے) : پولیس کو بلاؤ —

کریوائے زوب : ہاں ہاں، ہمیں یہ کرنا چاہئے کلیش! تم نے پولیس کو خبر کی؟

کلیش : نہیں — وہ مجھہ سے اس کے کفن دفن کو کہیں گے اور میری گرہ میں بس چالیس کوپک پڑے ہیں —

کریوائے زوب : تو پھر ادھار لے لو — ہم چندہ کر لیں... پانچ کوپک... یا جس سے جو بن پڑے — پر جلدی سے جاؤ اور پولیس کو خبر کرو — وہ سوچیں گے تم نے اس کو مار ڈالا یا کچھہ اور —

(تختوں کے پاس جاتا ہے اور اب تاتار کے قریب لیٹنے
ہی والا ہے —)

نتاشا (بوبنوف کے پاس جاتے ہوئے): اب میں اس کو خواب میں دیکھونگی — میں ہمیشہ مرے ہوؤں کو خواب میں دیکھتی ہوں — مجھے اکیلے گھر جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے — باہر گلیارے میں اندھیرا ہے —

لوکا (اس کے پیچھے پیچھے باہر جاتا ہے): تمہیں تو زندوں سے ڈرنا چاہئے، باندھ لو میری بات گرہ سے —

نتاشا: مجھے باہر تک پہنچا دو بابا —

لوکا: آؤ چلو، چلو! میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ — (وہ چلے جاتے ہیں — تھوڑی دیر خاموشی —)

کریوائے زوب: اوہو ہو! احسن! اب جلدی بہار آئیگی — آخر وہ دن آئینگے جب ہمیں گرمی ملیگی — گاؤں میں کسانوں نے اپنے ہلوں کی مرمت شروع کر دی ہے — جتائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں - ہونہہ! اور ہم... اف احسن؟ لو کم بخت مسلمان کب کا خراٹے لینے لگا —

بوبنوف: تاتار تو سونے میں بڑے حاتم ہیں —

کلیش (بیچوں بیچ کھڑا ہے اور سامنے بجھی بجھی آنکھوں سے گھور رہا ہے): اب میں کیا کروں؟

کریوائے زوب: جاؤ، سو جاؤ اور کیا —

کلیش (آہستہ سے): اور اس کا کیا ہوگا؟

(کوئی بھی جواب نہیں دیتا — ساتن اور ایکٹر اندر آتے ہیں —)

ایکٹر (چیختا ہے): بابا! یہاں آؤ! میرے وفادار کینٹ!

ساتن: ہٹ جاؤ، میکلوخا مکلائی کے لئے راستہ چھوڑو!

ایکٹر: ہاں یہ طے ہو گیا ہے، ہمیشہ ہمیشہ کو — بابا بتاؤ وہ شہر کہاں ہے؟ تم ہو کہاں؟

ساتن: فاتا مورگانا! بڈھے نے تم کو سبز باغ دکھایا ہے — یسی کسی چیز کا نام نشان نہیں اس دنیا میں — نہ ایسا شہر ہے — ہ ایسے لوگ ہیں — کچھہ بھی نہیں —

ایکٹر: یہ جھوٹ ہے!

تاتار (اپنے بستر پر سے اچھلتے ہوئے): مالک کہاں ہے؟ یں جاتا ہوں مالک کے پاس — میں سو نہیں سکتا — آخر پیسے ا ہے کے دیتا ہوں؟ مردہ یہاں! شرابی یہاں!

(تیزی سے باہر جاتا ہے — ساتن سیٹی بجاتا ہے —)

بوبنوف (نیند میں): دوستو اپنے اپنے بستر پر جاؤ — شور بند کرو — رات سونے کے لئے بنائی گئی ہے —

ایکٹر: آہ! یہاں ایک لاش پڑی ہے! ''ہمارے مچھلیوں کے بال میں ایک لاش پھنس گئی ہے!،، بیرانژے کی شاعری!

ساتن (چیختا ہے): لاش کچھہ نہیں سنتی! لاش کچھہ محسوس ہیں کرتی! جتنے زور سے چاہو گلا پھاڑ کر چیخو! لاش کچھہ ہیں سنتی!

(دروازے پر لوکا دکھائی دیتا ہے —)

پردہ

تیسرا ایکٹ

مکان کا پچھلا صحن جو کوڑے کرکٹ سے بھرا ہوا ہے — گھاس ہر طرف اگی ہوئی ہے — اسٹیج پر دور اینٹ کی اتنی بلند دیوار ہے کہ آسمان بھی دکھائی نہیں دیتا — اس دیوار کے آگے جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں — دائیں طرف لکڑی کے کندوں کی کالی دیوار ہے — شاید کسی گئوشالے یا اصطبل کی دیوار ہے — بائیں طرف کوستی‌لیوف کا مکان ہے جس کے تہہ خانے میں کرایہ‌دار رہتے ہیں — مکان پرانا اور خستہ حال ہے — جگہ جگہ سے پلاستر اتر رہا ہے — یہ مکان کچھ ترچھا نظر آتا ہے اور اس کا پچھلا کونا صحن کے درمیان تک پھیلا ہوا ہے — اس طرح اینٹ کی دیوار اور گھر کے درمیان ایک تنگ گلی سی بن گئی ہے — اس گھر میں دو کھڑکیاں ہیں — ایک کھڑکی تو تہہ خانے کی ہے — دوسری کھڑکی کوئی چھہ فٹ اونچی ہے اور پچھلی دیوار سے زیادہ قریب — گھر کے قریب کوئی بارہ فٹ لمبا لکڑی کا کندہ پڑا ہوا ہے — اس کے پاس ہی برف پر چلنے والی گاڑی اوندھی پڑی ہے — دائیں طرف والی عمارت کے پاس لکڑیوں اور

تختوں وغیرہ کا ایک ڈھیر ہے — دن دم توڑ رہا ہے
اور ڈوبتے سورج کی سرخ روشنی اینٹ کی دیوار کو
چمکا رہی ہے — بہار کی آمد آمد ہے — ابھی ابھی
برف پگھلی ہے اور جھاڑیوں کی کالی کالی شاخیں اب
تک ننگی ہیں اور نئی کونپلوں سے محروم — نتاشا اور
ناستیا لکڑی کے کندے پر بیٹھی ہوئی ہیں — لوکا اور
نواب برف پر چلنے والی گاڑی پر بیٹھے ہوئے ہیں —
کلیش دائیں طرف لکڑیوں کے انبار پر دراز ہے — بوبنوف
کا چہرہ تہہ خانے کی کھڑکی سے جھانک رہا ہے —

ناستیا (آنکھیں بند کرکے اپنی کہانی ایک خاص لے سے سناتی ہے اور ساتھ ہی سر کو آگے پیچھے ہلاتی جاتی ہے): ہاں تو رات ہوئی اور وعدے کے مطابق وہ باغ کے کنج میں آیا — اور میں ہوں کہ انتظار کر رہی ہوں، ایک جگ بیت گیا — میں خوف اور غم سے کانپ رہی ہوں — اور وہ تھرتھرا رہا ہے اور اس کا رنگ بھی اڑ گیا ہے، بالکل فق اور اس کے ہاتھ میں ایک پستول ہے...

نتاشا (سورج مکھی کے بیج چباتے ہوئے): دیکھا؟ تو لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ طالب علم کچھ بھی کر گزرتے ہیں —

ناستیا: اور وہ سہمی ہوئی آواز میں کہتا ہے: میری جان، میرے دل کی رانی...

بوبنوف: ہو ہو! کیا کہا میری جان، میرے دل کی رانی؟

نواب: چپ! بات نہیں بھاتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لو، مگر بیچ میں ٹپ ٹپ ٹپکو مت، اسے بے پر کی اڑانے دو — اچھا تو پھر؟

ناستیا: ہاں تو کہنے لگا: میری جان، میری رانی!.. میرے ماں باپ کبھی بھی تم سے میرے شادی کرنے پر رضامند نہ ہوں گے —

وہ دھمکی دیتے ہیں اگر میں نے تم سے شادی کر لی تو زندگی بھر کو وہ مجھے عاق کر دیں گے — کہنے لگا — اس لئے ضروری ہو گیا ہے کہ میں اپنا کام تمام کر دوں — تم جانو اس کے ہاتھ میں یہ بڑا سا پستول تھا اور اس میں گولیاں بھری ہوئی تھیں — اس نے کہا — اچھا خدا حافظ — میرے دل کی رانی، خدا حافظ! اب میں اپنا ارادہ نہیں بدل سکتا — میں تمہارے بغیر اب جی نہیں سکتا! میں نے کہا میرے دل کے راجہ! میرے فرہاد!

بوبنوف (تعجب سے): کیا؟ کیا کہا؟ فساد؟

نواب (بے تحاشا قہقہہ لگاتے ہوئے): تم بھول گئیں ناستیا پچھلی بار تم نے گلستن کہا تھا!

ناستیا (اچھلتے ہوئے): چپ! شیطان چپ! اٹھائی گیرے، کتے کے پلے! جیسے تم محبت کو سمجھ ہی تو سکتے ہو... بندر جانے ادرک کا سواد! لیکن میں جانتی ہوں سچی محبت کیا ہے!.. (نواب سے) تو کس کھیت کی مولی ہے! تو جو پتہ نہیں بڑا پڑھا لکھا بنتا ہے! تو جو بڑا کبھی بستر پر پڑا پڑا قہوے کی چسکیاں لیا کرتا تھا!

لوکا: بس بس ایک منٹ! اب اس کو مت ٹوکنا — اس کو اپنی کہنے دو! باتوں میں کیا رکھا ہے، اصل چیز تو یہ دیکھنے کی ہے کہ ان باتوں کے پیچھے کیا ہے... ہاں اصل بات یہ ہے! میری بچی، تم اپنی کہے جاؤ — ان کی پروا نہ کرو —

بوبنوف: وہ تو ہے کوا اور ہمارے سامنے چلتا ہے ہنس کی چال! ہاں آگے واقعہ سناؤ!

نواب: ہاں تو پھر؟

نتاشا: ان کی باتوں پر کان نہ دھرو — وہ ہوتے کون ہیں؟ وہ جلتے ہیں کیونکہ ان کی اپنی جھولی میں کچھ نہیں، کیا سنائیں!

ناستیا (پھر بیٹھ جاتی ہے): میں نہیں سنانا چاہتی — اب آگے نہیں سناؤنگی — جب وہ میری باتوں پر یقین ہی نہیں کرتے

جب وہ میری باتوں پر ہنستے ہیں تو... (یکایک چپ ہو جاتی ہے، ایک لمحہ خاموش رہتی ہے اور پھر آنکھیں بند کرکے زور زور سے جذباتی آواز میں ہاتھوں سے تال دیتے ہوئے کہانی شروع کر دیتی ہے جیسے دور سے آتی ہوئی موسیقی کی دھن سن رہی ہو) اور میں نے اس سے کہا: میری زندگی کے سرور! میرے دل کے سورج! مجھ سے بھی اس دنیا میں تمہارے بغیر جیا نہ جائیگا کیونکہ میں جی جان سے تم پر مرتی ہوں اور جب تک میرے سینے میں دل دھڑکتا ہے دل سے تمہاری محبت کا نغمہ پھوٹتا رہیگا — لیکن اپنی زندگی کا چراغ گل نہ کرو — تمہارے ماں باپ کو اس چراغ کی بڑی ضرورت ہے — تم اکیلے ان کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہو — مجھے چھوڑ دو! میری جان، اس سے اچھا یہ ہے کہ میری زندگی تمہارے لئے گھل گھل کر ختم ہو جائے — میں بالکل اکیلی ہوں — میں ایسی ہوں کہ چپکے سے برباد ہو جاؤنگی — ایک ہی بات ہے — میری قیمت کیا ہے — اب میرے لئے کچھہ بھی باقی نہ رہا... کچھہ بھی نہیں، کچھہ بھی نہیں...

(اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا لیتی ہے اور خاموشی سے روتی ہے —)

نتاشا (منہ پھیر لیتی ہے اور آہستہ سے بولتی ہے) روؤ مت — مت روؤ —

(لوکا مسکراتا ہے اور ناستیا کا سر سہلاتا ہے —)

بوبنوف (ہنستا ہے): شیطان کی خالہ! ایں؟

نواب (وہ بھی ہنستا ہے): کیا بابا، تم سمجھتے ہو یہ سچ ہے؟ یہ سب اس نے اس کتاب ''طوفان عشق،، سے اڑایا ہے — بکواس — خیر بکنے دو اسے!

نتاشا: تم کو مطلب؟ اپنی قینچی نہ چلاؤ— دیکھو، خود تمہارا کیا حال کر دیا ہے خدا نے—

ناستیا (غصے میں بھوت): کھوکھلے انسان! خالی ڈھول! تمہارے سینے میں دل نہیں ہے! کہاں ہے تمہارا دل؟

لوکا (ناستیا کے ہاتھ تھامتا ہے): میری بچی ہم یہاں سے چلے جائیں گے— ان کی پروا مت کرو— تم ٹھیک کہتی ہو— وہ ٹھیک نہیں کہتے— میں جانتا ہوں— جب تمہارے دل کو یقین ہے کہ تم نے سچی محبت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے سچ مچ کی ہے— ہاں تم نے سچی محبت کا مزا چکھا ہے لیکن جن کے ساتھ تم رہتی ہو ان سے خفا نہیں ہونا چاہئے— کون جانے وہ جل کر ہنس رہے ہوں— کون جانے انہوں نے سچی محبت کا مزا کبھی چکھا ہی نہ ہو— کون جانے محبت انہیں بالکل نصیب ہی نہ ہوئی ہو— چلو چھوڑو!

ناستیا (اپنے ہاتھوں کو سینے پر دباتے ہوئے): میری بات پر یقین کرو بابا! میں قسم کھاتی ہوں میں نے سچ کہا ہے— میں نے کہا وہ ایک طالبعلم تھا... وہ ایک فرانسیسی نوجوان تھا— اس کا نام تھا گستن— اس کی داڑھی کالی تھی— وہ پٹینٹ کے جوتے پہنتا تھا— اگر میں جھوٹ کہتی ہوں تو اسی آن مجھے موت آ جائے! ہائے وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا! وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا—

لوکا: میں جانتا ہوں— میں تم پر یقین کرتا ہوں— کیا کہا تم نے پٹینٹ کے جوتے، ہے نا؟ ذرا سوچو! اور تم بھی اس سے محبت کرتی تھیں نا؟ (دونوں کونے میں غائب ہو جاتے ہیں—)

نواب: بیوقوف چھوکری! اس کا دل سونے کا ہے لیکن میں نے اس سے زیادہ احمق چھوکری آج تک نہیں دیکھی—

بوبنوف: آخر آدمی اس طرح جھوٹ کیوں ہانکنا چاہتا ہے؟ ور یوں قسما قسمی جیسے یہ کوئی عدالت ہو؟

نتاشا: سچ سے زیادہ جھوٹ بولنے میں مزا آتا ہے — میں بھی...

نواب: تم بھی؟ اچھا پھر؟

نتاشا: میں خواب دیکھتی رہتی ہوں، دیکھتی رہتی ہوں — اور انتظار کرتی رہتی ہوں —

نواب: کس کا؟

نتاشا (کھسیانی مسکراہٹ کے ساتھہ): میں نہیں جانتی — میں بس سوچتی رہتی ہوں... کہ کل... کوئی آئیگا... کوئی نرالا آدمی آئیگا — یا کوئی بات ہوگی... کوئی نرالی بات! میں انتظار کرتی رہتی ہوں — ہمیشہ انتظار کرتی رہتی ہوں — لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ... انتظار کروں بھی تو کاہے کا، ایں؟

(خاموشی —)

نواب (ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھہ): انتظار کرنے کو کچھہ بھی نہیں — مجھے لے لو — مجھے کسی چیز کا انتظار نہیں — سب کچھہ ختم ہو چکا — گزر چکا — لد چکا — پھر؟

نتاشا: کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کل اچانک میں مر جاؤنگی — اور پھر میرا دل بیٹھہ جاتا ہے — مجھے ٹھنڈا پسینہ آ جاتا ہے — گرمیوں کا موسم ایسی باتیں سوچنے کے لئے بہت اچھا موسم ہے کیونکہ بادل گرجتے ہیں اور بجلیاں کڑکتی ہیں — بڑی آسانی سے کوئی بجلی گر سکتی ہے اور جلا کر راکھہ کر سکتی ہے —

نواب: تمہاری زندگی بڑی مصیبت کی ہے — یہ سب تمہاری اس بہن کی کارستانی ہے — تمہاری بہن چڑیل ہے چڑیل!

نتاشا: اور اچھی چکاچک زندگی کس کی ہے؟ سب کی زندگی بری ہے — کیا میں دیکھتی نہیں؟

کلیش (اب تک وہ بے نیازی سے خاموش پڑا تھا — لیکن اس بات پر اچھل پڑتا ہے): جھوٹ ہے یہ! سب کی زندگی بری نہیں ہے! اگر سب ہی کا یہ حال ہوتا تو اتنا برا نہ ہوتا — تو آدمی اس کی اتنی پروا نہ کرتا —

بوبنوف: کیا بچھو نے تجھے ڈنک مار دیا کہ تو ایک دم سے بھونکنے لگا!

(کلیش بڑبڑاتے ہوئے خاموش لیٹ جاتا ہے —)

نواب: چلوں اور ناستیا سے صلح صفائی کر لوں — نہیں تو بوتل کے پیسے مار لیگی...

بوبنوف: ہوں! لوگ کتنی صفائی اور لگن سے جھوٹ بولتے ہیں — ناستیا کی بات تو سمجھہ میں آتی ہے — اس کو تو اپنے منہ پر رنگ تھوپنے کی عادت ہے — وہ اپنی روح پر بھی رنگ کی تھپائی کرنا چاہتی ہے — اپنی روح میں رنگ بھرنا چاہتی ہے — لیکن لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اب اس لوکا کو لےلو کتنا بوڑھا ہے... اور بے تحاشا بے وجہ جھوٹ بولتا ہے... اچھا بتاؤ، وہ کیوں جھوٹ بولتا ہے؟

نواب (مسکراتے ہوئے ہٹتا ہے): سب کا خون سفید ہے — لیکن سب اپنی روح میں رنگ بھرنا چاہتے ہیں —

لوکا (کونے سے نکلتے ہوئے): حضور عالی، آخر تم پر کیا مصیبت آئی تھی کہ اس لڑکی کو پریشان کرکے رکھہ دیا؟ اس کو اپنے آنسوؤں کا لطف اٹھانے دو — اگر آنسو بہانے سے اس کا جی ہلکا ہوتا ہے، اس کا جی خوش ہوتا ہے تو ہونے دو — تمہارا تو کچھہ نہیں بگاڑتی نا؟

نواب: اس کی کھوپڑی میں بھس بھرا ہوا ہے بڑے میاں! اس کی باتیں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں — آج راؤل کے گن

گائے جا رہے ہیں، کل گلستن کی مالا جپی جا رہی ہے... اور قصہ رہی ہے، ایک! بہر حال —— میں چلوں اور اس سے صلح صفائی کر لوں ورنہ... (باہر جاتا ہے —)

لوکا: یہ ٹھیک ہے — ذرا اس سے اچھی طرح ڈھاڑس بندھانے کی باتیں کرنا — آدمی سے اگر اچھا برتاؤ کر لو تو اس سے کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا —

نتاشا: بابا، تمہارا دل سونے کا ہے — آخر تمہارا دل اتنا نرم کیوں ہے بابا؟

لوکا: نرم، کیا کہا؟ اگر تمہیں نرم نظر آتا ہے تو نرم ہی سہی — (اینٹ کی دیوار کے پیچھے سے اکارڈئین کی دھنیں اور گیت سنائی دیتا ہے) کسی نہ کسی کو اپنا دل نرم کرنا ہی چاہئے اس دنیا میں — لوگوں سے ہمدردی ہونی چاہئے — عیسی مسیح ہر شخص سے محبت کرتے تھے اور انہوں نے ہم سب کو محبت کرنے کا سبق پڑھایا ہے — سچ کہتا ہوں اگر وقت پر کسی آدمی پر ترس کھا لو تو اسے تباہی سے بچا سکتے ہو — سنو، مثال سنو! بہت دن بیتے — اس وقت میں ایک بنگلے میں چوکیدار تھا — یہ بنگلہ شہر توسسک کے قریب ایک انجنیر کا تھا — جنگلوں کے بیچوں بیچ تھا بنگلہ — جاڑے کا موسم تھا... ہر طرف حسن پھٹ پڑا تھا... اور میں بنگلے میں اکیلا تھا — ایک دن... کانوں میں شور سنائی پڑتا ہے... لگتا ہے کوئی بنگلے کے اندر گھس رہا ہے —

نتاشا: چور؟

لوکا: ہاں چور — اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے — میں اٹھاتا ہوں اپنی بندوق اور نکلتا ہوں باہر — لو وہ سامنے ہی ہیں... دو چور کھڑکی کھولنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں — اور اپنی دھن میں ایسے مگن کہ ان کو میری آہٹ بھی سنائی نہیں دیتی — میں چیختا ہوں ''اے بدمعاشو! بھاگ جاؤ یہاں

سے!،، وہ اپنی کلہاڑی اٹھا کر میری طرف مڑتے ہیں — میں اپنی بندوق چھتیاتا ہوں اور چلا کر کہتا ہوں... ''اگر ایک قدم بھی آگے بڑھے تو گولی سے اڑا دونگا!،، دونوں گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اور گڑگڑانے لگتے ہیں اے بابا ہمیں جانے دو— لیکن اس وقت کلہاڑی کی وجہ سے میرے تلوے کی آگ سر میں پہنچ چکی ہے — میں ان سے کہتا ہوں: سور میں نے تم کو بھگایا مگر تم بھاگے نہیں... اور اب میں کہتا ہوں تم میں سے ایک جائے اور ان جھاڑیوں سے ایک چھڑی کاٹ لائے — وہ چھڑی کاٹ کر لاتے ہیں — میں کہتا ہوں: تم میں سے ایک جھکے اور دوسرا پیٹھ کی گرد جھاڑ دے چھڑی سے — اور دونوں نے ایک دوسرے کی خوب مرمت کی — اور جب یہ مرمت ختم ہوئی تو کہنے لگے: ''بابا، عیسی مسیح کے نام پر ہمیں کچھ کھانے کو دے دو— ہم بھوکے پیٹ ان دیہاتوں میں رینگ رہے ہیں —،، لو یہ ہیں چور! (ہنستا ہے) لو یہ رہی تمہاری کلہاڑی! دونوں دل کے بڑے اچھے تھے! میں ان سے کہتا ہوں ''تم سیدھے کیوں نہ آئے میرے پاس! مجھ سے کہتے بابا کھانے کو دو!،، بولے ''ہم جھولی پھیلا پھیلا کر تھک چکے ہیں! بھیک مانگتے مانگتے گلے میں کانٹے پڑ گئے مگر نہ دینا تھی کسی نے نہ دی —،، اس کے بعد دونوں جاڑے بھر میرے ساتھ رہے — ایک کا نام تھا استپان — وہ بندوق لیتا اور جنگل میں نکل جاتا — دوسرے کا نام تھا یاکوف — وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا — ہمیشہ کھانستا رہتا — ہم تینوں مل کر بنگلے کی چوکیداری کرتے — اور جب بہار کا موسم آیا: ''خدا حافظ بابا!،، اور چلے گئے کہیں پچھم کی طرف!

نتاشا: کیا وہ جیل سے بھاگے ہوئے قیدی تھے؟

لوکا: ہاں جیل سے بھاگے ہوئے تھے — بھاگے ہوئے — جہاں ان کو جلا وطن کیا گیا تھا وہاں سے رفوچکر ہو گئے تھے — اچھے

وجوان تھے! اگر میں ان پر ترس نہ کھاتا تو وہ مجھے مار ڈالتے
ا اور کوئی بری بات کر بیٹھتے — عدالت میں مقدمہ چلتا، جیل
باتے، سائبیریا کاٹتے... کس واسطے؟ جیل تو یہ سکھانے سے رہی
دمی کو کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا ٹھیک نہیں — لیکن آدمی
دمی کو سکھا سکتا ہے کہ کیا ٹھیک ہے... اور یہ بڑا آسان
ہے —

(خاموشی —)

بوبنوف : ہونہہ! اب مجھے لو... مجھے جھوٹ بولنا نہیں
تا — جھوٹ کیوں بولوں؟ میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ سیدھے
باؤ اور منہ پر کھری کھری کہہ دو — ڈر کاہے کا؟

کلیش (پھر اچھلتا ہے جیسے ڈنک مار دیا ہو کسی چیز نے —
پیختا ہے) : سچ، کیسا سچ، کہاں کا سچ؟ (وہ اپنے چیتھڑوں پر
ہاتھہ مارتا ہے) لو یہ رہا تمہارا سچ! کام نہیں! طاقت نہیں!
ہ ہے سچائی! کہیں پناہ نہیں! سر پر ایک چھپر کا سایہ نہیں!
کتے کی موت مرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں — لو یہ ہے تمہارا
چ، بڈھے شیطان! مجھے تمہارے سچ سے کیا کام؟ میں بس اتنا
چاہتا ہوں کہ مجھے سانس لینے کی جگہ مل جائے... میں بس
تنا چاہتا ہوں کہ سانس لے سکوں اور زندہ رہ سکوں! میں نے
کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ تمہارے سچ کا میں کیا کروں، اچار ڈالوں؟
یں صرف زندہ رہنا چاہتا ہوں... لعنت ہو اس زندگی پر! لوگ
جھے زندہ بھی رہنے نہیں دیتے —— لو یہ ہے سچ!

بوبنوف : ذرا دیکھنا اس کے دل پر کیسی چوٹ لگی!

لوکا : یا خدا! لیکن سنو میرے دوست — تم...

کلیش (غصے میں کانپتے ہوئے) : تم سب سچ کا راگ الاپ
ہے ہو! اور تم بڑے میاں ہر شخص کے دل پر پھایا رکھنے کی
کوشش کر رہے ہو! اور میں ہر شخص سے نفرت کرتا ہوں اور

یہ ہے سچ! سچ پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار! سمجھتے ہو؟ وقت آ گیا ہے کہ تم اتنی سی بات سمجھ لو! تمہارا سچ جائے جہنم میں! (گھر کے کونے کے پیچھے بھاگ جاتا ہے اور پلٹ کر دیکھتا ہے —)

لوکا: چ چ چ! یہ آدمی کتنا بدحواس ہو گیا ہے! کہاں گیا وہ؟

نتاشا: اس کا دماغ چل گیا ہے —

بوبنوف: بڑا مزا آیا — لگتا ہے ڈرامہ دیکھ رہا ہوں — تھوڑے تھوڑے دن پر یہ دورہ پڑتا ہے — اب تک وہ اس زندگی کا عادی نہیں ہوا ہے —

پیپل (گھر کے پیچھے سے دھیرے دھیرے آتا ہے): سلام دوستو! اچھا لوکا بابا کائیاں بڑے میاں، تم اب تک اپنی من گھڑت کہانیاں سنا رہے ہو؟

لوکا: ذرا دیکھتے وہ آدمی کس طرح چیخ کر بھاگا ہے یہاں سے!

پیپل: کون کلیش؟ کیوں اس کو کیا ہوا؟ ابھی میں نے اس کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھا جیسے اس کے پیچھے کوئی جن جھپٹ رہا ہو —

لوکا: کوئی بھی جس کے دل پر ایسی چوٹ پڑی ہو اسی طرح بھاگتا نظر آئیگا...

پیپل (بیٹھتے ہوئے): مجھے یہ آدمی ذرا نہیں بھاتا — بڑا مغرور ہے — اس کے دل میں زہر بھرا ہوا ہے — (کلیش کی نقل اتارتے ہوئے) ''میں... میں مزدور ہوں!،، جیسے سرخاب کے پر لگ گئے ہوں! جاؤ جاؤ کام کرنا چاہتے ہو تو کرو کام، لیکن اتنا اکڑفوں کیوں دکھاؤ؟ اگر آدمی کی قیمت کا دارومدار اس پر ہے کہ وہ کتنا کام کرتا ہے تو گھوڑا ہر آدمی سے اچھا ہے —— رات

دن بوجھه کھینچتا رھتا ھے لیکن منه سے اف نہیں کرتا! نتاشا! نمہارے لوگ گھر پر ھیں؟

نتاشا: وہ قبرستان گئے ھیں — اس کے بعد ان کا ارادہ گرجا جانے کا تھا —

پیپل: اسی لئے اس وقت تم کو اطمینان کی سانس لینے کا موقع ھاتھه آگیا —

لوکا (سوچتے ھوئے بوبنوف کی طرف مڑتا ھے): سچ —— یہی کہا نا تم نے؟ سچائی ھمیشه لوگوں کی بیماری کا علاج نہیں کرتی — تم ھمیشه اپنے سچ سے لوگوں کے دل پر پھایا نہیں رکھه سکتے — ایک بار کا واقعه سنو... ایک آدمی تھا، اس کو یقین تھا کہ ایک ایسی نگری ھے جہاں حق اور انصاف کا راج ھے —

بوبنوف: کیا کہا؟

لوکا: ایک ایسی نگری جہاں حق اور انصاف کا راج ھے — وہ کہتا ''دنیا میں ایک ایسی نگری ضرور ھے جہاں حق اور انصاف کا راج ھو —،، ھاں وہ یوں سوچتا: ''اس نگری میں ایک خاص قسم کے لوگ آباد ھوں، ایسے لوگ جو ایک دوسرے کا مان کریں، جو چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کا ھاتھه بٹائیں — اس نگری میں ھر چیز شاندار ھو —،، اور وہ حق اور انصاف کی نگری تلاش کرنے نکل کھڑا ھوا — وہ غریب آدمی تھا اور زندگی اس کی کٹھن تھی — بعض مرتبه حالت اتنی بگڑ جاتی کہ لگتا کہ اب اس کے لئے کچھه بھی باقی نہیں رھا —— اب اس کے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ چپ چاپ لیٹ رھے اور موت کی گود میں سو جائے — لیکن وہ ھمت نہیں ھارا — وہ مسکراتا اور کہتا ''کوئی بات نہیں — میں اس دکھه کو سہار لے جاؤنگا — میں کچھه اور انتظار کرونگا اور پھر اس زندگی کو خیر باد کہونگا اور حق اور انصاف کی نگری میں چلا جاؤنگا —،، اس کی زندگی

میں یہ ایک خیال خوشی کے چراغ روشن کرتا تھا —— یہی ایک خیال —— حق اور انصاف کی اس نگری پر اس کا یقین —

پیپل : کیا وہ کبھی اس نگری میں پہنچا بھی؟

بوبنوف : کہاں؟ ہو ہو!

لوکا : ہاں یہ واقعہ سائبیریا کا ہے... ہاں تو پھر اس گاؤں میں جہاں وہ رہتا تھا ایک بڑا ودوان جلا وطن ہو کر آیا — اس کے پاس کتابیں تھیں، نقشے تھے اور وہ سب کچھ جو ایک ودوان کے پاس ہوتا ہے — اور جانتے ہو اس غریب آدمی نے اس ودوان سے کیا کہا — کہنے لگا... ''مجھ پر رحم کرو اور بتاؤ حق اور انصاف کی یہ نگری کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟،، فوراً اس ودوان نے اپنی کتابوں کے انبار میں سے ایک کتاب نکالی اور نقشہ کھولا —— ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسے پسینہ آ گیا، مگر حق اور انصاف کی وہ نگری اسے نہ ملنا تھی، نہ ملی — ہرچیز اپنی جگہ پر ہے، سارے نگر ہیں نقشے میں مگر حق اور انصاف کی اس نگری کا کہیں پتہ نہیں!

پیپل (دبی ہوئی آواز میں) : کہیں پتہ نہیں!

(بوبنوف ہنستا ہے۔)

نتاشا : ہنسنا بند کرو — ہاں بابا پھر...

لوکا : لیکن اس آدمی کو یقین نہیں آتا، کہنے لگا ''کہیں نہ کہیں ضرور ہوگی یہ نگری — ذرا ٹھیک سے دیکھو — کیونکہ یہ نگری نہیں ملتی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہاری یہ ساری کتابیں اور نقشے کوڑی کام کے نہیں —،، اس ودوان کو بھلا یہ سننے کی تاب کہاں — بولا ''میرے نقشے بہترین ہیں، لیکن دنیا میں حق اور انصاف کی نگری کا کوئی وجود نہیں —،، اس پر اس غریب کو تاؤ آ گیا — وہ بولا ''یہ کیا تک ہے! لو میں نے پوری زندگی اسی آس میں کاٹ دی کہ اس قسم کی کوئی نگری

رور ہوگی اور اب تمہارے نقشے کہتے ہیں ایسی نگری کا نام
شان نہیں — یہ ہے کھلا دھوکا! ذلیل کمینے، تو بدمعاش ہے،
دوان نہیں!،، ایک گھونسہ جڑ ہی تو دیا اس کی کنپٹی پر——
پر دوسرا گھونسہ!.. (ایک لمحے کو رکتا ہے) اس کے بعد وہ
گھر گیا اور گلے میں پھندا ڈال کر جھول گیا —

(ہر شخص خاموش ہے — لوکا مسکراتے ہوئے پیپل اور
نتاشا کو دیکھتا ہے—)

پیپل (آہستہ سے): خدا سمجھے تم سے! بڑی پھیکی ہے تمہاری
کہانی!

نتاشا: وہ دھوکا سہار نہ سکا —

بوبنوف (خفگی سے): ایک اور من گھڑت کہانی —

پیپل: ہونہہ... تو معلوم ہوا کہ حق اور انصاف کی نگری
کا کوئی نام نشان نہیں ہے!

نتاشا: مجھے اس آدمی پر بڑا ترس آتا ہے —

بوبنوف: یہ سب من گھڑت ہے — ہو ہو! حق اور انصاف
ں نگری! یہ سب اس کا خیالی پلاؤ ہے! ہو ہو! (کھڑکی سے
ٹ جاتا ہے —)

لوکا (بوبنوف کی کھڑکی کی طرف سر ہلا کر اشارہ کرتا ہے):
نستے ہو، چ چ چ! (رکتا ہے) اچھا دوستو، خوش رہو، جلد ہی
یں اپنا راستہ ناپونگا —

پیپل: کہاں جا رہے ہو؟

لوکا: یوکرین — سنا ہے وہاں لوگوں نے ایک نیا مذہب
روع کیا ہے — ذرا میں اس کی ایک جھلک دیکھنا چاہتا ہوں —
وگ ہمیشہ کھوج میں رہتے ہیں — ہمیشہ کوئی بہتر چیز ڈھونڈتے
ہتے ہیں — اللہ ان کی مدد کرے —

پیپل : کیا خیال ہے تمہارا... کیا کبھی ان کو وہ چیز مل جائیگی جو وہ ڈھونڈ رہے ہیں؟

لوکا : بے شک مل جائیگی — ڈھونڈنے والے کو تو خدا بھی مل جاتا ہے — آدمی تن من دھن سے کسی چیز کی تلاش میں نکل جاتا ہے تو اپنی منزل پر کبھی نہ کبھی پہنچ ہی جاتا ہے —

نتاشا : ہاں دل کی دولت ملے جب نا! کوئی راستہ پائے جب نا!

لوکا : لوگ ڈھونڈ رہے ہیں راستہ! لیکن بیٹی ہمیں ان کی مدد کرنی چاہئے — ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے —

نتاشا : میں کس طرح ان کا ہاتھہ بٹا سکتی ہوں؟ مجھے تو خود سہارا چاہئے —

پیپل (عزم کے ساتھہ) : میں تم سے پھر بات کرنا چاہتا ہوں نتاشا — میں پھر تم سے کہونگا — یہاں پر بابا کے سامنے — بابا کو سب معلوم ہے — تم میرے ساتھہ چلی چلو!

نتاشا : کہاں جائیں گے ہم؟ جیل؟

پیپل : میں کہہ چکا ہوں — میں چوری چھوڑ دونگا — میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں چوری چھوڑ دونگا — ایک بار کہہ دیا تو کرکے دکھا دونگا — میں لکھنا پڑھنا جانتا ہوں — میں کام کرونگا — بابا کہتا ہے — ہم اپنی خوشی سے سائبیریا چلے جائیں — کیوں چلیں نا؟ کیا تم سمجھتی ہو میں اس زندگی سے نفرت نہیں کرتا؟ اف نتاشا! میں سمجھتا ہوں... میں سب دیکھتا ہوں — میں یہ کہہ کر دل کو تسکین دے لیتا ہوں وہ لوگ جو اپنے آپ کو ایمان‌دار کہتے ہیں، مجھہ سے زیادہ چوری کرتے ہیں — لیکن اس سے بات نہیں بنتی — میں یہ نہیں چاہتا — مجھے کسی چیز کا پچھتاوا نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں ضمیر کون سی چڑیا ہے — لیکن ایک چیز ہے جس پر میں یقین

کہتا ہوں: یہ کوئی جینے کا ڈھنگ نہیں — آدمی کو اچھی طرح
ینا چاہئے — اس طرح جینا چاہئے کہ آدمی اپنی عزت آپ کر
کے —

لوکا: یہ ہے گر کی بات، میرے لڑکے! خدا تمہاری مدد
کرے! عیسی مسیح کی رحمت ہو تم پر! یہی تو ہے گر کی بات:
دمی کو اپنی عزت آپ کرنی چاہئے —

پیپل: میں بچپن ہی سے چور ہوں — مجھے ہمیشہ
کہا گیا: لو یہ ہے واسیا چور — واسیا چور کا بیٹا — اچھا تو یہ
وچتے ہو تم؟ ایں؟ اچھا تو پھر میں چور بن کے دکھا دونگا — چور!
یکھہ لیا؟ کون جانے شاید میں انتقام لینے کو چور بن بیٹھا — ہو
کتا ہے آج میں چور اس وجہ سے ہوں کہ لوگوں کو مجھے چور
کہنے کے سوا کسی اور نام سے پکارنے کا خیال نہ آیا — لیکن تم
اشا کوئی اور نام دو تو؟ ہاں اگر تم؟..

نتاشا (غم‌زدہ): کچھہ ایسا ہے کہ مجھے لوگوں کے کہے
یقین ہی نہیں آتا — اور آج میں بہت پریشان ہوں — میرا دل
ٹھا جا رہا ہے — لگتا ہے جیسے کچھہ ہونے والا ہے — واسیا
ج تم یہ تار نہ چھیڑتے تو اچھا تھا —

پیپل: پھر کب؟ میں نے آج پہلی بار تم سے یہ سب نہیں
ہا ہے —

نتاشا: میں کیوں جاؤں تمہارے ساتھہ؟ اور رہی تم سے
حبت کی بات... سو میں کہہ نہیں سکتی کہ میرے دل میں کوئی تمہاری
نی چاہت ہے — کبھی کبھی تم مجھے اچھے لگتے ہو اور پھر
سا ہوتا ہے کہ میں تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی —
تا ہے میرے دل میں تمہاری محبت نہیں — جب آدمی کسی
محبت کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب میں کوئی داغ نظر
یں آتا — لیکن مجھے تم میں داغ نظر آتا ہے —

پیپل : ڈرو مت — میں تمہیں محبت کرنا سکھا دونگا — تم ہاں کہہ دو اور بس — ایک برس سے زیادہ ہوا تم میری آنکھوں میں کھبی ہوئی ہو — میں دیکھتا ہوں کہ تم اچھی اور ایمان دار لڑکی ہو... تم پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے — میرا دل تیرا غلام ہو گیا ہے نتاشا!

(اوپر والی کھڑکی میں واسی‌لیسا اپنی پوری سج دھج کے ساتھہ نظر آتی ہے — وہ چپکے سے ان کی باتیں سنتی ہے — وہ کھڑکی کے چوکھٹے کے پیچھے کچھہ کچھہ چھپی رہتی ہے —)

نتاشا : تمہارا دل میرا غلام ہو گیا ہے، ہے نا؟ اور میری بہن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

پیپل (بیقراری سے) : اس کا کیا ہے؟ اس کی جیسی کوڑیوں کے مول ماری پھرتی ہیں —

لوکا : اس کے بارے میں نہ سوچو میری اچھی نتاشا — جب آدمی کو روٹی نہ ملے تو وہ گھاس تو کھائیگا ہی —

پیپل (آزردگی سے) : مجھہ پر ترس کھاؤ — یہ زندگی کوئی پھولوں کی سیج نہیں — کتے کی زندگی ہے یہ — اس میں کوئی سکھہ نہیں — جیسے آدمی دلدل میں پھنس گیا ہو، جدھر ہاتھہ مارو ہاتھہ دھنستا چلا جائے — دلدل جو ٹھہری — وہ بہن تمہاری.. میں سمجھا تھا وہ کچھہ اور ہوگی — اگر وہ روپیہ کی اتنی لالچی نہ ہوتی تو میں اس کی خاطر کیا نہ کرتا — کاش وہ صرف میری ہوتی! لیکن وہ کچھہ اور چاہتی تھی... وہ روپیہ چاہتی تھی - وہ چاہتی تھی نہ آگے ناتھہ ہو، نہ پیچھے پگھا — من مانی کرتی — جیسے جی چاہتا کھل کھیلتی — وہ میری مدد نہ کر سکی — لیکن تم — تم سرو کے جوان درخت کی طرح ہو — جو لچکتا ہے ٹوٹتا نہیں -

لوکا: میری بچی، میری مانو تو کہوں — بیاہ کر لو اس سے —
ہ جوان برا نہیں — تم اس کو یاد دلاتی رہو کہ وہ اچھا ہے —
سے یہ بات بھولنے مت دو — وہ تمہاری بات کا یقین کریگا — تم
ہ کہتے کبھی نہ تھکنا: ''تم ایک بھلے آدمی ہو، واسیا! یہ
ت بھولو واسیا!،، ذرا سوچو میری بیٹی اور دوسرا راستہ کیا ہے
مہارے لئے؟ وہ جو ہے بہن تمہاری — بڑی چڑیل ہے، ڈائن ہے —
ور اس کا میاں — اس کے لئے تو سڑا سے سڑا لفظ بھی کافی نہیں —
س یہ ہے تمہاری دنیا یہاں — بتاؤ اور دوسرا راستہ کیا ہے؟
ور یہ ہٹا کٹا تگڑا جوان ہے —

نتاشا: میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں — میں جانتی ہوں —
یں سوچ چکی ہوں — صرف ...ہاں مجھے کسی کا اعتبار نہیں آتا —
یکن کیا کروں... اور کوئی راستہ بھی نہیں —

پیپل: ہاں راستہ ہے، ایک اور راستہ ہے — پر میں تم کو
س راستے پر چلنے نہیں دونگا — میں تمہیں مار ڈالونگا مگر اس
راستے پر چلنے نہ دونگا —

نتاشا (مسکراتے ہوئے): میں ابھی تمہاری بیوی نہیں بنی ہوں —
و تم ابھی سے مجھے مار ڈالنے کی سوچ رہے ہو —

پیپل (اس کو گلے لگاتے ہوئے): بھول جاؤ نتاشا! یہی ہونا
ہے، یہی ہونا چاہئے —

نتاشا (گلے لگاتے ہوئے): ایک بات کہہ دوں واسیا... میں
خدا کی قسم کھاتی ہوں — تم نے اگر مجھ پر ہاتھ اٹھایا یا
ور کوئی ایسی ویسی بات کی تو جان لو... مجھے اپنی اتنی سی
پروا نہیں — میں خود اپنی جان لے لونگی یا...

پیپل: جو میں تم پر ہاتھ اٹھاؤں تو میرے ہاتھ کٹ
جائیں!

لوکا: میری بیٹی پروا نہ کرو! جتنی تم کو اس کی ضرورت ہے، اس سے زیادہ اس کو تمہاری ضرورت ہے —

واسی‌لیسا (کھڑکی میں سے): رشتہ طے ہو گیا نا! آج کے دن سے محبت، عزت اور وفا کا راگ چھڑ گیا نا!

نتاشا: لو وہ لوگ تو لوٹ آئے! یا اللہ! انہوں نے دیکھہ لیا! آہ واسیا!

پیپل: تم کو ڈر کاہے کا؟ اب کس کی مجال ہے جو تم کو آنکھہ اٹھا کر دیکھہ لے!

واسی‌لیسا: ڈرو مت نتاشا — وہ تمہاری پٹائی نہیں کریگا — وہ نہ پیٹ سکتا ہے نہ پیار کر سکتا ہے — یہ میں خوب جانتی ہوں —

لوکا (دبی آواز میں): اف یہ عورت! ناگن ہے ناگن!

واسی‌لیسا: وہ تو بس باتیں بنانا اور سبز باغ دکھانا جانتا ہے —

کوستی‌لیوف (آتا ہے): نتاشا تو یہاں کیوں مر رہی ہے؟ کاہل چڑیل! باتیں پھیلا رہی ہے؟ اپنے رشتہ‌داروں کا دکھڑا رو رہی ہے؟ اور اب تک سماور تک تیار نہیں کیا؟ میز تک نہیں لگائی؟

نتاشا (جاتے ہوئے): لیکن تم تو گرجا گھر جا رہے تھے —

کوستی‌لیوف: ہم کہاں جا رہے تھے اس سے تمہیں مطلب! یاد رکھو، جو کچھہ تم سے کہا جائے، جو حکم دیا جائے کیا کرو —

پیپل: اپنی ٹرٹر بند کرو! اب وہ تمہاری لونڈی نہیں رہی! نتاشا مت جاؤ! کوئی کام نہ کرو ان کا!

نتاشا: حکم نہ چلاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے — ابھی تمہارا وقت نہیں آیا — (باہر چلی جاتی ہے —)

پیپل (کوستی‌لیوف سے): اب اس سے ہاتھہ دھو لو! بہت زیادہ تم اپنا سکہ چلا چکے اس پر — اب وہ میری ہے!

کوستی‌لیوف : تمہاری؟ ارے واہ کب خریدا تم نے اس کو؟ کتنے دام کھرے کئے تم نے؟ ایں؟

(واسی‌لیسا ہنستی ہے —)

لوکا : یہاں سے چلے جاؤ واسیا!

پیپل : ذرا سنبھال کے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہنسنا بھول جاؤ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کر دو —

واسی‌لیسا : اوئی میں ڈر ہی تو گئی! میرا تو کلیجہ منہ کو آیا جا رہا ہے!

لوکا : چلے جاؤ واسیا! دیکھتے نہیں وہ تمہیں بھڑکا رہی ہے، کسا رہی ہے؟

پیپل : آہ... اف ہاں — وہ جھوٹ بکتی ہے — تو جھوٹ بکتی ہے! وہ نہیں ہوگا جو تو چاہتی ہے!

واسی‌لیسا : واسیا اور دیکھہ لینا میں بھی وہ نہ ہونے دونگی جو میں نہیں چاہتی!

پیپل (اس کو گھونسہ دکھاتے ہوئے) : دیکھہ لینگے! (باہر نکل جاتا ہے —)

واسی‌لیسا (کھڑکی سے غائب ہوتے ہوئے) : دیکھہ لینا بڑی دھوم دھام سے تمہاری برات آئیگی...

کوستی‌لیوف (لوکا کے پاس جاتے ہوئے) : تو یہاں کیا جھک مار رہا ہے بڈھے؟

لوکا : کچھہ بھی نہیں بڈھے —

کوستی‌لیوف : لوگ کہتے ہیں تم ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہو؟

لوکا : کب کا چلا جانا چاہئے تھا —

کوستی‌لیوف : کہاں جا رہے ہو تم؟

لوکا: جہاں سینگ سمائے —

کوستی‌لیوف: ہاں آوارہ جو ٹھہرے! ایک جگہ نچلے نہیں بیٹھہ سکتے تم ایں؟

لوکا: کہاوت ہے —— لڑھکتے ہوئے پتھر پر کائی نہیں جمتی۔

کوستی‌لیوف: پتھر تک یہ ٹھیک ہے — لیکن آدمی کو تو کسی ایک جگہ ٹک جانا چاہئے — آدمی آدمی ہے — تل چٹا نہیں.. کہ ادھر ادھر رینگتا پھرے... آدمی کو چاہئے کہ کسی ایک جگہ اپنا گھر بسا لے اور دنیا میں اجنبی کی طرح مارا مارا نہ پھرے —

لوکا: اور اگر کوئی ہر جگہ اپنا گھر بنا لے تو؟

کوستی‌لیوف: اس کا مطلب ہوا کہ وہ آوارہ ہے، ناکارہ ہے — آدمی کسی نہ کسی مرض کی دوا تو ہو — آدمی کو کام کرنا چاہئے۔

لوکا: خوب!

کوستی‌لیوف: ہاں آدمی کو کام کرنا چاہئے — یاتری ہے کیا؟ یاتری وہ ہے جو عجیب و غریب ہو — جو دوسروں کی طرح نہ ہو — ہاں اگر کوئی سچا یاتری ہو، کچھہ سرد گرم دیکھا ہو.. اگر اس نے دنیا دیکھی ہو اور کچھہ سیکھا ہو... جس سے لوگوں کو کوئی مطلب نہیں تو پھر... ہاں اگر وہ سچ بھی کہتا ہے تو کیا ہوا، لوگ ہمیشہ سچ کب سننا چاہتے ہیں — اپنا سچ اپنے پاس رکھو! اگر کوئی سچا یاتری ہوگا تو اپنی زبان پر تالا ڈالے رہیگا یا اس طرح باتیں کریگا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے — اس کو چیزوں کو بدلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، نہ کسی چیز میں ٹانگ اڑانی چاہئے اور نہ بیکار لوگوں کو پریشان کرنا چاہئے — اسے کوئی مطلب نہیں لوگ جیسے چاہیں رہیں — اس کا کام تو بس یہ ہے کہ پاک صاف زندگی گزارے۔ اس کو کسی پہاڑ کی کھوہ میں یا جنگل میں بسیرا کرنا چاہئے

جہاں کسی کی نظر اس پر نہ پڑے — اس کو کوئی حق نہیں کہ لوگوں کے پھٹے میں پاؤں ڈالے اور ان کو بتاتا پھرے کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط — لیکن اس کو چاہئے کہ ہر شخص کے لئے دعا کرے... دنیا کے سارے گنہگاروں کی مکتی کے لئے دعا کرے... تمہارے گناہوں کا اور میرے گناہوں کا کفارہ ادا کرے — اسی لئے تو وہ اس سنسار کی موہ مایا کو تیاگ دیتا ہے... ہاں تاکہ وہ عبادت کر سکے، دعا کر سکے — (رکتا ہے) لیکن تم... تم کس قسم کے یاتری ہو؟ تمہارے پاس تو پاسپورٹ تک نہیں — شریف آدمی کے پاس کم از کم پاسپورٹ تو ہو — دنیا بھر کے شریف لوگوں کے پاس پاسپورٹ ہوتا ہے ...

لوکا: کچھ لوگ لوگ ہیں اور کچھ انسان —

کوستی‌لیوف: مجھ سے یہ چالاکی نہیں چلیگی! یہ ساری پہیلیاں رکھو اپنی جیب میں — میں جانتا ہوں میں تم سے کم نہیں ہوں — یہ تم کیا بگھار رہے ہو لوگ اور انسان؟..

لوکا: اس میں کوئی پہیلی نہیں ہے — میں تو بس اتنی سی بات کہہ رہا ہوں کہ ایک زمین ہوتی ہے زرخیز، دوسری بنجر — اور زرخیز زمین پر چاہے تم کچھ بھی بوؤ فصل ضرور آئیگی — اور بس!

کوستی‌لیوف: مطلب؟

لوکا: اپنے آپ کو ہی لے لو — اگر خود اللہ میاں بھی آسمان سے اتر کر آئیں اور کہیں: ''اے میخائل — تم انسان بنو!،، تو اس سے کیا فرق پڑ جائیگا — تم وہی رہوگے جو ہو —

کوستی‌لیوف: ہوں!.. سنتے ہو، میری بیوی کا چچا پولیس کا آدمی ہے — اگر میں...

واسی‌لیسا (آتی ہے): چائے تیار ہے میخائل ایوانووچ —

کوستی‌لیوف (لوکا سے): دور ہو جاؤ یہاں سے — خبردار جو اس گھر میں پھر میں نے تم کو دیکھا!

واسی‌لیسا: بڈھے! خیریت اسی میں ہے کہ دفان ہو جاؤ یہاں سے — تمہاری زبان چپڑ چپڑ چلتی ہے — تم بھاگے ہوئے قیدی ہو یا جانے کون؟

کوستی‌لیوف: آج کے آج نکل جاؤ یہاں سے، نہیں تو میں..

لوکا: نہیں تو تم اپنے چچا کو پکاروگے مدد کے لئے؟ جاؤ جاؤ، پکار دیکھو — جاؤ اور کہو تم نے ایک بھاگے ہوئے قیدی کو پکڑ لیا ہے — شاید تمہارے چچا کو انعام مل جائے — یہی دو تین کوپک —

بوبنوف (کھڑکی سے): کیا بیچ رہے ہو؟ تین کوپک میں کیا بیچ رہے ہو؟

لوکا: یہ لوگ دھمکا رہے ہیں کہ مجھے بیچ دینگے —

واسی‌لیسا (اپنے شوہر سے): چلو چلو —

بوبنوف: تین کوپک میں؟ ذرا ہوشیار رہنا، بڑے میاں — دیکھنا کہیں یہ لوگ تم کو آدھے کوپک میں نہ بیچ دیں؟

کوستی‌لیوف (بوبنوف سے): بھوت، تو تم رینگ کر باہر لئے؟.. (بیوی کے ساتھہ جاتا ہے —)

واسی‌لیسا: اف یہ دنیا کتنے چوروں اور اچکوں سے بھری ہوئی ہے!

لوکا: کھاؤ پیو، اللہ تمہیں زیادہ دے!

واسی‌لیسا (مڑتے ہوئے): بند کرو اپنی زبان، بڈھے چنڈال!

(وہ اور اس کا شوہر دونوں مکان کے پیچھے غائب ہو جاتے ہیں—)

لوکا: میں آج رات کو کوچ کر جاؤنگا —

بوبنوف: بس یہ ٹھیک ہے — سب سے اچھا یہی ہے کہ آدمی وقت پر چلتا ہو جائے —

لوکا: تم نے سولہ آنے ٹھیک کہا —

بوبنوف: میں جانتا ہوں میں کیا کہہ رہا ہوں — میں نے تو اسی نسخے پر عمل کیا ہے — اسی وجہ سے میں جیل جاتے جاتے بال بال بچا —

لوکا: اچھا؟

بوبنوف: ہاں میں جیل جاتے جاتے بچا — لو سنو — میری عورت کی آنکھہ ایک کاریگر سے لڑ گئی... اچھا کاریگر تھا... کتے کی کھال کو ریچھہ کی کھال بنا دینا اس کے بائیں ہاتھہ کا کھیل تھا — بلی کو چھو دے تو کنگارو ہو جائے — خوب آدمی تھا — ہاں اسی سے میری عورت کی آنکھہ لڑ گئی — اور دونوں ایسا شیر و شکر ہوئے کہ میں چوکس رہنے لگا کہ کہیں زہر نہ دے دیں یا کسی اور طرح میرا ٹکٹ نہ کٹا دیں — کبھی کبھی میں اپنی بیوی کی ٹھکائی بھی کرتا — اور پھر کاریگر میری مرمت کرتا — کم‌بخت گینڈا تھا گینڈا — ایک مرتبہ تو اس نے میری داڑھی ہی نوچ لی اور ایک پسلی توڑ دی — مجھے بھی تاؤ آ جاتا — ایک دن میں نے لوہے کا چھڑ دے مارا اپنی بیوی کے سر پر اور وہ اکھاڑہ جما، وہ اکھاڑہ جما کہ مت پوچھو — میں نے دیکھا اس سے کچھہ ہاتھہ نہیں آنے کا... وہ میرا صفایا کر دینگے! اس لئے میں نے طے کیا کہ وہ میرا کام تمام کرے اس سے پہلے میں ہی اس کو جہنم کا راستہ دکھا دوں — میں نے سب طے کر لیا — لیکن میں نے وقت پر خود کو سنبھال لیا اور وہاں سے چلتا ہو گیا —

لوکا: یہ بہت اچھا ہوا... چھوڑو ان کو، اب جی بھر کے کتوں کو ریچھہ بناتے رہیں —

بوبنوف: مگر دوکان تو بیوی کی تھی اور دیکھہ لو میرا جو انجام ہوا — سچ بتاؤں ... میں تو پوری دوکان کو شراب میں گھول کر پی جاتا — اسی پینے کے ہاتھوں تو... دیکھو کیا درگت بن گئی...

لوکا: پینے کے ہاتھوں، ایں؟

بوبنوف: میں بلا کا شرابی ہوں — میں اپنی کھال چھوڑ کر سبھی کچھہ پی جاتا ہوں — اور میں کاہل بنی ہوں — تم نہیں جانتے اف مجھے کام کرنے سے کتنی نفرت ہے!

(ساتن اور ایکٹر آتے ہیں — وہ بحث کر رہے ہیں —)

ساتن: بکواس، تم نہیں جاؤگے — تم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہو — بڑے میاں! تم اس کے کان کیسی واہی تباہی سے بھرتے رہے ہو؟

ایکٹر: جھوٹ بکتے ہو! بابا کہدو اس سے، وہ بکتا ہے! میں تو جاکر رم لونگا — میں نے آج کام کیا — سڑک صاف کی — اور میں نے ایک گھونٹ نہیں پی — ذرا سوچو!.. دیکھو یہ رہے — تیسرا کوپک اور میرا دماغ ٹھیک ہے!

ساتن: بیوقوف! لاؤ ادھر بڑھاؤ پیسے! میں پی جاؤنگا یا تاش میں ہار جاؤنگا —

ایکٹر: بس بس منہ دھو رکھو — اس سے میں ٹکٹ خریدونگا —

لوکا (ساتن سے): آخر تم اس کو سیدھے راستے سے کیوں بھٹکانا چاہتے ہو؟

ساتن: ''اے جادوگر، اے خدا کے چہیتے جادوگر، بتا میری پیشانی پر کیا لکھا ہے؟،، میں تو سب کچھہ کھو چکا — بھائی! میرا سب کچھہ لٹ چکا! بابا، پھر بھی دنیا امید پر جیتی ہے — اس دنیا میں مجھہ سے بڑے بڑے مداری پڑے ہوئے ہیں —

لوکا: کونستانتین، تم اچھے آدمی ہو، بڑے مست شاہ!

بوبنوف: ایکٹر! یہاں آؤ!

(ایکٹر کھڑکی تک جاتا ہے اور دوزانو بیٹھتے ہوئے دھیمی آواز میں بوبنوف سے بات کرتا ہے —)

ساتن: میں جوانی میں بڑا زوردار تھا — وہ دن یاد کرتا ہوں تو کتنا مزا آتا ہے — میں بڑا رنگین‌مزاج نوجوان تھا — کیا اچھوتا ناچتا تھا، کیا پارٹ کرتا تھا اسٹیج پر، ہمیشہ لوگوں کو ہنساتا رہتا تھا — میں دل میں کھب جانے والا نوجوان تھا —

لوکا: اچھا تو تمہاری گاڑی پٹری سے کیسے اتر گئی؟

ساتن: بڑے میاں ٹوہ لگانا اور دل کا بھید پانا خوب جانتے ہو — تم سب کچھ جاننا چاہتے ہو، سب کچھ، ہے نا؟ لیکن کیوں بھلا؟

لوکا: میں ذرا اس قصے کو سمجھنا چاہتا ہوں — لیکن جب میں تم کو دیکھتا ہوں تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا — خوب آدمی ہو تم کونستانتین — تم بڑے ہوشیار ہو — اور پھر بھی...

ساتن: بابا یہ سارا گل جیل کا کھلایا ہوا ہے — میں نے چار برس اور سات مہینے جیل کاٹی ہے — اور جیل کاٹنے کے بعد بھلا منہ کون لگاتا —

لوکا: اوہو! اور جیل کی ہوا کیوں کھائی؟

ساتن: ایک بدمعاش کا خون کیا تھا — میں نے غصے میں آ کر اس کو مار ڈالا تھا — میں نے جیل میں تاش کھیلنا سیکھا... اور دوسرے گن بھی —

لوکا: کیا تم نے کسی عورت کے کارن اس کا کام تمام کیا تھا؟

ساتن: ہاں اپنی بہن کی خاطر — چھوڑو بھی بس کرو! میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے سوال کریں — ہاں یہ بہت پہلے کی بات ہے — بہت دن ہوئے — میری بہن مر گئی — نو برس ہو گئے — بڑی پیاری بہن تھی میری —

لوکا: تم زندگی کا اتنا زیادہ غم نہیں پالتے — ذرا تم سنتے،

ایک ہی آن پہلے کس طرح وہ مستری دھاڑتا ہوا بھاگا ہے یہاں سے
چ چ چ!

ساتن : کون، کلیش؟

لوکا : ہاں کلیش — چیخنے لگا ''کام نہیں! کچھہ بھی نہیں!،

ساتن : ہوتے ہوتے عادی ہو جائیگا! اور میں کیا کام کروں'

لوکا (آہستہ سے) : دیکھو، وہ آ رہا ہے...

(کلیش سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ آتا ہے—)

ساتن : کہو رنڈوے! آخر تم سر کیوں جھکائے چلے آ رہے ہو؟ کیا سوچ رہے ہو؟

کلیش : میں سوچ رہا ہوں کیا کروں اب -- اوزار نہیں رہے - کفن دفن میں کام آ گئے —

ساتن : میری صلاح سنو اور کچھہ نہ کرو— اس دھرتی کا بوجھہ بنے رہو!

کلیش : تمہارے لئے یہ سب کہنا ٹھیک ہے — لیکن مجھہ میں شرم باقی ہے —

ساتن : شرم باقی ہے — اس سے چھٹی پا لو— تمہیں کتے کی زندگی گزارتے دیکھہ کر لوگوں کو شرم نہیں آتی — ذرا سوچو— تم کام کرنا بند کر دو— میں کام کرنا بند کر دوں، سینکڑوں ہزاروں کام کرنا بند کر دیں... سب کام کرنا بند کر دیں، سمجھے؟ ہم سب کام کرنا بند کر دیں — کوئی بھی ایک تنکا نہ ہلائے! پھر کیا ہوگا؟

کلیش : ہم سب بھوکوں مر جائینگے!

لوکا (ساتن سے) : تمہیں بھگوڑوں کے مت کے لوگوں سے جا ملنا چاہئے — لوگوں کا ایک گروہ ہے — ان کو بھگوڑے * کہتے ہیں —

---

* اس نام کا ایک مذہبی فرقہ — (مترجم)

ساتن : میں جانتا ہوں — بابا وہ اتنے بیوقوف نہیں —

(کوستی‌لیوف کی کھڑکی سے نتاشا کی چیخ سنائی دیتی ہے
''بس! اوہ بس! میں نے کیا بگاڑا ہے؟ ،،)

لوکا (بیقراری سے) : نتاشا؟ کیا یہ نتاشا چلا رہی ہے؟

(کوستی‌لیوف کے گھر سے شور، برتنوں کے گرنے کی جھنکار،
کوستی‌لیوف کی چیخ پکار سنائی دیتی ہے ''کتیا! رنڈی!،،)

واسی‌لیسا : ٹھہر! ذرا رک جا! میں چکھاؤنگی مزا! لے اور
ے! لے اور لے!

نتاشا : مار ڈالا، مار ڈالا... ہائے یہ میری جان لے لینگے!

ساتن (کھڑکی کی طرف چیختا ہے) : اے لوگو سنتے ہو!

لوکا (ادھر ادھر دوڑتا ہے) : واسیا! واسیا کو بلاؤ! یا خدا!
ہلے لوگو! بھائیو!

ایکٹر (بھاگتا ہے) : لو میں جاتا ہوں اور اسے بلاتا ہوں —

بوبنوف : ہر وقت اس کو پیٹتے رہتے ہیں یہ لوگ!

ساتن : آؤ بڑے میاں — ہم گواہی دینگے!

لوکا (ساتن کے پیچھے جاتا ہے) : میں گواہ کس کام کا — میں
گواہ بن کر کیا کرونگا — ہمیں واسیا کی ضرورت ہے، ہمیں فوراً واسیا
ں ضرورت ہے —

نتاشا : بہن! بہن! آ، آہ!

بوبنوف : اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس رہے ہیں — ذرا میں
اؤں، جاکر دیکھوں —

(کوستی‌لیف کے فلیٹ میں شور اور ہنگامہ آہستہ آہستہ
دب جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ کمرے سے

گلیارے میں پہنچ گئے ھیں — بڈھے کی آواز سنائی دیتی ھے ''بس!،، دروازہ دھڑ سے بند ھوتا ھے اور ایک گرج کلہاڑی کی طرح اس شور اور ھنگامے کو کاٹ کر رکھہ دیتی ھے — اسٹیج پر خاموشی ھے — جھٹپٹا چھا رھا ھے—)

کلیش (بےنیازی کے عالم میں برف‌گاڑی پر بیٹھا ھوا ھے اور زور زور سے ھاتھہ مل رھا ھے — وہ کچھہ بڑبڑاتا ھے، شروع میں صاف سنائی نہیں دیتا اور پھر...) : لیکن کیوں کر؟ آدمی کو جینا تو پڑتا ھی ھے نا؟ (چیخ کر) ایک چھت تو ھو! مجھے اپنے سر پر ایک چھپر کی ضرورت ھے — میرا کوئی گھر نہیں! میرے پاس کچھہ نہیں!.. آدمی اکیلا ھے! بالکل اکیلا ھے! اور یہی مصیبت ھے! کوئی اس کی مدد نہیں کرتا!

(وہ آھستہ آھستہ باھر نکل جاتا ھے— وہ بالکل جھکا ھوا چلتا ھے— چند لمحے تک ایک بھیانک خاموشی چھائی رھتی ھے — پھر اسٹیج کے باھر سے ایک مبہم سی بھنبھناھٹ اور شور سنائی دیتا ھے — یہ بھنبھناھٹ اور شور بڑھتا جاتا ھے اور قریب آتا جاتا ھے — اب الگ الگ آوازیں سنائی دیتی ھیں —)

واسی‌لیسا : میں اس کی بہن ھوں! مجھے اس سے نبٹنے دو!
کوستی‌لیوف : تمہیں کوئی حق نہیں —
واسی‌لیسا : مجرم...
ساتن : واسیا کو بلاؤ! جلدی کرو! اس کے دو ھاتھہ دھر دو زوب!

(پولیس کی سیٹی سنائی دیتی ھے —)

تاتار (دوڑتا ہے — اس کا دایاں ہاتھہ گردن کی پٹی میں لٹک
ہا ہے) : یہ کیسا اندھیر ہے... دن دھاڑے قتل!
کریوائے زوب (میدویدیف اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے) : ہا!
ں نے بھرپور جما دیا، یاد کریگا!
میدویدیف : تم — تمہاری مجال کہ لڑتے پھرو؟
تاتار: اور تم؟ تمہارا فرض کیا ہے؟
میدویدیف (تاتار پر جھپٹتا ہے) : بس! لاؤ میری سیٹی لاؤ!
کوستی‌لیوف (بھاگتا ہے) : ابرام! پکڑ لو اس کو!، اس نے قتل
کیا ہے...

(کونے کے پیچھے سے کواشنیا اور ناستیا دونوں طرف سے
پریشان حال نتاشا کو سہارا دیتے ہوئے آتی ہیں — ساتن
الٹے پاؤں چلتا ہے اور واسی‌لیسا کو دھکیلتا ہے جو اپنی
بہن پر جھپٹنے کی کوشش کر رہی ہے — الیوشکا اس کے
گرد جن کی طرح اچھلتا کودتا ہے، اس کے کان میں سیٹی
بجاتا ہے، چیختا ہے، چنگھاڑتا ہے — ان کے پیچھے
پیچھے چیتھڑوں میں اٹے ہوئے لوگوں کا ایک ہجوم
آتا ہے —)

ساتن (واسی‌لیسا سے) : چڑیل، چھنال، کیا کرنا چاہتی ہے تو؟
واسی‌لیسا : بھاگ جا تو جیل کے بھگوڑے! چاہے میری جان
ہائے میں اس کی تکابوٹی کرکے رہونگی!
کواشنیا (نتاشا کو دور ہٹاتی ہے) : بس بس واسی‌لیسا! شرم
کرو! تم تو بالکل خونخوار بھیڑئے کی طرح ٹوٹی پڑ رہی ہو!
میدویدیف (ساتن کو پکڑتے ہوئے) : لو یہ رہے! آخر پکڑے
گئے نا!
ساتن : دو چار ہاتھہ جڑ دو زوب! واسیا! واسیا!

(سب اینٹ کی دیوار اور مکان کے درمیان گلیارے کے
پاس جمع ہو جاتے ہیں — نتاشا کو لےجاتے ہیں اور
دائیں طرف لکڑی کے تختوں کے ڈھیر پر بٹھا دیتے ہیں —)

پیپل (اچانک گلیارے سے چپ چاپ آتا ہے اور زور سے
ہر شخص کو دھکے دیتے ہوئے آگے بڑھتا ہے): نتاشا کہاں
ہے؟ تم...

کوستی‌لیوف (مکان کے پیچھے چھپتے ہوئے): ابرام! واسیا کو
پکڑو! بھائیو آؤ واسیا کو پکڑنا لینا، لینا پکڑنا! چور! اچکا!

پیپل: بڈھے رذیل...

(ایک زور دار ہاتھہ بڈھے کو رسید کرتا ہے — وہ کچھہ
اس طرح چکرا کر گرتا ہے کہ مکان کے کونے کے پیچھے
سے اس کے سر اور کندھوں کے سوا اور کچھہ نظر نہیں
آتا — پیپل لپک کر نتاشا کے پاس جاتا ہے —)

واسی‌لیسا: واسیا کو مارو لوگو! چور کو مارو لوگو!

میدویدیف (ساتن سے چیخ کر): اس سے دور ہی رہو! یہ
گھریلو معاملہ ہے! یہ سب رشتہ‌دار ہیں! تم ان کے کون سے ہوتے
سوتے ہو!

پیپل: یہ کیا قصہ ہے؟ کیا بگاڑا ہے اس نے؟ کیا اس نے
تمہارے پیٹ میں چاقو گھونپ دیا ہے؟

کواشنیا: ذرا دیکھنا ظالموں نے کیا کر دیا ہے! اس کے
پیروں کو کھولتے پانی سے جلا دیا ہے!

ناستیا: پورا سماور اس پر گرا دیا —

تاتار: کون جانے خود ہی الٹ گیا ہو— پہلے معلوم تو ہو
قصہ کیا ہے — ہمیں غلطی نہیں کرنی چاہئے —

نتاشا (قریب قریب بیہوش ہوتے ہوئے) : واسیا مجھے یہاں سے
ے چلو— مجھے کہیں چھپا دو—

واسی لیسا : ہائے میرے اللہ! ذرا دیکھو لوگو! میرا میاں مرا
ڑا ہے! مار ڈالا!

(ہر شخص اس طرف گلیارے میں دوڑتا ہے جہاں
کوستی لیوف پڑا ہے — بوبنوف ہجوم سے الگ ہوتا ہے
اور واسیا پیپل کے پاس جاتا ہے —)

بوبنوف (دھیمی آواز میں) : واسیا! بڈھے کا کام تمام
و گیا!

پیپل (اس کی طرف دیکھتا ہے جیسے اس کی سمجھ میں کچھ
ہ آ رہا ہو) : امبولنس کو بلواؤ— اس کو ہسپتال لے جانا پڑیگا—
یں اس سے حساب چکا لونگا!

بوبنوف : میں کہتا ہوں کسی نے بڈھے کا صفایا کر دیا!

(اسٹیج پر شور یکایک ختم ہو جاتا ہے جیسے پانی کے
سیلاب نے آگ بجھا دی ہو— دبی دبی آواز میں فقرے
سنائی دیتے ہیں : ''سچ؟،، ''برا ہوا!،، ''ہونہہ! چلو
یہاں سے بھاگ چلیں!،، ''لعنت! جہنم میں جائے!،،
''خبردار! پولیس کے آنے سے پہلے ہی کافور ہو جاؤ!،،
بھیڑ چھٹنے لگتی ہے— بوبنوف اور تاتار چلے جاتے ہیں—
ناستیا اور کواشنیا کوستی لیوف کی لاش کی طرف لپکتے ہیں —)

واسی لیسا (زمین سے اٹھتی ہے اور فاتحانہ شان سے چلاتی ہے) :
ر ڈالا! یہ ہے خونی، اس نے میرے میاں کو مار ڈالا! یہ ہے واسیا
، کرنی! میں نے خود دیکھا !لوگو میں نے خود دیکھا! اچھا واسیا!
لیس!

پیپل (نتاشا کے پاس سے ہٹتے ہوئے) : مجھے جانے دو — میرے راستے سے ہٹ جاؤ! (بڈھے کو ایک نظر دیکھتا ہے اور پھر واسی‌لیسا کی طرف مڑتا ہے) اب کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا نا؟ (لاش کو پیر سے چھوتا ہے) کتا مر گیا — تمہارے دل کی مراد بر آئی نا! ہو نہہ! تمہیں بھی کیوں نہ ساتھہ ہی چلتا کر دوں ایں؟ (اس پر جھپٹتا ہے — ساتن اور کریوائے زوب بیچ بچاؤ کر دیتے ہیں — واسی‌لیسا بھاگ کر گلیارے میں چلی جاتی ہے —)

ساتن : ذرا سوچو تم کیا کر رہے ہو!

کریوائے زوب : اررر... کہاں بھاگتے ہو؟

واسی‌لیسا (پھر دکھائی دیتی ہے) : اچھا اچھا میرے دوست واسیا! اب قسمت کا لکھا ٹالے نہیں ٹلیگا — پولیس — ابرام، سیٹی بجاؤ نا!

میدویدیف : شیطان میری سیٹی مار لے گیا —

الیوشکا : یہ رہی سیٹی! (وہ سیٹی بجاتا ہے اور میدویدیف اس کے پیچھے دوڑتا ہے —)

ساتن (پیپل کو نتاشا کے پاس لے جاتا ہے) : پریشان نہ ہو واسیا! وہ جھگڑے میں مارا گیا — یہ کوئی بات نہیں — تمہیں یہ سودا مہنگا نہیں پڑیگا!

واسی‌لیسا : واسیا کو پکڑو! اس نے مارا ہے میرے میاں کو میں نے دیکھا اپنی آنکھہ سے!

ساتن : میں خود ہی دو تین بار اس کی مرمت کر چکا ہوں - میں جانتا ہوں اس کو ختم کرنے کے لئے ایک کرارا ہاتھہ کافی تھا - میں گواہی دونگا واسیا!

پیپل : مجھے صفائی کی ضرورت نہیں — میں واسی‌لیسا کو اس میں گھسیٹونگا — ہاں میں یہ کرکے رہونگا! یا خدا مدد! وہ یہ

ھتی تھی — اس نے مجھہ سے کہا تھا میرے میاں کو مار ڈالو —
، نے مجھہ سے یہ کروایا —

نتاشا (یکایک چیخ کر): آہ!.. اب میں سمجھی! تو یہ ھے
را کھیل واسیا! اوہ بھلے لوگو یہ ان دونوں کا کیا ھوا ھے! یہ
کی سازش تھی! بہت اچھا واسیا! اسی لئے تم نے آج رات مجھہ
بات کی تھی! اس کو سنانے کو؟ لوگو میری بہن اس کی رنڈی
ے! تم سب جانتے ھو! سب جانتے ھیں! ان کی ملی بھگت ھے — اس
... میری بہن نے اس سے کہا کہ میرے میاں کو مار ڈالو! میں
ر میاں ان کے راستے میں تھے! اسی لئے انہوں نے میری یہ
ت بنائی!

پیپل: نتاشا! تم کیا کہہ رھی ھو!

ساتن: ھونہہ، لعنت ھو!

واسی لیسا: کلموئی! جھوٹ بک رھی ھے! وہ... وہ رھا!
اسیا نے میرے میاں کو قتل کیا!

نتاشا: یہ دونوں کا کیا ھوا ھے! تم پر خدا کی مار! دونوں پر!

ساتن: یہ جال ھے — ھوشیار واسیا! تم کو پتہ بھی نہ چلیگا
ر یہ تمہارے گلے میں پھندا ڈال دینگے!

کریوائے زوب: مجھے تو سر پیر کا کچھہ پتہ نہیں چلتا!
چھا تماشا ھے!

پیپل: نتاشا! کیا تم... کیا تم سچ مچ!.. تم کیسے یہ سوچ
کتی ھو کہ میں... میں اس کے ساتھہ...

ساتن: نتاشا ذرا سوچو تم کیا کہہ رھی ھو؟

واسی لیسا (گلیارے سے): حضور، میرے میاں کو مار ڈالا —
سیا پیپل نے مار ڈالا... اس چور نے... میں نے خود دیکھا داروغہ
ی! سب نے دیکھا!

نتاشا (نیم مدھوشی کے عالم میں تڑپتی ہے): بھلے لوگو یا
کارستانی میری بہن اور واسیا پیپل کی ہے — میری سنو داروغہ جی
میری بہن نے اس کو پٹی پڑھائی کہ کیسے!.. اس نے واسیا کہ
اکسایا — واسیا میری بہن کا یار ہے — وہ... وہ... خدا کی اس پ
پھٹکار! دونوں کو لے جاؤ — ان کو جیل میں ڈال دو! اور مجھے
بھی جیل میں ڈال دو! عیسی مسیح کا واسطہ مجھے جیل میں
ڈال دو!

پردہ

چوتھا ایکٹ

وہی منظر جو پہلے ایکٹ میں تھا — وہاں اب وہ اوٹ نہیں ہے جس کی مدد سے پیپل کا کمرہ بنایا گیا تھا — اور اس جگہ پر اب نہائی نہیں دکھائی دیتی جہاں کلیش بیٹھا کرتا تھا — ایک کونے میں جہاں پیپل کا کمرہ تھا اب تاتار ایک تختے پر لیٹا ہوا کروٹیں بدل رہا ہے اور کراہ رہا ہے — کلیش ایک میز پر بیٹھا اکارڈئین کی مرمت کر رہا ہے اور باری باری سے اس کی بھاتی کو دبا رہا ہے — میز کے دوسرے سرے پر ساتن، نواب اور ناستیا بیٹھے ہیں — ان کے سامنے ایک بوتل وودکا، بیر کی تین بوتلیں اور کالی روٹی کا بڑا سا ٹکڑا رکھا ہوا ہے — ایکٹر چولہے کے اوپر کروٹیں بدل رہا ہے اور کھانس رہا ہے — رات — اسٹیج پر اس لالٹین کی روشنی پھیلی ہوئی ہے جو میز پر رکھی ہے — باہر تیز ہوا سایں سایں کر رہی ہے —

کلیش : ہنگامے اور بھگدڑ میں بڈھا صفا نکل گیا —

نواب : پولیس کے ہاتھوں سے یوں نکلا جیسے آگ سے دھواں —

ساتن : ہاں جس طرح روشنی سے اندھیرا بھاگتا ہے —

ناستیا : بھلا آدمی تھا — مگر تم... تم آدمی نہیں ہو — ت
کوڑا ہو کوڑا!

نواب (پیتے ہوئے) : میری لال پان کی بیگم، تمہاری صحت کا جام

ساتن : عجیب بڈھا تھا — اور لو ناستیا اس پر لٹو ہو گئی۔

ناستیا : ہاں میں اس پر مرمٹی — یہ تو سچ ہے — اس کی نظ
سب کچھ دیکھ لیتی تھی — وہ سب کچھ تاڑ لیتا تھا —

ساتن (ہنستا ہے) : وہ پوپلوں کے لئے دلیا تھا دلیا —

نواب (ہنستا ہے) : پھپھولوں کے لئے مرہم —

کلیش : اس کے دل میں ترس تھا لیکن تم... لیکن تم نہیں
جانتے ترس کس چڑیا کا نام ہے —

ساتن : میرے ترس سے تمہارا کیا بھلا ہو جائیگا!

کلیش : میرا مطلب تم سے نہیں تھا — تم لوگوں
ترس تو نہیں کھاتے لیکن ان کے گھاؤ پر نمک بھی نہیں
چھڑکتے —

تاتار (تختے پر بیٹھتے ہوئے اپنے زخمی بازو کو یوں ہلاتا ہے
جیسے وہ کوئی بچہ ہو) : بڈھا اچھا آدمی تھا... وہ دل کا راستہ
جانتا تھا — جو دل کا راستہ جانتا ہے وہی اچھا، جو دل کے راستے سے
بھٹکا... مارا گیا!

نواب : دل کا راستہ... یہ کیسا قانون ہے احسن؟

تاتار : بھانت بھانت کے قانون ہیں — تم جانتے ہو کیسا قانون۔

نواب : تو پھر!

تاتار : انسان کا دل نہ دکھاؤ — یہ ہے قانون!

ساتن : اس کو کہتے ہیں : ''مجرموں اور بدمعاشوں کے لئے
قوانین تعزیرات،،...

نواب : اور پھر اس کو ''عدالت کی سزاؤں کا قانون،، بھی کہتے
ہیں...

تاتار: قرآن قانون ہے — تمہارا قرآن بھی قانون ہے — ہر شخص کا دل قرآن ہونا چاہئے — ہاں!

کلیش (اکارڈئین بجا کر جانچتے ہوئے): بھنبھناتا ہے — لعنت ہو — تاتار جو کہتا ہے سو ٹھیک ہے — لوگوں کو قانون کے اندر رہنا چاہئے — بائبل کے قانون پر چلنا چاہئے —

ساتن: پھر چلو نا، چلتے کیوں نہیں؟

نواب: ہاں ذرا چل کر دکھاؤ —

تاتار: رسول نے قرآن دیا — رسول نے فرمایا: ''لو یہ ہے قانون — ہدایت کی مشعل ہے — اس کی روشنی میں چلو!'' پھر ایک وقت آتا ہے — قرآن کافی نہیں — نیا وقت نیا قانون — ہر نیا وقت اپنے لئے ایک نیا قانون تیار کر لیتا ہے —

ساتن: ٹھیک کہتے ہو — اب ''قوانین تعزیرات'' کا وقت آ گیا ہے — ایک اچھے اور اٹل قانون کا وقت — ایسا اٹل قانون کہ ہزار توڑے نہ ٹوٹے، ہزار رگڑے نہ گھسے!

ناستیا (میز پر ایک گلاس پٹکتے ہوئے): ہاں آخر میں یہاں تم لوگوں کے ساتھ کیوں زندگی کاٹتی رہوں؟ میں یہاں سے چلی جاؤنگی... کہیں بھی... دنیا کے کنارے، اللہ میاں کے پچھواڑے!

نواب: ننگے پاؤں جاؤگی میری ملکہ؟

ناستیا: ہاں ننگی جاؤنگی — چاروں ہاتھ پاؤں پر رینگتے ہوئے جاؤنگی —

نواب: اوہ، دیکھنے کی چیز ہوگی... بڑھیا تماشا ہوگا! ذرا سوچو! چاروں ہاتھ پاؤں پر —

ناستیا: ہاں میں رینگتے ہوئے جاؤنگی — میں چلی جاؤنگی — کسی طرح تم سے پیچھا تو چھوٹے — کاش تم جانتے مجھے ہر چیز سے کیسی گھن آتی ہے — ہر آدمی سے، ہر چیز سے!

ساتن : جاؤ تو اپنے ساتھہ ایکٹر کو بھی لے لینا — وہ بھی
اسی یاترا پر جانے کے لئے پر تول رہا ہے — اس پر الہام ہوا ہے
کہ اللہ میاں کے پچھواڑے ایک ہسپتال کھلا ہے جس میں ٹسم
کا علاج ہوتا ہے —

ایکٹر (چولھے کے اوپر سے سر نکالتے ہوئے) : ٹسم نہیں جسم
بیوقوف!

ساتن : ٹسم کا ہسپتال، شراب کے زہر سے سڑے ہوئے ٹسم کا
ہسپتال!

ایکٹر : اوہ، وہ جا رہا ہے — گھبراؤ مت — وہ جا رہا ہے
دیکھہ لینا!

نواب : وہ کون حضور عالی؟

ایکٹر : مابدولت!

نواب : تیرا شکر ہے — کاہے کی دیوی... ہاں ڈرامے کی
ٹریجڈی کی دیوی کے پجاری — اس کا کیا نام ہے بھلا سا؟

ایکٹر : موزا! الو کی دم فاختہ! وہ دیوی نہیں... وہ تو
موزا ہے —

ساتن : لاھیزا، ھیرا، افرودیت، انتروپس خدا ھی بہتر جانتا ہے
کون؟ نواب، یہ سارا گل اسی بڈھے کا کھلایا ہوا ہے — اسی نے
ایکٹر کو بالکل باولا بنا دیا —

نواب : بڈھا پاگل ہے —

ایکٹر : جاھل! وحشی! میل — پو — مینا! وہ ضرور چلا جائیگا
یقین مانو! بدمعاشو تمہارے سینے میں دل نہیں ہے! برانڑے کہتا
ہے ''تاریک فکر کے مکینو...،، دیکھنا اسے وہاں اپنی جگہ مل جائیگی
جہاں... جہاں...

نواب : جہاں حضور عالی جہاں کچھہ بھی نہ ہو —

ایکٹر : ہاں جہاں کچھہ بھی نہ ہو... ''یہ گڑھا میرا مزا

ہوگا — میں بےبس اور بےاسرا اسی میں موت کی نیند سو جاؤں گا!،،
خر تم لوگ جیتے کیوں ہو؟ ہاں کیوں؟

نواب: اے بقراط معظم! تم ہو کون، مہان اداکار کین یا راہ سے بھٹکے ہوئے راہی؟ چیخنا بند کرو!

ایکٹر: میں چیخونگا، جتنا جی چاہے گا چیخونگا!

ناستیا (میز سے سر اٹھاتی ہے اور ہاتھ جھٹکتی ہے): چیخو، اتنا چیخو کہ ان بہروں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں!

نواب: بیگم صاحبہ، کیا میں پوچھہ سکتا ہوں اس میں کون‌سا نکتہ چھپا ہوا ہے؟

ساتن: اماں چھوڑو ان کو نواب میاں! گولی مارو! بھونکنے دو ان کو! چیختے چیختے ان کے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے — یہ ہے گر کی بات! دوسروں کے پھٹے میں پاؤں نہ ڈالو — بڈھا ٹھیک ہی کہتا تھا — یہ سب اسی کے دم کا ظہورہ ہے — کم بخت نے تمام کرایہ داروں میں ایک کھلبلی مچا دی —

کلیش: اس نے سبز باغ دکھایا لیکن یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے —

نواب: بڈھا ٹھگ تھا ٹھگ —

ناستیا: تم خود ہی ٹھگ ہو!

نواب: بیگم صاحبہ منہ میں لگام ڈالئے!

کلیش: رہی سچ کی بات سو... بڈھے کو سچ سے کچھہ لینا دینا نہ تھا — وہ سچ کا بیری تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا — ذرا سوچو سچ میں رکھا بھی کیا ہے — آدمی سچ کا راگ الاپے — ویسے ہی زندگی اجیرن ہے — لو اس تاتار ہی کو دیکھہ لو... بیٹھے بٹھائے کام پر ہاتھہ کا قیمہ بن کر رہ گیا — اب ہاتھہ کاٹنا پڑیگا — لو یہ ہے تمہارا سچ!

ساتن (میز پر گھونسہ مارتا ہے): چپ! تم ڈھورڈنگر ہو
بیوقوف! اب بڈھے کی بات مت کرو! (کچھہ سنبھلتے ہوئے) نواب ؛
سب سے گئے گزرے ہو— تم کچھہ بھی نہیں سمجھتے— تم جھو
بکتے ہو— بڈھا ٹھگ نہیں تھا— سچ ہے کیا؟ انسان! انسان ہ
سچ ہے! اس کو یہ راز معلوم تھا— تم نہیں جانتے— تمہار
کندھوں پر سر نہیں ہیں، یہ اینٹ ہیں، پتھر ہیں! میں بڈھے کی با
سمجھتا ہوں— ہاں وہ جھوٹ بولتا تھا— مگر وہ تم پر ترس کھا
جھوٹ بولتا تھا— خدا سمجھے تم سے! بہت سے لوگ اپنے بھائیو
پر ترس کھا کر جھوٹ بولتے ہیں— میں جانتا ہوں— میں نے کتابیں
پڑھی ہیں— ان کتابوں میں بڑا خوبصورت جھوٹ ہوتا ہے— ا
جھوٹ سے آدمی کے دل میں امنگ کی لہر اٹھتی ہے— روح میں ہلچل
سی مچ جاتی ہے— جھوٹ دل پر پھایا رکھتا ہے— جھوٹ لوگو
کو سکھاتا ہے اپنے حال میں مگن رہو— جھوٹ ہی ایک مزدور
ہاتھہ کو کچل دینے کا بہانہ بنتا ہے— آدمی بھوکا مر رہا ہے او
لو جھوٹ نے بھوک کا الزام بھی اسی پر ڈال دیا— میں خوب جان
ہوں جھوٹ کیا ہے! جھوٹ کی ضرورت ان کو ہے جو بزدل ہیں
جو دوسروں کے سہارے جیتے ہیں— کچھہ لوگوں کو جھوٹ سہا
دیتا ہے— کچھہ لوگ جھوٹ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں— لیکن
ایک ایسا آدمی جو اپنا مالک آپ ہو... جو کسی کی دھونس میں
نہ ہو، جو دوسروں کا خون نہ چوستا ہو —— بتاؤ بھلا جھوٹ اس کے
کس کام کا؟ جھوٹ تو دھرم ہے —— غلاموں اور آقاؤں کا! سچ دیوتا
ہے آزاد انسان کا!

نواب: شاباش! بھئی خوب کہا! میں تمہاری ایک ایک
بات مانتا ہوں— ارے تم تو... تم تو اچھے خاصے بھلے مانس کی
طرح بات کرنے لگے...

ساتن: ہاں ہاں آخر ایک ٹھگ اور بدمعاش کبھی کبھی

شریف‌زادوں کی طرح کیوں نہ بات کرے — آخر تمہارے یہ شریف زادے بھی تو اکثر ٹھگوں اور اچکوں کی طرح باتیں کرتے ہیں؟ بہت سی باتیں میں بھول چکا ہوں — پر ایک دو باتیں تو اب بھی گرہ میں بندھی ہوئی ہیں — بڈھا خوب آدمی تھا — بڑا آزاد مرد تھا — اس کا مجھ پر وہی اثر ہوتا تھا جو تیزاب کا میلے سکے پر ہوتا ہے — آؤ ہم اس کی صحت کا جام پیئیں! لاؤ میرا گلاس بھرو!

(ناستیا گلاس میں بیر انڈیلتی ہے اور ساتن کی طرف بڑھاتی ہے—)

ساتن (ایک مختصر قہقہے کے ساتھ): بڈھا اپنے بل بوتے پر جیتا ہے... وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے — ایک بار میں نے اس سے پوچھا: ''بابا بتاؤ آخر لوگ جیتے کس لئے ہیں؟..'' (لوکا کی آواز اور انداز کی نقل اتارتا ہے) ''دوست، لوگ اس لئے جیتے ہیں کہ زندگی کو بہتر بنائیں—بڑھئیوں کو لے‌لو... سب کے سب کوڑا کباڑ ہیں—پھر ان کے بیچ ایک بڑھئی جنم لیتا ہے... ایک ایسا بڑھئی دنیا میں جس کا ثانی نہیں — سب اس کے سامنے ماند پڑجاتے ہیں... ہاں ہاں سب ماند پڑ جاتے ہیں اور کسی میں دم نہیں کہ اس کی گرد کو بھی پہنچ سکے — وہ جو کام کرتا ہے اس میں اپنی انوکھی شان پیدا کر دیتا ہے — وہ جس چیز کو چھو دیتا ہے وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے — یہی حال دوسروں کا بھی ہے... سبھوں کا — لوہاروں، موچیوں، تمام دستکاروں کا، تمام کسانوں کا بلکہ سفید پوشوں کا بھی — سب اسی لئے جیتے ہیں کہ زندگی میں نئی آن بان، نیا دم خم پیدا کریں — ہر شخص سوچتا ہے کہ وہ اپنے لئے جیتا ہے — لیکن اصل میں وہ زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے جیتا ہے — آدمی سو برس جئے یا دو سو برس — آدمی صرف زندگی کو نکھارنے اور سنوارنے کے لئے جیتا ہے!''

(ناستیا ساتن کو غور سے دیکھتی ہے — کلیش بھی اکارڈئین کی مرمت چھوڑ دیتا ہے اور سنتا ہے — نواب سر سینے پر جھکا لیتا ہے اور دھیرے دھیرے میز کو انگلیوں سے بجاتا ہے — ایکٹر چپکے سے چولھے سے ایک تختے پر اترتا ہے —)

ساتن : بڈھا کہتا ''میرے بھلے دوستو، ہر ایک، ہاں ایک ایک آدمی زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے جیتا ہے — ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے — کیونکہ یہ جاننا ہمارا کام نہیں کہ کون کیا ہے، کون کیوں پیدا ہوا ہے اور کون کیا کچھ کر سکتا ہے — ممکن ہے وہ ہمارے لئے ابر رحمت بنا کر بھیجا گیا ہو، ہمارا بڑا سہارا بنا کر بھیجا گیا ہو — خاص طور پر ہمیں بچوں کا آدر مان کرنا چاہئے — ہاں ننھوں منوں کا! ان ننھوں منوں کو آزادی چاہئے — ہمیں ان کے راستے میں نہیں آنا چاہئے — ہمیں ان کا خیال کرنا چاہئے !'' (آہستہ سے ہنستا ہے — وقفہ —)

نواب (سوچتے ہوئے) : ہوں — زندگی کو نکھارنے کے لئے؟.. اس پر مجھے اپنا گھرانہ یاد آتا ہے... ایک پرانا گھرانہ جس کی جڑیں ایکاتیرینا اعظم کے زمانے میں گڑی ہوئی ہیں — رئس اور نواب ایک سے ایک تلوار کے دھنی — یہ خاندان فرانس سے آیا تھا — اس خاندان نے زار کی خدمت کی اور دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا، اوپر اٹھتا رہا — نکولائی اول کے زمانے میں میرے دادا گوستاف دیبل بڑے اونچے عہدے پر تھے — دولت کا انبار، سینکڑوں غلام، گھوڑے، خدمتگار...

ناستیا : جھوٹا! یہ سب بکواس ہے!

نواب (اچھلتے ہوئے) : کیا آ آ؟ تو پھر؟!

ناستیا : یہ سب بکواس ہے!

نواب (چیختے ہوئے) : ماسکو میں ایک شاندار محل! ایک محل
ینٹ پیٹرسبرگ میں! گاڑیاں جن پر ہمارے خاندان کا خاص نشان
نا ہوا تھا!

(کلیش اکارڈئین اٹھا لیتا ہے اور ایک طرف کو
ہٹ جاتا ہے اور وہاں سے پورے منظر کا جائزہ لیتا ہے —)

ناستیا : شیخی!

نواب : چپ! میں کہتا ہوں درجنوں تو مصاحب تھے!

ناستیا (مزا لیتے ہوئے) : مینڈک تو ٹراتا ہی ہے!

نواب : میں تجھے مار ڈالونگا!

ناستیا (اب بھاگی کہ تب بھاگی) : تمہارے پاس کبھی بھی
گاڑی نہیں تھی!

ساتن : چلو چھوڑو بھی ناستیا! اس کو سڑی نہ بناؤ!

نواب : چڑیل ذرا رک جا! میرے دادا...

ناستیا : تمہارا کبھی کوئی دادا نہیں تھا! تمہارے پاس
کبھی کچھہ نہیں تھا!

(ساتن ہنستا ہے —)

نواب (بنچ میں دھنس سا جاتا ہے، غصے سے بالکل نڈھال) : ساتن...
س سے کہو... کہو اس کتیا سے... ارے کیا تم بھی ہنس
ہے ہو؟ کیا تم کو بھی یقین نہیں آتا؟ (بےبسی سے چلاتا
ے اور میز پر گھونسہ مارتا ہے) یہ سب سچ ہے — خدا کی
ار تم پر!

ناستیا (فاتحانہ شان سے) : آھا! بھونک رہے ہو! دیکھا! جب
کوئی بات پر اعتبار نہیں کرتا تو کیسا لگتا ہے؟

کلیش (میز پر واپس آتے ہوئے): میں سمجھتا تھا جھگڑا ہو کر رہیگا —

تاتار: اف بیوقوفو! یہ کتنی بری بات ہے!

نواب: میں... میں یہ نہیں سہہ سکتا کہ لوگ میرا مذاق اڑائیں! میرے پاس... میں یہ ثابت کر سکتا ہوں — شیطانو میرے پاس کاغذات ہیں!

ساتن: چھوڑ دو کاغذوں کو! اور تم اپنے دادا میاں کی گاڑیوں کو بھول جاؤ — اماں جو گاڑیاں لد گئیں سو لد گئیں — اب وہ تمہیں کہاں لے جائینگی؟

نواب: اس کی مجال کہ!..

ناستیا (چڑاتے ہوئے): سنا؟ اس کی یہ مجال؟

ساتن: ہاں اس کی یہ مجال ہے — اچھا آخر وہ تم سے کس بات میں ہیٹی ہے؟ مان لیا کہ اس کے پاس کبھی گاڑیاں نہیں تھیں بلکہ دادا میاں بھی نہیں تھے، چلو اس کے ماں باپ بھی نہیں تھے — تو پھر؟

نواب (کچھہ سنبھلتے ہوئے): جہنم میں جاؤ! تم ہمیشہ ہر بات بڑے اطمینان سے جھیل لیتے ہو — لگتا ہے میرا کوئی کردار نہیں ہے —

ساتن: تم ایک کردار خرید لو — بڑے کام کی چیز ہے — (رکتا ہے) ناستیا، کیا تم ہسپتال جاتی ہو؟

ناستیا: کاہیکو!

ساتن: نتاشا کو دیکھنے اور کاہیکو —

ناستیا: ارے تم نے بڑی دیر کردی — ہے نا؟ وہ کب کی ہسپتال سے نو دو گیارہ ہو چکی — ہسپتال سے نکلی اور غائب ہو گئی — جیسے گدھے کے سر سے سینگ —

ساتن: اس کا مطلب یہ ہوا کہ... قصہ ختم!

کلیش : دیکھنا یہ ہے کون کس کو زیادہ زوردار چرکا دیتا
—— واسیا واسی‌لیسا کو یا واسی‌لیسا واسیا کو —
ناستیا : واسی‌لیسا دیکھہ لینا کسی نہ کسی طرح صاف نکل
گی — وہ تو لومڑی ہے لومڑی — لیکن وہ لوگ واسیا کو ضرور
ئبیریا کی ہوا کھلائینگے —
ساتن : اوہ نہیں — اس نے لڑائی جھگڑے میں خون کیا ہے —
ں لئے صرف جیل ہوگی —
ناستیا : یہ تو بہت برا ہوگا — قید بامشقت زیادہ اچھی چیز
ے — چاہئے تو یہ کہ تم سب کو وہیں کی ہوا کھلائیں — تم
و کوڑا کرکٹ کی طرح یہاں سے بہا دیں — لے جا کر تمہیں
وڑے کے ڈھیر پر ڈال دیں —
ساتن (حیران) : یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ کیا دماغ بالکل
ل گیا ہے؟
نواب : ذرا ایک ہاتھہ جڑ دوں اس کی کنپٹی پر! مجال تو
یکھو!
ناستیا : ذرا مار کر دیکھہ لو — چھو دیکھو مجھے!
نواب : ہاں ٹھہرو — میں کرکے دکھا دونگا!
ساتن : بس بند کرو! اس کو ہاتھہ نہ لگاؤ! لوگوں
دل نہیں دکھانا چاہئے — میں اس بڈھے کو اپنے دماغ سے
ہیں نکال سکتا — (ہنستا ہے) لوگوں کو نہ ستاؤ! لیکن اگر
ـگ مجھے ستائیں تو... اور اس طرح ستائیں کہ پھر میں پنپ
، سکوں تو؟ ہاں تو پھر کیا ہو؟ کیا مجھہ سے امید کی
اتی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو معاف کر دوں؟ ہرگز نہیں!
کسی کو نہیں!
نواب (ناستیا سے) : یہ نہ بھول کہ تو میری برابری کی نہیں
ہے! تو... تو اس زمین کا کیڑا ہے!

ناستیا : اوہ جونک! تو مجھہ سے اسی طرح چپکا ہوا ہے جیسے سیب سے کیڑا —

(لوگ قہقہہ لگاتے ہیں —)

کلیش : بیوقوف — واہ کیا سیب ہے!

نواب : اس پر تو جی بھر کے غصہ بھی نہیں آتا — نرا احمق ہے —

ناستیا : ہنس رہے ہو تم؟ دے لو اپنے آپ کو دھوکا دے لو — تم جانتے ہو یہ ہنسی دل لگی نہیں ہے —

ایکٹر (بگڑے تیور کے ساتھہ) : ہاں اور مزا چکھاؤ ان کو!

ناستیا : کاش میں مزا چکھا سکتی! اگر میرا بس چلے... تو میں... تو میں (ایک پیالہ اٹھاتی ہے اور اس کو فرش پر پٹک کر توڑ دیتی ہے) تو میں یہی حشر کروں تمہارا!

تاتار: آخر برتن کیوں توڑو؟ ایہہ!.. بری عورت!

نواب (اٹھتے ہوئے) : اب میں اسے ذرا تمیز سکھاؤنگا!

ناستیا (دروازے کی طرف بھاگتی ہے) : تم جاؤ جہنم میں!

ساتن : بہت ہوگیا! تم ڈرا کس کو رہے ہو؟ یہ سب قصہ کیا ہے... کیوں ہے یہ ہنگامہ؟

ناستیا : بھیڑئے! اللہ کرے ایڑئیاں رگڑ رگڑ کر تمہارا دم نکلے — بھیڑئے!

ایکٹر (برہمی کے ساتھہ) : آمین!

تاتار: اوو!.. بری عورت... روسی عورت — پگلی ہے — بہت سر چڑھہ گئی ہے — تاتار عورت ایسی نہیں ہوتی — تاتار عورت جانتی ہے شرع کیا ہے —

کلیش : اس کو ذرا مرمت کی ضرورت ہے —

نواب : چھنال!

کلیش (اکارڈئین کے سر ٹھیک کرتے ہوئے): خوب! لیکن چھوکرا اب صورت ہی نہیں دکھاتا — وہ بڑی تیزی سے جہنم کا راستہ لے رہا ہے —

ساتن: لو... پیو!

کلیش: شکریہ — چلو سونے کا وقت ہو گیا —

ساتن: اب تم ہمارے ڈھب پر آتے جا رہے ہو، ہے نا؟

کلیش (پیتا ہے اور کونے میں ایک تختے کی طرف چلا جاتا ہے): ہاں شاید! اب معلوم ہوا کہ انسان ہر جگہ مل جاتا ہے — شروع میں یہ نظر نہیں آتا — لیکن جب آدمی ذرا غور سے دیکھتا ہے... تو انسان ہی انسان ہیں بکھرے ہوئے چاروں طرف —

(تاتار بستر پر جا نماز بچھاتا ہے — گھٹنے ٹیک کر نماز پڑھنے لگتا ہے —)

نواب (تاتار کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ساتن سے بولتا ہے): ذرا دیکھنا —

ساتن: اس کو چھوڑ دو — وہ اچھا آدمی ہے — اس کو تنگ نہ کرو — (ہنستا ہے) آخر میں آج اتنا نیک دل کیوں بن گیا ہوں؟

نواب: تم جب پی لیتے ہو تو ہمیشہ نیک دل بن جاتے ہو... اور تمہاری جولانی بھی بڑھ جاتی ہے —

ساتن: جب میں پی لیتا ہوں تو مجھے ہری ہری سوجھتی ہے — یہ نماز پڑھ رہا ہے نا؟ خوب — جی چاہے آدمی ایمان رکھے، جی چاہے نہ رکھے — یہ سب اس کی مرضی پر ہے — یہ اس کا اپنا معاملہ ہے — آدمی جیسا کرتا ہے ویسا بھرتا ہے — وہ خود اپنی قیمت ادا کرتا ہے — ایمان کی قیمت، بے ایمانی کی قیمت، محبت کی قیمت، عقل کی قیمت — آدمی اپنے ہر کرم کا پھل خود بھوگتا ہے اور اسی لئے وہ آزاد ہے — انسان — یہی ہے سچائی! انسان

کیا ہے؟ تم نہیں، میں نہیں، وہ نہیں! اف نہیں! لیکن... تم، میں اور وہ، بڈھا، نپولین اور محمد — ہاں یہ سب اکٹھے ہوکر انسان بن جاتے ہیں — (وہ ہوا میں انسان کا نقشہ کھینچتا ہے) سمجھے؟ یہ ایک شاندار بات ہے! اس میں سارا آغاز ہے، سارا انجام — ساری چیزیں انسان کا انگ ہیں — سب کچھ انسان کے لئے ہے — صرف انسان زندہ رہتا ہے — باقی سب کچھ اس کے ہاتھوں اور دماغ کا کام ہے — انسان کتنا شاندار ہے! انسان... کتنا غرور ہے اس لفظ کی گونج میں! انسان کا مان ہونا چاہئے — اس پر ترس نہیں کھانا چاہئے — ترس تو ہتک ہے انسان کی — انسان کی عزت کرنی چاہئے! نواب آؤ انسان کے نام کا جام پیئیں! (کھڑا ہو جاتا ہے) خود کو انسان محسوس کرکے کتنا اچھا لگتا ہے! یہ رہا میں — مجرم، خونی، جواری... سب کچھ! جب میں سڑک پر چلتا ہوں لوگ مجھے چور سمجھتے ہیں... وہ ایک طرف ہٹ جاتے ہیں اور کنکھیوں سے مجھے دیکھتے ہیں! اکثر وہ مجھے بدمعاش کے نام سے، ٹھگ کے نام سے پکارتے ہیں! کہتے ہیں کام کرو! کام؟ کاہے کو کروں کام؟ اپنا پیٹ بھرنے کو؟ (ہنستا ہے) ہمیشہ مجھے ایسے آدمیوں سے نفرت رہی ہے جو ہائے پیٹ ہائے پیٹ کرتے رہتے ہیں — نواب، پیٹ ہی سب کچھ نہیں ہے — سچ کہتا ہوں پیٹ ہی سب کچھ نہیں ہے — انسان اس سے اونچا ہے — انسان پیٹ سے اونچا ہے!

نواب (سر دھنتے ہوئے): بڑا اچھا ہے... تم اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہو — اس سے تمہارے دل میں گرمی آئیگی — رہا میں — میں یہ نہیں کر سکتا — میں یہ گر نہیں جانتا — (چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہے اور زیرلب بولتا ہے) بعض مرتبہ میں ڈر جاتا ہوں — سمجھے؟ ڈر جاتا ہوں — میں سوچتا رہتا ہوں — اب اس کے بعد کیا ہوگا؟

ساتن (ٹہلتا ہے) : بکواس! آدمی کو کس چیز سے ڈرنا چاہئے؟

نواب : جب سے میں نے ہوش سنبھالا میرے دماغ میں ہمیشہ
ھند سی چھائی رہی — میں کبھی بھی کچھہ نہیں سمجھہ سکا —
جھے کچھہ بے تکا سا لگتا ہے — ہاں مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں
د گی بھر لباس بدلتا رہا ہوں — کیوں؟ یہ سمجھہ میں نہیں آتا —
ہلے تو میں ایک طالبعلم تھا... شرفا کے لڑکوں کے کالج کی وردی
ہنتا تھا — انہوں نے مجھے کیا پڑھایا؟ یاد نہیں — شادی کرلی —
ک ڈریس سوٹ پہنا، پھر ایک ڈریسنگ گاؤن — لیکن میں نے جو
وی چنی بری نکلی — میں نے اس سے شادی کیوں کی؟ یاد نہیں —
ں نے اپنا سارا روپیہ لٹا دیا... پھر سرمئی جیکٹ اور پھیکے رنگ
، پتلونیں پہننے لگا — میں نے سب کچھہ کس طرح کھو دیا؟ یاد
ہیں — میں نے ایک سرکاری دفتر میں کام کیا — پھر وہی وردی —
ک ٹوپی جس پر بلا لگا ہوا تھا — کچھہ سرکاری روپیہ مار لیا —
جھے مجرموں کا لباس پہنا دیا گیا — اس کے بعد میں نے یہ چیتھڑے
ب تن کر لئے — اور بس — جیسے میں نے کوئی خواب دیکھا
و — ہے نا؟ ہے نا یہ سب کچھہ عجیب سی بات!

ساتن : کچھہ ایسی زیادہ عجیب بھی نہیں — یہ بات عجیب
م اور احمقانہ زیادہ ہے —

نواب : ہاں یہ ٹھیک ہے — میں بھی سوچتا ہوں کہ یہ
حمقانہ بات ہے — آخر اس دنیا میں میرے جنم لینے کا مقصد کیا تھا —

ساتن (ہلکی ہنسی کے ساتھہ) : ضرور ضرور — ''انسان زندگی
و نکھارنے کے لئے سنوارنے کے لئے پیدا ہوتا ہے!،، (سر ہلاتا ہے)
یہا کہا ہے!

نواب : ذرا دیکھنا اس ناستیا کی بچی کو — آخر وہ رفوچکر
ہاں ہو گئی؟ ذرا جاکر میں دیکھوں تو سہی — آخر وہ... (باہر
تا ہے — خاموشی —)

ایکٹر: اے تاتار! (رک کر) احسن!

(تاتار سر گھماتا ہے —)

ایکٹر: میرے لئے بھی دعا کرو —

تاتار: کیا؟

ایکٹر (آہستہ سے): دعا کرو میرے لئے!

تاتار (کچھہ رک کر): خود ہی کر لو —

ایکٹر (تیزی سے چولھے کی چھت سے کودتا ہے — م
تک جاتا ہے — تھرتھراتے ہوئے ہاتھہ سے گلاس میں وودکا انڈیا
ہے — غٹ غٹ پی جاتا ہے — اور لپکتا ہوا گلیارے کی طرف نکل
جاتا ہے): اچھا تو میں چل دیا!

ساتن: اے... سنو، اے سکامبری! کہاں چل دئے؟

(سیٹی بجاتا ہے — بوبنوف اور میدویدیف آتے ہیں —
میدویدیف عورتوں کی روئی والی بنڈی پہنے ہوئے ہے —
دونوں کچھہ کچھہ نشے میں ہیں — بوبنوف کے ایک
ہاتھہ میں بسکٹوں کا ہار ہے اور دوسرے میں کئی
بھنی ہوئی مچھلیاں — اس کی بغل میں وودکا کی ایک
بوتل دبی ہوئی ہے اور دوسری اس کے کوٹ کی جیب
سے جھانک رہی ہے —)

میدویدیف: اونٹ کیا ہے، جیسے خچر — فرق اتنا ہے کہ
اس کے کان نہیں ہوتے —

بوبنوف: تم خود بھی خچر سے کیا کم ہو —

میدویدیف: اونٹ کے بالکل کان ہوتے ہی نہیں — وہ اپنی
ناک سے سنتا ہے —

بوبنوف (ساتن سے): اچھا تو دوست تم یہاں ہو! میں نے تما

بھٹیار خانوں میں تم کو چھان مارا — لو یہ بوتل لو — اماں دیکھنا
برے دونوں ہاتھہ بالکل پھنسے ہوئے ہیں!

ساتن: یہ بسکٹ میز پر رکھہ دو اور تمہارا ایک ہاتھہ
الی ہو جائیگا —

بوبنوف: بالکل ٹھیک — ذرا دیکھو اسے، چوکیدار — بڑا کائیاں
ے — ہے نا؟

میدویدیف: سارے ٹھگ ایسے ہی کائیاں ہوتے ہیں — میں
انتا ہوں! اگر وہ ایسے نہ ہوں تو پھر ان کا کام ہی نہ چلے — بھلا
.می بیوقوف ہو تو جب بھی بھلا لیکن برے آدمی کو تو کائیاں
نا ہی پڑتا ہے — ہاں اس اونٹ کا کیا ہوا — تم سب غلط کہتے
و — یہ باربرداری کا جانور ہے — نہ سینگ ہیں نہ دانت...

بوبنوف: اور سب کہاں ہیں؟ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے
ہ سب کے سب یہاں سے لاپتہ؟ اے نکلو باہر، کہاں چھپے ہو؟
را دیکھنا کتنی زوردار دعوت کرتا ہوں آج! ارے اس کونے
ں کون چھپا ہوا ہے؟

ساتن: ارے او بڈھے کوے — آخر اور کتنے دن تو اپنی آخری
ٹوڑی دارو میں گھول کر پیئے گا؟

بوبنوف: زیادہ دن نہیں — اب کے میں نے جو پونجی جمع کی
ہت زیادہ نہیں تھی — زوب! زوب کہاں ہے؟

کلیش (میز کے پاس آتے ہوئے): وہ جا چکا —

بوبنوف: ارے! اے کتے، اے! ہررر! فو! فو! بھونکو مت!
بڑاؤ مت! پیو مٹی کے شیر پیو! وہاں یوں سر جھکا کر مت کھڑے
و! آج میں دعوت کر رہا ہوں! اوہ دعوت کرنے میں مجھے کتنا
ا آتا ہے! اگر میں مال دار ہوتا تو میں تو ایک بھٹیارخانہ کھلوا
تا اور مفت دارو پلواتا لوگوں کو — خدا کی قسم! سچ کہتا ہوں
— اور باجے گاجے، دھوم دھڑکے کے ساتھہ! آؤ تم سب آ جاؤ!

کھاؤ، پیو اور سنگیت کی جنت میں کھو جاؤ! پیسے نہیں ہیں؟ او
یہاں ہے —— خیراتی بھٹیار خانہ! اور رہے تم ساتن تو میں . . . تو میں ت
تم کو اس کے علاوہ اپنی آدھی پونجی بھی دے دیتا! ہاں میں یہی کرتا

ساتن: نہیں ساری پونجی دے دو اور اسی آن دے دو!

بوبنوف: اپنا سب کچھ دے دوں؟ اسی آن دے دوں؟ ہا
لو یہ لو... ایک روبل... بیس کوپک... پانچ کوپک... دو کوپک..
بس چھٹی ہوئی!

ساتن: بس کافی ہے — میرے پاس تمہاری پونجی زیادہ حفاظ
سے رہیگی، میں جوا کھیلونگا —

میدویدیف: میں گواہ ہوں کہ یہ پیسہ حفاظت سے رکھنے
کے لئے دیا گیا تھا — کتنا پیسہ؟

بوبنوف: تم؟ تم اونٹ ہو — ہمیں گواہوں کی ضرورت نہیں -

الیوشکا (ننگے پاؤں اندر آتا ہے): دوستو! میرے پیر بھیگ گئے

بوبنوف: چل یہاں آ اور اب اپنا گلا تر کر! اسی کی تجھ
ضرورت ہے — میرے نوجوان، تیرا گانا بجانا سب ٹھیک ہے — پ
تو پیتا ہے — یہ اچھا نہیں — میرے بھائی اس سے روگ لگتا ہے -
پینے کی عادت بری بلا ہے —

الیوشکا: ہاں ہاں تم ہی مثال ہو — تم صرف اس وقت آدم
نظر آتے ہو جب تم پئے ہوئے ہو — کلیش! کیا میرا اکارڈئین تیا
ہے؟ (گاتا ہے اور ناچتا ہے)

تھی میری بھی دل کی رانی
دل کی رانی کالی کلوٹی
میں نے دی اس پر جان
اور اس نے لگائی ٹھوکر

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے — میں ٹھٹھر رہا ہوں!

میدویدیف: ہوں!.. کیا میں پوچھہ سکتا ہوں تیرے دل کی رانی کون ہے؟

بوبنوف: اس کا پیچھا چھوڑو! تم اپنے کام سے کام رکھو— تم اس وقت پولیس کے آدمی نہیں ہو... نہ پولیس کے آدمی ہو اور نہ چچا!

الیوشکا: اس وقت تم چچی کے میاں ہو اور بس—

بوبنوف: تمہاری بھتیجیوں میں سے ایک تو جیل میں ہے اور دوسری مر رہی ہے—

میدویدیف (غرور سے): یہ جھوٹ ہے— وہ مر نہیں رہی ہے— وہ تو بس کہیں غائب ہو گئی ہے—

(ساتن ہنسنا ہے—)

بوبنوف: اس سے فرق کیا پڑتا ہے؟ جب بھتیجیاں ہی جاتی رہیں تو تم چچا بھی باقی نہیں رہے—

الیوشکا: سرکار عالی! نقارچی کا بکرا—

جیب اس کی گرم
میری جیب تو دیکھو
دودھ سے خالی تھن
دل میرا بادشاہ،
اور میں ہوں مگن

اوہ کیسی کڑاکے کی ٹھنڈک ہے یہاں!

(کریوائے زوب اندر آتا ہے— باقی پورے ایکٹ میں دوسرے مرد اور عورتیں اندر آتے ہیں، کپڑے اتارتے ہوئے اپنے اپنے تختوں پر لیٹ جاتے ہیں اور بڑبڑاتے ہیں--)

کریوائے زوب: بوبنوف تم آخر بھاگ کیوں کھڑے ہوئے؟
بوبنوف: یہاں آؤ — بیٹھہ جاؤ — آؤ ایک گیت ہو جائے — میرا سب سے پیارا گیت، ایں؟
تاتار: رات سونا -- دن گانا!
ساتن: سب ٹھیک ہے احسن — یہاں آجاؤ —
تاتار: کیا مطلب؟ سب ٹھیک ہے؟ آسمان سر پر اٹھاتے ہو اور کہتے ہو سب ٹھیک ہے — جب تم گاتے ہو تو کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں —
بوبنوف (اس کے پاس جاتے ہوئے): بازو کا کیا حال ہے احسن؟ کیا کاٹ دیا بازو؟
تاتار: کیوں؟ ذرا رک جاؤ — شاید کاٹیں ہی نہیں — بازو بازو ہے — زنگ لگا ہوا لوہا تھوڑے ہی ہے — جب وقت آ جائیگا آسانی سے کٹ جائیگا —
کریوائے زوب: تم تباہ ہو گئے احسن — ایک بازو کا آدمی کس کام کا — بھائی ہمارے جیسے لوگوں میں ہے کیا؟ ہمارے بازو اور کمر کی قیمت ہے — بازو نہیں تو کچھہ بھی نہیں — قصہ ختم — آؤ، پیو اور سب کچھہ بھول جاؤ!
کواشنیا (اندر آتے ہوئے): کہو میرے پیارو! کیسا موسم ہو رہا ہے — ایسی ٹھنڈ اور کیچڑ! کیا میرا پولیس کا حاکم ہے یہاں؟ جمعدار!..
میدویدیف: یہ رہا میں!
کواشنیا: اچھا وہاں ہو — پھر تم نے میری بنڈی پار کر لی! جان پڑتا ہے تم نے دو چار گھونٹ مزے میں چڑھالی ہے ایں؟ اس کا مطلب؟
میدویدیف: وہ... آج... ذرا... بوبنوف کی سالگرہ ہے نا... اور پھر... اتنی ٹھنڈ ہے... اور کیچڑ...

کواشنیا: ذرا سنبھل کے! کیچڑ! یہ سب بندرپن نہیں چلیگا! بلو سونے کا وقت ہوا!

میدویدیف (باورچی خانے میں جاتے ہوئے): ہاں ہاں سونا چاہئے... کب کا سونے کا وقت ہو چکا —

ساتن: تم بڑی کسائی کرتی ہو، ایں؟

کواشنیا: بھیا یہی ایک راستہ ہے — ایسے مرد کی کسائی نہ ہو تو کھانا نہیں ہضم ہوتا — جب میں نے اس کو اپنے پاس پھٹکنے دیا تو سوچا: چلو شاید اس سے میرا بھلا ہو جائے — فوجی آدمی ٹھہرا اور میں چاروں طرف تمہارے جیسے بدمعاشوں سے گھری ہوئی ہوں —— بے سہارا، بے بس عورت! اور لو اس نے سیدھے پینا چلانا شروع کردیا — میں بھلا ایسی بات کب سہہ سکتی ہوں!

ساتن: تم نے بڑا مریل ساتھی چنا —

کواشنیا: اس سے اچھا کوئی ملا ہی نہیں — رہے تم سو تم بھلا کب رہ سکتے تھے میرے ساتھ —— تمہارے تو پیر ہی زمین پر نہیں پڑتے — اور اگر تم تیار بھی ہو جاتے تو یہ گاڑی سات دن سے زیادہ نہ چلتی — اور تم یوں چٹکیوں میں مجھے جوئے میں ہار جاتے —— مجھے اور میرا ایک ایک ناخن!

ساتن (ہنستا ہے): ٹھیک کہتی ہے عورت — میں تو ضرور تمہیں بازی پر لگا دیتا —

کواشنیا: یہ بات ہے! الیوشکا!

الیوشکا: یہ رہا میں!

کواشنیا: ارے موئے مونڈی کاٹے تو میرے بارے میں کیا کیا باتیں بناتا پھرتا ہے؟

الیوشکا: سچی بات اور کیا — میں کہتا ہوں — واہ کیا عورت ہے، شاندار عورت ہے — دو من بھر چربی، ہڈیاں اور پٹھے لیکن دماغ ایک چھٹانک بھی نہیں!

کواشنیا: لو دیکھہ لو اسے کہتے ہیں جھوٹ — میرے دماغ
میں بھیجے کی کمی نہیں ہے — لیکن بتا تو نے یہ کیوں کہہ
کہ میں اپنے جمعدار کو پیٹتی ہوں؟

الیوشکا: میں نے سوچا کہ اس دن جب تم اس کو بال پکڑ
کر کھینچتی ہوئی لے گئی تھیں نا، تو ذرا دھلائی بھی کی ہوگی۔

کواشنیا (ہنستی ہے): بیوقوف! تجھے تو چاہئے تھا کہ
آنکھہ بچا لے — بھرے بازار میں کیچڑ اچھالنے سے کیا ملیگا؟ اور
پھر تو نے اس کا دل بھی دکھایا ہے — تیرے باتیں بنانے کی وجہ
سے وہ پینے لگا ہے —

الیوشکا: تم نے سنا نہیں پینے کو تو مرغی بھی پیتی ہے!

(ساتن اور کلیش ہنستے ہیں —)

کواشنیا: اوہ، خوب چلتی ہے تیری قینچی! الیوشکا تو کس
ڈھب کا جانور ہے؟

الیوشکا: دنیا کا سب سے اچھا آدمی! میں سارے دھندے کرتا
ہوں اور جہاں سینگ سماتا ہے گھس جاتا ہوں —

بوبنوف (تاتار کے تختے کے نزدیک): آجاؤ! چاہے جو ہو ہم
تمہیں سونے تو دینگے نہیں — ہم رات بھر گائینگے! زوب!

کریوائے زوب: گاؤں؟ ہاں کیوں؟

الیوشکا: اور میں بجاؤنگا —

ساتن: اور ہم سنیں گے!

تاتار (مسکراتا ہے): اچھا شیطان بوبنوف! لاؤ، شراب لاؤ۔
ہم پیئیں گے — ہم خوشیاں منائینگے — اور ایک وقت آئیگا جب ہم
مر جائینگے —

بوبنوف: ساتن اس کا گلاس بھرو! بیٹھو زوب! آدمی کو زیادہ
کی ضرورت نہیں دوستو — میرے پیٹ میں دو گھونٹ شراب ہے اور

دیکھہ لو بادشاہ کی طرح مست ہوں! زوب، گیت چھیڑو! تم جانتے ہو میرا دل پسند گیت! میں گاؤنگا — اتنے زور زور سے گاؤنگا کہ آنکھیں ٹپک پڑینگی!

کریوائے زوب (گاتا ہے):

ہر صبح نکلتا ہے سورج

بوبنوف (سر میں سر ملاتے ہوئے):

پر تو بھی میری کال کوٹھری رہتی ہے اندھیاری

(یکایک دروازہ دھڑ سے کھلتا ہے —)

نواب (دروازے سے چیختا ہے): ارے لوگو! یہاں آؤ! جلدی آؤ! ایکٹر پھانسی کے پھندے میں لٹک رہا ہے! وہاں باہر میدان میں!

(خاموشی — سب نواب کی طرف دیکھتے ہیں — ناستیا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے اور پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھہ آہستہ آہستہ میز کی طرف بڑھتی ہے —)

ساتن (آہستہ سے): چ! گدھا! ناس کر دیا گیت کا!

پردہ

بنگلے والے

کردار

سوف سرگئی واسیلی‌وچ، وکیل، عمر لگ بھگ ۴۰ برس —
وارا میخائلوونا، اس کی بیوی، ۲۷ برس —
لیریا، باسوف کی بہن، ۲۹ برس —
لس، باسوف کا سالہ، ۲۵ برس —
سلوف پیوتر ایوانووچ، انجنیر، ۴۲ برس —
لیا فلیپوونا، اس کی بیوی، ۳۰ برس —
وداکوف کیریل اکیموویچ، ڈاکٹر، ۴۰ برس —
لگا الکسئی‌ونا، اس کی بیوی، ۳۵ برس —
الیموف یاکوف پیتروویچ، ادیب، ۴۰ برس —
مین پاول سرگئی‌وچ، ۳۲ برس —
ریا لفوونا، ڈاکٹر، ۳۷ برس —
ونیا، اس کی بیٹی، ۱۸ برس —
ئوئے توچئے سیمیون سیمیونووچ، سوسلوف کا چچا، ۵۵ برس —
میسلوف نکولائی پیتروویچ، باسوف کا اسسٹنٹ، ۲۸ برس —
بمین، طالب‌علم، ۲۳ برس —
ستوبائکا، رات کا چوکیدار، ۵۰ برس —
ئروپیلکن، چوکیدار —
اشا، باسوف کی خادمہ —

عورت، جس کی ٹھوڑی اور گالوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے
مسٹر سیمیونوف
خاتون، زرد لباس میں
چارخانے کے سوٹ میں ایک جوان مرد
جوان خاتون نیلے لباس میں
جوان خاتون گلابی لباس میں
ایک کیڈٹ
ایک مرد اونچی ٹوپی میں

شوقیہ اداکار

پہلا ایکٹ

دیہات کا ایک بنگلہ جو باسوف خاندان نے گرمیوں کے لئے لے رکھا ہے — ایک بہت بڑا کمرہ جو کھانے کے کمرے اور بیٹھک کے کام آتا ہے — پچھلی دیوار میں تین دروازے ہیں — بائیں طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس سے باسوف کے مطالعے کے کمرے کی جھلک نظر آتی ہے — دائیں طرف کا دروازہ وروارا میخائلوونا کے کمرے کا ہے — درمیان والا دروازہ دالان کا ہے اور اس پر سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے — سیدھے ہاتھ والی دیوار کی ایک کھڑکی اور ایک کشادہ دروازہ برآمدے میں کھلتا ہے — بائیں طرف دو کھڑکیاں ہیں — کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑی سی میز ہے اور ایک پیانو مطالعے کے کمرے کے دروازے کے مقابل رکھا ہے — باقی سارا فرنیچر (سوائے ایک چوڑے صوفے کے جس پر بھورا غلاف چڑھا ہوا ہے اور جو دالان کے دروازے کے پاس پڑا ہوا ہے) بید کا ہے — شام کا وقت ہے — باسوف مطالعے کے کمرے میں اکھنے کی میز پر بیٹھا ہوا ہے — میز پر ایک لیمپ جل رہا ہے جس پر ہرا شیڈ پڑا ہوا ہے — ہمیں اس کا ایک رخ نظر آ رہا ہے — وہ لکھتا جاتا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر پر گنگناتا جاتا ہے اور

بڑے کمرے کی نیم تاریکی میں جھانک جھانک کر دیکھہ لیتا ہے — وروارا میخائلوونا دبے پاؤں اپنے کمرے سے نکلتی ہے — ماچس کی ایک تیلی جلاتی ہے اور تیلی کو اپنے چہرے کے سامنے اٹھاتے ہوئے چاروں اور دیکھتی ہے — تیلی بجھہ جاتی ہے — وہ دبے پاؤں اندھیرے میں کھڑکی کی طرف بڑھتی ہے اور ایک کرسی سے ٹکرا جاتی ہے —

باسوف : کون؟

وروارا میخائلوونا : میں —

باسوف : اوہ...

وروارا میخائلوونا : کیا تم لے گئے موم بتی؟

باسوف : نہیں —

وروارا میخائلوونا : گھنٹی بجا کر ذرا ساشا کو بلاؤ —

باسوف : ولاس آ گیا؟

وروارا میخائلوونا (برآمدے کے دروازے سے) : معلوم نہیں..

باسوف : عجیب اوٹ پٹانگ بنگلہ ہے — بجلی کی گھنٹیاں تو ہر جگہ فٹ ہیں لیکن جہاں دیکھو دیواروں میں دراڑیں پڑی ہوئی ہیں اور فرش اکھڑ رہا ہے — (ایک ترنگ بھری دھن گنگناتے ہوئے) کیا تم اب تک یہیں ہو واریا؟

وروارا میخائلوونا : ہاں...

باسوف (اپنے کاغذ ایک طرف ہٹاتے ہوئے) : تمہارے کمرے میں بھی ہوا آ رہی ہے کیا؟

وروارا میخائلوونا : ہاں وہاں بھی آتی ہے —

باسوف : میرا بھی یہی خیال تھا —

(ساشا آتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : ساشا روشنی لے آؤ —
باسوف : ساشا کیا ولاس آ گئے؟
ساشا : نہیں ابھی نہیں —

(ساشا باہر جاتی ہے اور ایک لیمپ کے ساتھہ واپس آتی ہے اور کرسی کے قریب میز پر لیمپ رکھہ دیتی ہے — وہ راکھہ دان کو صاف کرتی ہے اور بڑی میز کا میز پوش برابر کرتی ہے — وروارا میخائلوونا پردہ گراتی ہے اور شلف سے ایک کتاب اٹھاکر کرسی پر بیٹھہ جاتی ہے —)

باسوف (خوش دلی سے) : پچھلے دنوں ولاس بڑا لا ابالی ہو گیا ہے... اور کاہل بھی — سچ تو یہ ہے... اس کا رنگ بے ڈھب ہے...

وروارا میخائلوونا : چائے پیوگے؟
باسوف : نہیں میں ذرا سوسلوف کے گھر جا رہا ہوں —
وروارا میخائلوونا : ساشا ذرا دوڑ جائو اولگا الکسئی‌ونا کے پاس — کہنا یہیں آجائیں اور میرے ساتھہ ہی چائے پیئیں —

(ساشا باہر جاتی ہے —)

باسوف (اپنے کاغذوں کو میز کے خانے میں بند کرتے ہوئے) : چلو چھٹی ہوئی — (کمر سیدھی کرتے ہوئے مطالعے کے کمرے سے باہر نکلتا ہے) واریا مجھے امید ہے کہ تم میری طرف سے اس پر یہ بات جتا دوگی... مگر ذرا سنبھل کے —
وروارا میخائلوونا : کیا جتا دوں؟

باسوف: یہی کہ اسے... میرا مطلب ہے... اسے اپنے فرض کا ذرا زیادہ احساس ہونا چاہئے —

وروارا میخائلوونا: ہاں کہہ دوں گی — لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ساشا کے سامنے تمہیں اس کے بارے میں اس طرح بات نہیں کرنی چاہئے —

باسوف (کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے): ارے اس میں رکھا کیا ہے — نوکروں سے کیا چھپانا — یہاں... کچھہ سونا سونا خالی خالی سا دکھائی پڑتا ہے واریا — کیوں نہ ان دیواروں پر کچھہ لٹکا دو... چند فریم... تصویریں... ذرا اسے خوبصورت بنا دو... اچھا تو میں چل دیا — ذرا اپنا ہاتھہ دینا میری بلبل — آخر اتنی سرد مہری کیوں؟ اتنی چپ چپ کیوں ہو؟ کیا بات ہے! منہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا؟

وروارا میخائلوونا: کیا تمہیں سوسلوف کے ہاں پہنچنے کی بڑی جلدی پڑی ہے؟

باسوف: ہاں — مجھے بھاگنا چاہئے، صدیاں بیت گئیں کہ شطرنج کی ایک بازی نہیں جمی ہے اس کے ساتھہ... اف تمہارا ہاتھہ چومے ہوئے بھی تو زمانہ ہو گیا — کتنی عجیب بات ہے — حیرت ہے آخر ایسا کیوں؟

وروارا میخائلوونا (مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے): اس لئے ہم اس وقت تک کے لئے اپنی بحث اٹھا رکھینگے جب تک تمہاری مصروفیت کم نہ ہو جائے — میرا خیال ہے اس کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے —

باسوف (خوشامدانہ انداز میں): ہاں مجھے یقین ہے اس کی اہمیت نہیں — اہم بات ہو ہی نہیں سکتی... میری سمجھہ میں نہیں آتا میرے منہ سے یہ نکل کیسے گیا — تم ایک لاجواب بیوی ہو... ہوشیار، باوفا اور سب کچھہ... سچ — اگر تمہارے دل

میں میری طرف سے کوئی میل ہوتا تو تم مجھ سے ضرور کہہ دیتیں، ہے نا؟ آخر تمہاری آنکھیں کیوں چمک رہی ہیں؟ کیا تمہارا جی خراب ہے؟

وروارا میخائلوونا: نہیں میرا جی ٹھیک ہے —

باسوف: جانتی ہو میری جان، بات یہ ہے کہ تمہیں کچھ نہ کچھ مصروفیت چاہئے، واریا — تم بہت زیادہ پڑھتی رہتی ہو... ہمیشہ پڑھتی رہتی ہو... اور تم جانتی ہو ہر چیز کی زیادتی رنگ لاتی ہے — یہ نہ بھولو —

وروارا میخائلوونا: ہاں سوسلوف کے گھر لال پری کو شیشے میں اتارتے وقت یہ کہاوت نہ بھول جانا —

باسوف (ہنستا ہے): کیسی چوٹ کی ہے تم نے! سنو، خدا لگتی کہوں، چٹپٹی کتابیں شراب سے زیادہ مضر ہیں — یہ افیون ہیں افیون — اور وہ حضرات جو یہ کتابیں لکھتے ہیں سب کے سب اعصابی مریض ہیں — (جماہی لیتا ہے) بہت جلد ہمارے ہاں ایک ادیب آنےوالا ہے... بچوں کی زبان میں ''سچ مچ کا،، ادیب — میں سوچتا ہوں اب وہ کیسا لگتا ہوگا — بڑا لئے دئے رہتا ہوگا — اس قسم کے سارے لوگ جو ذرا لوگوں کی نظر میں چمک جاتے ہیں پھدک کر ساتویں طبق پر پہنچ جاتے ہیں — کوئی نارمل نہیں رہتا — کالیریا ہی کو لے لو — وہ بھی نارمل نہیں — حالانکہ اس کو مشکل سے ادیب کہا جا سکتا ہے — وہ شالیموف سے مل کر خوش ہوگی — کیوں اگر وہ شالیموف سے شادی کرلے تو کیسا رہے؟ لیکن اس کی عمر بہت زیادہ ہو چکی — جب دیکھو جب بڑبڑاتی رہتی ہے — لگتا ہے جیسے اس کے دانتوں میں لاعلاج درد ہے اور پھر دیکھنے میں کوئی ایسی حسینہ بھی نہیں —

وروارا میخائلوونا: سرگئی تم ہمیشہ بدلگامی پر اتر آتے ہو!

باسوف: اچھا؟ خیر اس وقت کوئی حرج نہیں — ہم اکیلے ہی تو ہیں، شاید مجھے بکنے کا بڑا شوق ہے... (پردے کے پیچھے سے کسی کی روکھی کھانسی سنائی دیتی ہے) کون ہے؟

سوسلوف (دکھائی نہیں دیتا): میں —

باسوف (اس سے ملنے کے لئے بڑھتا ہے): میں بس ابھی ابھی تمہاری طرف آنے والا تھا —

سوسلوف (وروارا میخائلوونا کے آگے جھکتے ہوئے): چلو آؤ — میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم کو اپنے ساتھ لے جاؤں — کیا تم آج شہر گئے تھے؟

باسوف: نہیں تو — کیوں؟

سوسلوف (کسیلی مسکراہٹ کے ساتھ): لوگوں کا کہنا ہے کہ تمہارے اسسٹنٹ نے کل رات کلب میں دو ہزار روبل کی بازی مار لی —

باسوف: اوہو!

سوسلوف: ایک سوداگر کی حجامت بنا دی، بالکل صفاچٹ — بیچارا نشے میں دھت تھا —

وروارا میخائلوونا: تم ہمیشہ اسی طرح باتیں کرتے ہو —

سوسلوف: کس طرح؟

وروارا میخائلوونا: تم ہمیشہ یہ ضرور جتا دیتے ہو کہ بازی ہارنے والا نشے میں تھا —

سوسلوف (مختصر ہنسی کے ساتھ): نہیں میں تو نہیں جتانا —

باسوف: ارے اس میں رکھا کیا ہے؟ اس نے یہ تو کہا نہیں کہ زامیسلوف نے پہلے تو اپنے شکار کو پلا پلا کر نشے میں دھت کر دیا اور پھر اس کا روپیہ لے کر چمپت ہو گیا — ہاں اگر وہ ایسی ویسی کوئی بات کہتا تو برا ہوتا — آؤ، چلو پیوتر — واریا جب ولاس آئے... لو وہ... آ ہی گیا!

ولاس (ایک پھٹے پرانے تھیلے کے ساتھہ اندر آتا ہے): اے میرے آقائے نام دار کیا تمہیں میری یاد ستا رہی تھی؟ واقعی یہ سن کر خوشی ہوئی — (سوسلوف سے مسخرےپن کے ساتھہ دھمکی کے لہجے میں) آپ کو ایک صاحب ڈھونڈ رہے ہیں — کوئی نووارد ہیں — وہ گھر گھر جا کر زور زور سے پوچھتے پھرتے ہیں ... تمہارا دولت خانہ کہاں ہے... (اپنی بہن کے پاس جاتا ہے) کہو واریا کیا حال ہے؟

وروارا میخائلوونا: اچھا ہے — تمہارے کیا حال چال ہیں؟

سوسلوف: مصیبت! میرے چچا صاحب آن ٹپکے ہونگے!

باسوف: اچھا تو پھر تم جاؤ، میں نہیں جاتا —

سوسلوف: اوہ تم بھی خوب ہو! کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا جی ایک ایسے چچا کے ساتھہ اکیلے خوب لگیگا جن سے ٹھیک سے میری جان پہچان بھی نہیں؟ دس برس ہو گئے ہیں ان سے نہیں ملا ہوں —

باسوف (ولاس سے): ایک منٹ رک جاؤ ولاس — (ولاس کو اپنے مطالعے کے کمرے میں لے جاتا ہے —)

سوسلوف (سگریٹ سلگاتے ہوئے): وروارا میخائلوونا کیا تم ہمارے ہاں نہیں چلوگی؟

وروارا میخائلوونا: نہیں... کیا تمہارے چچا غریب ہیں؟

سوسلوف: مالدار ہیں! بہت مالدار — کیا تم سمجھتی ہو کہ میں صرف غریب رشتہداروں سے جان چھڑاتا ہوں؟

وروارا میخائلوونا: معلوم نہیں...

سوسلوف (جلانے کے انداز میں کھانستے ہوئے): دیکھہ لینا یہ تمہارا زامیسلوف سرگئی کو کسی نہ کسی دن مصیبت میں پھنسا کر رہیگا — وہ چھٹا ہوا بدمعاش ہے — کیا تم ایسا نہیں سمجھتیں؟

وروارا میخائلوونا (سکون سے) : میں اس کے بارے میں آپ سے بات چیت کرنا نہیں چاہتی —

سوسلوف : اچھا اچھا — تو ہم یہ بات یہیں چھوڑتے ہیں — (وقفہ) ہاں کھری کھری کہنے کا تمہارا یہ انداز مجھے تو کچھہ بناوٹی معلوم ہوتا ہے — ہوشیار — منہ پر کھری کھری کہنےوالے کا رول بڑا کٹھن رول ہے — اس کے لئے بڑے بوتے، بڑی عقل کی ضرورت ہے — امید ہے کہ تم میری اس بات کا برا نہ مانوگی؟

وروارا میخائلوونا : بالکل نہیں —

سوسلوف : کیا تم اس نکتے پر مجھہ سے بحث نہیں کر سکتیں؟ یا تم دل ہی دل میں مجھہ سے اتفاق کرتی ہو؟

وروارا میخائلوونا (بڑی سادگی سے) : میں بحث کرنا نہیں جانتی — مجھے تو ٹھیک سے اپنی بات کہنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا —

سوسلوف (خفگی سے) : خفا نہ ہو — مجھے یقین نہیں آتا کہ ایسے دل گردےوالے لوگ بھی ہیں جو ہمیشہ اپنے اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے آتے ہوں —

ساشا (اندر آتے ہوئے) : اولگا الکسئیوونا نے کہا کہ وہ ابھی آتی ہیں — چائے بناؤں؟

وروارا میخائلوونا : ہاں، مہربانی سے —

ساشا : نکولائی پیتروویچ آ رہے ہیں — (باہر نکل جاتی ہے —)

سوسلوف (مطالعے کے کمرے کے دروازے پر جاتے ہوئے) : جلدی کرو سرگئی — میں جا رہا ہوں —

باسوف : میں ابھی آیا — بس ایک منٹ —

زامیسلوف (اندر آتا ہے) : آداب عرض ہے وروارا میخائلوونا — آداب عرض ہے پیوتر ایوانوویچ —

سوسلوف (کھانستے ہوئے): آداب عرض — ہو نا تم مست مولا نوجوان!

زامیسلوف: ہاں جس کا دل خالی ہے، دماغ خالی ہے، جیب خالی ہے!

سوسلوف (طنز اور سختی سے): دل اور دماغ کی بات تو ٹھیک ہے مگر رہی جیب —— سو لوگ کہتے ہیں رات تم نے کلب میں کسی کا صفایا کر دیا —

زامیسلوف (نرمی سے): ''صفایا،، چوروں کے بارے میں کہا جاتا ہے — ہاں میں کچھہ روپیہ ضرور جیتا —

وروارا میخائلوونا: تمہاری خبر ہمیشہ بڑی سنسنی خیز ہوتی ہے — بڑے لوگوں کی خبر ہمیشہ ایسی ہی ہوتی ہے —

زامیسلوف: ہاں جب میں لوگوں کو اپنے بارے میں باتیں بناتے ہوئے دیکھتا ہوں تو سوچنے لگتا ہوں میں بھی کوئی بڑا آدمی ہوں — رہی روپے کی بات سو بد قسمتی سے —— صرف بیالیس روبل تھے —

(سوسلوف کھانستے ہوئے بائیں کھڑکی تک جاتا ہے
اور باہر جھانکنے لگتا ہے —)

باسوف (اندر آتا ہے): بس؟ اور میں ابھی سے شمپین کے خواب دیکھہ رہا تھا! کیا تمہیں کچھہ کہنا ہے؟ میں ذرا جلدی میں ہوں—

زامیسلوف: جا رہے ہیں جناب؟ اچھا تو پھر بعد میں... کوئی فوری بات نہیں ہے — کتنے افسوس کی بات ہے وروارا میخائلوونا کہ آپ ڈرامہ دیکھنے نہ جا سکیں — یولیا فلیپوونا کی اداکاری لاجواب تھی! شاندار!

وروارا میخائلوونا: اس کی اداکاری دیکھہ کر جی خوش ہو جاتا ہے —

زامیسلوف (جوش اور جذبات کے ساتھہ): میں کہتا ہوں وہ تو پیدائشی ایکٹرس ہے — اگر جھوٹ ہو تو میرا سر قلم —

سوسلوف (مختصر ہنسی کے ساتھہ): اگر تم اپنا سر کھو بیٹھے تو بڑا برا ہوگا — بالکل بغیر سر کے گھومنا پھرنا بڑی غیر شریفانہ حرکت ہوگی — آؤ چلو سرگئی — خدا حافظ وروارا میخائلوونا — خدا حافظ... (زامیسلوف کی طرف قدرے تناؤ کے ساتھہ جھکتے ہوئے —)

باسوف (مطالعے کے کمرے میں جھانکتے ہوئے جہاں ولاس کاغذوں کو الٹ پلٹ کر رہا ہے): تو مجھے امید ہے ولاس صبح نو بجے تک تم یہ سب نقل کر لوگے؟

ولاس: ہاں ہاں ضرور ... خدا کرے رات بھر تمہیں نیند نہ آئے میرے آقائے نام دار!

(سوسلوف اور باسوف باہر جاتے ہیں —)

زامیسلوف: مجھے بھی چل دینا چاہئے — آپ کا ہاتھہ، وروارا میخائلوونا —

وروارا میخائلوونا: ٹھہرو، ہمارے ساتھہ چائے پی لو —

زامیسلوف: اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر بعد میں آجاؤں — اس وقت مجھے جانا ہے — (جلدی سے چلا جاتا ہے —)

ولاس (مطالعے کے کمرے سے باہر آتے ہوئے): کیا واریا اس گھر میں کبھی چائے بھی ملیگی؟

وروارا میخائلوونا: گھنٹی بجاؤ ساشا کو بلاؤ — (اس کے شانے پر ہاتھہ رکھتے ہوئے) آخر تم اتنے پیلے پیلے سے کیوں ہو رہے ہو؟

ولاس (اس کا ہاتھہ اپنے گال پر تھپتھپاتے ہوئے): تھک گیا ہوں — دس سے تین تک میں عدالت میں رہا، تین سے سات تک

ھانت بھانت کے کاموں سے شہر کی خاک چھانتا رہا — ساشا! مجھے
و کھانے کی مہلت بھی نہیں ملی —

وروارا میخائلوونا : کلرکی... ولاس یقینی تم اس سے بہتر دھندا
ھی کر سکتے ھو —

ولاس (مسخرے پن سے) : اوہ، میں جانتا ھوں — آدمی کو
لندیوں کی طرف پرواز کرنا چاھئے — یہ سب معلوم ھے لیکن واریا!
یں مثالوں سے اپنی بات سمجھانے کا شوقین ھوں — اب چمنی
ماف کرنے والے کو ھی لے لو — چمنی صاف کرنے والا دوسروں سے
یادہ اوپر اٹھتا ھے لیکن کیا وہ خود اپنے آپ سے اوپر اٹھہ
اتا ھے؟

وروارا میخائلوونا : بیوقوف نہ بنو! تم آخر کوئی اور دھندا
کیوں نہیں ڈھونڈتے، کوئی اور بھلا سا کام، زیادہ رکھہ
کھاؤ والا؟

ولاس (مسخرے پن اور جھلاھٹ کے ساتھہ) : بھولی ھو تم! لو
یں کتنا ھی ناچیز سہی، لیکن ذاتی ملکیت کے مقدس نظام کی
فاظت کرنے والی مشین کا ایک اھم پرزہ ھوں — اور تم کہتی ھو
ہ بیکار کا دھندا ھے! تمہارے دماغ میں کیسی اوٹ پٹانگ باتیں
مائی ھوئی ھیں؟

وروارا میخائلوونا : تم میری بات مذاق میں اڑانا چاھتے ھو ایں؟

(ساشا اندر آتی ھے —)

ولاس (ساشا سے) : اے میری رانی بیگم، مجھہ پر ترس
کھاؤ اور مجھے کچھہ کھلاؤ پلاؤ —

ساشا : ابھی — آپ گوشت کا سموسہ کھائیں گے؟

ولاس : گوشت کا سموسہ یا مچھلی کا سموسہ اور جو کچھہ
ھاتھہ لگے — لیکن جلدی کرو —

(ساشا باہر جاتی ہے — ولاس بہن کی کمر میں ہاتھہ
ڈالتا ہے اور دونوں ٹہلتے ہیں —)

ولاس: اچھا، تم اپنی کہو!

وروارا میخائلوونا: ولاس جانے کیوں میرا دل بیٹھا جا رہا ہے - کبھی کبھی بے وجہ لگتا ہے جیسے میں جیل میں بند ہوں — ہر چیز اجنبی، بیرن اور بے ضرورت معلوم ہوتی ہے — کسی کو کسی چیز کی ضرورت نہیں — کوئی سنجیدگی سے نہیں جیتا — تم اپنے آپ کو ہی لے لو — تم ہو کہ ہمیشہ ہنسوڑپن کرتے رہتے ہو ہر کسی پر، ہر چیز پر پھبتی کستے رہتے ہو!

ولاس (مسخرے کا پوز اختیار کرتے ہوئے):

میں تو مقتول گل و نرگس و شہلا ہی سہی
پھر بھی خاک رہ صاحب نظراں ہوں اے دوست

یہ ہے میری شاعری —— اور سچ کہتا ہوں کالیریا کے فن پاروں سے تو لاکھہ درجہ بہتر ہے — میں تم کو پوری نظم نہیں سناؤنگا—میلوں لمبی نظم ہے — تو تم چاہتی ہو کہ میں سنجیدہ بن جاؤں؟ ایک لومڑی کی دم کٹی تو اس نے کہا سب کی کٹ جائے!

(ساشا چائے کی چیزوں کے ساتھہ اندر آتی ہے — وہ ان
سب چیزوں کو جلدی جلدی میز پر رکھہ دیتی ہے —
رات کے چوکیدار کا بگل سنائی دیتا ہے —)

وروارا میخائلوونا: بس بس ولاس — تمہیں یوں بک بک نہیں کرنی چاہئے —

ولاس: کسی نے خوب کہا ہے ''سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے،، لیکن تم بڑی سنگ دل بہن ہو! سارا سارا دن میں ذلیل بکواس کی نقل کرتا رہتا ہوں، جھک مارتا رہتا ہوں — سر

کھجانے کی فرصت نہیں ملتی — ظاہر ہے اس کے بعد شام آتی ہے
تو میں چل نکلتا ہوں، جی بہلاتا ہوں —

وروارا میخائلوونا : اور میں یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہوں —
میں کسی ایسی جگہ جانا چاہتی ہوں جہاں سیدھے سادے بھرپور
لوگ ہوں، جن کے بات چیت کرنے کے ڈھنگ اور ہوں اور جو
کوئی بڑا کام کرتے ہوں، ایسے کام جن کی زیادہ قدر و قیمت ہو —
سمجھتے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں؟

ولاس (سوچتے ہوئے) : شاید... واریا، لیکن تم کہیں جاؤگی
نہیں!

وروارا میخائلوونا : شاید میں چلی جاؤں — (رکتی ہے — ساشا
سماور لئے ہوئے آتی ہے) کل شالیموف ہمارے ہاں آ رہے ہیں —

ولاس (جماہی لیتے ہوئے) : مجھے نہیں معلوم کہ پچھلے دنوں
تمہوں نے کیا لکھا ہے — ان کی چیزیں بوجھل، کھوکھلی
اور بے جان ہوتی ہیں —

وروارا میخائلوونا : میں نے ان کو اپنے اسکول کی پارٹی میں
دیکھا تھا — جب میں لڑکی تھی — مجھے یاد ہے وہ کتنے تیکھے پن
سے قدم جما جما کر اسٹیج پر آئے تھے — میری آنکھوں میں اس وقت
بھی ان کے موٹے موٹے باغی بال لہرا رہے ہیں — ان کے چہرے سے
کتنی جرأت، کتنی بے باکی ٹپکتی تھی —— ایک ایسے آدمی کا چہرہ
جو یہ جانتا ہے کہ اسے کس چیز سے محبت ہے اور کس چیز سے
نفرت... ایک ایسا انسان جو اپنی قوت جانتا ہے — دیکھ کر دل
میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی — مجھے یاد ہے کس طرح اپنے
بالوں کو بار بار پیچھے جھٹک دیتے تھے اور ان کی امنگ اور حوصلے
سے چمکتی ہوئی آنکھیں — یہ تو چھ، نہیں سات —— نہیں آٹھ
برس پہلے کی بات ہے —

ولاس : تمہارا دل بیقرار ہے کہ تم ان کو پھر ایک بار اسی

نظر سے دیکھو جس نظر سے اسکول کی لڑکی اپنے نئے استاد کو دیکھتی ہے— ہوشیار رہنا میری بہن! کہا جاتا ہے ادیب عورتوں سے کھیلنے کا گر خوب جانتے ہیں!

وروارا میخائلوونا: کتنی خوفناک بات کہتے ہو تم ولاس- یہ بڑی بازاری بات ہے—

ولاس (سادگی اور خلوص سے): خفا نہ ہو!

وروارا میخائلوونا: تم نہیں سمجھتے— میں ان کے آنے کی ر دیکھہ رہی ہوں جیسے بہار کے آنے کا انتظار ہو— میں اس طرح اب زیادہ دن نہیں کاٹ سکتی—

ولاس: سمجھتا ہوں، سمجھتا ہوں! خود مجھے یہ زندگی ایک آنکھہ نہیں بھاتی... مجھے شرم آتی ہے اس زندگی پر... میں شرمندہ ہوں اور دکھی... اور آگے بھی کوئی روشنی نہیں دکھائی دیتی...

وروارا میخائلوونا: یہی تو مصیبت ہے— لیکن پھر تم کیوں ہمیشہ...

ولاس: ہاں کیوں ہمیشہ خود کو الو بناتا رہتا ہوں— میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگوں پر میرے دل کا حال کھل جائے-

(کالیریا اندر آتی ہے—)

کالیریا: کیسی شاندار رات ہے! اور تم دونوں یہاں گھٹے پڑے ہو! یہاں تو دھوئیں کی بو بسی ہوئی ہے—

ولاس (موڈ بدلتے ہوئے): آداب عرض ہے خوابوں کی پجارن

کالیریا: سوچ میں ڈوبے ہوئے خاموش جنگل ہیں— کوہسار چاند زمین پر اپنی مسکراہٹ بکھیر رہا ہے اور ہر طرف گرم گر سے گہرے سائے پھیلے ہوئے ہیں— رات ہمیشہ دن سے زیادہ پیاری ہوتی ہے—

ولاس (اس کی نقل اتارتے ہوئے) : آہ، ہاں! جس طرح بوڑھی عورتیں جوان لڑکیوں سے زیادہ چہکتی دمکتی، زیادہ چونچال نظر آتی ہیں، جس طرح کیکڑا گوریا سے زیادہ تیز اڑتا ہے —

کالیریا (میز پر بیٹھتے ہوئے) : ہاں بندر جانے ادرک کا سواد! واریا ذرا میرے لئے ایک پیالی چائے نکال دو — کوئی آیا نہیں؟

ولاس (ہنسوڑپن سے) : ''کوئی،، یہاں آ کیسے سکتا تھا جبکہ اس نام کے جانور کا کوئی وجود ہی نہیں —

کالیریا : چھوڑو، مجھے تنگ نہ کرو —

(ولاس جھکتا ہے ، مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے اور لکھنے کی میز پر رکھے ہوئے کاغذوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگتا ہے — دور سے چوکیدار کے بگل کی آواز سنائی دیتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : یولیا فلیپوونا یہاں تھیں اور تم کو پوچھ رہی تھیں —

کالیریا : مجھے؟ شاید اپنے ڈرامے کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہونگی —

وروارا میخائلوونا : کیا تم جنگل میں تھیں؟

کالیریا : ہاں — میں رومین سے ملی — اس نے تمہارا ذکر کیا —

وروارا میخائلوونا : کیا کہا اس نے؟

کالیریا : بوجھو؟

(وقفہ — ولاس آہستہ آہستہ ناک سے گاتا ہے —)

وروارا میخائلوونا (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) : مجھے بہت افسوس ہے —

کالیریا : اس کی خاطر؟

وروارا میخائلوونا : ایک بار اس نے کہا تھا عورت کے عشق
میں گرفتار ہونا مرد کی بڑی افسوسناک مجبوری ہے —
کالیریا : پہلے تمہارا برتاؤ اس کے ساتھہ کچھہ دوسرا تھا -
وروارا میخائلوونا : کیا تم اس کا الزام دھر رہی ہو مجھہ پر!
کالیریا : اوہ نہیں واریا —— بالکل نہیں!
وروارا میخائلوونا : شروع میں تو میں نے اس کے دل پر پہاڑ
رکھنا چاہا — یہ سچ ہے کہ میں نے اس کو اپنا بہت سارا وقت
دیا — پھر میں نے بھانپ لیا کیا گل کھلنے والا ہے...! اور تب و
چلا گیا —
کالیریا : کیا تم نے اس سے کھل کر بات کی تھی؟
وروارا میخائلوونا : نہیں -- نہ اس نے ایک لفظ منہ سے نکالا
اور نہ میں نے...

(وقفہ)

کالیریا : اس کی محبت ذرا شبنمی قسم کی ہوگی —— ایسی محبت
جس کا اظہار خوبصورت الفاظ میں کیا جاتا ہے مگر جس میں کوئی
راحت نہیں ہوتی — عورت ایسی محبت کو ٹھکراتی ہے جو اس کے
لئے مسرت لیکر نہ آئے — اچھا تمہیں ایسا نہیں لگتا کہ و
کبڑا ہے؟
وروارا میخائلوونا (تعجب کے ساتھہ) : اوہ نہیں! کیا سچ؟
ضرور تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی —
کالیریا : اس میں، اس کی روح میں کوئی بے ہنگم پن ضرور
ہے — جب کبھی مجھے کسی آدمی میں کوئی ایسی ویسی
بات نظر آتی ہے تو مجھے اس کا جسم بھی بے ڈھنگا نظر آتا ہے —
ولاس (کچھہ کاغذات ہاتھہ پر پٹکتا ہوا مطالعے کے کمرے
سے نکلتا ہے اور بہت ہی بے چین نظر آتا ہے) : میرے مالک کی

بیگم صاحبہ، اس کباڑ کو جانچنے اور اس جانچ پڑتال کی بنیاد پر اپنا فیصلہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اپنی تمام تر کوشش اور خواہش کے باوجود یہ ناخوش گوار فرض مقررہ وقت کے اندر پورا کرنا میرے لئے ناممکن ہے —

وروارا میخائلوونا : اچھا تھوڑی دیر بعد میں تمہارا ہاتھہ بٹا دونگی — آؤ چائے پیئیں —

ولاس : بہن! پیاری اور سچی بہن! کالیریا واسیلی‌ونا، اس سے پہلے کہ ہم تم سے جدا ہو جائیں، اس وقت کو غنیمت جانو اور میری اور میری بہن کی محبت سے سبق لو —

کالیریا : مجھے تو لگتا ہے کہ تم واقعی کبڑے ہو!

ولاس : کس طرح، بتاؤ!

کالیریا : تمہاری روح کبڑی ہے!

ولاس : چلو، اس سے میرے جسم میں تو کوئی عیب نہیں پیدا ہوتا؟

کالیریا : کھراپن کبھہ سے کم تھوڑا ہی ہے — بیوقوف لوگ لنگڑے کی طرح ہیں —

ولاس (نقل اتارتے ہوئے) : اور لنگڑے تمہارے قول کی طرح ہیں —

کالیریا : فحش قسم کے لوگ مجھے ہمیشہ چیچک رو نظر آتے ہیں اور ان کے بال ہمیشہ سنہرے ہوتے ہیں —

ولاس : کالے بالوں والے لڑکے ذرا جلدی شادی کر لیتے ہیں اور مابعد الطبیعیات کے تمام عالم اندھے اور بہرے ہوتے ہیں — ہاں واقعی حیرت کا مقام ہے کہ وہ گونگے نہیں ہوتے!

کالیریا : سپاٹ رہی تمہاری تقریر! میرا خیال ہے کہ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ مابعد الطبیعیات ہے کس چڑیا کا نام —

ولاس : میں جانتا ہوں — تمباکو اور مابعد الطبیعیات تو ایجاد

ھی ان لوگوں کی تفریح کے لئے ھوئی ھے جو بے پر کی اڑاتے ھیں — میں تمباکو نہیں پیتا — اس لئے میں نہیں جانتا کہ تمباکو کا کیا برا اثر پڑتا ھے — لیکن میں نے مابعد الطبیعیات کا مزا چکھا ھے اور جانتا ھوں کہ اس کے چکھنے سے سر چکراتا ھے اور متلی ھوتی ھے —

کالیریا : بہت سے لوگ ھیں جن کا سر پھول کی خوشبو سے بھی چکراتا ھے —

وروارا میخائلوونا : بس بہت ھوگیا — کیوں؟

ولاس : ھاں بہت ھوگیا — میں تو اب کھانا کھاؤنگا — یہ بات کہیں زیادہ سمجھداری کی ھے —

کالیریا : اور میں چلوں چل کر پیانو بجاؤں — کہیں زیادہ دلچسپ! واریا کتنا دم گھٹتا ھے یہاں!

وروارا میخائلوونا : برآمدے کا دروازہ کھولتی ھوں — لو یہ اولگا آ رھی ھے —

(وقفہ — ولاس چائے پیتا ھے — کالیریا پیانو کے پاس بیٹھہ جاتی ھے — چوکیدار کی سیٹی کی بہت ھی مدھم آواز سنائی دیتی ھے اور اس سے بھی زیادہ مدھم آواز جوابی سیٹی کی سنائی دیتی ھے — کالیریا پیانو کی پتیوں پر ھولے ھولے انگلیاں دوڑاتی ھے — اولگا الکسئی‌ونا پردہ ھٹاتی ھے اور کمرے میں بڑی ڈری ھوئی چڑیا کی طرح داخل ھوتی ھے —)

اولگا الکسئی‌ونا (سر سے شال اتارتے ھوئے) : لو یہ رھی میں میں تو سمجھتی تھی کہ میں بالکل نکل نہ سکونگی — (وروارا میخائلوو کو پیار کرتی ھے) سلام کالیریا واسیلی‌ونا — بجاؤ، بجائے جاؤ — ھاتھ ملانا ضروری نہیں، ھے نا؟ ھلو ولاس —

ولاس : سلام، اولگا الکسئی‌ونا —

وروارا میخائلوونا: بیٹھہ جاؤ — نکالوں چائے؟ اتنی دیر کیوں
ر دی بھلا؟

اولگا الکسئیوونا (گھبراتے ہوئے): ایک ذرا رک جاؤ — باہر
س غضب کا اندھیرا ہے — اوئی میری ماں، مجھے تو لگا کہ
نگل میں کوئی چھپا ہوا ہے — چوکیدار سیٹی بجاتے رہے — سیٹی
، آواز سے تو میرا خون جم جاتا ہے — آخر یہ لوگ سیٹی کیوں
جاتے ہیں؟

ولاس: واقعی بڑی حیرت کی بات ہے — جب اداکاری
ہیں جچتی تو تماشائی سیٹی بجاتے ہیں — کہیں ایسا تو
ہیں؟

اولگا الکسئیوونا: میں ذرا پہلے آنا چاہتی تھی مگر نادیا ٹھنکنے
گی — شاید اس کا جی اچھا نہیں... کیا میں نے تم کو بتایا
ہیں کہ والکا بیمار پڑ گیا — اس کو بخار ہو گیا — اور سونیا کو
ہلانا پڑا — میشا کھانا کھا کر جو جنگل بھاگا تو اب لوٹا ہے —
کپڑے چتھڑے چتھڑے، میلا کچیلا اور بھوکا — میرے میاں بھی
سہر سے لوٹے تو مزاج کا پارہ چڑھا ہوا... منہ ہی منہ میں بھنبھنا
ہے ہیں اور پھوٹتے ایک لفظ نہیں — میرا تو سر چکرا رہا ہے!
ہ جو ہے نا میری نئی نوکرانی، وہ تو زمانے کی سب سے گئی گزری
کلی — اس نے کھولتا پانی بچی کی بوتل پر انڈیل دیا اور بوتل
پھٹ سے رہ گئی —

وروارا میخائلوونا (مسکراتی ہے): بیچاری دکھیا! تم تو بالکل
ملکان ہو گئی ہو گی —

ولاس: اوہ — مارفا! مارفا! بڑے دکھہ دئے ہیں تو نے! کوئی
س لئے مرا جا رہا ہے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھہ لیا جا رہا ہے —
کوئی اس لئے ہائے وائے کر رہا ہے کہ اس کا پوچھنے والا کوئی
ہیں... یہ بڑے پتے کی بات ہے!

کالیریا : بڑی بھونڈی اور بری بات ہے یہ —— ''ہاتھوں ہاتھہ،،
اوف!

ولاس : معاف کرنا —— یہ زبان میری ایجاد نہیں ہے!

اولگا الکسئی‌ونا (کچھہ برا مانتے ہوئے) : میرے خیال میں
تمہیں میں بڑی اوٹ پٹانگ نظر آتی ہوں... اکتاہٹ ہوتی ہوگی۔
میں سمجھتی ہوں — لیکن کیا کیا جائے؟ ہر آدمی اسی چیز کی بات
کرتا ہے جو اس کے من میں ہوتی ہے — بچے! خیال آتے ہی میرے
سینے میں گونجنے لگتا ہے — بچے بچے! یہ بچے بڑی
آزمائش ہیں واریا — کاش تم جانتیں کس طرح جان اجیرن ہو
جاتی ہے!

وروارا میخائلوونا : معاف کرو — تم کچھہ ضرورت سے زیادہ
ہی نمک مرچ لگا دیتی ہو —

اولگا الکسئی‌ونا (بپھر کر) : نہیں میں نمک مرچ نہیں لگاتی۔
تم کیا جانو — ماں کے سینے پر جو سل دھری رہتی ہے اس کا مزہ
تم کیا جانو — ایک نہ ایک دن میرے بچے آئینگے اور مجھہ سے
پوچھینگے زندگی کا ٹھیک راستہ کیا ہے — میں نہیں جانتی ان کو
میں کیا جواب دونگی؟

ولاس : پہلے ہی سے جان کیوں ہلکان کرو؟ کون جانے وہ
تم سے پوچھیں ہی نہیں — کون جانے زندگی کے بارے میں وہ
خود ہی اپنی رائے بنا لیں —

اولگا الکسئی‌ونا : لیکن تم نہیں جانتیں! وہ ابھی سے سر کھا
رہے ہیں — وہ ہر وقت سر کھاتے رہتے ہیں — ہر قسم کے دنیا
جہان کے سوال... ایسے سوال جن کا جواب نہ تمہارے پاس ہے
نہ میرے پاس، نہ اور کسی کے پاس — عورت ہونا عذاب
ہے عذاب!

ولاس (آہستگی اور سنجیدگی سے) : ہاں انسان ہونا چاہئے۔

(مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے، لکھنے کی میز کے
قریب کرسی پر بیٹھتا ہے اور کچھہ لکھنے لگتا ہے —)

وروارا میخائلوونا : بس، ولاس، ختم کرو — (اٹھتی ہے اور
ہلتی ہوئی برآمدے کے دروازے تک جاتی ہے —)

کالیریا (کھوئی ہوئی) : رات کے ماتھے پہ آزردہ ستاروں کا
جوم... (وہ بھی اٹھتی ہے اور وروارا میخائلوونا کے پاس جا کھڑی
وتی ہے —)

اولگا الکسئیوونا : اوف، میری جان، لگتا ہے کہ میری وجہ سے
ب پر اوس پڑ گئی — جیسے رات کے وقت الو کی چیخ — اچھا
چھا، میں ایک لفظ اپنا دکھڑا نہیں روؤنگی — واریا تم اٹھہ کر چلی
کیوں گئیں؟ یہاں آ جاؤ نا ورنہ میں جانونگی تم مجھہ سے کترا رہی ہو —

وروارا میخائلوونا (تیزی سے واپس آتی ہے) : اولگا تم ایسی بات
کیسے منہ سے نکال سکتی ہو؟ مجھے تم پر بڑا ترس آتا ہے، میرا
ل کٹتا ہے تمہارے لئے —

اولگا الکسئیوونا : مت ترس کھاؤ — کبھی کبھی اپنے آپ سے
رت کرتی ہوں — اپنے آپ پر ترس کھاتی ہوں — میرا مزاج کچھہ
ڈھی پالتو کتیا جیسا ہو گیا ہے — یہ پالتو کتیا بڑی کٹ کھنی
وتی ہے — ہر شخص سے نفرت کرتی ہے اور ہر وقت اس تاک
یں رہتی ہے کہ کوئی ملے اور اسے بھنبھوڑ ڈالے —

کالیریا : سورج نکلتا ہے، سورج ڈوبتا ہے، لیکن انسان کے دل
یں ہمیشہ دھندلکا چھایا رہتا ہے —

اولگا الکسئیوونا : یہ کیا بات ہوئی؟

کالیریا : بس یونہی — میں اپنے آپ سے بات کر رہی تھی —

ولاس (کاغذوں کی نقل کرتا جاتا ہے اور ناک سے مرثیے کی
ھن گنگناتا ہے) : گھر کا سکھہ... گھر کا سکھہ...

وروارا میخائلوونا: بس بس چپ ہو جاؤ ولاس!

ولاس: لو چپ ہو گیا...

اولگا الکسئی‌ونا: میں نے اس کا موڈ بگاڑ دیا...

کالیریا: جنگل سے کچھہ لوگ نکلے — ذرا دیکھنا کتنا سہا
لگ رہا ہے — پاول سرگئی‌وچ کتنے مسخرے‌پن سے ہاتھہ ہلا رہا ہے -

وروارا میخائلوونا: اور کون کون ہے؟

کالیریا: ماریا لفوونا ... یولیا فلیپوونا، سونیا، زیمین او
زامیسلوف...

اولگا الکسئی‌ونا (شال اوڑھتے ہوئے): اف میں کیسے بھدے
کپڑوں میں ہوں! یہ لونڈیا یولیا فلیپوونا ہمیشہ ٹانگ لیتی رہتی
ہے — وہ مجھے ایک آنکھہ نہیں بھاتی —

وروارا میخائلوونا: ولاس، ذرا گھنٹی بجاؤ، ساشا کو بلاؤ -

ولاس: یہ نہ بھولو یہ ساری چھوٹی چھوٹی باتیں میرے کا
میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں!

اولگا الکسئی‌ونا: بڑی بیگم صاحبہ! وہ اپنے بچوں کی طرف ذ
دھیان نہیں دیتی — لیکن اس کے بچوں کو نہ نزلہ ہوتا ہے نہ زکام-

ماریا لفوونا (برآمدے سے آتے ہوئے): تمہارے میاں نے تو
کہا کہ تمہارا جی اچھا نہیں — قصہ کیا ہے؟

وروارا میخائلوونا: تم کو دیکھہ کر جی خوش ہوا — لیکن
بتا دوں مجھے تمہارے دوا دارو کی بالکل ضرورت نہیں — میں بالکل
بھلی چنگی ہوں —

(باہر برآمدے سے شور اور ہنسی کی آواز آتی ہے —)

ماریا لفوونا: ہاں چہرے سے کچھہ تھکی تھکی سی لگ رہی
ہو — (اولگا الکسئی‌ونا سے) تم یہاں؟ تم سے ملے ہوئے تو زمانہ
ہو گیا —

اولگا الکسئی‌ونا : گویا میرا کڑوا کسیلا ٹھرا سا منہ دیکھہ کر کسی کا دل باغ باغ بھی ہو سکتا ہے!

ماریا لفوونا : اور مجھے کڑوا کسیلا ہی پسند ہو تو؟ کیسے ہیں تمہارے بچے؟

یولیا فلیپوونا (برآمدے سے آتے ہوئے) : ذرا دیکھو کیسی محفل کی محفل اٹھا لائی ہوں تمہارے ہاں -- مگر ڈرنا مت —— ہم بس ایک منٹ کو آئے ہیں — اولگا الکسئی‌ونا کہو کیسے مزاج ہیں — آخر یہ مردوے اندر کیوں نہیں آتے؟ وروارا میخائلوونا پاول سرگئی‌وچ اور زامیسلوف باہر کھڑے ہیں - میں ان کو اندر بلا لوں؟

سب ایک ساتھہ

وروارا میخائلوونا : ضرور —

یولیا فلیپوونا : آؤ کالیریا واسیلی‌ونا —

ماریا لفوونا (ولاس سے) : تم تو اور بھی دبلے ہو گئے — کیا ماجرا ہے؟

ولاس : نہیں جانتا —

ساشا : (اندر آتے ہوئے) : کیا میں پھر سماور گرم کروں؟

وروارا میخائلوونا : ہاں اور جہاں تک جلدی ہو سکے —

ماریا لفوونا (ولاس سے) : آخر تم منہ کیوں بسور رہے ہو؟

اولگا الکسئی‌ونا : ہمیشہ سے یہی حلیہ ہے اس کا —

ولاس : یہ تو میرا پیشہ ہے —

ماریا لفوونا : ہمیشہ بڑے کائیاں بننے کی کوشش کرتے ہو اور بن نہیں پاتے — ایں؟ ہاں وروارا میخائلوونا وہ جو ہے نا تمہارا پاول سرگئی‌وچ دیکھہ لینا اس پر اعصابی بیماری کا حملہ ہوگا ایک نہ ایک دن —

وروارا میخائلوونا: اس کو تم میرا کیوں کہتی ہو؟

(رومین اندر آتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے یولیا فلیپوونا اور کالیریا آتی ہیں — ولاس کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہیں — وہ واپس مطالعے کے کمرے میں جاتا ہے اور دروازہ بند کر لیتا ہے — اولگا الکسئی‌ونا ماریا لفوونا کو ایک طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتی ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتی ہے —)

رومین: معاف کرنا اتنی رات گئے دھاوا بول رہے ہیں ہم لوگ —

وروارا میخائلوونا: مہمان ہمیشہ میرے سر آنکھوں پر —

یولیا فلیپوونا: گاؤں میں رہنے میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آدمی کو بیکار کے تکلف سے چھٹکارا مل جاتا ہے — ذرا ابھی تم ان کی لڑائی دیکھتے! ان دونوں کی —— اس کی اور ماریا لفوونا کی!

رومین: میں اہم اور بحث طلب چیزوں کے بارے میں اطمینان اور سکون سے بات کر ہی نہیں سکتا —

(ساشا سماور اندر لاتی ہے — وروارا میخائلوونا، جو میز کے پاس کھڑی ہے، چائے کا سامان میز پر رکھتی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ ہدائت دیتی ہے — رومین پیانو کے پاس کھڑا ہے اور سوچتے ہوئے اس کو غور سے گھورتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: تم اتنے جذباتی ہو جاتے ہو کہ تمہاری باتوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا — (وروارا میخائلوونا سے) تمہارے اور میرے میاں برانڈی میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں — مجھے ڈر ہے کہ آج

رنوں چڑھا کر رنگ پر آ جائینگے — میرے میاں کے ایک چچا نہ
انے کہاں سے آن ٹپکے ہیں — پتہ نہیں ان کا کچھہ کاروبار ہے
اید گوشت کی آڑھت ہے یا ترکاریوں کا تیل تیار کرتے ہیں —
ناب کے سر پر سفید گھنگھریالے بالوں کے جنگل کے جنگل اگے ہوئے
یں — ہر وقت ہنسی مذاق کرتے رہتے ہیں — آدمی چونچال ہیں —
کن ہے کہاں ہمارا بانکا نکولائی پیتروویچ؟

زامیسلوف (برآمدے سے): یہاں، تمہاری کھڑکی تلے، میری
سین شیریں!

یولیا فلیپوونا: اندر آ جاؤ — وہاں کیا گپیں ہو رہی ہیں؟

زامیسلوف (اندر آتے ہوئے): میں جوانوں کو گمراہ کر رہا
وں — سونیا اور زیمین مجھے بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ
سان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ سماجی، اخلاقی اور اسی قسم
کے مسئلوں کو حل کرتا رہے — لیکن میرا دعوی ہے کہ زندگی ایک
رٹ ہے — اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے کانوں سے سننے کا آرٹ!

یولیا فلیپوونا: بکواس!

زامیسلوف: یہ نظریہ میں نے اسی آن بنایا ہے لیکن اسے میرا
قیدہ سمجھہ لیجئے — زندگی نام ہے ہر چیز میں لطف اور حسن
لاش کرنے کا، ہاں کھانے پینے میں بھی لطف اور حسن تلاش کرنے
کا — یہ تو درندوں کی طرح لڑتے ہیں —

یولیا فلیپوونا: اس کو روکو کالیریا واسیلی‌ونا —

زامیسلوف: کالیریا واسیلی‌ونا! میں جانتا ہوں کہ تم ہر
حسین چیز پر جان چھڑکتی ہو — پھر اس ناچیز نے کیا قصور
کیا ہے؟ یہ ایک عجیب بے جوڑ اور بے تکی بات ہے!

کالیریا (مسکراتے ہوئے): واقعی تم بجلی ہو، کڑکتی چمکتی
بجلی —

زامیسلوف: اوہ! لیکن ہم یہ تھوڑے ہی کہہ رہے تھے۔ ہم تو یہ کہہ رہے تھے کہ یہ حسینہ اور میں...

یولیا فلیپوونا: بس بس، بہت ہوگیا — ہم یہاں آئے ہیں...

زامیسلوف (کالیریا کی طرف جھکتا ہے): آپ کی خدمت میں...

یولیا فلیپوونا: ہم یہ پوچھنے آئے ہیں...

زامیسلوف (اور زیادہ جھکتے ہوئے): آپ سے...

یولیا فلیپوونا: یہ آدمی مجھے پوچھنے نہ دیگا — چلو ہم تمہارے چھوٹے سے خوبصورت کمرے میں چلیں — میں تو اس کمرے پر جان دیتی ہوں —

زامیسلوف: چلو چلیں — کم از کم وہاں کوئی ہمیں پریشان تو نہ کریگا —

کالیریا (ہنستے ہوئے): اچھا آؤ چلو —

(وہ بچلے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں —)

یولیا فلیپوونا: رک جاؤ رک جاؤ — چچا سے ملوگے تو معلوم ہوگا — جانتے ہو چچا کا نام ہے دفوئے توچئے!

زامیسلوف: دفوئے توچئے —— یعنی میٹھے... واقعی؟

(ہنستے ہوئے پردوں کے پیچھے غایب ہو جاتے ہیں —)

اولگا الکسئی‌ونا: وہ ہر وقت کیسی چہکتی دمکتی رہتی ہے — حالانکہ میں جانتی ہوں اس کی زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے — وہ اور اس کا میاں...

وروارا میخائلوونا (روکھائی سے): میں سمجھتی ہوں اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں، اولگا —

اولگا الکسئی‌ونا: کیا میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو نہیں کہنی چاہئے تھی؟

رومین: ان دنوں کتنی ناکام شادیاں ہوتی ہیں!

سونیا (دروازے سے جھانکتے ہوئے): ممی میں ذرا ٹہلنے جا رہی ہوں —

ماریا لفوونا: لیکن تم تو ابھی ابھی ٹہل کے آئی ہو —

سونیا: وہ تو میں جانتی ہوں — یہ گھر عورتوں سے بھرا ہوا ہے — اور عورتیں بڑا بور کرتی ہیں —

ماریا لفوونا (مذاقاً): زبان کو لگام دے لڑکی! تیری ماں بھی عورت ہے —

سونیا (دوڑتی ہوئی آتی ہے): تم؟ سچ؟ کب سے؟

اولگا الکسئی‌ونا: آخر کیا مطلب ہے اس کا؟

وروارا میخائلوونا: کم از کم تم کو سلام کلام تو کرنا چاہئے —

ماریا لفوونا: سونیا تیری حرکت پر میں شرم سے پانی پانی ہوئی جا رہی ہوں!

سونیا (وروارا میخائلوونا سے): آج ہم پہلے ہی مل چکے ہیں نا؟ میں تو خوشی سے تم کو چومنے کو تیار ہوں — اگر کوئی چیز میرے دل کو بھائے تو میں بڑی دریا دل بن جاتی ہوں... اور اس میں بھلا جاتا بھی کیا ہے —

ماریا لفوونا: اپنی چپڑ چپڑ بند کرو اور راستہ لو —

سونیا: تم میری ماں کے بارے میں کیا سوچتی ہو؟ یکایک جی میں کیا آئی کہ اپنے آپ کو عورت کہنے لگیں -- میں ان کو اٹھارہ برس سے جانتی ہوں اور آج پہلی بار ان کے منہ سے یہ سنا — عجیب بات ہے!

زیمین (جھانکتے ہوئے): تم آ رہی ہو یا نہیں؟

سونیا : ذرا میرے غلام سے ملئے —
وروارا میخائلوونا : تم اندر کیوں نہیں آتے؟
سونیا : وہ شریفوں کی محفل میں آنے کے لائق نہیں —
زیمین : کیونکہ اس نے میری جیکٹ کی آستین پھاڑ دی ہے... اتنی سی بات ہے —
سونیا : اتنی سی بات! لگتا ہے اتنی وجہ کافی نہیں — جناب اور زیادہ چاہتے ہیں — اچھا تو یہی سہی — سمی بعد میں آؤنگی، ایں ٹھیک ہے نا؟ دیکھیں ماکس امر محبت کے بارے میں کیا کہتا ہے — میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتی —
زیمین : تمہیں بڑا لمبا انتظار کھینچنا پڑیگا —
سونیا : میاں! دیکھہ لونگی — خدا حافظ! کیا چاند اب تک چمک رہا ہے؟
زیمین : میں کوئی میاں نہیں! تم جانتی ہو اسپارتا میں... تم مجھے دھکیلتی کیوں ہو... میں تو...
سونیا : تم ابھی مرد نہیں ہوئے ہو — چلو اسپارتا!

(تھوڑی دیر تک باہر سے ان کی باتچیت اور قہقہے کی آواز آتی رہتی ہے —)

رومین : ماریا لفوونا، خوب لڑکی ہے تمہاری!
اولگا الکسئیونا : میں بھی ایسی ہی تھی —
وروارا میخائلوونا : مجھے تم دونوں کا انداز پسند ہے — سب لوگ آجائیں، چائے پیئیں!
ماریا لفوونا : ہاں ہم اچھی سہیلیاں ہیں —
اولگا الکسئیونا : سہیلیاں... کیسے بنتی ہیں سہیلیاں؟
ماریا لفوونا : کیا؟
اولگا الکسئیونا : بچوں سے دوستی کیسے کی جاتی ہے —

ماریا لفوونا: بہت معمولی بات ہے — ان کے ساتھہ کھلے دل سے پیش آؤ — ان سے سچائی کبھی نہ چھپاؤ، ان کو دھوکا مت دو —

رومین (ہنستے ہوئے): ذرا خطرناک کھیل ہے یہ! سچائی کڑوی اور روکھی ہوتی ہے اور اس میں بےاعتباری کا زہر چھپا رہتا ہے — بچے کو اگر بچپن ہی میں سچائی کی بھیانک صورت دکھا دی جائے تو وہ تباہ ہو سکتا ہے —

ماریا لفوونا: اور تمہیں تھوڑا تھوڑا کر کے زہر دینے کا طریقہ زیادہ پسند ہے؟ تاکہ تم یہ دیکھنے کی تکلیف سے بچ جاؤ کہ تمہارے بچے کے دماغ کو کتنا صدمہ پہنچ رہا ہے —

رومین (گرم ہوتے ہوئے گھبراہٹ کے ساتھہ): لیکن میں نے یہ نہیں کہا — بس اتنی سی بات ہے کہ میں ان تمام حرکتوں کے خلاف ہوں... میں ان تمام احمقانہ اور بیکار حرکتوں کے خلاف ہوں جو زندگی سے اس کی شاعری چھین لیتی ہیں — یہ شاعری زندگی کے سخت اور بدنما خط و خال میں نرمی اور لچک پیدا کرتی ہے — زندگی کو سجانا اور سنوارنا چاہئے — اور ہمیں اس سے پرانا لباس اس وقت تک نہیں چھیننا چاہئے جب تک کہ نیا لباس تیار نہ ہو جائے —

ماریا لفوونا: معاف کرنا میری سمجھہ میں نہیں آیا کہ تم کہہ کیا رہے ہو —

رومین: میں انسان کے فریب کھانے کے حق کے بارے میں عرض کر رہا ہوں — تم ہمیشہ زندگی کے گن گاتی ہو — زندگی ہے کیا؟ یہ لفظ ایک لحیم شحیم بے ہنگم دیو کا ہیولا ابھارتا ہے میرے ذہن میں —— اور یہ دیو ہمیشہ قربانی کا مطالبہ کرتا رہتا ہے —— انسان کی قربانی کا — روزانہ یہ دیو انسانی دماغ اور جسم نگلتا رہتا ہے، اس کا خون چاٹتا رہتا ہے — (وروارا میخائلوونا اس کی بات غور سے سنتی ہے اور یکایک اس کے چہرے پر جذباتی ہیجان

کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے — وہ کچھہ جنبش کرتی ہے جیسے اس کو روکنا چاہتی ہو) کیوں؟ میں نہیں جانتا — لیکن میں اتنا جانتا ہوں —— آدمی جتنا زیادہ زندہ رہتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ گندگی اور غلاظت دیکھتا ہے، ذلیل اور گھناؤنی غلاظت اور اسی لئے اس کے دل میں حسن اور پاکیزگی کی تڑپ بڑھتی جاتی ہے — اسی لئے انسان اپنے اندر روشنی اور اندھیرے کی ٹکر ختم نہیں کر پاتا، وہ اپنی زندگی سے غلاظت اور برائی کو دور نہیں کر پاتا — کم ازکم اس کو ان چیزوں سے آنکھیں تو بند کر لینے دو جو اس کی روح کو کھائے جا رہی ہیں — اس کو ان سب چیزوں سے منہ پھیر لینے دو جن سے اس کے دل پر چوٹ لگتی ہے — انسان سکون چاہتا ہے، انسان بھولنا چاہتا ہے — وہ آرام اور چین سے رہنا چاہتا ہے — (وروارا میخائلوونا سے اس کی آنکھیں چار ہوتی ہیں اور وہ اپنی بات ختم کر دیتا ہے —)

ماریا لفوونا (اطمینان سے): تمہارے ذہن میں جو ہستی ہے کیا وہ جذبے سے اس قدر خالی ہے؟ افسوس! کیا اسی لئے تم یہ سمجھتے ہو کہ اسے آرام اور چین کا حق ہے؟ یہ توکوئی مزیدار بات نہ ہوئی!

رومین (وروارا میخائلوونا سے): معاف کرنا میں جوش میں بہہ گیا — ظاہر ہے تمہیں میری بات بری لگی —

وروارا میخائلوونا: نہیں تمہارے جوش میں برائی نہیں —

رومین: تو پھر؟

وروارا میخائلوونا (اطمینان اور آہستگی سے): مجھے یاد ہے دو برس پہلے تم نے بالکل دوسری بات کہی تھی... وہ بات بھی اتنے ہی جوش اور اتنے ہی یقین کے ساتھہ کہی تھی —

رومین (بھڑکتے ہوئے): لیکن آدمی بدلتا ہے اور اس کے ساتھہ ساتھہ اس کا خیال بھی —

ماریا لفوونا: ہاں اس کے خیالات سہمی ہوئی چمگادڑ کی طرح
پھڑک کر کبھی ادھر بھٹکتے ہیں کبھی ادھر — یہ بہت ہی حقیر
ور تاریک خیال!..

رومین (اسی طرح بھڑکتے ہوئے): ہاں بھول بھلیوں ہی میں
ہی مگر خیالات آگے تو بڑھتے رہتے ہیں — لگتا ہے ماریا لفوونا
م کو میرے خلوص پر شبہہ ہے؟

ماریا لفوونا: اوہ نہیں — یہ تو میں دیکھہ سکتی ہوں کہ
م بڑی ایمان داری سے چیخ چلا رہے ہو — ہسٹریا کے مریضوں
ا مجھہ پر بالکل اثر نہیں ہوتا — لیکن میں اتنا یقین سے کہہ سکتی
ہوں کہ تم کسی چیز سے ڈر گئے ہو — اسی وجہ سے تم چھپنا
چاہتے ہو — اور تم اکیلے نہیں ہو — یہ دنیا ہول کھائے ہوئے
وگوں سے بھری پڑی ہے —

رومین: ہاں بھری پڑی ہے کیونکہ لوگوں کو زندگی کی
ھیانک حقیقتوں کا زیادہ سے زیادہ صاف اور شدید احساس ہونے لگا
ہے — زندگی جس کے مقدر پر پہلے ہی سے مہر لگ جاتی ہے —
احد اتفاق کی بات ہے انسانی وجود اور اس کا نہ کوئی مقصد ہے
ور نہ معنی!

ماریا لفوونا (سکون سے): اپنے وجود کے اس اتفاقیہ عنصر
کو ذرا اوپر اٹھاؤ اور سماجی تقاضے کی سطح پر پہنچا دو اور تب
ندگی میں معنویت پیدا ہو جائیگی —

اولگا الکسئیونا: جب لوگ ایک دوسرے پر جھپٹتے ہیں،
یک دوسرے پر الزام دھرتے ہیں تو میرا لہو خشک ہو جاتا ہے —
مجھے لگتا ہے جیسے لوگ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں، مجھہ
ر انگلی اٹھا رہے ہیں — دنیا میں نیکی اور شرافت کا ایسا ٹوٹا پڑا
ہے — اچھا اب میرے جانے کا وقت ہو گیا — میں یہاں آنا چاہتی
ہوں واریا — یہاں ہمیشہ کچھہ دلچسپ باتیں سننے کو ملتی ہیں —

کچھہ ایسی چیزیں، ہاں کیا کہوں؟ ہاں کچھہ ایسی تیں جو
سے انسان کے دل کے تار تھرتھرانے لگتے ہیں — لیکن اب بہت دیر
ہو گئی — مجھے جانا چاہئے —

وروارا میخائلوونا : میری اچھی اولگا، ابھی مت جاؤ — کیوں
اس طرح یکایک منہ اٹھا کر کیوں چل دیں؟ گھر والوں کو تمہاری
ضرورت ہوئی تو بلوا بھیجینگے —

اولگا الکسئیوونا : مجھے امید ہے وہ ضرور بلا بھیجینگے — بہت
اچھا — میں کچھہ دیر اور ٹھہر جاتی ہوں —

(جاتی ہے اور صوفے پر بیٹھہ جاتی ہے — رومین برآمدے
کے دروازے پر کھڑا ہے اور گھبراتے ہوئے شیشے کو
انگلیوں سے بجاتا ہے —)

وروارا میخائلوونا (فکر میں کھوئی ہوئی) : ہماری زندگی کتنی
عجیب ہے! ہم بکتے رہتے ہیں، بکتے رہتے ہیں اور کرتے کچھہ
نہیں — ہم بھانت بھانت کی رائیں قائم کر لیتے ہیں اور ہم ان کو
قبول کرنے یا ٹھکرانے میں ضرورت سے زیادہ جلدی سے کام لیتے ہیں -
لیکن ہمارے دل میں سچی خواہشیں نہیں ہیں... صاف شفاف
زوردار خواہشیں —

رومین : کیا تمہاری مراد مجھہ سے ہے؟

وروارا میخائلوونا : ہر شخص سے — ہماری زندگی بوجھل، بناوٹی
اور مکروہ ہے —

یولیا فلیپوونا (دوڑتی ہوئی اندر آتی ہے — اس کے پیچھے
پیچھے کالیریا آتی ہے) : مجھے بچاؤ لوگو، بچاؤ!

کالیریا : لیکن سچ یہ فضول ہے...

یولیا فلیپوونا : اس نے ایک نئی نظم لکھی ہے اور وعدہ کیا
ہے — نئے بالک گھر کے لئے جو جلسہ ہو رہا ہے اس میں پڑھہ کر

سنائیگی — لیکن میں چاہتی ہوں ابھی پڑھہ کر سنائے — کہو، کہو نا اس سے!

رومین: کیوں نہیں سناتیں کالیریا واسیلیونا؟ میں تمہاری شاعری کا رسیا ہوں — تمہاری شاعری سے میرے دل کو بڑا سکون ملتا ہے —

ماریا لفوونا: میں بھی سننا چاہتی ہوں — اس بحثا بحثی سے ہمارے اندر بڑا کھراپن اور بڑا تناؤ پیدا ہو جاتا ہے— سناؤ پڑھہ کر میری جان —

وروارا میخائلوونا: کوئی نئی چیز ہے کالیریا؟

کالیریا: ہاں، نثر کی چیز ہے — بڑی بوجھل —

یولیا فلیپوونا: پڑھو تو سہی — بڑی پیاری چیز ہے — کیوں نہیں پڑھتیں ایں؟ آؤ اور لوگوں کو بھی بلا لیں —

(باہر جاتی ہے اور کالیریا کو اپنے ساتھہ کھینچ کر لے جاتی ہے —)

ماریا لفوونا: ولاس میخائلووچ کہاں ہے؟

وروارا میخائلوونا: مطالعے کے کمرے میں — اس پر کام کا بھوت سوار ہے —

ماریا لفوونا: مجھے لگتا ہے کہیں آج شام میں نے اس کے ساتھہ ضرورت سے زیادہ کھراپن تو نہیں برتا — مجھے اس کا ہر وقت کا مسخراپن دیکھہ کر اس پر بڑا ترس آتا ہے —

وروارا میخائلوونا: ہے نا؟ کاش تم اس سے ذرا بھلا سلوک کر سکتیں — وہ اس کا مستحق ہے — بے شمار لوگوں نے اس پر اپنی نصیحتوں کی بارش کی ہے — لیکن کسی نے اس کو گلے نہیں لگایا —

ماریا لفوونا (مسکراتی ہے): ہم سب کا ایک ہی جیسا تجربہ ہے، ہے نا؟ یہی وجہ ہے کہ ہم اتنے کھرے اور کٹ کھنے

ہیں، اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے لئے پتھر بن گئے ہیں —

وروارا میخائلوونا : وہ اپنے ابا کے ساتھہ رہتا تھا — ابا ہمیشہ نشے میں دھت رہتے اور اس کی خوب خبر لیتے —

ماریا لفوونا : جاکر دیکھوں، ذرا باتچیت کروں —

(مطالعے کے کمرے کے دروازے پر جاتی ہے، کھٹکھٹاتی ہے اور اندر چلی جاتی ہے —)

رومین (وروارا میخائلوونا سے) : لگتا ہے ماریا لفوونا سے تمہاری گاڑھی چھن رہی ہے —

وروارا میخائلوونا : ہاں مجھے وہ بھاتی ہے —

اولگا الکسئی‌ونا (آہستہ سے) : وہ اپنی رائیوں کے معاملے میں کتنی کٹر ہے! بالکل دوٹوک!

رومین : اس میں مذہبیوں جیسا کٹرپن اور سنگ دلی ہے — بالکل بے حس اور دوٹوک! آدمی کو یہ چیز کیسے بھا سکتی ہے میری سمجھہ سے بالا ہے —

دوداکوف (گلیارے سے آتے ہوئے) : آداب عرض ہے— معاف کرنا بیچ میں آن ٹپکا — اچھا تو اولگا تم یہاں ہو؟ چل رہی ہو گھر؟

اولگا الکسئی‌ونا : اگر میری ضرورت ہو تو میں ابھی کھڑی کھڑی چل دوں — کیا تم باہر ٹہلنے کے لئے گئے تھے؟

وروارا میخائلوونا : ایک گلاس چائے کیوں نہ ہو جائے کیریل اکیموویچ؟

دوداکوف : نہیں، شکریہ — میں اتنی رات گئے چائے نہیں پیتا — پاول سرگئی‌وچ میں تم سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں — کیا میں کل آ سکتا ہوں؟

رومین : ہاں ہاں ضرور —

دوداکوف: بگڑے چال چلن کے کم‌سن بچوں کے گھر کے بارے میں بات کرنی ہے — وہ ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ مصیبت ڈھاتے رہتے ہیں! لگتا ہے کہ بچوں کی پٹائی ہوتی ہے وہاں... کل کے اخبار میں اس کے کارن میری اور تمہاری ایسی خبر لی گئی ہے کہ توبہ بھلی —

رومین: سچی بات تو یہ ہے کہ میں وہاں بہت دنوں سے گیا ہی نہیں ہوں — یہاں سر کھجانے کی فرصت ہی نہیں ملتی —

دوداکوف: ہونہہ، ہم میں سے کسی کے پاس وقت نہیں — ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور کبھی کسی منزل تک نہیں پہنچتے — بتاؤ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ رہا میں سو میں تو تھک کر چور ہو گیا ہوں — میں تو سکون کی تلاش میں ذرا سا جنگل کی طرف نکل گیا تھا — جنگل کی ہوا کھانے سے مجھے کچھہ سکون ہو جاتا ہے... ورنہ... میرے دل میں تو ایک کھلبلی سی مچی رہتی ہے...

وروارا میخائلوونا: تمہارا منہ اترا ہوا ہے —

دوداکوف: اس میں تعجب کی کیا بات ہے! آج مجھے پھر ایک مصیبت جھیلنی پڑی — وہ جو ہے نا اپنا کاٹھہ کا الو چیف — کم بخت نے شکائت کی کہ ہم کفائت شعاری سے کام نہیں لیتے — مریض بہت زیادہ کھانا کھاتے ہیں اور ہم ان کو بہت زیادہ کونین دیتے ہیں — سب سے پہلی بات یہ کہ اس کو اس معاملے سے کوئی سروکار نہیں — دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ نیچے نگر میں نالوں کی ذرا سی صفائی کرا دیتے تو ہمیں ایک ذرہ کونین کا خرچ نہیں کرنا پڑتا — کیا وہ سمجھتا ہے کہ میں پھانکتا ہوں کونین؟ مجھے کونین سے گھن آتی ہے... بد تمیزی تو دیکھو!

اولگا الکسئی‌ونا: کیریل، اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کیوں پریشان ہوتے ہو؟ میں تو سمجھتی ہوں کہ اب تک تمہیں کڑوے گھونٹوں کا عادی ہو جانا چاہئے تھا —

دوداکوف: میری پوری زندگی ان ہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھری ہوئی ہے — اور آخر ''عادی،، سے کیا مطلب ہے تمہارا؟ کس کا عادی؟ ان احمقوں کا عادی ہو جاؤں جو چاہے جانیں خاک نہیں مگر ٹانگیں ضرور اڑائینگے دوسروں کے کاموں میں اور ان کو ہرگز اپنا کام کرنے نہ دینگے؟ ہاں میں رفتہ رفتہ ان کا عادی بنتا جا رہا ہوں — جب چیف کہتا ہے تو ٹھیک ہے... مجھے اور زیادہ کفائت شعار ہونا چاہئے... چاہے ایسا کرنے میں خود میرے کام کا پٹرا ہی کیوں نہ لگ جائے — میری اپنی پریکٹس تو ہے نہیں۔ اس لئے یہ کام نہیں چھوڑ سکتا —

اولگا الکسئی‌ونا (لعنت ملامت کے انداز میں): کیوں کیریل، اس لئے نا کہ تمہارا کنبہ بہت بڑا ہے؟ میں تمہارے منہ سے یہ بات پہلے بھی سن چکی ہوں — لیکن ہاں یہاں دوہرانا ٹھیک نہیں — کتنی غلط ہے یہ بات! کتنی بےدردی ہے اس میں! (وہ شال سر پر ڈالتی ہے اور تیزی سے وروارا میخائلوونا کے کمرے کی طرف جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا (اس کے پیچھے بھاگتی ہے): اولگا! کیا کہہ رہی ہو تم؟

اولگا الکسئی‌ونا (قریب قریب سسکتے ہوئے): مجھے جانے دو! میں یہ سب کچھ سن چکی ہوں...

(دونوں وروارا میخائلوونا کے کمرے میں چلی جاتی ہیں —)

دوداکوف: لو بیٹھے بٹھائے مصیبت گلے پڑ گئی! دور دور میرے دماغ میں اس کا خیال نہیں تھا — معاف کرنا پاول سرگئی‌وچ،

مجھے بالکل خیال نہ تھا کہ بات کہاں سے کہاں پہنچ جائیگی — میں... میں بہت پریشان ہوں —

(تیزی سے باہر نکل جاتا ہے، دروازے میں اس کی مڈبھیڑ کالیریا، یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف سے ہوتی ہے—)

یولیا فلیپوونا : ڈاکٹر نے ہمیں دھکیل کر گرا ہی دیا ہوتا — کیا ہوا اس کو؟

رومین : جگر کا فعل ٹھیک نہیں — (وروارا میخائلوونا اندر آتی ہے) اولگا الکسئیوونا چلی گئی؟

وروارا میخائلوونا : ہاں —

یولیا فلیپوونا : مجھے اس ڈاکٹر پر ذرا اعتبار نہیں — مجھے تو وہ کچھہ بیمار سا دکھتا ہے — وہ ہکلاتا ہے اور پتہ نہیں کس دنیا میں کھویا رہتا ہے... مزے میں چمچہ تو اپنی عینک کے خول میں ٹھونس دیگا اور چائے میں نشتر سے شکر گھولنے لگیگا — وہ اپنی بدحواسی میں نسخے میں بھی ایسی ہی غلطی کر سکتا ہے اور ہمیں زہر دے کر دوسری دنیا کی سیر کرا سکتا ہے —

رومین : دیکھہ لینا اس کا انجام برا ہوگا — وہ گولی مارکر خودکشی کر لیگا —

وروارا میخائلوونا : تم یہ بات کتنے اطمینان سے کہہ رہے ہو!

رومین : ڈاکٹروں کی تان اکثر خودکشی پر ٹوٹتی ہے —

وروارا میخائلوونا : ہمارے دل میں انسان سے زیادہ انسان کی باتیں ہلچل مچا دیتی ہیں —

رومین (چونکتے ہوئے) : وروارا میخائلوونا!

(کالیریا پیانو کے قریب بیٹھہ جاتی ہے — زامیسلوف اس کے پاس بیٹھتا ہے —)

زامیسلوف: ٹھیک ہے نا؟
کالیریا: کافی ہے —
زامیسلوف: بھئی، سب لوگ خاموش!

(ماریا لفوونا اور ولاس ہشاش بشاش اندر آتے ہیں —)

ولاس: تو اب ہمیں شاعری سننی ہے؟ کیوں؟
کالیریا (چڑکر): اگر تمہارا جی چاہے تو سنو اور اتنا شور نہ مچاؤ —
ولاس: اے زندہ روحو دور ہو جاؤ!
ماریا لفوونا: ہاں ہم ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالینگے!
کالیریا: بہت خوب — یہ شاعری نثر میں ہے — اس کی دھن تیار کرنی ہوگی —
یولیا فلیپوونا: اچھا ساز کی سنگت میں پڑھی جائیگی! کتنا اچھا ہوگا! میں تو ہر انوکھی بات پر جان دیتی ہوں — میں تو بچے کی طرح ہوں جس کی باچھیں تصویر کے کارڈ اور موٹر دیکھتے ہی کھل جاتی ہیں...
ولاس (اس کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے): بھونچال، گراموفون، زکام...
کالیریا (زور اور روکھے پن سے): تو میں شروع کروں؟ (ہر شخص جلدی سے بیٹھ جاتا ہے — کالیریا ایک دو منٹ پیانو کی پتیوں پر انگلیاں دوڑاتی رہتی ہے) اس کا عنوان ہے ''ایدلویس کا پھول،، —
''آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آلپس کی چوٹیاں جنم جنم سے برف کے کفن میں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے اوپر اور اردگرد ایک ٹھنڈے سکوت کا راج ہے اور یہ خاموشی فکرودانش کی خاموشی ہے جو پرشکوہ بلندیوں سے ہوا کی لہروں میں بہتی ہوئی زمین پر اتر رہی ہے —

پہاڑوں کی چوٹیوں پر بیکراں آسمانی وسعتیں سایہ‌فگن ہیں اور جھلملاتے ہوئے ستارے اپنی اداس روشنی برف پر بکھیر رہے ہیں —

پہاڑوں کے دامن میں، زمین کی تنگ وادیوں میں، زندگی خوف سے لرز رہی ہے اور تیزی سے پھل پھول رہی ہے اور انسان —— اس زمین کا پروردگار —— دکھہ درد کے بوجھہ تلے دبا جا رہا ہے —

دھرتی کی گپھاؤں سے قہقہے اور کراہیں تڑپتی ہوئی باہر نکل رہی ہیں، غصے بھری چیخیں ابھر رہی ہیں، محبت کا دھواں پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھہ رہا ہے... ہاں دھرتی کی گپھاؤں سے زندگی کا تلخ اور ان گنت آوازوں کے ساتھہ پھوٹتا ہوا سنگیت ابل رہا ہے — لیکن پہاڑوں کی چوٹیاں چپ ہیں، ستارے بے جان ہیں اور ان کے کان انسان کی آہ و کراہ کے لئے بہرے ہیں —

آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آلپس کی چوٹیاں جنم جنم سے برف کے کفن میں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے اوپر اور اردگرد ٹھنڈے سکوت کا راج ہے اور یہ خاموشی، فکر و دانش کی خاموشی ہے جو پرشکوہ بلندیوں سے ہوا کی لہروں میں بہتی ہوئی زمین پر اتر رہی ہے —

لیکن ایسا لگتا ہے جیسے دھرتی کی بپتا کا راز بتانے کے لئے، انسان کے دکھہ درد کی کہانی سنانے کے لئے، چوٹیوں کے قدموں میں، خاموشی کی نگری میں ایک اداس پہاڑی پھول کھل اٹھا ہے —— اور اس پھول کا نام ہے ایدلویس...

آکاش کی بیکراں پہنائیوں میں بہت دور بلندیوں میں شاندار اور خاموش سورج تیر رہا ہے اور بےآواز چاند اپنی ٹھنڈی روشنی برسا رہا ہے اور ستارے ہکابکا سے نیچے گھور رہے ہیں —

اور ہر روز بلندیوں سے خاموشی کی ٹھنڈی چادریں اس اکیلے پھول ایدلویس کو اپنی آغوش میں چھپا لینے کے لئے اترتی رہتی ہیں — ،،

(وقفہ — سب اپنے اپنے خیال میں کھو جاتے ہیں —
دور سے چوکیدار کی سیٹی سنائی دیتی ہے — کالیریا پھٹی
پھٹی آنکھوں سے خلا میں گھورتی ہوئی بیٹھی رہتی ہے —)

یولیا فلیپوونا (نرمی سے): کتنی پیاری چیز ہے! کتنی غم انگیز... پاک...

زامیسلوف: سنو تم یہ چیز ایک خاص لباس میں سناؤ — ڈھیلے ڈھالے سفید لباس میں، جیسے ایدلویس کا سفید پھول — ذرا تصور کرو؟ بڑا پراثر ہے!

ولاس (پیانو کے پاس جاتے ہوئے): مجھے بھی یہ چیز پسند آئی — سچ — (گھبرا کر ہنستے ہوئے) بہت خوب! شاندار! جیسے چلچلاتے دن میں ٹھنڈا شربت!

کالیریا: بھاگ جاؤ!

ولاس: میں سچ کہہ رہا ہوں — آنکھہ بھوؤں نہ چڑھاؤ —

ساشا (اندر آتے ہوئے): شالیموف صاحب تشریف لائے ہیں —

(کمرے میں ایک ہلچل سی مچ جاتی ہے — وروارا
میخائلوونا دروازے کی طرف بڑھتی ہے مگر شالیموف پر
نظر پڑتے ہی رک جاتی ہے — شالیموف گنجا ہے —)

شالیموف: مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی...

وروارا میخائلوونا (دھیرے سے رکتے ہوئے): اندر آئیے... آئیے — سرگئی... آیا ہی چاہتے ہیں...

پردہ

دُوسرا ایکٹ

باسوف کے مکان کے سامنے ایک لان — یہ لان صنوبر، سرو اور برچ کے درختوں سے گھرا ہوا ہے — برآمدے میں پردے پڑے ہوئے ہیں — اسٹیج کے بائیں طرف آگے کو صنوبر کے دو درخت ہیں اور ان کے سائے میں ایک گول میز اور تین کرسیاں رکھی ہیں — اسٹیج کے دائیں طرف آگے کو درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک چوڑی بنچ رکھی ہے — درختوں کے پیچھے ایک سڑک جنگلوں کی طرف جاتی ہے — دائیں طرف پیچھے ایک کھلا اسٹیج ہے جس کے سامنے چند بنچیں رکھی نظر آتی ہیں — ایک راستہ اس کو سوسلوف کے گھر سے ملاتا ہے — شام کا وقت ہے — سورج ڈوب رہا ہے — کالیریا کے پیانو بجانے کی آواز آتی ہے — پوستوبائکا آہستہ آہستہ اور بڑی محنت سے اسٹیج کے سامنے بنچیں رکھہ رہا ہے — کروپیلکن شانے پر بندوق لٹکائے صنوبر کے پاس کھڑا ہے —

کروپیلکن: امسال کس نے لیا ہے وہ بنگلہ؟

پوستوبائکا (کھرے، بھاری لہجے میں): کوئی انجنیر ہے — اس کا نام ہے سوسلوف —

کروپیلکن: نئے لوگ ہیں ایں؟

پوستوبائکا: کیا کہا تم نے؟

کروپیلکن : میں نے کہا نئے لوگ! میرا مطلب ہے پار سال والے لوگ نہیں ہیں...

پوستوبائکا (پائپ نکالتے ہوئے) : وہی ہیں — سب ایک ہی جیسے ہیں —

کروپیلکن (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) : اوہ، میں جانتا ہوں — سب کا دماغ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے —

پوستوبائکا : یہ بنگلے والے سبھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں — پچھلے پانچ برس میں میں نے اتنے بابو لوگ دیکھے ہیں کہ گن بھی نہیں سکتے... جیسے برستی برسات میں چھبچے میں بلبلے... ابھرے اور پھٹ سے ٹوٹ گئے، ابھرے اور پھٹ سے ٹوٹ گئے —

(کچھ نوجوان اکارڈئین، چھتارے وغیرہ سے لیس ہنستے ہوئے مکان کے پچھواڑے سے نکلتے ہیں اور جنگل کی طرف جاتے ہوئے راستے پر غائب ہو جاتے ہیں —)

کروپیلکن : سنا؟ گانا بجانا — کیا یہ لوگ کوئی تماشا بھی کرینگے؟

پوستوبائکا : کیوں نہیں؟ وہ بھوکوں تھوڑے ہی مر رہے ہیں —

کروپیلکن : میں نے ان کا تماشا نہیں دیکھا— بڑا مزا آتا ہوگا — تم نے دیکھا ہے کیا؟

پوستوبائکا : بھیا ان آنکھوں نے کیا نہیں دیکھا —

(اسٹیج کے دائیں طرف سے دفوئے توچئے کا زوردار قہقہہ سنائی دیتا ہے —)

کروپیلکن : کیسا ہوتا ہے تماشا؟

پوستوبائکا : کوئی خاص بات نہیں ہوتی — ٹھاٹ سے کپڑے پہن لیتے ہیں — اور پھر جو جی میں آتا ہے بکنے لگتے ہیں — پھر

پیختے ھیں اور لپکتے ھیں، لگتا ھے جیسے بڑا تیر ھی تو مار
ینگے... ایسا لگتا ھے جیسے ان کے دماغ چل گئے ھیں — ایک
.وسرے کو جل دیتے ھیں — ایک آدمی اپنے آپ کو ایمان‌دار اور
کھرا بتاتا ھے، دوسرا دماغ والا اور پھر تیسرا آتا ھے —— کچلا ھوا
ور مردہ — جو جی چاھے بن جاؤ — خوشی کا سودا ھے —

(بائیں طرف اسٹیج پر کوئی اپنے کتے کو پکارتا ھے
''بایان! یہاں آ، ادھر!،، پوستوبائکا ھتوڑے سے بنچ میں
کیل ٹھونکتا ھے—)

کروپیلکن : ذرا سوچو! ھونہہ! اور کیا یہ لوگ گاتے بھی ھیں؟
پوستوبائکا : ھاں کوئی ایسا گاتے بھی نہیں — کبھی کبھی
نجنیر کی جورو زور باندھتی ھے — کیا زٹیل آواز پائی ھے —
کروپیلکن : لو وہ ادھر ھی آ رھے ھیں —
پوستوبائکا : آتے ھیں تو آئیں —

(دفوئے‌توچئے دائیں طرف سے آتا ھے — اس کے پیچھے
پیچھے سوسلوف آتا ھے —)

دفوئے‌توچئے (خوشگوار لہجے میں) : بھلا تم کون ھوتے ھو
ھنسنے والے مجھ پر؟ میاں ابھی چالیس کے نہیں ھوئے اور سر دیکھو
چٹیل میدان — اور لو یہاں دیکھو — ساٹھ کا ھوا مگر دیکھہ لو ھرا
بھرا سر — بال سفید ھیں تو کیا ھوا — خیال رھے! ھا ھا!

(پوستوبائکا آھستہ آھستہ، بھونڈے‌پن سے بنچ سے الجھتا
رھتا ھے — کروپیلکن اسٹیج سے کھسک جاتا ھے —)

سوسلوف : لیجئے یہ تو اور بھی اچھا ھے آپ کے لئے — ھاں تو
اب اپنی بات کہئے —

دفوئے توچئے : آؤ بیٹھہ جائیں — ہاں تو ٹھیک اس وقت جرمنوں نے اپنی صورت دکھائی — میری فیکٹری پرانی ہے، دقیانوسی اور اس میں بیکار کی مشینوں کا کباڑ بھرا ہوا ہے — ان کی مشینیں نئی ہیں — صاف بات ہے ان کا تیار کیا ہوا سامان ہماری فیکٹری کے سامان سے زیادہ اچھا اور سستا تھا — میں نے تاڑ لیا کہ اپنی لٹیا ڈوبنے والی ہے — ان جرمنوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا — اس لئے میں نے بیچنے کی ٹھان لی — (سوچنے لگتا ہے —)

سوسلوف : کیا آپ نے سب کچھہ بیچ دیا ؟

دفوئے توچئے : سب کچھہ، شہر کا گھر چھوڑ دیا، باقی سب کچھہ — بہت بڑا اور پرانا مکان... اور اب میرے کرنے کو کچھہ نہیں رہ گیا ہے — بس بیٹھا رہوں اور اپنے روپے گنتا رہوں — ہونہہ! کہاوت ہے حماقت میں سٹھیائے ہوئے بڈھے کا جواب نہیں — جیسے ہی میں نے سب کچھہ بیچ ڈالا، مجھے لگا کہ سب کچھہ ڈوب گیا ہے — میں اکتا گیا ہوں... سمجھہ میں نہیں آتا اپنا کیا حال کروں — یہ ہاتھہ — دیکھو میرے ہاتھہ... کیسے بےہنگم لگتے ہیں — پہلے میں نے پھوٹی آنکھہ سے بھی نہیں دیکھا تھا — اور اب یہ ہاتھہ لٹکتے رہتے ہیں، مجھہ سے الجھتے رہتے ہیں — (ہنستا ہے — وقفہ — وروارا میخائلوونا نکل کے برآمدے میں آتی ہے اور اپنے خیال میں گم ٹہلتی ہے — اس کے ہاتھہ پیچھے بندھے ہوئے ہیں) دیکھنا باسوف کی بیوی — کیا عورت ہے، ہیرا ہے ہیرا! کاش میری عمر دس برس کم ہوتی!

سوسلوف : لیکن آپ کا بیاہ تو ہو چکا ہے نا؟

دفوئے توچئے : کبھی ہوا تھا — ایک بار نہیں کئی بار — چند تو مر کھپ گئیں اور چند مجھے دغا دے گئیں — میرے بچے بھی تھے — دو لڑکیاں — دونوں مر گئیں — ایک بیٹا بھی تھا — وہ پانی میں ڈوب کر بچھڑ گیا — عورتوں کے معاملے میں میں بڑا قسمت

کا دھنی نکلا — میں نے ساری شادیاں یہیں، روس میں کیں — روس میں تو عورت کو پھانس لینا بائیں ہاتھہ کا کھیل ہے! تم بڑے بودے شوہر ہو — جب کبھی میں یہاں کاروبار کرنے آتا ،میں کسی حسین عورت کی گھات میں رہتا، کبھی ادھر جھانکتا، کبھی ادھر — کوئی چوکھی عورت نظر آگئی... اس کا شوہر ٹھہرا فدوی قسم کا آدمی، پھٹی پرانی ٹوپی... پھر کیا ہے... تم جانو ایسی پری کو میشے میں اتارنے میں کیا دیر لگتی ہے! ہاہا! (ولاس برآمدے میں نکل کر آتا ہے اور اپنی بہن کو دیکھتا ہے) لیکن یہ سب بھولی بسری باتیں ہیں — اب کچھہ بھی نہیں، کوئی بھی نہیں میرے پاس —

سوسلوف: آپ کا کیا ارادہ ہے؟

دفوئے توچئے: میں کچھہ نہیں جانتا — شاید تم کچھہ صلاح دے سکو مجھے؟ مجھہ پر تمہارے مچھلی کے شوربے کا کوئی رعب نہیں پڑا اور نہ تمہارے پورک کا رنگ جما — بھلا بتاؤ گرمیوں میں پورک کون کھاتا ہے؟

ولاس: واریا، کون سا خیال ستا رہا ہے تمہارے دل کو؟

وروارا میخائلوونا: اوہ کچھہ بھی نہیں — میری ہستی کتنی منحوس ناک ہے، ہے نا؟

ولاس (اس کی کمر میں ہاتھہ ڈال دیتا ہے): میں کوئی ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس سے تمہارے دل پر پھایا پڑے — لیکن مجھہ میں نہیں آتا کیا کہوں —

وروارا میخائلوونا: مجھے چھوڑ دو، مجھے اکیلی چھوڑ دو —

دفوئے توچئے: ولاس ادھر ہی آ رہا ہے —

سوسلوف: مسخرا —

دفوئے توچئے: بڑا زندہ دل نوجوان ہے — لیکن بیکار معلوم ہوتا ہے —

ولاس (قریب آتے ہوئے): کون ہے بیکار؟

دفوئے توچئے: ارے وہ... میرا بھتیجا اور کون — ہاہا
لیکن تم بھی کاروبار کے زیادہ شوقین نہیں دکھتے —
ولاس: اتنی جلدی یہ بے تکلفی معاف— لیکن مجھے لگتا ہے ''کاروبار،
سے آپ کی مراد ہے اپنے بھائی انسانوں کا خون چوسنا، ہے نا
ہاں اس معنی میں تو افسوس ہے کہ میں ''کاروبار،، کا کوئ
شوق نہیں رکھتا— آپ ٹھیک کہتے ہیں— مجھے کوئ
دلچسپی نہیں —
دفوئے توچئے: ہاہا! اس میں پریشانی کی بات نہیں! بڑا وقت
پڑا ہے ابھی— جوانی میں کاروباری ہونا بڑا مشکل کام ہے — تمہا
ضمیر ابھی پکا نہیں ہے اور ابھی تمہاری کھوپڑی میں مغز
بجائے گلابی گلابی سی کھیر بھری ہوئی ہے — لیکن جب
بڑے ہو جاؤگے تو اپنے پڑوسیوں کا لہو پی کر جی
تمہیں بڑا آسان معلوم ہوگا— ہاہا! موٹا ہونے کا بہترین
نسخہ ہے یہ!
ولاس: معلوم ہوتا ہے آپ نے اس میدان میں کافی تجربہ حاصل
کیا ہے — میں آپ کی اس بات پر پورا یقین کرتا ہوں — (جھکتا ہے
اور باہر چلا جاتا ہے —)
دفوئے توچئے: ہاہا! مجھے چپت لگا کر اسے کتنا مزا آیا
اچھا لڑکا ہے! اپنے آپ کو ہیرو سمجھتا ہے — اور ٹھیک ہے — اگر
اس کا جی خوش ہو تو کیا حرج ہے — (سر جھکاتا ہے اور خاموش
بیٹھا رہتا ہے —)
کالیریا (برآمدے میں نکلتے ہوئے): وہ تمہیں بدلا ہوا نظر
آیا — اس پر اب تک جی کڑھا رہی ہو؟
وروارا میخائلوونا (آہستہ سے): ہاں —
کالیریا: اب تمہارے آگے کون سی منزل ہے؟
وروارا میخائلوونا (فکر میں ڈوبی ہوئی): معلوم نہیں —

(کالیریا کندھے جھٹکتی ہے اور برآمدے سے اترتی ہے —
بائیں طرف جاتی ہے اور مکان کے پیچھے غائب ہو جاتی ہے—)

دفوئے توچئے : ہونہہ! اچھا تو بتاؤ پیوتر کیا صلاح ہے تمہاری؟
یں کروں تو کیا کروں؟

سوسلوف : اس کا فیصلہ چٹ پٹ تو ہو نہیں سکتا — ہمیں اس
ر سوچنا ہوگا —

دفوئے توچئے : سوچنا ہوگا؟ واہ! کیا کہا؟

سوسلوف : کچھہ بھی نہیں —

دفوئے توچئے : مجھے یقین ہے تم کبھی کوئی بات نہیں کہہ
کوگے — لو ادھر ادیب اور وکیل صاحب تشریف لا رہے ہیں —
نالیموف اور باسوف دائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ہیں — وہ سوسلوف
ر دفوئے توچئے کی طرف سر جھکا کر سلام کلام کرتے ہیں اور صنوبروں
ے سائے میں چلے جاتے ہیں اور وہاں میز پر بیٹھہ جاتے ہیں — باسوف
ے شانے پر تولیہ دھرا ہوا ہے) ٹہلنے چل دئے؟

باسوف : ہم اشنان کرکے آرہے ہیں —

دفوئے توچئے : پانی ٹھنڈا تھا کیا؟

باسوف : نہیں بہت زیادہ ٹھنڈا تو نہیں تھا —

دفوئے توچئے : چلوں میں بھی ڈبکی لگا آؤں — چلو پیوتر — ہو
کتا ہے میں ڈوب جاؤں اور تم کو میرا روپیہ ذرا جلدی ہاتھہ آ جائے —

سوسلوف : میں ابھی نہیں جا سکتا — میں ان لوگوں سے بات کرنا
اہتا ہوں —

دفوئے توچئے : اچھا تو میں چلا —

(اٹھتا ہے اور دائیں طرف جنگل میں چلا جاتا ہے —
سوسلوف اس کو دیکھتا رہتا ہے — پھر ہنستے ہوئے
اٹھتا ہے اور باسوف کے پاس چلا جاتا ہے —)

باسوف: واریا، ذرا ایک بوتل بیئر بھجوا دو — نہیں تین — ھا
کیسی چھن رہی ہے چچا سے؟

(وروارا میخائلوونا اندر چلی جاتی ہے —)

سوسلوف: کچھہ اکتاھٹ سی ہو رہی ہے —
باسوف: بڈھوں سے ہمیشہ جی الجھتا ہے —
سوسلوف: وہ پینترے باندھہ رہے ھیں کہ میں ان کو اپنے پا
رہنے کی دعوت دے دوں —
باسوف: اچھا یہ بات ہے... اور تمہارا کیا خیال ہے؟
سوسلوف: میں کہہ نہیں سکتا — مجھے تو لگتا ہے چچا اپن
سی کرکے رھینگے —

(ساشا بیئر لاتی ہے—)

باسوف: یاکوف تم خاموش کیوں ہو؟
شالیموف: میں کچھہ پریشان ہوں — ھاں کیا نام بتایا ت
تم نے اس لڑاکو شریمتی کا؟
باسوف: ماریا لفوونا — پیوتر، کاش تم کھانے پر ذرا دیکھتے —
کیا گھمسان کا رن پڑا ہے —
سوسلوف: پھر وھی ماریا لفوونا؟
شالیموف: وہ بڑی خونخوار بلی ہے — اتنا تو میں ضرور کہونگا

(وروارا میخائلوونا پھر برآمدے میں آتی ہے —)

سوسلوف: یہ عورت مجھے ایک آنکھہ نہیں بھاتی —
شالیموف: میں دل کا ہمیشہ سے نرم ہوں — لیکن میں یہ ما
ہوں میں بڑی مشکل سے خود کو روک سکا ورنہ میں اس کی
کر دیتا —

باسوف (ہنستا ہے) : لیکن اس نے تو کر دی نا تمہاری ہتک —

شالیموف (سوسلوف سے) : ذرا تم خود کو میری جگہ رکھہ کر سوچو — میں ہوں ایک ادیب جو دنیا بھر کے جذباتی تجربوں سے گزرتا ہے اور آخر میں جس کو یہی تجربے تھکا کر گرا دیتے ہیں — میں یہاں آتا ہوں کہ آرام کرونگا، بالکل سکون کی زندگی گزارونگا اور پریشان خیالوں کو یکجا کرونگا اور لو یکایک ایک عورت مجھہ پر جھپٹتی ہے اور میرے دل کو ٹٹولنے لگتی ہے — تم کس چیز پر یقین رکھتے ہو؟ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ تم فلاں چیز کے بارے میں کیوں نہیں لکھتے؟ تم فلاں چیز کے بارے میں کیوں لکھتے ہو؟ اس سوال پر تمہارا خیال بڑا دھندلا ہے، فلاں چیز کے بارے میں تمہارا تصور غلط ہے، فلاں چیز کے بارے میں تمہاری ذہنیت بڑی گھناؤنی ہے — خدا کی پناہ! بیگم صاحبہ آپ خود ہی قلم اٹھائیے اور ستھرے اور حسین ادب کا دریا بہا دیجئے نا! دنیا کی سب سے بےبہا کتاب لکھہ مارئیے لیکن خدا کے لئے مجھے سکون سے جینے دیجئے —

باسوف : بیچارے ادیب کی بدنصیبی! جب لوگ دریائے والگا پر سفر کرتے ہیں تو وہ مچھلی ضرور کھاتے ہیں اور جب لوگوں کی مڈبھیڑ کسی ادیب سے ہو جاتی ہے تو اسے اپنے دماغ کی جولانی ضرور دکھاتے ہیں — بھیا ہنستے کھیلتے سب جھیل جاؤ —

شالیموف : اس میں نہ دماغ کی جولانی ہے نہ سلیقہ — کیا وہ اکثر تمہارے گھر آتی ہے؟

باسوف : نہیں، لیکن کافی — میں زیادہ لفٹ نہیں دیتا — وہ مجھے ضرورت سے زیادہ کٹر اور کھری معلوم ہوتی ہے — بالکل اپنی تلوار — میری بیوی سے اس کی خوب گاڑھی چھنتی ہے — میری بیوی کو بھی بگاڑتی رہتی ہے... (برآمدے کی طرف دیکھتا ہے اور اسے ورواوا میخائلوونا نظر آتی ہے) واریا تم یہاں ہو؟

وروارا میخائلوونا : تم دیکھہ ھی رھے ھو؟

(زامیسلوف اور یولیا فلیپوونا سوسلوف کے گھر کی طرف سے آتے ھیں — دونوں ھنس رھے ھیں — شالیموف باسوف کی بوکھلاھٹ بھانپ لیتا ھے اور دھیرے سے ھنستا ھے—)

زامیسلوف : وروارا میخائلوونا ھم ایک پکنک کی کھچڑی پک رھے ھیں — ھمارا ارادہ ھے کشتی کی سیر ھو—

یولیا فلیپوونا : ھلو، ڈارلنگ!

وروارا میخائلوونا : آؤ، اندر آؤ—

(وہ اندر جاتے ھیں — سوسلوف اٹھتا ھے اور ان کے پیچھے پیچھے جاتا ھے—)

زامیسلوف : کیا کالیریا واسیلی‌ونا گھر پر ھیں؟

شالیموف (ھنستا ھے) : تم کچھہ اپنی بیوی سے ڈرے ھوئے معلوم ھوتے ھو، ھے نا سرگئی؟

باسوف (ٹھنڈی سانس لیتا ھے) : بکواس — وہ بہت ھی اچھی بیوی ھے!

شالیموف (ھلکے سے ھنستا ھے) : لیکن تم یہ بات اتنی کڑواھٹ سے کیوں کہہ رھے ھو؟

باسوف (دھیمی آواز سے سوسلوف کی طرف سر ھلاتے ھوئے) : و جلتا ھے — وہ میرے اسسٹنٹ سے ڈرتا ھے — تم نے دیکھا نہیں — اس کی بیوی — اس کی بیوی ھے بڑی من موھنی —

(پیچھے کی طرف سونیا اور زیمین گزرتے ھیں—)

شالیموف : واقعی؟ تو مجھے تو اور زیادہ آنکھہ کھول کر دیکھنا چاھئے — سچی بات تو یہ ھے کہ تمھاری ماریا لفوونا سے مل ک

مجھہ پر ایسی اوس پڑی ہے کہ اب عورتوں سے ملنے کو جی ہی نہیں چاہتا —

باسوف: اوہ، مگر اس کی بات اور ہے — وہ —— تم خود ہی دیکھہ لوگے — (وقفہ) یا کوف تم نے ایک زمانے سے کوئی نئی چیز نہیں لکھی — کوئی بڑی چیز لکھہ رہے ہو؟

شالیموف (چڑچڑے پن سے): جاننا ہی چاہتے ہو تو لو سنو — میں نے لکھنا بالکل بند کر دیا ہے — ایسے زمانے میں کون لکھہ سکتا ہے؟ نہ جانے کیا کچھہ ہو رہا ہے — نہ اور کا پتہ چلے نہ چھور کا — لوگوں کا دماغ کیا ہے چوچوں کا مربہ، کوئی بات صاف نہیں —— لوگ بالکل الجھے ہوئے ہیں، پھسلے چلے جا رہے ہیں، کسی طرح گرفت میں نہیں آتے!

باسوف: تو پھر یہی لکھو —— یہی لکھو کہ تمہیں اور کا پتہ چلتا ہے نہ چھور کا — ادیب میں اصلی چیز ایمان داری اور خلوص ہے —

شالیموف: شکریہ — ایمان داری، واقعی — یہ ایمان داری کی بات نہیں — اگر میں ایمان دار ہوں تو میرے لئے ایک ہی راستہ ہے — سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کرم کلے کی کھیتی شروع کر دوں —— جیسا کہ دیوکلیتیان نے کیا —

(مکان کے پیچھے سے بھکاریوں کے بھیک مانگنے کی مترنم آواز آتی ہے ''روٹی کا ایک ٹکڑا دے دو بابا، خدا کے نام پر دے دو بابا، اپنے مرے مردے کے نام پر دے دو بابا — ،، پوستوبائکا آتا ہے اور ان کو دوڑا کر بھگاتا ہے —)

پیٹ بھرنا ہے تو پھر لکھے بنا کام نہیں چل سکتا — لیکن کس کے لئے؟ میں نہیں جانتا... ادیب کے دماغ میں اپنے پڑھنے والوں کا تصور بہت صاف ہونا چاہئے — پڑھنے والا ہے کون؟ وہ ہے کیسا؟ پانچ برس پہلے مجھے یقین تھا کہ میں اپنے پڑھنے والے کو جانتا

ہوں، وہ کون ہے اور مجھہ سے کیا مانگتا ہے — لیکن یکایک و
میری نظر سے اوجھل ہوگیا — سچ کہتا ہوں وہ میری نظر سے اوجھل
ہو گیا — تم سوچ سکتے ہو — ان الفاظ میں کتنی ڈرامایت ہے؟ کہتے
ہیں اب ایک نئے ڈھب کے پڑھنے والے نے جنم لیا ہے — شاید ٹھیک
ہو — لیکن میں اس کو نہیں جانتا — وہ ہے کون؟

باسوف: تمہاری بات میری سمجھہ میں پوری طرح نہیں آتی —
تمہارا مطلب کیا ہے — پڑھنے والا نظر سے اوجھل ہو گیا؟
میرے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور ملک بھر کے پڑھے لکھے سوچنے
سمجھنے والے لوگ کیا ہوئے؟ ہم ہیں تمہارے پڑھنے والے، ہیں یہ
نہیں؟ ہم تمہاری نظروں سے کیوں کر اوجھل ہو سکتے ہیں؟

شالیموف (سوچتے ہوئے): اور ہاں... یہ پڑھے لکھے، عالم
فاضل لوگ — میں ان کا ذکر نہیں کر رہا ہوں — میں دوسرے
پڑھنے والے کا — میں نئے پڑھنے والے کا ذکر کر رہا ہوں —

باسوف (سر دھنتے ہوئے): میری سمجھہ میں خاک کچھہ نہیں
آیا —

شالیموف: میں بھی نہیں سمجھتا — لیکن میرا دل جانتا ہے —
جب کبھی میں سڑک پر چلتا ہوں مجھے نئے ڈھب کے لوگ نظر
آتے ہیں — ان کے چہروں میں ایک انوکھی بات ہے — ان کی آنکھوں
میں ایک نرالی جوت ہے — میں ان کو دیکھتا ہوں اور دل ہی دل
میں سوچتا ہوں — یہ لوگ میری چیزیں نہیں پڑھینگے — میں جو
کچھہ کہنا چاہتا ہوں اس سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں —
امسال جاڑے میں میں نے ایک جلسے میں اپنی ایک چیز پڑھی — میں
نے ان کو وہاں بھی دیکھا — وہ مجھے گھورتے رہے — وہ مجھے پھٹی
پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے — ٹکٹکی باندھے، ٹٹولتی ہوئی، کریدتی
ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے — لیکن میں نے جان لیا وہ میرے
ڈھب کے لوگ نہیں ہیں — میں ان کو نہیں بھاتا — ان کو میری

تنی ھی ضرورت ھے جتنی لاطینی کی — میں انہیں پٹا ھوا گھسا ھوا
سکہ دکھائی دیتا ھوں — کون ھیں یہ لوگ؟ وہ کس کو پسند کرتے
ھیں؟ وہ چاھتے کیا ھیں؟

باسوف: ھونہہ! بڑی عجیب بات ھے! لیکن کیا یہ محض تمہارا
دماغی خلفشار نہیں ھے؟ کچھہ دن یہاں رھوگے اور ذرا ڈٹ کر
آرام کروگے تو تمہارا ھیجان دور ھو جائیگا اور تمہیں اپنا پڑھنےوالا
مل جائیگا — اصل بات یہ ھے کہ آدمی چیزوں کو ٹھنڈے دل سے
دیکھے — میں تو بھئی اسی طرح دیکھتا ھوں چیزوں کو — چلو اندر
چلیں — لیکن میں تم سے ایک بات پوچھنا چاھتا ھوں، یاکوف — ذرا
پرے میں آؤ، مور بنو، پر پھیلاؤ اور ناچ دکھاؤ —

شالیموف (چونک جاتا ھے): کیا مطلب؟ مور بنوں؟ کیوں؟

باسوف (رازدارانہ انداز میں): ارے... وہ... میرا مطلب ھے ذرا
رنگ پر آؤ، پر پھیلاؤ، ناچو — میری بیوی... میری واریا کی خاطر ھی
سہی — میری بیوی کی خاطر — ذرا اس کا جی بہلاؤ، اس کا دل خوش
کرو... ذرا دوستی کی لاج رکھو یار...

شالیموف (ذرا رک کر): یعنی تمہارا مطلب ھے، میں بجلی
کھینچنے والا تار بن جاؤں، گرے تو بجلی مجھہ پر گرے — ایں؟
عجیب بے تکے آدمی ھو — اچھا اچھا — اگر تم یہ چاھتے ھو تو پھر
سہی سہی —

باسوف: اب تم رائی کا پہاڑ نہ بناؤ — وہ بڑی اچھی بیوی ھے —
لیکن لگتا ھے اس کے دل میں کوئی گرہ پڑی ھوئی ھے — آج کل
کچھہ سوچتی رھتی ھے — آج کل سبھی کسی نہ کسی ادھیڑبن
میں لگے ھوئے ھیں — یہ دور ھی من کی موج کا ھے...
عجیب عجیب گمبھیر باتیں ھوتی رھتی ھیں — سو کی ایک یہ
کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ھے — ھاں، کیا تمہاری شادی

ہو چکی ہے؟ میرا مطلب ہے... میں نے سنا تھا تم نے اپنی بیوی
کو چھوڑ دیا —

شالیموف: میں نے پھر شادی کی اور پھر الگ ہو گیا — چراغ
لے کر ڈھونڈنے سے بھی ایسی عورت نہیں ملتی جو اچھی ساتھی بن
سکے —

باسوف: اف، ہاں، یہ بات سچی ہے — واقعی سچی ہے!

(وہ مکان کے اندر چلے جاتے ہیں — زرد لباس والی خاتون
اور چارخانے کے سوٹ والا نوجوان جنگل سے نکلتے ہیں —)

خاتون: کیا؟ لو یہاں تو اب تک کسی کا پتہ نہیں؟ اور ہم
سے کہا جاتا ہے ٹھیک چھہ بجے آ جاؤ — کہو اب کیا کہتے ہو!

نوجوان: سنو صاف صاف کہہ دوں — میں ہمیشہ ہیرو کا
پارٹ کرتا ہوں...

خاتون: حد ہو گئی! مجھے اسی کی امید تھی!

نوجوان: ہاں ہیرو کا پارٹ... اور لیجئے مجھے مسخرے کا
پارٹ دیا جا رہا ہے — بولو یہ زیادتی ہے یا نہیں!

خاتون: وہ بہترین پارٹ خود ہڑپ کر جاتے ہیں —

(دونوں دائیں طرف جنگل میں چلے جاتے ہیں — دوسری
طرف سے سونیا اور زیمین آتے ہیں — پیچھے سوسلوف
آہستہ آہستہ اپنے گھر کی طرف لوٹتا نظر آتا ہے —)

زیمین (دھیمی آواز میں): میں اندر نہیں جاؤنگا سونیا — اچھا تو
یہ طے رہا — کل میں جا رہا ہوں —

سونیا (اسی لہجے میں): طے... مگر ماکس، میں التجا کرتی
ہوں ذرا ہوشیار رہنا!

زیمین (اس کا ہاتھہ پکڑتے ہوئے): اور تم بھی —

سونیا : اچھا خدا حافظ! اچھا تو اب ہم تین ہفتے سے پہلے نہیں مل سکینگے، ہے نا؟

زیمین : ہاں، میری جان، خدا حافظ — میرے جانے کے بعد تم...
(بات ادھوری چھوڑ دیتا ہے اور بوکھلا جاتا ہے —)

سونیا : تم کیا... پوری بات کیوں نہیں کہتے؟

زیمین : ارے کچھہ نہیں — بس حماقت — خدا حافظ، سونیا —

سونیا (اس کے ہاتھہ پکڑے رہتی ہے) : تم اپنی بات پوری کرو — ہاں تمہارے جانے کے بعد کیا؟

زیمین (آہستہ سے، سر جھکاتے ہوئے) : کسی اور سے شادی مت کر لینا —

سونیا : ماکس، تم نے ایسی بات کیسے منہ سے نکالی! تم نے ایسی بات کیوں کر سوچی! یہ حماقت ہے اور... بھیانک! تمہاری سمجھہ میں یہ بات نہیں آتی؟

زیمین : ہاں، لیکن... اچھا خفا نہ ہو — مجھے معاف کردو — جانے کیوں دماغ میں کیسی کیسی وحشیانہ باتیں سر اٹھاتی رہتی ہیں — کہتے ہیں دل پر انسان کا زور نہیں...

سونیا (شدت سے) : یہ بات غلط ہے! یہ جھوٹ ہے — اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے — لوگ ایسی باتیں اپنے کردار کی کمزوری چھپانے کو کہتے ہیں — لیکن مجھے ایسی باتوں پر یقین نہیں — جاؤ —

زیمین (اس کا ہاتھہ دباتے ہوئے) : میں بہت خوش ہوں اور میں یہ بات یاد رکھونگا سونیا — ہاں میں یاد رکھونگا — خدا حافظ میری جان —

(وہ تیز تیز مکان کے پیچھے جاتا ہے — سونیا اس کو دیکھتی رہتی ہے — برآمدے پر چڑھتی ہے اور اندر چلی جاتی ہے — دوداکوف، ولاس اور ماریا لفوونا دائیں

طرف کے جنگل سے نکلتے ہیں — ان کے پیچھے پیچھے
دفوئے توچئے آتا ہے — ماریا لفوونا بنچ پر بیٹھ جاتی
ہے — دفوئے توچئے اس کے پہلو میں بیٹھتا ہے اور جماہیاں
لیتا ہے —)

دوداکوف: لوگ زندگی کو ہنسی کھیل کیوں کر بنا لیتے ہیں جبکہ زندگی اتنی کٹھن ہے —

ولاس: کہہ نہیں سکتا ڈاکٹر — ہاں تو میں کہہ رہا تھا میرے ابا باورچی تھے اور ان کا دماغ بہت ہی تیز تھا — ان کی نظر دور تک پہنچتی تھی — وہ مجھے جی جان سے چاہتے تھے اور جہاں جاتے مجھے اپنے ساتھ لئے لئے پھرتے، گویا میں ان کا پائپ تھا — چند بار میں رفوچکر ہوا اور بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا — لیکن ہر بار وہ لانڈری میں آن دھمکتے اور جو کوئی راستے میں آتا اس کی دھلائی کرکے رکھ دیتے، مجھے پھر پکڑتے اور اپنے ساتھ لے کر لوٹ جاتے — جس زمانے میں وہ ایک پادری کے یہاں کام کر رہے تھے، ایک دن بیٹھے بٹھائے جو شامت آئی تو مجھے پڑھانے لکھانے کی ٹھان لی — اس طرح میں مذہبی مدرسے میں پہنچا — لیکن چند ہی مہینے بعد وہ ایک انجنیر کے ہاں کام کرنے لگے اور مجھے ایک ٹکنیکل اسکول میں بھیج دیا گیا — ایک برس کے اندر اندر مجھے کھیتی باڑی کے اسکول میں جھونک دیا گیا کیونکہ اب ابا دیہی نظم و نسق کے حاکم کے گھر باورچی کے فرائض انجام دے رہے تھے — ایک آرٹ اور ایک کامرس اسکول کی قسمت کا ستارہ جو چمکا تو میں ان کی چہاردیواری میں اسیر ہو گیا — قصہ مختصر یہ کہ سترہ برس کی عمر کو پہنچتے پہنچتے تعلیم کے نام سے مجھے ایسی چڑ ہو گئی کہ پھر میں کچھ بھی نہ سیکھ سکا —— سگریٹ پینا اور تاش کھیلنا بھی نہ سیکھ سکا... ماریا لفوونا تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟

ماریا لفوونا (فکر میں ڈوبی ہوئی) : بڑی تکلیف‌دہ کہانی ہے —
ولاس : تکلیف‌دہ؟ لیکن یہ سب کچھہ بیتے دنوں کی باتیں ہیں —
پٹی بندھے ہوئے چہرے والی عورت : کیا کسی نے ہمارے ژینیا کو دیکھا ہے؟ وہ اس طرف تو نہیں آیا؟ چھوٹا سا لڑکا ہے تنکوں کی ٹوپی پہنے ہوئے... سنہرے بالوں‌والا...
ماریا لفوونا : ہم نے اس کو نہیں دیکھا —
عورت : شیطان ہے چھوٹا موٹا! روزوف کا بیٹا ہے — کیا سچ مچ تم نے اس کو نہیں دیکھا... بھولا بھالا تیز سا لڑکا ہے...
ولاس : ہاں ہاں سچ مچ نہیں دیکھا...

(عورت بڑبڑاتی ہوئی جنگل میں بھاگ جاتی ہے —)

دفوئے‌توچئے : جانتے ہو ولاس... میں کچھہ...
ولاس : کیا؟ نہیں جانتا —
دفوئے‌توچئے : تم مجھے اچھے لگتے ہو —
ولاس : اچھا؟
دفوئے‌توچئے : ہاں، واقعی!
ولاس : اسے میں آپ کا کمال سمجھتا ہوں —

(دفوئے‌توچئے قہقہے لگاتا ہے —)

دوداکوف : ولاس تمہیں بڑے کڑے وقت کا مقابلہ کرنا پڑیگا!..
ولاس : کب؟
دوداکوف : ہمیشہ —
دفوئے‌توچئے : ہاں یہ سچ ہے کیونکہ وہ کھرا آدمی ہے، سیدھا، بالکل تیر... ہر شخص آزما کر دیکھنا چاہتا ہے — دیکھیں یہ تیر ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

ولاس: دیکھا جائیگا — لیکن ابھی اندر چلیں اور چل کر چائے پیئیں — کیوں؟ چائے اب تیار رکھی ہوگی —

دوداکوف: بڑا اچھا خیال ہے —

دفوئے توچئے: مجھے کوئی اعتراض نہیں... لیکن یہ بےموقع نہ ہوگا کیا؟

ولاس: نہیں نہیں، بالکل ٹھیک ہے... آئیے...

(ولاس دوڑتا ہوا مکان کے اندر جاتا ہے اور باقی لوگ اس کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتے ہیں —)

دفوئے توچئے: اچھا لڑکا ہے —

ماریا لفوونا: ہاں لیکن بہروپیا ہے — مسخراپن کرتا رہتا ہے —

دفوئے توچئے: خیر، سب ٹھیک ہے — یہ سب آنی جانی ہے — اس کا رویاں رویاں ایماندار ہے — بہت سے لوگ ہیں جو ایمانداری کو لباس کی طرح پہنتے ہیں — ایمانداری نہ ہوئی نکٹائی ہوئی — پھر گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے پھرینگے ''لوگو میں ایماندار ہوں، ایماندار ہوں، ایماندار ہوں!،، لیکن جب کوئی لڑکی باربار کہے کہ ''میں کنواری ہوں، میں کنواری ہوں!،، تو سمجھ لو اس پھل کو گلہری کتر چکی ہے! ہاہا! ماریا لفوونا، معاف کرنا!

ماریا لفوونا: آپ جیسے لوگوں سے اور امید بھی کیا ہو سکتی ہے؟

(وہ برآمدے میں جاتے ہیں اور پھر مکان کے اندر — سوسلوف باہر نکلتا ہے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے —)

دفوئے توچئے: پیوتر کہاں چل دئے؟

سوسلوف: بس یونہی ذرا سگریٹ پینے جا رہا ہوں —

(وہ آہستہ سے اپنے مکان کی طرف چلا جاتا ہے — پٹی والی عورت بھاگتی ہوئی اس کی طرف آتی ہے — اونچی ٹوپی والا مرد جنگل سے نکلتا ہے، رکتا ہے اور کندھے جھٹکتا ہے —)

عورت: میں ایک لڑکے کو ڈھونڈ رہی ہوں — تم نے اس کو دیکھا تو نہیں؟ ژینیا ہے اس کا نام — جیکٹ پہنے ہوئے ہے —

سوسلوف (آہستہ سے): نہیں میں نے نہیں دیکھا — بھاگ جا!

(عورت بھاگتی ہے —)

اونچی ٹوپی والا مرد (سر تسلیم خم کرتے ہوئے): جناب معاف کیجئے گا! آپ میری تلاش میں تو نہیں ہیں؟

سوسلوف (حیرانی سے): میں کسی کو نہیں ڈھونڈتا — وہ عورت کسی بچے کو ڈھونڈ رہی تھی —

اونچی ٹوپی والا مرد: دیکھئے بات یہ ہے کہ مجھے دعوت دی گئی تھی کہ میں آکر ہیرو کا پارٹ ادا کروں —

سوسلوف (ہٹتے ہوئے): اس سے مجھے کچھ سروکار نہیں —

اونچی ٹوپی والا مرد (رنجیدہ ہوکر): سروکار پھر کسے ہے؟ اسٹیج منیجر کہاں ہے؟ میں دو گھنٹے سے انتظار میں منڈلاتا پھر رہا ہوں (دیکھتا ہے کہ سوسلوف تو جا چکا) الو کی دم فاختہ، چل دیا!

(کھلے اسٹیج تک جاتا ہے اور اس کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے — اولگا الکسئی‌ونا سوسلوف کے گھر کی طرف سے آتی ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا: پیوتر ایوانووچ، آداب عرض ہے —

سوسلوف: آداب عرض ہے— بڑی گرمی ہے یہاں—

اولگا الکسئی‌ونا: اچھا، تمہیں گرمی لگ رہی ہے؟ مجھے تو نہیں لگتی—

سوسلوف (سگریٹ جلاتے ہوئے): گھٹن ہو رہی ہے— لگتا ہے کہ یہاں پاگلوں نے ہمارے مکانوں پر ہلہ بول دیا ہے— وہ ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں کوئی کھویا ہوا لڑکا ڈھونڈ رہا ہے تو کوئی اسٹیج منیجر کو—

اولگا الکسئی‌ونا: میں جانتی ہوں— تمہیں کڑے دن دیکھنے پڑ رہے ہونگے— تمہارے ہاتھ تھرتھرا رہے ہیں—

سوسلوف (اس کے ساتھ ساتھ باسوف کے مکان کی طرف لوٹتا ہے): اس کی وجہ یہ ہے کہ کل رات میں نے بہت زیادہ پی اور سویا بہت کم—

اولگا الکسئی‌ونا: آخر تم پیتے کیوں ہو؟

سوسلوف: انسان کو زندگی کا کچھ تو لطف اٹھانا چاہئے—

اولگا الکسئی‌ونا: تم نے میرے میاں کو تو نہیں دیکھا؟

سوسلوف: وہ باسوف کے ہاں چائے پی رہے ہیں—

وروارا میخائلوونا (برآمدے میں نکلتے ہوئے): اندر آ رہی ہو اولگا؟

اولگا الکسئی‌ونا: میں ذرا ٹہل رہی ہوں—

وروارا میخائلوونا: پیوتر ایوانووچ، تم ہمیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟

سوسلوف (ہلکے سے ہنستا ہے): میں زمین پر لوٹنا چاہتا تھا— میں ماریا لفوونا اور آپ کے اس عالم و فاضل کی ہوائی لن‌ترانیوں سے اکتا چکا ہوں—

وروارا میخائلوونا: سچ؟ تمہیں لطف نہیں آتا؟ میں تو سننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی—

سوسلوف (کندھے جھٹکتا ہے): بہت خوشی ہوئی — اچھا ابھی خدا حافظ (اپنے مکان کی طرف چل دیتا ہے —)

اولگا الکسئیوونا (دھیمی آواز میں): آخر اس کا یہ حال کیوں ہو رہا ہے؟

وروارا میخائلوونا: جانے میری بلا — چلو گی اندر؟

اولگا الکسئیوونا: نہیں — آؤ یہیں بیٹھیں تھوڑی دیر — وہ تمہارے بغیر بھی محفل گرم رکھینگے —

وروارا میخائلوونا: بہت مزے میں — تمہارے دل میں پھر کوئی پریشانی، کوئی پھانس ہے — ہے نا؟

اولگا الکسئیوونا: کیسے پریشانی نہ ہو واریا؟ آج شام شہر سے لوٹ کر وہ پانچ منٹ گھر پر نہیں ٹکے — مانو نہ مانو —— میرا دل تو اس پر خوش نہیں ہو سکتا...

وروارا میخائلوونا: وہ یہاں ہیں —

(آہستہ آہستہ ٹہلتے ہوئے فر کے درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف جاتی ہیں —)

اولگا الکسئیوونا (جھلا کر): وہ مجھ سے اور میرے بچوں سے دامن بچاتا ہے — اف، میں جانتی ہوں وہ بہت کام کرتا ہے اور اسے آرام کی ضرورت ہے — لیکن میں بھی تھکتی ہوں — کاش تم جانتیں میں کتنی تھکی ہوئی ہوں! میں اچھی طرح کام نہیں کر سکتی —— میں سب کچھ غلط کرتی ہوں — اور یہ چیز مجھے اور بولا کر رکھ دیتی ہے — اس کو اس کا احساس ہونا چاہئے کہ میں نے اپنی جوانی، اپنا تن‌من سب اس کے لئے لٹا دیا —

وروارا میخائلوونا (نرمی سے): بیچاری اولگا! تمہیں دکھڑا رونے میں مزا آتا ہے، ہے نا؟

(مکان سے بحثابحثی کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی ہے—
آواز تیز ہوتی جاتی ہے—)

اولگا الکسئیونا : میں نہیں جانتی— شاید مجھے مزا آتا ہے— میں اس سے کہنا چاہتی ہوں لو میں چلی جاتی ہوں —— اپنے بچوں کو سمیٹتی ہوں اور جاتی ہوں—

وروارا میخائلوونا : بالکل ٹھیک— تھوڑے دن کی علحدگی سے تم دونوں کا بھلا ہوگا— میں تمہیں روپیہ ادھار دے دونگی—

اولگا الکسئیونا : ویسے ہی مجھ پر تمہارا نہ جانے کتنا قرض ہے!

وروارا میخائلوونا : ارے اس میں رکھا کیا ہے— اس کے لئے جی نہ کڑھاؤ— آؤ بیٹھ جائیں—

اولگا الکسئیونا : مجھے اپنے آپ سے نفرت آتی ہے کہ میں تمہارے بنا ایک قدم نہیں چل سکتی— مجھے نفرت ہے اپنے آپ سے! کیا تم سمجھتی ہو میرے لئے تم سے روپیہ لینا —— تمہارے میاں کا روپیہ لینا اتنا آسان ہے؟ جب آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس سے خودداری چھن جاتی ہے—— ہمیشہ اس کو کسی نہ کسی کا آسرا کرنا پڑتا ہے، سہارا لینا پڑتا ہے— کبھی کبھی میں تم سے بھی چڑ جاتی ہوں— تمہارے اس سکون اور چین سے— اندر ہی اندر تمہیں کوئی بات ایک آنکھہ نہ بھائے، مگر منہ سے پھوٹوگی تھوڑے ہی، جیسے تم زندہ نہ ہو، جیسے تم سے سارا احساس چھن چکا ہو—

وروارا میخائلوونا : لیکن میری پیاری اولگا، چپ نہ رہوں تو کروں کیا— میں کسی حال میں دکھڑا تو نہیں روؤنگی—

اولگا الکسئیونا : جو دیتے ہیں، لینے والے سے دل ہی دل میں ضرور نفرت کرتے ہیں— کتنا جی چاہتا ہے کہ میں دینےوالی ہوتی—

(رومین تیزی سے مکان کی طرف جاتا ہے—)

وروارا میخائلوونا : تاکہ لینےوالے سے نفرت کر سکتیں، ایں؟

اولگا الکسئیوونا : ہاں، مجھے لوگ پھوٹی آنکھہ نہیں بھاتے — اریا لفوونا مجھے ذرا اچھی نہیں لگتی — آخر وہ ہمیشہ دوسروں پر نگلی کیوں اٹھاتی رہتی ہے؟ رومین بھی مجھے ذرا نہیں بھاتا — سارا ارا وقت فلسفہ بگھارنے میں گنوا دیتا ہے اور کرتا دھرتا خاک کچھہ نہیں — ہاں تمہارا میاں بھی مجھے نہیں جچتا — وہ تو موم کی ک ہے اور تم سے کتنا ڈرتا ہے — کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے؟ اور تمہارا بھائی... وہ تو اس باتونی اور زبان‌دراز عورت ماریا ووونا کے قدموں پر جان و دل نثار کئے بیٹھا ہے —

وروارا میخائلوونا (حیرانی اور ملامت کے لہجے میں) : اولگا! کیا کہہ رہی ہو تم؟ یہ بری بات ہے —

اولگا الکسئیوونا : ہو سکتا ہے یہ بری بات ہو — لیکن ہے یہ چ — اور شیخی ماری کالیریا کو تو دیکھو — جب دیکھو حسن کا اگ الاپتی رہتی ہے — اور دل میں میاں کا ارمان لئے بیٹھی ہے — س، اللہ اللہ خیر صلی!

وروارا میخائلوونا (سردمہری اور سختی سے) : اولگا تمہیں اپنی ہن میں اس طرح نہیں بہہ جانا چاہئے — کہیں دلدل میں نہ پھنس باؤ —

اولگا الکسئیوونا (آہستہ سے، شدت اور کدورت بھرے لہجے یں) : میری بلا سے — چاہے میرا حشر جو بھی ہو — اس نگوڑی گھٹن بھری زندگی سے تو جان چھوٹے! میں زندگی کا مزا چکھنا چاہتی ہوں! جھے بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور کسی کو — میں اتنی بھولی نہیں وں کہ میں دیکھہ ہی نہیں سکتی کہ کیا گل کھل رہے ہیں — یں جانتی ہوں... تم بھی... اف! تمہاری زندگی پھولوں کی سیج ہے — تمہارا میاں مالدار ہے — وہ اپنے کاروبار میں احتیاط نہیں برتتا — ب اس کے بارے میں یہی کہتے ہیں اور تم کو بھی معلوم ہے —

ہاں تم نے کچھ نہ کچھ کر لیا ہے کہ گود ہری
نہ ہو...

وروارا میخائلوونا (آہستہ آہستہ اٹھتی ہے اور حیرانی سے اولگا
کی طرف دیکھتی ہے): کیا مطلب ہے تمہارا؟

اولگا الکسئی‌ونا (بوکھلاتے ہوئے): کچھ نہیں — میں کہہ
چاہتی تھی... میرا مطلب ہے، میرا میاں کہتا ہے بہت سی عورتیں
ہیں جو بچے کچے کے جنجال سے بچنا چاہتی ہیں —

وروارا میخائلوونا: میں نہیں جانتی تمہارا مطلب کیا ہے۔
لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم مجھ پر کوئی بھیانک الزام رکھ
رہی ہو — میں نہیں جاننا چاہتی وہ الزام کیا ہے —

اولگا الکسئی‌ونا: اس طرح نہ کہو واریا — مجھے ان نظروں سے
مت دیکھو — آخر یہ سچ ہی تو ہے نا — لوگ تمہارے میاں کے
بارے میں بڑی بری بری باتیں کہتے ہیں —

وروارا میخائلوونا (چونکتے اور سوچتے ہوئے): میں تمہیں اپنی
سگی بہن سمجھتی تھی... اگر میں یہ نہ جانتی کہ تم کتنی ناخوش
ہو، اگر میں یہ بھول جاتی کہ ایک زمانے میں ہم بالکل دوسری
زندگی کے سپنے دیکھا کرتے تھے... تو...

اولگا الکسئی‌ونا (دل سے): مجھے معاف کر دو — خدا کے لئے
معاف کر دو — میں نفرت کے لائق ہوں —

وروارا میخائلوونا: ہم نے بھری پری اور سہانی زندگی کے
سپنے دیکھے تھے — پھر ہم نے لٹے ہوئے خوابوں پر ایک ساتھ ہی
آنسو بہائے — اولگا تم نے میرے دل میں کتنے زور سے چٹکی لی ہے۔
کیا تم یہی چاہتی تھیں؟ میرا دل دکھایا ہے تم نے —

اولگا الکسئی‌ونا: واریا، ایسی بات نہ کہو —

وروارا میخائلوونا: میں جا رہی ہوں — (اولگا الکسئی‌ونا اٹھتی
ہے) نہیں، مت آؤ میرے ساتھ — میں نہیں چاہتی —

اولگا الکسئی‌ونا : ہمیشہ کو واریا؟ ہمیشہ کو؟

وروارا میخائلوونا : ٹھہرو — مگر میں نہیں سمجھہ سکتی تم نے ایسی بات کیوں کہی —

(دفوئے‌توچئے برآمدے سے دوڑا ہوا آتا ہے اور وروارا میخائلوونا کا بازو پکڑ لیتا ہے —)

دفوئے‌توچئے : خاتون، میں تو بھاگ آیا! تمہارے گبرو جوان فلسفی مسٹر رومین نے تو میرے چھکے چھڑا دئے — علم اور فلسفہ میرے بس کا روگ نہیں — جواب دوں تو کیسے — اس نے اپنی لن‌ترانی کے سیلاب میں مجھے اس طرح بہا دیا جیسے شیرے کی دھار میں تل‌چٹا — اس لئے میں تو سر پر پاؤں رکھہ کر نو دو گیارہ ہو گیا — جہنم میں جائے وہ! اس سے لاکھہ درجہ بہتر میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم سے باتیں کروں — یہ بڈھا شیطان تو تمہیں دل دے بیٹھا ہے — لیکن اتنی کھوئی کھوئی سی کیوں ہو؟ (اولگا الکسئی‌ونا نظر آتی ہے اور وہ گھبراتے ہوئے کھانستا ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا (عاجزی سے) : کیا میں چلی جاؤں واریا؟

وروارا میخائلوونا (سختی سے) : ہاں — (اولگا الکسئی‌ونا تیز تیز قدموں سے چلی جاتی ہے — وروارا میخائلوونا اس کو جاتے ہوئے دیکھتی رہتی ہے — پھر دفوئے‌توچئے کی طرف مڑتی ہے) کیا کہہ رہے تھے آپ؟ معاف کیجئے گا —

دفوئے‌توچئے (دوستانہ سادگی سے) : کیوں، یہاں تمہیں لگتا ہے جیسے مچھلی بنا پانی؟ ہے نا؟ تم اچھی ہستی ہو — یہ جگہ تمہارے کام کی نہیں — (ہنستا ہے —)

وروارا میخائلوونا (اطمینان اور سکون سے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے) : سیمیون سیمیونووچ آپ کو اس لہجے میں مجھہ سے بات کرنے کا حق کس نے دیا؟

دفوئے توچئے : بس بس، بہت ہو گیا — میری عمر اور میرے تجربے نے دیا ہے مجھے یہ حق —

وروارا میخائلوونا : معاف کیجئے گا — لیکن میں سمجھتی ہوں کہ عمر اور تجربے سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کے پھٹے میں...

دفوئے توچئے (نیک دلی سے) : میں دوسرے کے پھٹے میں پاؤں نہیں ڈال رہا ہوں — میں صرف یہ دیکھتا ہوں کہ تم ان لوگوں کی طرح نہیں ہو — میں بھی ان کے ڈھب کا نہیں — میرا دل تم سے بات کرنے کو تڑپ رہا تھا — لیکن معلوم ہوتا ہے میں نے بڑی غلطی کی... میں معافی مانگتا ہوں...

وروارا میخائلوونا (ہنستے ہوئے) : اور میں آپ سے مانگتی ہوں — میں ذرا سختی سے پیش آئی — لیکن آپ جانئے مجھے کسی سے اس قسم کی بات سننے کی عادت نہیں —

دفوئے توچئے : ہاں یہ تو ظاہر ہے کہ تم کو اس کی عادت نہیں ہے — ایسی جگہ میں عادت ہو بھی تو کیسے؟ آؤ ذرا ٹہلیں — کیوں چلتی ہو؟ آؤ اس بڈھے پر اتنا تو کرم کرو!

(سیمیونوف تیزی سے سائکل پر آتا ہے اور دفوئے توچئے کے قدموں پر گرنے سے بال بال بچتا ہے —)

دفوئے توچئے (حیران) : کہاں چڑھ آئے، بھئی؟ یہ ہے کیا؟

سیمیونوف (ہانپتے ہوئے) : میں معافی چاہتا ہوں... کیا سب کچھ ختم ہو چکا؟

دفوئے توچئے : کیا ختم ہو چکا؟ کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟

سیمیونوف : افسوس! ٹائر پھٹ گیا اور آج مجھے دو ریہرسلوں میں جانا تھا —

دفوئے توچئے : اس سے مجھے مطلب؟

سیمیونوف : کیوں، کیا آپ اس میں حصہ نہیں لے رہے ہیں؟ معاف کیجئے گا — میں سمجھا کہ آپ میک‌اپ میں ہیں —

دفوئے‌توچئے (وروارا میخائلوونا سے) : کیا بک رہا ہے؟

وروارا میخائلوونا (سیمیونوف سے) : کیا تم ریہرسل کے لئے آئے ہو؟

سیمیونوف : ہاں اور راستے میں...

وروارا میخائلوونا : ابھی ریہرسل شروع نہیں ہوا ہے...

سیمیونوف (خوش ہو کر) : اوہ، شکریہ — میں تو بالکل ناامید ہو گیا تھا! میں ہمیشہ وقت کی پابندی کرتا ہوں —

دفوئے‌توچئے : کس چیز سے ناامید ہو گئے تھے؟

سیمیونوف (ادب سے) : میرا مطلب ہے اگر لیٹ ہوتا تو ناامید ہو جاتا — میں معافی چاہتا ہوں — (جھکتا ہے اور کھلے اسٹیج کی طرف جاتا ہے —)

دفوئے‌توچئے : عجیب و غریب جانور ہے — اس نے تو ہماری ہڈیاں پسلیاں ہی برابر کر دی تھیں، وہ تو کہو! اس سے پہلے کہ کوئی اور لال بجھکڑ ہمارا کچومر نکال دے چلو، وروارا میخائلوونا، ہم یہاں سے دفان ہو جائیں —

وروارا میخائلوونا (ذرا جھجکتے ہوئے) : بہت اچھا — ذرا میں اپنا گلوبند لے لوں — بس ابھی آئی —

(مکان کے اندر جاتی ہے — سیمیونوف دفوئے‌توچئے کے پاس آتا ہے —)

سیمیونوف : اور لوگ بھی آ رہے ہیں —— دو لڑکیاں اور ایک کیڈٹ —

دفوئے‌توچئے : لو اور سنو — جی آپ نے تو دل نہال کر دیا —

سیمیونوف : بس ایک منٹ اور — وہ لوگ آیا ہی چاہتے ہیں — کیڈٹ کو جانتے ہیں آپ — کون ہے وہ؟ سنا ہوگا آپ نے ایک

لڑکی نے گولی مار کر اپنا قصہ پاک کر لیا — یہ اسی لڑکی کا بھائی ہے —

دفوئے توچئے : ذرا سوچو! لو اب اور سنو!

سیمیونوف : کیسی سنسنی پھیل گئی تھی، ہے نا؟ اتنی سی بچی اور گولی مار کر ٹھنڈی ہو جائے —

دفوئے توچئے : ہاں اس سے بڑی سنسنی‌خیز بات اور کیا ہو سکتی ہے —

سیمیونوف : سچ، میں واقعی یہ سمجھہ بیٹھا کہ آپ میک‌اپ میں ہیں — یہ بال اور پھر آپ کا روئے مبارک —

دفوئے توچئے : شکریہ، بہت بہت شکریہ، اب کانٹوں میں تو نہ گھسیٹو بھائی —

سیمیونوف : نہیں نہیں میں منہ دیکھی نہیں کہہ رہا ہوں — یقین مانئے —

دفوئے توچئے : ہاں مجھے یقین ہے لیکن میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ میرے چہرے میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟..

سیمیونوف : نہیں جانتے آپ؟ کیوں — آدمی میک‌اپ میں اپنی اصلی شکل صورت سے بہتر دکھائی دیتا ہے — آپ سیٹنگ ماسٹر تو نہیں؟

(سوسلوف جنگل سے نکلتا ہے — پس‌منظر میں زرد لباس والی خاتون اور چارخانے کے سوٹ‌والا مرد دکھائی دیتا ہے —)

دفوئے توچئے : نہیں میں ان صاحب کا چچا ہوں —

زرد لباس والی خاتون : مسٹر سازانوف!

سیمیونوف : مجھے بلا رہی ہے — عجیب بات ہے — میرا نام

اتنا سادہ اور معمولی ہے مگر کیا مجال ہے جو کسی کو یاد رہ جائے — خدا حافظ —

(تیزی سے جھکتے ہوئے خاتون کی طرف جاتا ہے —)

سوسلوف (قریب آتے ہوئے): آپ نے میری بیوی کو تو نہیں دیکھا؟ (دفوئےتوچئے نفی میں سر ہلاتا ہے اور اطمینان کی سانس لیتا ہے) معلوم ہوتا ہے ایکٹر اکٹھے ہو رہے ہیں —

دفوئےتوچئے: یہ لونڈا تو بالکل گوند کی طرح چپک گیا — مجھے سیٹنگ ماسٹر اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر رکھہ دیا — کم‌بخت الو، الو کی دم فاختہ! لو وہاں پھر جھگڑا شروع ہو گیا —

(مکان سے کالیریا، شالیموف، رومین اور وروارا میخائلوونا نکلتے ہیں — دفوئےتوچئے ان کے پاس جاتا ہے اور غور سے باتیں سنتا ہے — سوسلوف بنچ پر بیٹھہ جاتا ہے اور تیوری پر بل ڈال کر ان کو گھورتا ہے —)

شالیموف (نڈھال): کیا گرم‌مزاج پایا ہے اس عورت نے — میرا تو جی چاہتا ہے بھاگ کر قطب شمالی میں پناہ لوں —

رومین: مجھے جو چیز کھلتی ہے یہ ہے کہ کمبخت اپنے آگے کسی کی دال گلنے ہی نہیں دیتی — یہ ناروادارى گناہ ہے — نہ جانے اس قسم کے لوگوں کے سر میں یہ سودا کیوں سما جاتا ہے کہ ہر شخص ان ہی کے کنویں کا مینڈک بن جائے؟

وروارا میخائلوونا (ان سب کو ٹکٹکی باندھہ کر دیکھتی ہے): ان لوگوں کے سامنے ثابت کرو کہ ان کے خوابوں اور تمناؤں سے زیادہ خوبصورت، زیادہ بڑی کون سی چیز ہے اس دنیا میں —

کالیریا: سب کو پیٹ بھر کھانا ملنا چاہئے — یہ ہیں

سارے خواب، ساری تمنائیں بھلا ان خوابوں اور تمناؤں میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟

وروارا میخائلوونا (جذبات میں) : میں نہیں جانتی — لیکن مجھے اس سے زیادہ دل کو چھونے والی اور کوئی بات نظر نہیں آتی — (شالیموف اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے) میں ٹھیک ٹھیک اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتی — لیکن میں دل ہی دل میں محسوس کرتی ہوں کہ ہمیں لوگوں میں، تمام لوگوں میں اپنی قدر و قیمت کا احساس جگانا چاہئے — تب ہم ایک دوسرے کی ہتک کرنا، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا بند کرینگے — ہم انسان کی عزت نہیں کرتے... اور اس سے دل بڑا خون ہوتا ہے، یہ بات بڑی افسوسناک ہے —

کالیریا : خدا کی پناہ! لیکن ماریا لفوونا کون ہوتی ہے ہمیں یہ سبق پڑھانے والی —

وروارا میخائلوونا : کیوں، آخر تم سب پنجے جھاڑ کر کیوں پڑ گئے ہو اس کے پیچھے؟

رومین : یہ اس کا اپنا کیا دھرا ہے — وہ لوگوں کا دماغ چاٹے جاتی ہے — جب کبھی کوئی مجھ پر زندگی کا راز کھولنے کی کوشش کرتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ میں کسی شکنجے میں پھنس گیا ہوں اور اس کے دانت مجھے کچلے اور پیسے ڈال رہے ہیں —

کالیریا : ایسے لوگوں کے ساتھ زندگی کاٹے نہیں کٹ سکتی —

وروارا میخائلوونا : لیکن کالیریا، کیا ایسے لوگوں کے جھرمٹ میں زندگی کاٹنا ممکن ہے جو دکھڑا رونے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں؟ ہمیں ایمانداری سے کام لینا چاہئے — کیا ایسے لوگوں کے درمیان رہنا ممکن ہے جو ہر وقت اپنا ہی راگ الاپتے رہتے ہیں اور فضا کو اپنی ہائے وائے سے بھر دیتے ہیں اور زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے کچھ بھی نہیں کرتے؟ ہم کیا کرتے ہیں؟ ایں؟ آپ اور میں کرتے کیا ہیں؟

رومین : اور وہ؟ ماریا لفوونا؟ اس کا سارا کارنامہ فضا کو مکدر کرنا ہے —

کالیریا : اور ان دقیانوسی نظریوں کا راگ الاپنا جن کو بھول جانا ہی بہتر ہے — زندہ مردوں کو اپنا خلیفہ کیوں بنانے لگے؟

(کھلے اسٹیج کے گرد شوقیہ اداکار جمع ہونے لگتے ہیں — پوستوبائکا اسٹیج پر کرسیاں وغیرہ ٹھیک کر رہا ہے —)

دفوئے توچئے : وروارا میخائلوونا ان باتوں پر دل نہ کڑھاؤ — آؤ، ہم یہ قصہ ختم کریں — چلو تم میرے ساتھہ ٹہلنے کا وعدہ کر چکی ہو —

وروارا میخائلوونا : ہاں یاد ہے — چلئے چلتی ہوں — کتنی کوفت کی بات ہے کہ دل کی بات کہنا چاہوں اور کہہ نہ سکوں! افسوس، دماغ ہے مگر زبان نہیں...

شالیموف : کون کہتا ہے تم گونگی ہو — کیا میں بھی چلوں تمہارے ساتھہ؟

وروارا میخائلوونا : ہاں اگر آپ چاہیں...

دفوئے توچئے : آؤ ہم کنج میں ندی کنارے چلیں — ارے میری اچھی بانو ...آخر تم اتنی گرم کیوں ہو رہی ہو؟

وروارا میخائلوونا : مجھے ایسا لگتا ہے کہ کوئی بہت ہی افسوس ناک غلطفہمی ہو گئی ہے...

(وہ جنگل کے اندر چلے جاتے ہیں — سوسلوف ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور ہلکے سے ہنستا ہے —)

رومین (ان کو دیکھتے ہوئے) : جب سے یہ شالیموف آیا ہے یہ کتنی دمک اٹھی ہے ... کس طرح باتیں کرتی ہے! اور یہ شالیموف ہے کیا؟ وہ صاف دیکھہ سکتی ہے کہ شالیموف کا قلم تھک

چکا ہے — جب بڑی دھوم دھام سے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے تو اس وقت وہ اپنے آپ سے جھوٹ بولتا ہے اور دوسروں کی آنکھہ میں دھول جھونکتا ہے —

کالیریا : وہ یہ خوب جانتی ہے — رات اس سے بات کرنے کے بعد واریا خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی جیسے کسی بالک کا دل ٹوٹ گیا ہو — اس کے آنے سے پہلے اس کو یقین تھا کہ شالیموف مضبوط اور بہادر ہوگا — اس کو امید تھی کہ شالیموف اس کی پھیکی اور بنجر زندگی میں کوئی انوکھی بات، کوئی نئی روشنی لے کر آئیگا —

(مکان کے عقب سے زامیسلوف اور یولیا فلیپوونا آتے ہیں —
وہ کچھہ سرگوشی کرتا ہے اور وہ ہنس پڑتی ہے —
سوسلوف ان کو دیکھتا ہے —)

رومین : آؤ ہم اندر چلیں — کچھہ بجا کر سناؤ — میں اس وقت سنگیت کے موڈ میں ہوں —

کالیریا : جیسی تمہاری مرضی — ہاں واقعی آدمی پر اوس سی پڑ جاتی ہے جب چاروں طرف...

یولیا فلیپوونا : دیکھو! اداکار آگئے! ریہرسل کا وقت چھہ بجے طے ہوا تھا اور اب؟..

زامیسلوف : اب ساڑھے سات ہونے کو آئے — پہلے صرف تم دیر سے آیا کرتی تھیں — اور اب سبھی... یہ ہے تمہارا کمال!

یولیا فلیپوونا : اچھا تو تم چل نکلے؟

زامیسلوف : میں ذرا تمہاری تعریف کرنا چاہ رہا تھا — لیکن ذرا میں اندر بھاگ کر جاؤں اور اپنے آقا سے ایک منٹ کو مل آؤں — برا تو نہیں مانوگی؟

یولیا فلیپوونا : زیادہ دیر نہ لگانا!

(زامیسلوف مکان کے اندر جاتا ہے — یولیا فلیپوونا آپ ہی آپ گنگناتی ہے اور ٹہلتی ہوئی درختوں کے جھنڈ کی طرف جاتی ہے — اسے اپنا شوہر نظر آتا ہے —)

سوسلوف : کہاں تھیں تم؟

یولیا فلیپوونا : وہاں — وہاں ادھر —

(اسٹیج کے قریب زرد لباس والی عورت، نوجوان، سیمیونوف، کیڈٹ اور دو لڑکیاں کھڑی ہیں — پوستوبائکا کافی شور مچاتے ہوئے ایک میز رکھہ رہا ہے — قہقہے، آوازیں : ''سنو، بھائی، سب لوگ سنو!،، ''ڈائرکٹر کہاں ہے؟،، ''مسٹر استیپانوف!،، ''وہ یہیں کہیں ہے — میں نے اس کو دیکھا ہے!،، ''شہر جانے والی گاڑی نکل جائیگی —،، ''معاف کرنا، مگر میرا نام تو سیمیونوف ہے — استیپانوف نہیں !،،)

سوسلوف : پورے وقت اس کے ساتھہ تھیں؟ اس... اس... کے ساتھہ — اور وہ بھی کھلم کھلا، دن دھاڑے! یولیا ذرا سوچو تم کیا کر رہی ہو! ہر شخص مجھہ پر ہنس رہا ہے!

یولیا فلیپوونا : اچھا؟ کتنی بری بات ہے!

سوسلوف : بس بس بھر پایا — ہمیں اس پر کھل کر بات کرنی ہوگی — میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا...

یولیا فلیپوونا : ہاں ہاں میں ایک ایسے آدمی کی بیوی بن کر نہیں رہنا چاہتی جس پر دنیا ہنستی ہے —

سوسلوف : یولیا ذرا سنبھل کے! جانتی ہو میں کیا کر سکتا ہوں؟

یولیا فلیپوونا : تم اجڈ بن سکتے ہو جیسے گاڑی‌بان — بس یہ میں جانتی ہوں —

سوسلوف: چھنال —— تری یہ مجال!

یولیا فلیپوونا (اطمینان سے اور دھیمی آواز سے): ہم یہ ڈرامہ گھر پر کھیلینگے — لوگ آ رہے ہیں — جاؤ — ذرا آئینے میں تم اس وقت اپنا منہ تو دیکھتے!

(بیزاری سے کندھے جھٹکتی ہے — سوسلوف ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے لوٹ جاتا ہے اور بڑبڑاتے ہوئے جنگل میں غائب ہو جاتا ہے —)

سوسلوف: دیکھہ لینا ایک دن میں تم کو گولی سے اڑا دونگا!..

یولیا فلیپوونا (اس کو پکار کر): کیوں، آج تو گولی نہیں ماروگے نا؟ (گاتی ہے) ''سانجھہ بھئی اور سائے چھائے...،، (اس کی آواز تھرتھراتی ہے) ''... رات نے لی اٹھہ کر انگڑائی...،،

(ایک لمحے کو وہ خلا میں گھورتی ہے اور آہستہ آہستہ سر جھکا دیتی ہے — ماریا لفوونا جوش سے بھری ہوئی مکان سے نکلتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے دوداکوف اور باسوف ہاتھوں میں بنسی لئے ہوئے آتے ہیں —)

باسوف (ڈور ٹھیک کرتے ہوئے): تم کو لوگوں سے زیادہ نرمی کا، نیکی کا سلوک کرنا چاہئے — ہم سب تمہاری طرح انسان ہیں — کس نے بنسی کی ڈور الجھا کر رکھہ دی... خدا سمجھے!

ماریا لفوونا: لیکن تم سمجھتے نہیں!

دوداکوف: ذرا اس کا تو خیال کرو کہ آدمی تھکا ہوا ہے —

باسوف: میں کہتا ہوں تم غلطی پر ہو — تمہارے خیال میں آدمی ادیب بنا نہیں کہ وہ دیوتا بن گیا — لیکن ہر ادیب دیوتا نہیں بن سکتا —

ماریا لفوونا: ہمیں زندگی سے، لوگوں سے زیادہ سے زیادہ کا مطالبہ کرنا چاہئے —

باسوف: میں یہ سمجھتا ہوں — لیکن اسی حد تک نا جتنا ممکن ہے! ہر چیز آہستہ آہستہ ابھرتی ہے — ارتقا! ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھلانی چاہئے!

ماریا لفوونا: میں ناممکن مطالبہ نہیں کرتی — لیکن ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں صرف ادیب ہی سچ کی آواز بلند کر سکتا ہے، ادیب ہی غیر جانبدار ہو کر لوگوں کی برائیوں اور اچھائیوں کو پرکھہ سکتا ہے اور ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جد و جہد کر سکتا ہے — صرف ادیب یہ کر سکتا ہے اور یہی ایک کام روسی ادیب کو کرنا چاہئے —

باسوف: یہ بات سچ ہے مگر...

ماریا لفوونا (زینے سے اترتے ہوئے): لیکن مجھے یہ دکھائی نہیں دیتا کہ تمہارا دوست یہ فرض انجام دے رہا ہے — اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا آدرش کیا ہے؟ وہ کس چیز سے نفرت کرتا ہے؟ کس چیز سے محبت کرتا ہے؟ کس چیز کو وہ ٹھیک اور کس چیز کو غلط کہتا ہے؟ وہ دوست ہے یا دشمن؟ میں نہیں جانتی —

(تیزی سے جاتی ہے اور مکان کے پیچھے غائب ہو جاتی ہے —)

باسوف (اب تک گرہ سلجھانے میں لگا ہوا ہے): ماریا لفوونا، میں... تمہارے جوش اور امنگ کی عزت کرتا ہوں... چل دی؟ خدا جانے اس کے مزاج کا پارہ اتنا کیوں چڑھا رہتا ہے؟ اسکول کا طالبعلم بھی جانتا ہے کہ ادیب کو ایماندار ہونا چاہئے — اچھا، اس کو لوگوں کی بھلائی کا کام کرنا چاہئے، وغیرہ وغیرہ — اور یہ بھی کہ سپاہی کو بہادر ہونا چاہئے، وکیل کو عقلمند — لیکن

یہ ہٹ دھرم عورت ہے کہ اپنی باتیں کیل کی طرح لوگوں کے دماغ میں ٹھونکتی رہتی ہے — اچھا ڈاکٹر، چلو چلیں، دیکھیں، مچھلیاں کانٹا کھا بھی رہی ہیں یا نہیں — خدا سمجھے، آخر کس نے میری بنسی کو الجھا کر رکھہ دیا؟

دوداکوف: ہونہہ — وہ بہت سی باتیں سوجھہ بوجھہ کی کہتی ہے — اس کی زندگی مزے میں کٹتی ہے — اس کی اپنی پریکٹس ہے اور خرچ زیادہ نہیں —

باسوف: یاکوف بھی بڑا کائیاں ہے — دیکھا تم نے جب ماریا لفوونا نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا تو کس صفائی سے داؤ خالی دے کر نکل گیا — (ہنستا ہے) جب مزے میں آتا ہے تو خوب باتیں کرتا ہے — ہاں وہ بڑی دل لبھانے والی باتیں کرتا ہے، لیکن جب سے اس کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا — ہاں ویسے شادی کو چھہ ہی مہینے ہوئے تھے کہ اس نے اس کو چلتا کر دیا تھا...

دوداکوف: بھلے لوگ اس طرح نہیں کہتے — کہنا چاہئے وہ اور اس کی بیوی جدا ہو گئے —

باسوف: اچھا چلو دونوں جدا ہو گئے — لیکن اب جو وہ چل بسی تو شالیموف نے اس کی جائداد پر دعوی کر دیا ہے — سودا برا نہیں ایں؟

دوداکوف: چ چ چ! بہت ہی برا! حد ہو گئی...

باسوف: اس کا یہ خیال نہیں — اچھا چلو ندی کی طرف چلیں —

دوداکوف: جانتے ہو میں کیا سوچ رہا ہوں؟

باسوف: نہیں، کیا؟

دوداکوف (آہستہ آہستہ اور سوچتے ہوئے): کیا تمہیں اس پر حیرانی نہیں ہوتی — کیا تمہیں یہ بات عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ ہم اب تک ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرتے؟

باسوف (رکتے ہوئے): کیا؟ کیا تم مذاق کر رہے ہو؟

دوداکوف: بالکل نہیں — آخر ہم بیکار لوگ ہیں — کیا تم ایسا نہیں سوچتے؟

باسوف (ٹہلتے ہوئے): نہیں میں ایسا نہیں سمجھتا — میں زندگی کے روشن پہلو کو دیکھتا ہوں — اگر تم برا نہ مانو تو عرض کروں کہ میں آخر ہوں ایک نارمل آدمی —

دوداکوف: تم میری بات کو ہنسی میں اڑانے کی کوشش نہ کرو—

باسوف: میں؟ سنو ڈاکٹر— مجھے لگتا ہے کہ کہیں تم... ہوں! میرا مطلب ہے کہ تمہیں خود تو کہیں علاج کی ضرورت نہیں! بھئی ابھی سے بتا دو ندی پر پہنچ کر مجھے دھکیلو گے تو نہیں پانی میں؟

دوداکوف (سنجیدگی سے، کندھے جھٹکتے ہوئے): کیوں میں ایسا کیوں کرتا؟

باسوف (دور ہٹتے ہوئے): میں کیا جانوں؟ تمہارا مزاج ہی کچھ عجیب ہو رہا ہے —

دوداکوف (سختی سے): تم سے سنجیدگی سے بات کرنا بہت مشکل ہے —

باسوف: کوشش بھی نہ کرنا — تم سنجیدہ بات چیت کا مطلب ہی نہ جانے کیا کیا اوٹ پٹانگ سمجھتے ہو— ہم تو کان پر ہاتھ دھرتے ہیں!

(باسوف اور دوداکوف باہر نکلتے ہیں — سونیا اور ولاس دائیں طرف سے آتے ہیں — زامیسلوف مکان سے نکلتا ہے اور دوڑتا ہوا اسٹیج کی طرف جاتا ہے جہاں بڑے جوش و خروش سے اس کا سواگت ہوتا ہے — اداکار اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال دیتے ہیں اور وہ ان کو کچھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے—)

سونیا : مجھے یقین نہیں آتا کہ تم سچ مچ شاعر ہو —
ولاس : یقین نہیں آتا؟ بہت بری بات ہے — میں نے بعض بہت اچھی چیزیں بھی لکھی ہیں — مثلاً :

میرے یار، بھیا ولاس
یہ سیب، یہ اناس
تجھکو نہ آویں راس
منوا کاہے بھیو نراس

سونیا (ہنستی ہے) : آخر تم اس خرافات پر اپنے وقت کا ناس کیوں کرتے ہو؟ آخر تم اور زیادہ سنجیدگی سے اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتے؟
ولاس (آہستہ سے پراسرار انداز میں) : آہ، میری پیاری سونیا! میں نے یہ نسخہ آزما لیا ہے — اس کے ثبوت میں میری شاعری تک موجود ہے — (ناک سے گنگناتا ہے) :

کام بڑا تو چھوٹا میں
چھوٹا کام تو بڑا میں

سونیا (سنجیدگی سے) : تم آخر ایسے کیوں ہو؟ تم مسخرا بن کر تو جینا نہیں چاہتے نا! تم چاہتے کیا ہو؟
ولاس (دمک کر) : خوش ہونا!
سونیا : اور تم خوش ہونے کے لئے کر کیا رہے ہو؟
ولاس (بجھتے ہوئے) : کچھ بھی نہیں — کچھ بھی نہیں —
ماریا لفوونا (جنگل سے) : سونیا!
سونیا : یہاں ہوں میں! کیا ہے؟
ماریا لفوونا : کچھ دوست آئے ہیں تم سے ملنے —
سونیا : آئی! (ماریا لفوونا جنگل والے راستے پر نمودار ہوتی ہے)

و اس مسخرے کو سنبھالو — یہ محض خرافات بکتا ہے اور ضرورت
س کی ہے کہ تم اس کی ذرا خبر لے لو! (بھاگتی ہے —)

ولاس (انکسار سے): اچھا اب تم بھی چالو ہو جاؤ — اسٹیشن
سے لے کر یہاں تک تمہاری چہیتی نے ایسی مرمت کی ہے کہ میں
و ادھموا ہو گیا —

ماریا لفوونا (نرمی سے): ایسی باتیں نہیں کرتے — اس طرح
م خود کو اپنی اور دوسروں کی نظر میں گراتے ہو — تمہیں ایسا
ہیں کرنا چاہئے —

ولاس (اس کی نگاہوں سے کتراتے ہوئے): تم کہتی ہو مجھے
یسا نہیں کرنا چاہئے — ہر شخص یہاں اتنا گمبھیر بنا رہتا ہے...
خر یہ لوگ ہنستے کیوں نہیں؟ (یکایک بہت ہی سادگی، خلوص
ور زور کے ساتھ بولنے لگتا ہے) ماریا لفوونا میں اب ان چیزوں سے
کتا چکا ہوں — ان میں سے کسی کے لئے میرے دل میں نہ محبت
ہے نہ عزت — یہ لوگ مچھر سے بھی زیادہ حقیر اور چھوٹے ہیں —
یں ان لوگوں سے سنجیدگی سے بات کر ہی نہیں سکتا — وہ چاہتے
ہیں کہ میں بھی مسخرا بن جاؤں لیکن میرا مسخراپن ان کے مسخرےپن
سے زیادہ صاف اور کھلا ہوا ہو! میرا سر نہ جانے کیسی کیسی خرافات
سے بھرا ہوا ہے — میں چیخنا چاہتا ہوں — فریاد کرنا چاہتا ہوں —
جہنم میں جائے یہ سب کچھ — اگر بات نہیں بنی تو میں جلد ہی
ینا شروع کر دونگا — میں جب ان کے ساتھ ہوں تو ان ہی کی
لرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں — اور اسی لئے میں اتنا بھیانک
مذاق بن گیا ہوں! ان کے گھٹیاپن کا زہر مجھے کھائے جا رہا ہے —
و وہ رہے ... ذرا ان کی باتیں سنو؟ وہ اسی طرف آ رہے ہیں — کبھی
کبھی تو میں ان کی صورت سے بھی بیزار ہو جاتا ہوں — چلو چلو!
یں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں!

ماریا لفوونا (اس کا بازو تھام لیتی ہے): کاش تم جان سکتے

اس روپ میں تم کو دیکھہ کر میرے دل کی کلی کس طرح کھل
اٹھتی ہے —

ولاس: شاید تمہیں یقین نہ آئے... بعض مرتبہ میرا دل کھول
ہے اور جی چاہتا ہے کوئی بڑی، کوئی بھیانک بات کہہ دوں
کوئی ہتک کی بات...

(وہ جنگل میں چلے جاتے ہیں — شالیموف، یولیا فلیپوونا
اور وروارا میخائلوونا دائیں طرف سے آتے ہیں —)

شالیموف: پھر وہی گمبھیر باتیں؟ مجھے بخشو! میں گمبھیر
باتوں سے اوب چکا ہوں... میں اب اس سے زیادہ فلسفہ ہضم نہیں کر
سکتا— ذرا مجھے سانس لینے دو— ذرا مجھے سنبھلنے دو— میں صرف
سیر کرنا اور عورتوں سے عشق لڑانا چاہتا ہوں —

یولیا فلیپوونا: کیا عورتوں سے عشق لڑانے سے تمہارے اعصاب
پر برا اثر نہیں پڑتا؟ عجیب بات ہے! آخر تم مجھہ سے دل کا
سودا کیوں نہیں کرتے؟

شالیموف: تمہاری اس پیش‌کش کو میں سنہرا موقع سمجھتا
ہوں اور اس سنہرے موقع کا فائدہ اٹھا کر مجھے بڑی خوشی ہوگی —

یولیا فلیپوونا: میں نے پیش‌کش نہیں کی ہے — میں نے تم
سے صرف سوال کیا ہے —

شالیموف: خدا کے لئے مجھے اجازت دو کہ تمہارے سوال کو
رضامندی سمجھہ لوں —

یولیا فلیپوونا: بس، بس — میرے سوال کا جواب دو— اور سچ سچ
جواب دو—

شالیموف: میں یہ مانتا ہوں کہ عورت سے دوستی ممکن
ہے — لیکن یہ دوستی زیادہ لمبی نہیں کھنچ سکتی— فطرت اپنا گل
کھلا کے رہتی ہے —

یولیا فلیپوونا: تمہارے خیال میں دوستی چاہت کا پہلا زینہ ہے؟

شالیموف: میں محبت کو بڑی گمبھیر چیز مانتا ہوں — جب میں عورت سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کو بلندیوں میں لےجانا چاہتا ہوں، میں اس پر اپنے احساسات اور جذبات کے پھول برسانا چاہتا ہوں —

زامیسلوف (اسٹیج سے): یولیا فلیپوونا! یہاں آؤ!

یولیا فلیپوونا: آئی! باغباں صاحب سردست خدا حافظ! آپ کے باغ میں بڑی افراتفری مچی ہوئی ہے، ذرا کیاریاں تو درست کر لیجئے — (اسٹیج کی طرف چلی جاتی ہے —)

شالیموف: ہاں وہ تو ابھی ہوا جاتا ہے — کیسی خوش مزاج اور من‌موہنی گڑیا ہے یہ عورت! وروارا میخائلوونا، ارے تمہاری نگاہیں اتنی بدلی بدلی، اتنی انجانی انجانی کیوں معلوم ہو رہی ہیں؟

وروارا میخائلوونا: یہ مونچھیں آپ پر خوب پھبتی ہیں...

شالیموف (مسکراتے ہوئے): اچھا؟ شکریہ — لگتا ہے کہ تمہیں میرے لہجے سے صدمہ پہنچا ہے؟ تم بڑی ٹیڑھی ہو — لیکن یہ تو مانوگی نا کہ آدمی اس عورت سے کسی اور لہجے میں کیوں کر بات کر سکتا ہے —

وروارا میخائلوونا: مجھے تو لگتا ہے کہ اب مجھے کسی چیز سے صدمہ نہیں پہنچ سکتا —

شالیموف: میں سمجھتا ہوں — تم مجھے اس روپ میں دیکھ کر حیران ہو — ہے نا؟ لیکن آدمی رومین جیسے سڑی کی طرح گلا پھاڑپھاڑ کر اپنے خیال اور وچار کا پرچار کرنے سے رہا — میں معافی چاہتا ہوں — لگتا ہے وہ تمہارا دوست ہے؟

وروارا میخائلوونا (نفی میں سر ہلاتے ہوئے): میرا کوئی دوست نہیں —

شالیموف: میری آنکھوں میں اپنے دل کی دنیا کا بہت ہی اونچا مقام ہے — اسی لئے میں پہلی ہی ملاقات میں اپنا دل کھول کر کسی کے سامنے نہیں رکھتا — پیتھا گورا کے ماننے والے گنے چنے لوگوں ہی کو اپنے من کا راز بتاتے تھے —

وروارا میخائلوونا: اور لیجئے یہ مونچھیں آپ کے چہرے پر فضول سی لگنے لگیں!

شالیموف: جہنم میں جائیں یہ مونچھیں! تم نے سنی نہیں کہاوت؟ جیسا دیس ویسا بھیس! یہ بڑی اچھی کہاوت ہے— خاص طور پر ایسے آدمی کے لئے جو تنہائی کے زہر کا ایک ایک قطرہ اپنے حلق میں ٹپکا چکا ہو— معلوم ہوتا ہے تم نے تنہائی کا جام پوری طرح نہیں پیا ہے — اور اسی لئے تم ایک ایسے آدمی کو نہیں سمجھ سکتیں جو... لیکن معاف کرنا... شاید تمہیں دیر ہو رہی ہے...

(جھکتا ہے اور ان تماشائیوں کے پاس بنچ پر جا کر بیٹھ جاتا ہے جو زامیسلوف کو دیکھ رہے ہیں — وہ ہاتھ میں کتاب اٹھائے اسٹیج پر چل رہا ہے اور سیمیونوف کو بتا رہا ہے ایک خاص پارٹ کس طرح کرنا ہے — باسوف مچھلی کی لگی کے ساتھ مکان کی طرف آتا ہے —)

باسوف: واریا! ذرا دیکھنا کتنا زوردار شکار ہوا ہے مچھلیوں کا — غضب ہے! ڈاکٹر جیسے پھوہڑ نے بھی چھوٹتے ہی مچھلی پکڑ لی — کیوں کیسا رہا! چچا نے تین پکڑ لیں - (ادھر ادھر دیکھتا ہے) سنو، ابھی جو میں آ رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ولاس ماریا لفوونا کے قدموں پر گرا ہوا ہے! کنج کے پاس! ذرا سوچو! دھڑا دھڑ ہاتھ کو بوسہ دے رہا تھا! میری جان، تم کو اس سے ذرا پوچھ گچھ کرنی چاہئے — بہر حال، ابھی وہ لڑکا ہے اور وہ ٹھہری عورت ماں کے برابر!

وروارا میخائلوونا (آہستہ سے) : سرگئی سنو، اس کے بارے میں
سی سے کچھہ نہ کہنا... کسی سے بھی! تم کچھہ نہیں سمجھتے!
م کو غلطفہمی ہوئی ہے... میں تو ڈرتی ہوں — تم تمام ڈھنڈورا
ٹتے پھروگے اور یہ بہت برا ہوگا... سمجھتے ہو!

باسوف : تم اتنی بدحواس کیوں ہوئی جا رہی ہو؟ اچھا اچھا
ں کسی سے نہیں کہونگا — کسی سے نہیں... بس! لیکن تم ہی
اؤ ہے نا یہ بےتکی بات! یہ ماریا لفوونا...

وروارا میخائلوونا : وعدہ کرو، زبان دو، اس کے بارے میں سب
چھہ بھول جاؤگے نا — بولو، وعدہ کرو!

باسوف : وعدہ کرتا ہوں — جہنم میں جائے سب — لیکن تم
را مجھے سمجھاؤ اس کا کیا تک ہے!

وروارا میخائلوونا : میں نہیں سمجھا سکتی — لیکن تم جو کچھہ
مجھہ بیٹھے ہو، بات وہ نہیں ہے — یہ عشق بازی نہیں ہے —

باسوف : ہونہہ! عشق بازی نہیں ہے؟ چ چ! تو پھر یہ کیا
ہے واریا؟ بہت اچھا میں ایک لفظ نہیں کہونگا — گھبراؤ مت!
یں تو مچھلیاں پکڑونگا — میں تو اندھا ہوں، میں تو بہرا ہوں —
یں کچھہ بھی نہیں جانتا بس! اف ہاں، ارے میں یہ کیا دیکھہ رہا
وں — یاکوف تو بڑا درندہ نکلا —

وروارا میخائلوونا (گھبرا کر) : کیوں، کیا ہوا سرگئی؟ کوئی
ی بات؟

باسوف : تمہارے تو اوسان خطا ہوئے جا رہے ہیں واریا — یہ
لکل دوسری کہانی ہے —

وروارا میخائلوونا (بیزاری کے ساتھہ، آہستہ سے) : میں سننا
ہیں چاہتی — سچ میں نہیں سننا چاہتی، سرگئی!

باسوف (جلدی سے، حیران ہو کر) : لیکن کوئی ایسی خاص
ت نہیں، میری باولی بلبل! تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ اتنی سی بات

تھی کہ وہ اپنی مرحوم بیوی کی جائداد پر چنگل گاڑنے کی کوشش کر رہا ہے — وہ اپنی سالی سے جائداد چھیننا چاہ رہا ہے —

وروارا میخائلوونا (دکھہ اور بیزاری سے): ایسا نہ کہو! ہاں ایسا نہ کہو! کیا تم نہیں سمجھہ سکتے؟ میں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتی، سر گئی!

باسوف (برا مانتے ہوئے): واریا تمہیں اپنے دل اور دماغ کا علاج کرانا چاہئے — تم عجیب عجیب حرکتیں کرتی ہو — برا نہ ماننا، کبھی کبھی تم میری بےعزتی سے بھی نہیں چوکتیں... شرم کی بات ہے!

(وہ تیزی سے چلا جاتا ہے — وروارا میخائلوونا آہستہ آہستہ برآمدے کی طرف جاتی ہے — اسٹیج سے شور اور قہقہے سنائی دیتے ہیں —)

زامیسلوف: چوکیدار! لالٹین کہاں ہے؟

یولیا فلیپوونا: مسٹر سوموف، کیا میرا پارٹ تمہارے پاس ہے؟

سیمیونوف: اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں — میرا نام ہے سیمیونوف —

یولیا فلیپوونا: میں برا نہیں مانتی!

زامیسلوف: سب لوگ تیار! ہم اب شروع کر رہے ہیں!

پردہ

تیسرا ایکٹ

جنگل کے درمیان کھلی ہوئی جگہ — پس‌منظر میں درختوں کے سائے میں ایک دری بچھی ہوئی ہے اور اس پر بوتلیں اور کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں — دری کے چاروں طرف باسوف، دفوئے‌توچئے، شالیموف، سوسلوف اور زامیسلوف بیٹھے ہوئے ہیں — دائیں طرف ذرا دور بڑا سا سماور رکھا ہے— پاس ہی ساشا برتن مانجھ رہی ہے اور پوستوبائکا لیٹا مزے میں پائپ پی رہا ہے — اس کے پاس ہی دو چپو، ایک ٹوکری اور ایک بالٹی رکھی ہے— اسٹیج پر آگے کو بائیں طرف سوکھی ہوئی گھاس پھوس کا ڈھیر ہے اور ایک ٹھنٹھہ پڑا ہے— کالیریا، وروارا میخائلوونا اور یولیا فلیپوونا گھاس پھوس پر بیٹھی ہیں — باسوف دھیمی آواز میں کچھہ کہہ رہا ہے اور لوگ غور سے سن رہے ہیں — دائیں طرف اسٹیج کے باہر سے تھوڑی تھوڑی دیر پر سونیا کی آواز سنائی دیتی ہے — کسی ساز سے نغمہ پھوٹ رہا ہے — دن دم توڑ رہا ہے—

یولیا فلیپوونا : پکنک بڑی پھیکی رہی —

کالیریا : ہاں پھیکی، بےجان جیسی ہماری زندگی ہے —

وروارا میخائلوونا : معلوم ہوتا ہے وہ لوگ مزے کر رہے ہیں —

یولیا فلیپوونا : بہت پی لی اور اب فحش گندے لطیفے سنائے جا رہے ہوں گے اور کیا —

(وقفہ — سونیا : ''ایسے نہیں ویسے.... آہستہ آہستہ —،،
چھتارا بجتا ہے — دفوئے توچئے قہقہہ لگاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا : میں نے بھی کافی پی ہے — لیکن اس سے د
میں ذرا گرمی نہیں آئی — اس کے برخلاف تیز شراب کا ایک جا
بھی پی لوں تو میں اور بجھہ جاتی ہوں اور مجھہ پر اوس پڑ جاتی
ہے — میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی وحشیانہ حرکت کر بیٹھوں -
کالیریا (فکر میں ڈوبی ہوئی) : ہر چیز دھندلی دھندلی اور الجھی
الجھی سی معلوم ہوتی ہے اور میں ڈر جاتی ہوں —
وروارا میخائلوونا : کس چیز سے؟
کالیریا : لوگوں سے — ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا... ا
پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا —
وروارا میخائلوونا : یہ سچ ہے — ہاں ان پر بھروسہ نہیں کیا
جا سکتا — میں تمہاری بات سمجھتی ہوں — (باسوف آرمینی لہجے میں
''لیکن میری جان کیوں؟ اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے!،
مرد زوروں سے قہقہہ لگاتے ہیں —)
کالیریا : نہیں تم مجھہ کو نہیں سمجھتیں اور میں تم کو نہیں
سمجھتی — اور کوئی بھی کسی کو نہیں سمجھتا اور نہ کسی کو
سمجھنے کی پڑی ہے — لوگ بےمقصد بھٹکتے رہتے ہیں — جس طرح
شمالی سمندر میں برف کے تودے تیرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے
سے ٹکراتے رہتے ہیں...

(دفوئے توچئے اٹھتا ہے اور دائیں طرف چلا جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا (آہستہ آہستہ گاتی ہے) :

سانجھه بھئی اور سائے چھائے
رات نے لی اٹھه کر انگڑائی...

(جب وروارا میخائلوونا بولنا شروع کرتی ہے تو یولیا فلیپوونا گانا بند کر دیتی ہے اور اس کو غور سے دیکھتی ہے—)

وروارا میخائلوونا: زندگی ایک بازار ہے جہاں ہر شخص دھوکا دے رہا ہے، ٹھگ رہا ہے، ہر شخص چاہتا ہے اپنی گرہ سے کم سے کم جانے دے اور دوسرے سے زیادہ سے زیادہ چھین لے—

یولیا فلیپوونا:

سانجھه بھئی اور سائے چھائے
رات نے لی اٹھه کر انگڑائی...

کالیریا: وہ لوگ کیسے ہوں گے جن کو دیکھه کر اکتاہٹ اور بیزاری نہ ہوگی؟

وروارا میخائلوونا: ان کو چاہئے کہ اور زیادہ ایمانداری اور دلیری سے کام لیں—

کالیریا: ان کی ڈگمگاہٹ دور ہونی چاہئے— کم از کم ان کو نہالی کے بیگن والا چلن چھوڑ دینا چاہئے—

یولیا فلیپوونا: بس بس، فلسفه نه بگھارو! یه کوئی ایسا سہانا راگ نہیں ہے— آؤ ہم گانا گائیں—

وروارا میخائلوونا: یولیا فلیپوونا، کل جو دوگانا گایا تھا تم نے مجھے بڑا اچھا لگا—

یولیا فلیپوونا: ہاں بڑا اچھا تھا— بڑا من موہنا اور پاک— میں ہر پیاری اور پاک چیز پر جان چھڑکتی ہوں— تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا؟ میں سچ مچ جان چھڑکتی ہوں... سہانے، دل کش منظر، سریلی اور پاک آواز... (ہنستی ہے—)

کالیریا: میرے دل میں غصے کا دھواں اٹھہ رہا ہے جس طرح خزاں میں بادل امڈتے ہیں — واریا، میرا دم گھٹ رہا ہے — میں کسی سے محبت نہیں کرتی اور نہ محبت کرنا چاہتی ہوں — میں مرتے دم تک ایک بےہنگم کنواری بڑھیا رہونگی —

وروارا میخائلوونا: اچھی کالیریا، ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالتے — یہ کتنی بری بات ہے —

یولیا فلیپوونا: شادی بھی ایسا لڈو ہے کہ کھائے پچھتائے، نہ کھائے پچھتائے — میں ہوتی تمہاری جگہ تو رومین سے شادی کر لیتی — ہاں ذرا مزاج کا کڑوا کسیلا ہے لیکن... (سونیا: ''ٹھہرو! ہاں اب چالو ہو جاؤ — نہیں پہلے ایک ساز —،، دو سازوں پر ایک دھن سنائی دیتی ہے —)

کالیریا: وہ تو ربر کی گیند ہے —

وروارا میخائلوونا: نہ جانے کیوں، ایک درد بھرے گیت کے بول یاد آ گئے — میری ماں کے ساتھہ جو دھوبنیں کام کرتی تھیں وہ یہ گیت گایا کرتی تھیں — میں اس وقت ننھی سی لڑکی تھی —— جب میں اسکول میں پڑھتی تھی — مجھے یاد ہے —— جب میں گھر لوٹتی تو لانڈری بھاپ سے بھری ہوئی ہوتی — اور اس غضب کی گھٹن میں ادھی ننگی عورتیں دھیمی اور تھکی ہوئی آواز میں گاتیں:

میا میری، میا میری، نیر بہاؤں دن رین،
میں دکھیاری بپتاماری، نیر بہاؤں دن رین
بچھڑے سب اپنے پرائے،
جیا ترسے، انکھیاں ترسیں
اپنا پرایا کوئی نہیں
کڑھہ کڑھہ مروں، تڑپوں، نیر بہاؤں
بچھڑے سب اپنے پرائے...

یہ گیت سن کر میرا دل بھر آتا تھا — (باسوف: ''ساشا ہمیں بیر اور شراب دے جاؤ!،،) لیکن وہ دن اچھے تھے — یہ عورتیں مجھہ سے محبت کرتی تھیں — شام کو جب کام ختم ہوتا سب ایک صاف میز کے گرد چائے پینے کے لئے اکٹھی ہو جاتیں — وہ مجھے بھی اپنے پاس بٹھا لیتیں —

کالیریا: تم کیسی کیسی دل بجھانےوالی باتیں کرتی ہو واریا — تم اور ماریا لفوونا دونوں —

یولیا فلیپوونا: میری پیاری بہنو، ہماری زندگی بری ہے، بڑی گھٹیا —

وروارا میخائلوونا (سوچتے ہوئے): ہاں، گھٹیا... اور ہم نہیں جانتے اس کو سنوارا کیسے جائے — میری ماں مرتے دم تک کام کرتی رہی... ہائے کیسا سونے کا دل تھا اس کا... اف کتنی خوش مزاج تھی میری ماں! اس کو سبھی چاہتے تھے — اس نے مجھے پڑھانے لکھانے کو کیا کچھہ جتن نہ کئے — جب میں نے اسکول کی پڑھائی ختم کی تو وہ پھولی نہ سمائی — اور یہ وہ وقت تھا جب وہ چلنے پھرنے سے مجبور ہو چکی تھی —— گٹھیا نے اس کو کہیں کا نہ رکھا تھا — وہ چپ چاپ چل بسی — ماں نے مجھہ سے چپکے سے کہا ''مت رو واریا، مت رو، کوچ کی گھڑی آ گئی — جتنا جینا تھا جی لی، جتنا کام کرنا تھا کرلیا -- اور اب میری گھڑی آ گئی —،، میری ماں کی زندگی کا کوئی تو مقصد تھا — اس کی زندگی میری زندگی سے اچھی تھی — مجھے ہمیشہ لگتا ہے میں کہیں بھٹک گئی ہوں — مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں کسی اجنبی دنیا میں بھٹک رہی ہوں — بالکل انجانے لوگوں میں! مجھے اس زندگی کے اور چھور کا پتہ نہیں چلتا —— ان مہذب لوگوں کی زندگی میری سمجھہ میں بالکل نہیں آتی — یہ زندگی کیا ہے جیسے ریت کی دیوار — جیسے دریا کی لہروں پر بہتی ہوئی برف کی تہہ —— یہ برف سخت ہوتی ہے — اس میں چمک

بھی ہوتی ہے— لیکن اس کے اندر دنیا بھر کی غلاظت بھی جمی ہوئی ہوتی ہے — اسی طرح یہ زندگی بھی گھناؤنی اور شرمناک ہے — جب کبھی میں کوئی گمبھیر کتاب پڑھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے سچائی کا سورج چمکیگا اور اس کی گرم کرنوں سے برف پگھلیگی اور غلاظت برف سے پھوٹ نکلیگی اور دریا کی لہریں ساری گندگی بہا لے جائینگی —

کالیریا (بیزاری سے) : تم اپنے میاں سے پیچھا کیوں نہیں چھڑا لیتیں؟ وہ ہے لکیر کا فقیر— تمہیں اس کی بالکل ضرورت نہیں...

(وروارا میخائلوونا حیرانی سے کالیریا کی طرف دیکھتی ہے —)

کالیریا (اصرار کرتے ہوئے) : تمہیں اپنے میاں کو چھوڑ دینا چاہئے — یہاں سے چلی جاؤ اور تعلیم حاصل کرو یا کوئی پریمی ڈھونڈ لو— جو جی چاہے کرو مگر اس کو چھوڑ دو!

وروارا میخائلوونا (کوفت کے ساتھہ اٹھتے ہوئے) : کتنی بھونڈی بات ہے کالیریا!

کالیریا : آخر تم اس سے بندھی کیوں رہو؟ کیا تمہیں یہاں کی گندگی سے گھن نہیں آتی؟ تم تو لانڈری اور اسی قسم کی چیزوں پر جان دیتی ہو— تم تو کہیں بھی رہ سکتی ہو—

یولیا فلیپوونا : واہ تم نے تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی پتے کی باتیں کہیں کہ سیدھے دل میں اتر گئیں —

کالیریا (اطمینان سے) : اگر کہو تو تمہارے میاں کے بارے میں بھی ایسی ہی دل لبھانے والی باتیں سنا دوں —

یولیا فلیپوونا (ہنستی ہے) : سناؤ، سناؤ— میں برا نہیں مانتی — میں تو خود ہی اس کو چٹپٹی باتیں سناتی رہتی ہوں اور وہ میری باتیں سن کر آپے میں نہیں رہتا — اور وہ بھی ادھار نہیں رکھتا، فوراً بدلہ اتار دیتا ہے — ابھی کل ہی کی بات ہے اس نے مجھے چھنال کہہ کر پکارا!

وروارا میخائلوونا : اور تم نے کیا کہا؟

یولیا فلیپوونا : کچھہ بھی نہیں — میں ٹھیک ٹھیک تو نہیں جانتی کہ چھنال ہے کیا بلا — لیکن میں بھی آزما دیکھنا چاہتی ہوں کہ ہے یہ کیا بلا — میرے دل میں تو کرید سی ہوتی رہتی ہے —— میرے دل میں تو ہمیشہ مردوں کے بارے میں ایک عجیب خلش رہتی ہے — (وروارا میخائلوونا چند قدم ہٹ جاتی ہے) میری سب سے بڑی بدقسمتی میرا خوبصورت مکھڑا ہے— میں چھٹی ہی جماعت میں تھی کہ ماسٹر مجھے عجیب عجیب نظروں سے گھورنے لگے — شرم سے میرے گال لال ہو جاتے اور کان کی لویں جل اٹھتیں! ان کو میرا انداز بڑا بھاتا — وہ مسکراتے اور دعوت میں آئے ہوئے پیٹوؤں کی طرح اپنے ہونٹ چاٹتے —

کالیریا (لرزتے ہوئے) : اف کتنی بیہودہ بات ہے!

یولیا فلیپوونا : ہے نا؟ پھر میری بیاہی سہیلیوں نے مجھے سبق دیا — لیکن مجھہ پر سب سے زیادہ احسان میرے میاں کا ہے — اسی آدمی نے میرے دل میں زہر بھرا — اسی آدمی نے مجھہ میں مردوں کی خلش پیدا کی — (ہنستی ہے — شالیموف اٹھتا ہے اور عورتوں کے پاس آتا ہے) اور اس کے بدلے میں میں اس کی زندگی میں زہر گھولتی رہتی ہوں — وہ جو کہاوت ہے نا، اینٹ کا جواب پتھر!

شالیموف (آتے ہوئے) : بڑی اچھی کہاوت ہے! جس نے یہ کہاوت بنائی، بڑا نیک اور دریادل آدمی ہوگا — وروارا میخائلوونا، آؤ، چلتی ہو ذرا دریا کے کنارے ایک ٹہل ہوجائے؟

وروارا میخائلوونا : ہاں، کیوں نہیں!

شالیموف : کیا میں اپنا بازو پیش کروں؟

وروارا میخائلوونا : نہیں شکریہ —

شالیموف : آخر تمہارا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟ تم میں اپنے بھائی

کی ذرا جھلک نہیں — وہ تو بڑا مگن اور مست مولا ہے — دلچسپ نوجوان!

(دونوں دائیں طرف چلے جاتے ہیں —)

کالیریا: ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو خوش ہو — اپنے آپ کو لے لو — تم ہمیشہ بڑی چہکتی دمکتی رہتی ہو، مگر اندر ہی اندر...

یولیا فلیپوونا: کیا تمہیں وہ آدمی اچھا لگتا ہے؟ مجھے تو وہ کچھ گھناؤنا سا نظر آتا ہے — وہ بالکل مینڈک کی طرح ٹھنڈا اور لچلچا ہوگا — چلو ہم بھی دریا کی طرف چلیں —

کالیریا (اٹھتے ہوئے): ہاں چلو —

یولیا فلیپوونا: مجھے تو لگتا ہے کہ وہ اس پر ڈورے ڈال رہا ہے — واقعی واریا ہمارے جھرمٹ میں کچھ اجنبی سی دکھتی ہے — وہ ہر شخص کو اتنی عجیب طرح سے دیکھتی ہے — اتنی چبھتی ہوئی، کچھ ڈھونڈتی ہوئی نظروں سے — آخر وہ کیا تلاش کر رہی ہے؟ مجھے وہ اچھی لگتی ہے لیکن میں اس سے ڈرتی ہوں — وہ بڑی کھری اور بھری پری ہے —

(وہ باہر نکل جاتی ہیں — دائیں طرف سے زور زور سے چلانے اور قہقہے لگانے کی آواز آتی ہے — ''اے ناؤ! جلدی! چپو کہاں گئے؟ لاؤ چپو لاؤ!'' پوستوبائکا آہستہ آہستہ اٹھتا ہے، چپوؤں کو اپنے کندھے پر جماتا ہے اور باہر نکلنا ہی چاہتا ہے کہ زامیسلوف اس سے چپو چھین لیتا ہے — سوسلوف اور باسوف اس طرف بھاگتے ہیں، جدھر سے آواز آ رہی ہے —)

زامیسلوف: ارے او کاہل کی دم، ذرا چلتا پھرتا نظر آ — سنائی

نہیں دیتی تجھے یہ چیخ پکار؟ نہ جانے کیا حادثہ ہوا ہو اور تو اس طرح کچھوے کی چال چل رہا ہے! (بھاگتا ہے —)

پوستوبائکا (بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے): کوئی ایسی ویسی بات ہوتی تو وہ اس طرح تھوڑے ہی چلاتے؟ دولتیاں چلا کر دھول کے بادل کیا اڑا دئے! اپنے آپ کو تیس مار خاں سمجھہ بیٹھے —

(چند منٹ کو اسٹیج خالی رہتا ہے — چیخنے چلانے کی آوازیں آتی ہیں — ''پتھر مت پھینکو! پکڑ لو اسے! لو اس کو چپوؤں سے کھینچ لو!،، قہقہے — بائیں طرف سے ماریا لفوونا اور ولاس نکلتے ہیں — دونوں بہت پریشان نظر آتے ہیں —)

ماریا لفوونا (دھیمے لہجے میں): مجھے چھوڑ دو — میں ایسی بات سننا نہیں چاہتی — دوبارہ کہنے کی ہمت مت کرنا — تمہیں اس طرح بات کرنے کا حق کس نے دیا؟

ولاس: میں تو کہوں گا، کہوں گا —

ماریا لفوونا (ہاتھہ بڑھاتی ہے جیسے دھکیلنا چاہتی ہو): میں چاہتی ہوں کہ تم میری عزت کرو...

ولاس: میں تم سے محبت کرتا ہوں... محبت کرتا ہوں — تم جس طرح سوچتی ہو، تم جس طرح محسوس کرتی ہو، مجھے اس انداز سے محبت ہے — تمہارے بالوں میں جو چاندی کا تار ہے، مجھے اس سے محبت ہے — میں تمہاری آنکھوں کو پوجتا ہوں، تمہارے بات کرنے کے انداز پر جان دیتا ہوں —— تمہاری ہر بات، ہر چیز نے مجھے اپنا دیوانہ بنا لیا ہے!

ماریا لفوونا: ہائے! تمہیں کیسے ہمت ہوئی!

ولاس: میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا — تم میرے لئے اسی طرح ضروری ہو جس طرح سانس کے لئے ہوا!

ماریا لفوونا : اوئی میرے اللہ، کیا تم ان باتوں کے بغیر نہیں جی سکتے — ایں؟

ولاس (سر پکڑ لیتا ہے) : تم نے مجھے اپنی نظروں میں بلند کر دیا ہے — تم نے میری خودداری جگا دی ہے — میں بےمقصد، بےمنزل اندھیرے میں بھٹک رہا تھا — تم نے مجھے اپنے آپ پر بھروسہ کرنا سکھایا —

ماریا لفوونا : جاؤ، بھاگ جاؤ — تم مجھے اس طرح نہ ستاؤ — ہاں مجھے مت ستاؤ!

ولاس (گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے) : تم نے مجھے بہت کچھ دیا ہے مگر یہ کافی نہیں ہے — مجھ پر رحم کرو — مجھے نراس نہ کرو — میں یہ جاننا چاہتا ہوں، کیا میں صرف تمہاری توجہ کے لایق ہوں، محبت کے لایق نہیں — میں التجا کرتا ہوں، مجھے نہ ٹھکراؤ!

ماریا لفوونا : نہیں، میں ہاتھ جوڑتی ہوں — چلے جاؤ — میں تم سے پھر بات کرونگی — ابھی نہیں — اٹھو! اف، خدا کے لئے اٹھو!

ولاس (اٹھتے ہوئے) : خدا کے لئے یقین کرو، میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا — ان گھٹیا لوگوں کے ساتھ رہتے رہتے میرے دل میں کتنا زہر بھر گیا ہے... اب وہ شعلہ چاہئے جو اس گندگی اور زنگ کو جلاکر راکھ کردے —

ماریا لفوونا : کیا تمہارے دل میں میری کوئی عزت نہیں؟ تم جانتے ہو، آخر میں ادھیڑ عورت ہوں — تمہاری آنکھ بھی اتنا تو دیکھ ہی سکتی ہے — خدا کے لئے چلے جاؤ، چلے جاؤ —

ولاس : اچھا!.. جاتا ہوں... لیکن بعد میں... مجھے بتا دینا...

ماریا لفوونا : ہاں... پھر، بعد میں... جاؤ!

(ولاس دائیں طرف جنگل میں بھاگتا ہے اور اس کی ٹکر
اپنی بہن سے ہو جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : سنبھل کے سنبھل کے! آخر تمہیں ہوا کیا ہے؟
ولاس : تم؟ معاف کرنا —
ماریا لفوونا (وروارا میخائلوونا کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے) : میری
جان! یہاں آؤ!
وروارا میخائلوونا : قصہ کیا ہے؟ کیا اس نے تم سے کوئی ایسی
یسی بات کی؟
ماریا لفوونا : نہیں — بات یہ ہے... کیا کہا ایسی ویسی بات؟
یں نہیں جانتی — میں کہہ نہیں سکتی —
وروارا میخائلوونا : بیٹھ جاؤ — بتاؤ آخر ہوا کیا —
ماریا لفوونا : اس نے مجھ سے کہا... (ہنستی ہے اور کھوئی
کھوئی سی وروارا میخائلوونا کو دیکھتی ہے) اس نے کہا... ہاں
س نے کہا کہ اسے مجھ سے محبت ہے! اور یہاں اپنا یہ حال ہے —
ل سفید اور تین دانت نقلی! میں ٹھہری بڑھیا! کیا اس کو یہ سجھائی
یں دیتا؟ میری بیٹی ہے اٹھارہ برس کی! یہ ناممکن ہے! حماقت!
وروارا میخائلوونا (متاثر ہو کر) : بیچاری! لیکن اب اپنے آپ
کو سنبھالو اور مجھے سب کچھ بتاؤ — تم کتنی...
ماریا لفوونا : کتنی فضول ہو — عورت، صرف عورت — جیسی
یسری عورتیں ہیں — مجھے بچاؤ! مجھے اس سے انکار کرنا پڑیگا اور
کار کر نہیں سکتی — میں یہاں سے چلی جاؤنگی...
وروارا میخائلوونا : اچھا یہ بات ہے — تمہارا دل کڑھتا ہے
ں کی خاطر — تم اس کو برداشت نہیں کر سکتیں — بیچارا ولاس!
ماریا لفوونا : یہ بات نہیں ہے — مجھے اس پر ترس نہیں آتا —
جھے تو اپنے آپ پر ترس آتا ہے —

وروارا میخائلوونا (تیزی سے) : لیکن... لیکن کیوں؟

(سونیا جنگل سے نکلتی ہے اور چند لمحے کو گھاس پھوس کے ڈھیر کی آڑ میں کھڑی رہتی ہے — اس کے ہاتھ پھولوں سے بھرے ہوئے ہیں — وہ یہ پھول اپنی ماں اور وروارا میخائلوونا پر پھینکنا چاہتی ہے — لیکن ان کی بات سن کر ٹھٹک جاتی ہے — چند قدم ماں کی طرف بڑھتی ہے — پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی لوٹ جاتی ہے —)

ماریا لفوونا : میں اس کو چاہتی ہوں — تمہیں یہ بات بے تکی معلوم ہوتی ہے؟ ہاں میں اس کو چاہتی ہوں — میرے بال سفید ہو رہے ہیں — پھر بھی میں ایک بھری پری زندگی گزارنا چاہتی ہوں — میں بھوکی ہوں — میں نے اب تک زندگی کا مزا نہیں چکھا ہے — میری شادی کے تین برس بیتا کے تین برس تھے — میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی — اور اب... اب مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے... لیکن سچ مچ میرا دل تڑپ رہا ہے کہ کوئی مجھے چاہتا — کوئی مضبوط اور نیک دل آدمی مجھے چاہتا — لیکن اب سورج ڈھلنے کو آیا — بہت دیر ہو چکی! میں جانتی ہوں — اسی لئے تو میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ میری مدد کرو — اس کو سمجھاؤ کہ وہ غلطی کر رہا ہے — اسے مجھ سے سچ مچ محبت نہیں ہے — میں ایک بار دکھ کے دن کاٹ چکی ہوں — میں نے بڑی مصیبت جھیلی ہے — میں اب پھر اس چکی میں پسنا نہیں چاہتی —

وروارا میخائلوونا : لیکن، میری پیاری، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اتنا ڈر کیوں رہی ہو؟ اگر تم اس کو چاہتی ہو، اگر اپنا دل تمہیں دے چکا ہے تو پھر تم دونوں ایک دوسرے کے کیوں نہ ہو جاؤ — کیا تم آنے والی مصیبت سے ڈرتی ہو؟ کون جانے مصیبت کب آ جائے؟

ماریا لفوونا: تو تم سمجھتی ہو یہ ممکن ہے؟ اور میری بیٹی کے بارے میں سوچا ہے تم نے؟ میری سونیا کا کیا ہوگا؟ اور میری یہ نگوڑی عمر؟ لعنت ہو میرے بڑھاپے پر! اور یہ سفید بال؟ وہ بالکل جوان ہے! ایک برس بھی بیتنے نہ پائیگا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلتا ہو جائیگا— اف، نہیں— اف مجھہ سے یہ دکھہ جھیلا نہ جائے گا...

وروارا میخائلوونا: اتنے سوچ بچار، مول تول کی ضرورت کیا ہے؟ ہم سب زندگی کے دھارے سے کتنا ڈرتے ہیں؟ لیکن ہم ڈریں کیوں؟ ہم خود اپنے اوپر کتنا ترس کھاتے ہیں! میں خود نہیں جانتی بک رہی ہوں جنوں میں کیا کیا کچھہ — شاید میں بہکی بہکی باتیں کر رہی ہوں... اور مجھے بہکنا نہیں چاہئے — میری سمجھہ میں نہیں آتا — میں دیوار سے سر ٹکراتی رہتی ہوں — میں اس مکھی کی طرح ہوں جو باہر نکلنے کے لئے کھڑکی کے شیشے پر سر مارتی رہتی ہے— تمہارے لئے میرا دل بہت کڑھتا ہے — اور بھائی پر بھی مجھے ترس آتا ہے — تم اس کو سنبھال سکتی ہو، اس کو سنوار سکتی ہو— اس کو کبھی ماں کی چاہ نہ ملی — اس کو نہ جانے کتنا ظلم، کتنی ذلت اٹھانی پڑی ہے — تم اس کو ماں کی چاہت دے سکتی ہو...

ماریا لفوونا (سر جھکاتے ہوئے): ماں کی چاہت... ہاں صرف ماں کی چاہت — میں سمجھتی ہوں — شکریہ —

وروارا میخائلوونا (جلدی سے): اف، نہیں، میرا یہ مطلب نہ تھا! میں نے یہ نہیں کہا کہ...

(رومین دائیں طرف کے جنگل سے نکلتا ہے — عورتوں کو دیکھہ کر رکتا ہے اور منہ پر ہتھیلیاں رکھہ کر کھانستا ہے — عورتیں اس کی کھانسی کی آواز نہیں سنتیں — وہ قریب آتا ہے—)

ماریا لفوونا: تمہارا یہ مطلب نہ تھا، جانتی ہوں — مگر تم

نے بےاختیار سو کی ایک بات کہہ دی — مجھے اس کی ماں بننا چاہئے — ماں اور دوست — اف، میری پیاری! میرا دل بھر آیا ہے — اب میں چلی — دیکھنا، رومین کھڑا ہے — میرا حلیہ بھی اس وقت دیکھنے کے قابل ہوگا — اس بوڑھے دل کو بھی خوب کچوکا لگنا تھا —

(آہستہ آہستہ قدموں سے، نڈھال نڈھال سی جنگل میں چلی جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : میں بھی چل رہی ہوں —

رومین (جلدی سے) : ایک منٹ وروارا میخائلوونا! میں زیادہ دیر نہیں روکونگا!

وروارا میخائلوونا : اچھا ماریا لفوونا، میں بہت جلد تمہیں جا لونگی — چوکیدار کے گھروالے راستے پر چلو — کیا بات ہے پاول سرگئی وچ؟

رومین (چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے) : بس ابھی کہتا ہوں! ایک منٹ میں! (سر جھکا کر خاموش ہو جاتا ہے —)

وروارا میخائلوونا : آخر تم نے اتنی عجیب طرح چاروں طرف کیوں دیکھا؟ بات کیا ہے؟

(پس‌منظر میں سوسلوف کچھ گنگناتے ہوئے اسٹیج پر دائیں طرف سے نکلتا ہے اور بائیں طرف چلا جاتا ہے — باسوف کی آواز آتی ہے ''ولاس تم ہمیں کوئی نظم سنانے والے تھے — کہاں چلے تم؟'')

رومین : میں... میں چبا چبا کر بات نہیں کرونگا — تم مجھے بہت دنوں سے جانتی ہو —

وروارا میخائلوونا : چار برس سے — کیوں کیا بات ہوئی؟

رومین : میں آپے میں نہیں ہوں — مجھے دل کی بات

زبان پر لے آنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے — میں چاہتا ہوں کہ... تم... تم...

وروارا میخائلوونا : خدا کے لئے کہہ بھی چکو — آخر چاہتے کیا ہو؟

رومین : بوجھو... کوشش تو کرو!

وروارا میخائلوونا : کیا بوجھوں؟ کیا تم اپنی بات سیدھے سیدھے نہیں کہہ سکتے؟

رومین (آہستہ سے) : یہ وہ بات ہے جو میں ایک زمانے سے تم سے کہنا چاہتا ہوں — کیا اب سمجھیں؟ بتاؤ، کیا اب بھی نہیں بوجھہ سکتیں؟

(وقفہ — وروارا میخائلوونا کے تیور چڑھہ جاتے ہیں
اور وہ اس کو ایک لمحے کو رکھائی سے دیکھتی ہے
اور پھر ایک طرف کھسک جاتی ہے —)

وروارا میخائلوونا (بےارادہ) : کتنا عجیب دن ہے!

رومین (آہستہ سے) : مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں جنم سے تمہاری محبت میں گرفتار ہوں... تم سے ملنے سے پہلے سے — تم ہو میرے خوابوں کی رانی... وہ شاندار پیکر جس کو ہر نوجوان اپنے تصور کے جادو سے ابھارتا ہے اور پھر اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے... بعض مرتبہ ساری زندگی خاک چھانتے گزر جاتی ہے اور اس پیکر کا دیدار نہیں ہوتا — لیکن مجھے میرا محبوب مل گیا... مجھے میرے خوابوں کی رانی مل گئی —

وروارا میخائلوونا (اطمینان سے) : مہربانی سے پاول سرگئی‌وچ، اس قسم کی باتیں زبان پر نہ لاؤ — میں تم سے محبت نہیں کرتی —

رومین : لیکن شاید... مجھے کہنے دو کہ میں...

وروارا میخائلوونا : کیا؟ اور پھر فائدہ بھی کیا؟

رومین : میں کروں تو کیا کروں؟ کیا کیا جائے؟ (آہستہ سے ہنستا ہے) تو ختم ہوئی یہ کہانی! کتنی سیدھی سی بات ہے! یہی باتیں تم سے کہنے کے خواب دیکھتے دیکھتے نہ جانے کتنے دنوں کا چین، کتنی راتوں کی نیند حرام ہوئی! میرے دل میں مسرت کی کیسی کیسی آندھیاں اٹھتی تھیں، کیسے کیسے اندیشے سر اٹھاتے تھے، جب میں اس لمحے کے بارے میں سوچتا تھا... اس لمحے کے بارے میں جب تم سے اپنی محبت کا اقرار کرونگا! اور اب... اب سارا قصہ ختم ہوا!..

وروارا میخائلوونا : پاول سرگئی‌وچ، مجھے بڑا افسوس ہے — میں کیا کروں؟

رومین : اف — میں سمجھتا ہوں — تم ہی میری امید تھیں، اسی امید پر میں زندہ تھا کہ تمہارے دل میں میری چاہ ہوگی — اور اب امید کی ایک کرن بھی نہیں — اب میری زندگی کس کام کی —

وروارا میخائلوونا : اس طرح نہیں کہتے — تمہاری بات سن کر میرا دل کڑھتا ہے — کیا اس میں میرا قصور ہے؟

رومین : کیا تم سمجھتی ہو مجھے اس سے دکھ نہیں ہوتا؟ میں ٹوٹے ہوئے وعدوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوں — جوانی میں قسم کھائی تھی کہ میں اپنی ساری زندگی حق اور انصاف کے لئے لڑنے میں لگا دونگا — میری زندگی کا سنہرا زمانہ گزر چکا ہے اور میں نے کچھ نہیں کیا، کچھ نہیں — شروع میں تو میں نے اپنا سارا وقت تیاریوں میں گنوا دیا، انتظار کرتا رہا، تھاہ پانے کی کوشش کرتا رہا... لیکن مجھے پتہ بھی نہ چلا اور میں پرسکون زندگی کا عادی ہو گیا — مجھے یہ زندگی بھانے لگی —— میں ہنگامے کے خیال ہی سے ڈرنے لگا — کچھ اندازہ ہے تمہیں میں کتنا صاف صاف بتا رہا ہوں سب کچھ — ایک بار تو مجھے ایمانداری سے اپنی بات کہنے دو — مجھے یہ سب کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے — لیکن اس شرم میں

راحت کا احساس بھی چھپا ہوا ہے —— یہ وہ راحت ہے جو کوئی مذہبی گناہ کا اقرار کرکے محسوس کرتا ہے —

وروارا میخائلوونا : لیکن میں تمہاری مشکل کس طرح آسان کر سکتی ہوں؟

رومین : میں محبت نہیں چاہتا — میں ہمدردی چاہتا ہوں — میں زندگی کے اٹل مطالبوں سے ڈرتا ہوں — میں بڑی احتیاط سے ان سے کتراتا رہتا ہوں — میں ہر قسم کے نظریوں کے پردے میں چھپتا رہتا ہوں — تم یہ جانتی ہو — جب میں پہلی بار تم سے ملا تو ایک شاندار امید کا شعلہ بھڑک اٹھا میرے دل میں — مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں نے جو عہد کر رکھے ہیں ان کو پورا کرنے میں تم میرا ہاتھہ بٹاؤگی، تم میرے اندر طاقت اور امنگوں کی جوت جگاؤگی — اس طرح میں زندگی کو نکھارنے اور سنوارنے میں اپنی ساری زندگی تج دونگا —

وروارا میخائلوونا (شدت اور بےبسی کے ساتھہ) : لیکن میں نہیں کر سکتی یہ سب کچھہ! یقین مانو میں نہیں کر سکتی — میں خود ہی نردھن ہوں — میں خود ہی پریشان ہوں — میں خود ہی زندگی کا مطلب سمجھنا چاہتی ہوں اور مجھے کچھہ جواب نہیں ملتا — کیا یہی زندگی ہے؟ جس طرح ہم زندگی کاٹ رہے ہیں، کیا اس طرح جینا ممکن ہے؟ میری روح روشن اور حسین زندگی کو پکارتی ہے —— لیکن مجھے اپنی زندگی کی بےمعنی، بےمنزل لہر کے سوا اور کچھہ دکھائی نہیں دیتا — کتنی ڈراؤنی ہے یہ زندگی، کتنی شرم آتی ہے، کتنا دل خون ہوتا ہے، اس زندگی پر! لوگ خوف‌زدہ ہیں، وہ جھپٹ کر ایک دوسرے کو پکڑتے ہیں، سہارا ڈھونڈتے ہیں، چیختے ہیں، چلاتے ہیں...

رومین : میں سہارا چاہتا ہوں — اس وقت میں کمزور ہوں، ڈگمگا رہا ہوں لیکن اگر تم چاہتے...

ورورا میخائلوونا (جذبات کے ساتھ): یہ جھوٹ ہے! مجھے اس پر اعتبار نہیں! یہ بات تم محض میری ہمدردی کے جذبے کو ابھارنے کے لئے کہہ رہے ہو-- اگر میں مضبوط بھی ہوتی تو کیا —— میں اپنا دل تو تمہارے سینے میں نہ رکھہ دیتی! مجھے یقین نہیں آتا کہ کوئی باہر کی طاقت انسان میں کایاپلٹ کر سکتی ہے — یا تو یہ طاقت اس کے اندر ہوتی ہے یا بالکل ہوتی ہی نہیں — لیکن بس بہت ہوا — مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے غصہ آ رہا ہو... جیسے...

رومین: مجھہ پر؟ لیکن کیوں؟

ورورا میخائلوونا: نہیں تم پر نہیں... سب پر — ہم کچھہ اس طرح اس دھرتی پر جی رہے ہیں کہ ساری دنیا ہمیں اجنبی سمجھتی ہے... ہم اس زندگی میں لوگوں کے لئے بےکار اور فضول مخلوق ہیں... مجھے ایسا لگتا ہے کہ بہت جلد، آج نہیں تو کل ایک اور ڈھب کے لوگ —— بہادر، مضبوط لوگ —— باگ ڈور اپنی مٹھی میں لینگے اور ہمیں کوڑا کرکٹ کی طرح بہا کر ایک طرف کر دینگے — مجھے جھوٹ اور دھوکے پر غصہ آتا ہے —

رومین: اور میں اپنی خیالی دنیا میں رہنا چاہتا ہوں — اب جبکہ تم نے اس دنیا کو درہم برہم کرکے رکھہ دیا ہے، اب کیا رہ گیا جس کی خاطر جیوں؟

ورورا میخائلوونا (بیزاری سے): جیسی روح ویسے فرشتے! اپنے آپ کو اس طرح بےنقاب نہ کرو میرے سامنے! اگر کوئی لٹ جائے اور بھکاری بن جائے تو مجھے اس پر ترس آتا ہے — لیکن ایسے آدمی کے لئے میرا دل ذرا نہیں پسیجتا جس نے اپنی دولت لٹا دی ہو یا جو بھکاری پیدا ہوا ہو — ایسے آدمی سے مجھے ذرا ہمدردی نہیں —

رومین (برا مان کر): یہ بڑی بےدردی کی بات ہے — تم خود بیمار ہو — تم خود زخمی ہو —

وروارا میخائلوونا (شدت سے، غرور کے ساتھہ): زخمیوں کو بیمار نہیں کہتے — ان کے تو صرف جسم پر چوٹ آتی ہے — بیمار تو وہ ہیں جن کے خون میں زہر پیدا ہو گیا ہے —

رومین: مجھہ پر رحم کھاؤ! آخر میں انسان ہی تو ہوں —

وروارا میخائلوونا: اور میں؟ کیا میں انسان نہیں ہوں؟ یا میں کوئی ایسی چیز ہوں جس کو تم اپنے لئے مرہم بنانا چاہتے ہو؟ کیا یہ بےدردی نہیں ہے؟ تم ہی ایک نہیں ہو جس نے اپنی جوانی میں نہ جانے کیسی کیسی قسمیں کھائیں، نہ جانے کیسے کیسے عہد کئے — ہزاروں ہیں، لاکھوں ہیں، جنہوں نے عہد کئے اور توڑ دئے...

رومین (آپے سے باہر ہوکر): خدا حافظ! معلوم ہو گیا — میں نے اقرار محبت میں دیر کردی — لیکن شالیموف بھی... ہاں ذرا غور سے اسے دیکھو اور معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھی...

وروارا میخائلوونا (سردمہری سے): شالیموف؟ تمہیں کوئی حق نہیں کہ...

رومین: خدا حافظ — اب میں کچھہ نہیں کہونگا — خدا حافظ!

(بائیں طرف جنگل میں تیزی سے غائب ہو جاتا ہے — وروارا میخائلوونا ایک قدم اٹھاتی ہے جیسے اس کے پیچھے بھاگ رہی ہو، لیکن فیصلہ کن انداز میں سر جھٹکتی ہے اور ٹھنٹھہ پر بیٹھہ جاتی ہے — سوسلوف اسٹیج پر پیچھے دکھائی دیتا ہے، جہاں دری بچھی ہوئی ہے اور کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں — وہ ایک جام اٹھا کر پیتا ہے — وروارا میخائلوونا اٹھتی ہے اور بائیں طرف چلی جاتی ہے — رومین تیزی سے دائیں طرف اسٹیج پر

نکلتا ہے، چاروں طرف دیکھتا ہے اور انتہائی بےبسی کے ساتھہ گھاس کے ڈھیر پر گر جاتا ہے — سوسلوف نشے میں آہستہ آہستہ سیٹی بجاتے ہوئے رومین کے پاس آتا ہے —)

سوسلوف: سنا تم نے؟

رومین: کیا؟

سوسلوف (بیٹھتے ہوئے): چونچیں جو لڑیں؟

رومین: نہیں؟ کاہے کے بارے میں؟

سوسلوف (سگریٹ جلاتے ہوئے): ولاس اور لیکھک مہاراج کی ٹھن گئی — اکھاڑے میں زامیسلوف بھی تھا —

رومین: اچھا، میں نے نہیں سنا —

سوسلوف: افسوس —

رومین: ذرا سنبھل کے — کہیں تم بھس میں چنگاری نہ ڈال دو —

سوسلوف: مارو گولی — ہاں، بڑی زبردست بحث ہوئی — لیکن یہ سب دھوکا ہے — ایک زمانہ تھا جب میں بھی فلسفہ بگھارا کرتا تھا — میں بھی ایسے ہی شاندار اور پرشوکت بول بولتا تھا اور میں جانتا ہوں ان کی قیمت — دقیانوسیت، دانشور طبقہ، جمہوریت اور ایسے ہی بہت سے لفظ — بےجان لفظ — جھوٹ کا ڈھیر — آدمی سب سے پہلے جانور ہے — یہ تم جانتے ہو — چاہے وہ کتنی ہی دور کی کوڑی لائے، یہ حقیقت نہیں چھپائی جا سکتی — اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کھائے پیئے اور عورت کے ساتھہ گلچھرے اڑائے — یہ ہے سچ، پوری اصلیت! میں شالیموف کی لفاظی کو خوب سمجھتا ہوں — آخر ہے نا ادیب! لفظوں سے کھیلنا ٹھہرا اس کا دن رات کا دھندا — اور میں ولاس کو بھی خوب بھانپتا ہوں — وہ ابھی جوان ہے اور بیوقوف... لیکن جب وہ نیولے کا بچہ زامیسلوف

ن ترانی شروع کرتا ہے تو میرا خون کھول جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دوں! سنا تم نے؟ اس نے باسوف کو یک بڑی مصیبت میں پھنسا دیا ہے — وہ اور باسوف سیدھے پچاس ہزار ہڑپ کر لینگے —— باسوف اور یہ ٹھگ —— لیکن ان کی ساکھہ ہمیشہ ہمیشہ کو ماری گئی — اور یہ جو ہے وروارا ——ہر وقت اکڑتی، ہو سو بل کھاتی پھرتی ہے، ہونہہ — اتنا بھی نہیں جانتی اس کا عاشق کون ہے، کبھی ایک پر ریجھتی ہے، کبھی دوسرے پر —— ہونہہ!

رومین: یہ بکواس ہے! (تیزی سے چلا جاتا ہے —)

سوسلوف: بیوقوف، موم کی ناک! (دائیں طرف سے پوستوبائکا آتا ہے — منہ سے پائپ نکالتا ہے اور غور سے سوسلوف کو گھورتا ہے) منہ کھولے کیا تک رہا ہے؟ کیا کبھی آدمی نہیں دیکھا پہلے؟ بھاگ جا یہاں سے!

پوستوبائکا: جا رہا ہوں — (آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے —)

سوسلوف (گھاس پر لیٹتے ہوئے): ''دیکھو یہ ہے آدم کی اولاد!،، (کھانستا ہے) ہر ایک کے دل میں جھانک کر دیکھو تو شیطان چھپا نظر آئیگا... ''...روپیہ ساری برائیوں کی جڑ ہے!،، بکواس! روپیہ کچھہ بھی نہیں — ہاں، اگر مٹھی میں ہو... (اونگھتے ہوئے) لوگ تمہارے بارے میں کیا سوچتے ہیں —— اس سے ڈرو... اگر آدمی شریف ہو، اگر آدمی نشے میں نہ ہو... تم سب اندر سے بدمعاش ہو... خدا کی قسم!

(سو جاتا ہے — دوداکوف اور اولگا ہاتھہ میں ہاتھہ ڈالے آتے ہیں — اولگا دوداکوف کے شانے پر سر رکھے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھہ رہی ہے —)

دوداکوف: ہم دونوں غلطی پر تھے — ہم اپنے کام اور فکرو تردد کے دھارے میں بہہ گئے — اولگا، ہمیں ایک دوسرے کی عزت

کرنی چاہئے — لیکن میں نہیں جانتا کہ آخر تم میری عزت کیوں کرو؟ میں ہوتا کون ہوں؟

اولگا الکسئی‌ونا: میری جان، میرے کیریل، میرے بچوں کے باپ ہو تم — میرے دل میں تمہارا مان ہے — میں تم سے محبت کرتی ہوں —

دوداکوف: میں تھک جاتا ہوں اور بہہ جاتا ہوں اپنے دھارے میں... بے قابو ہو جاتا ہوں... اور تم ہر بات کو گرہ سے باندھ لیتی ہو... اور پھر جھگڑا، جھگڑا!

اولگا الکسئی‌ونا: اس دنیا میں تمہارے سوا میرا کون ہے — تم اور بچے! میرا اور کون ہے؟

دوداکوف: اولگا، بیتے دنوں کو یاد کرو — کیا یہی وہ زندگی ہے ہم جس کے سپنے دیکھا کرتے تھے؟ (یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف بائیں طرف درختوں کے درمیان نظر آتے ہیں) نہیں، ہرگز نہیں —

اولگا الکسئی‌ونا: لیکن اب کیا کیا جائے؟ بچے تو ہیں نا — ہمیں ان کے بارے میں تو سوچنا ہوگا —

دوداکوف: ہاں، بچے — جانتا ہوں — لیکن کبھی کبھی سوچتا ہوں...

اولگا الکسئی‌ونا: میری پیاری جان! لیکن ہم کیا کریں؟

(جنگل میں غائب ہو جاتے ہیں —)

یولیا فلیپوونا (ہنستے ہوئے آگے آتی ہے): کیا خوب منظر تھا —— پاک اور بھرپور! میرے لئے عبرت کا مقام ہے!

زامیسلوف: پانچویں بچے کی خبر ہے —— یا چھٹا ہوگا؟ پیاری یولیا — اچھا تو میں انتظار کر رہا ہوں...

یولیا فلیپووِنا (مذاق اڑاتے ہوئے): میں اب کیا کہہ سکتی ہوں — یہ لوگ اتنے اچھے لگے اس وقت — شاید مجھے بھی اب نیکی کا راستہ اپنا لینا چاہئے — کیوں میرے میاں مٹھو کیا خیال ہے؟

زامیسلوف: پھر دیکھا جائیگا یولیا —

یولیا فلیپووِنا: ہاں پھر — میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں اپنے پاپ کے راستے پر چلتی رہوں، یہ بنگلے والوں کے چونچلے ہیں، موسمی عشق کے تماشے — گرمی ختم ہوئی نہیں کہ عشق ہوا ہوا! تم ولاس اور لیکھک مہاراج سے کیا چیخم دھاڑ مچائے ہوئے تھے؟

زامیسلوف: ولاس آج بالکل پاگل معلوم ہو رہا تھا — ہم اس پر الجھ رہے تھے کہ ہم کن کن چیزوں پر یقین رکھتے ہیں —

یولیا فلیپووِنا: اچھا، تم کن چیزوں پر یقین رکھتے ہو؟

زامیسلوف: میں صرف اپنے اوپر یقین رکھتا ہوں یولیا — میں اپنے اس حق پر یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جی چاہے جیوں —

یولیا فلیپووِنا: رہی میں، سو میں کسی چیز پر یقین نہیں رکھتی —

زامیسلوف: بچپن میں نیم فاقہ کرتا تھا — جوانی میں بھی — بھوکا رہتا اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھاتا — ہاں میری پیاری یولیا — میرا ماضی بڑا ناخوشگوار ہے — میں نے بڑی سختیاں اٹھائی ہیں — میں نے بڑی گھناؤنی زندگی دیکھی ہے — میں نے بڑا دکھ جھیلا ہے — اب میں اپنی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہوں — اب میں خود اپنی قسمت کا مالک ہوں... بس! اچھا میں چل دیا — خدا حافظ میری جان — ہاں لیکن ذرا سنبھل کے — اگر ہم بہت زیادہ ایک ساتھ رہے تو کہیں لوگوں کی نظر پر نہ چڑھ جائیں —

یولیا فلیپووِنا (دکھاوے کے جذبات کے ساتھ): کیا فرق پڑتا ہے میرے بانکے جوان! چاہے ہم اکیلے ہوں یا ساتھ — ہمیں ڈر کاہے کا؟ ہم تو ہیں عشق کے پروانے!

زامیسلوف: اچھا میری جان چل دیا! (جنگل میں چلا جاتا ہے — یولیا اس کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے — پھر اطمینان کی سانس لیتے ہوئے اپنے چاروں طرف دیکھتی ہے — وہ آہستہ آہستہ گاتی ہوئی گھاس کے ڈھیر کی طرف جاتی ہے —)

دل ڈوبا جائے
آئے کوئی آئے
دل مرا بہلائے

(یکایک اسے اپنا شوہر نظر آتا ہے — رکتی ہے اور چونک جاتی ہے — بےحس و حرکت کھڑی ایک لمحے کو اس کو دیکھتی رہتی ہے — پھر وہ چلنے کے لئے مڑتی ہے — لیکن مسکراتی ہے اور اس کے پہلو میں بیٹھ جاتی ہے اور اس کے چہرے کو گھاس سے گدگداتی ہے — سوسلوف غراتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: کیا سریلی آواز پائی ہے!
سوسلوف: کون شیطان؟ ارے، تم؟
یولیا فلیپوونا: کیسی بو آ رہی ہے — گھاس کی یہ بہار بھی شراب کی بو کو دبا نہیں سکتی — دیکھ لینا یہ قیمتی شرابیں تمہارا دیوالہ نکال دیں گی —
سوسلوف (ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے): تم؟ مجھ سے اتنی قریب؟ میں تو بھول چکا ہوں کہ کبھی تم اتنی قریب!...
یولیا فلیپوونا: یاد رکھنے میں رکھا بھی کیا ہے! سنو کیا تم مجھ پر ایک مہربانی کروگے؟
سوسلوف: کیا بات ہے؟ ادھر تمہاری زبان سے نکلا، ادھر میں حکم بجا لایا — تم جانتی ہی ہو —

یولیا فلیپوونا : اللہ سب کو ایسا ہی میاں دے!

سوسلوف (اس کا ہاتھہ چومتے ہوئے) : اچھا بتاؤ کیا بات ہے — کیا چاہتی ہو؟

یولیا فلیپوونا (اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکالتے ہوئے) : ؤ میں اور تم دونوں گولی سے اپنا اپنا قصہ پاک کردیں — پہلے نم، پھر میں —

سوسلوف : اف کتنا خوفناک مذاق ہے یولیا! پھینکو، پھینکو، یہ بھیانک چیز... میں التجا کرتا ہوں، پھینکو!

یولیا فلیپوونا : ٹھہرو! اپنا ہاتھہ ہٹاؤ! میری بات ججی نہیں؟ یکن میں جانتی ہوں تم مجھے گولی سے اڑا دینے کی ٹھان چکے ہو — یں خود کو تم سے پہلے گولی سے اڑانے کو تیار ہوں — لیکن میں جانتی ہوں تم مجھے جل دے جاؤگے — میں تو مر جاؤنگی اور تم زندہ رہوگے اور میں دوبارہ بیوقوف بننا نہیں چاہتی — میں تم سے لگ ہونا بھی نہیں چاہتی — آؤ ہم پھر جنم جنم کو ایک ہو جائیں — آمین — اب تو خوش ہوئے؟

سوسلوف (بجھتے ہوئے) : تم ایسا نہیں کر سکتیں یولیا... نہیں، نم ایسا نہیں کر سکتیں!

یولیا فلیپوونا : ہاں، میں کر سکتی ہوں — دیکھہ لینا میں کرکے رہونگی — لو، کیا تم چاہتے ہو میں تم کو گولی سے اڑا ؤں؟

سوسلوف (منہ چھپاتے ہوئے) : مجھے اس طرح مت دیکھو — خدا جانے تم سچ مچ کچھہ کر بیٹھو — میں چلا جاؤنگا — میں ب یہ سب کچھہ نہیں سہہ سکتا —

یولیا فلیپوونا (چہک کر) : جاؤ جاؤ — میں تمہاری پیٹھہ میں گولی مار دونگی — اف میرے اللہ! لو اب میں گولی نہیں مار سکتی — و وہ چلی آ رہی ہے — ماریا لفوونا — بڑی پیاری عورت ہے —

پیوتر، تم اس سے عشق کیوں نہیں کرتے؟ ذرا دیکھو اس کے بال
کتنے خوبصورت ہیں؟

سوسلوف (آہستہ آہستہ): تم مجھے پاگل بنا دوگی — لیکن
کیوں؟ آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم مجھ سے اتنی نفرت
کرتی ہو؟ بتاؤ، کیوں؟

یولیا فلیپوونا (حقارت سے): تم سے نفرت بھی نہیں کی جا سکتی۔

سوسلوف (آہستہ آہستہ ہانپتے ہوئے): آخر تم مجھے اتنا کیوں
ستاتی ہو؟ کیوں بتاؤ نا؟

(ماریا لفوونا سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ آتی ہے، اپنے
خیالوں میں گم — سوسلوف اپنی بیوی کے سامنے کھڑا
ہے — اس کی آنکھیں ریوالور پر جمی ہوئی تھیں —)

یولیا فلیپوونا: ماریا لفوونا! یہاں آؤ! بھاگ جاؤ پیوتر — تم
نے مجھے بگاڑ کر ایک گھٹیا عورت بنا دیا ہے — بھاگ جاؤ — کیوں
ماریا لفوونا، کیا ہم جلد ہی گھر چل رہے ہیں؟

ماریا لفوونا: نہیں جانتی — لگتا ہے ہماری ٹولی بالکل بکھر
گئی ہے — وروارا میخائلوونا کو تو نہیں دیکھا؟

یولیا فلیپوونا: وہ تو لیکھک مہاراج کے ساتھ ہوگی — میں
نے سوچا پیوتر تم دریا کی طرف جا رہے ہو — جاؤ — ہم بڑے مزے
میں تمہارے بغیر بھی اپنا وقت کاٹ سکتے ہیں —

(سوسلوف ایک لفظ کہے بنا چلا جاتا ہے —)

ماریا لفوونا (کھوئی کھوئی): تم کتنی کڑوی ہو!

یولیا فلیپوونا: اس سے فائدہ ہوگا اس کو — کسی فلسفی نے
کہا ہے کہ جب عورت کے پاس جاؤ تو ہاتھ میں چابک ضرور
رکھو —

ماریا لفوونا : نیطشے کا قول ہے...

یولیا فلیپوونا : اچھا؟ وہ پاگل تھا — ہے نا؟ میں کسی فلسفی کو نہیں جانتی — نہ الٹی کھوپڑی کے فلسفی کو نہ سیدھی کھوپڑی کے فلسفی کو — لیکن اگر میں فلسفی ہوتی تو عورت سے کہتی کہ جب کبھی مرد کے پاس جاؤ تو ہاتھ میں ڈنڈا ضرور رکھو — بائیں طرف پس منظر میں اولگا الکسئیوونا اور کالیریا دکھائی دیتی ہیں — وہ دری پر بیٹھ جاتی ہیں جہاں کھانے کا سامان بکھرا ہوا ہے) میں نے سنا ہے وحشیوں کا ایک قبیلہ ہے جس میں یہ بڑھیا رسم چلی آتی ہے : مرد عورت کے حسن و جوانی کے پھول چننے سے پہلے اس کے سر پر ڈنڈا مارتا ہے — ہمارے لوگ ذرا زیادہ مہذب ہیں — وہ یہ سب کچھ شادی کے بعد کرتے ہیں — کیا تمہیں بھی ڈنڈے کا مزا چکھایا گیا تھا؟

ماریا لفوونا : ہاں کیوں نہیں —

یولیا فلیپوونا (مسکراتی ہے) : یہ وحشی زیادہ ایماندار ہوتے ہیں — کیوں ہے نا؟ لیکن تم اتنی اداس کیوں ہو؟

ماریا لفوونا : مت پوچھو — کیا تم بھی دکھی ہو؟

(دائیں طرف سے دفوئےتوچئے آتا ہے — اس کے سر سے ٹوپی غائب ہے — اس کے ہاتھ میں بنسی ہے —)

یولیا فلیپوونا (ہنستی ہے) : کبھی کسی نے مجھے دکھڑا روتے سنا ہے؟ میں ہمیشہ چہکتی دمکتی رہتی ہوں — لو چچا جان آگئے — کیا تم کو چچا جان پسند آئے؟ مجھے تو بہت بھائے —

ماریا لفوونا : ہاں مجھے آدمی پراطف معلوم ہوتے ہیں —

دفوئےتوچئے (قریب آتا ہے) : میری ٹوپی بہہ گئی پانی میں — ہمارے جوان ٹوپی کو بچانے کے لئے کشتی میں بیٹھ کر مہم پر نکلے — لیکن بچاتے تو کیا، الٹا اس کو پانی میں ڈبو آئے — اگر

کسی کے پاس ایک آدھہ رومال ہو تو دے دو — میں سر پر باندھ لونگا — ورنہ یہ کم‌بخت مچھر میری چندیا چاٹ جائینگے —

یولیا فلیپوونا (اٹھتے ہوئے) : ٹھہرو، میں لاتی ہوں رومال - (اسٹیج کے پیچھے جاتی ہے —)

دفوئے‌توچئے : ولاس نے ابھی ہمارے سامنے ایک تماشا پیش کیا — خوب نوجوان ہے —

ماریا لفوونا : آپ کو وہ دل‌چسپ معلوم ہوتا ہے؟

دفوئے‌توچئے : اف بہت! اس کی آنکھوں سے مذاق اور زندگی کی چنگاریاں نکلتی رہتی ہیں — اس نے اپنی شاعری سنائی — ایک لڑکی نے البم بڑھایا اور کہا کچھہ لکھہ دو — آپ لکھتے ہیں تم نے مجھے ہنستی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور تمہاری نگاہوں کا تیر سیدھے میرے دل میں پیوست ہوگیا اور اب رات دن میرا دل ہے کہ خون ہوا جا رہا ہے — تم جانو اسی قسم کی باتیں..

ماریا لفوونا (جلدی سے) : ہاں — میں جانتی ہوں — بس بس.. میں یہ نظم جانتی ہوں... اچھا بتائیے، کیا آپ یہاں بہت دنوں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

دفوئے‌توچئے : بات یہ ہے کہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھہ بس جانے کے خواب دیکھہ رہا تھا — لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کو یہ خیال زیادہ جچا نہیں — میں کہیں نہیں جا سکتا — اس دنیا میں میرا اور کوئی نہیں — صرف روپیہ ہے اور کچھہ بھی نہیں -

ماریا لفوونا (کھوئی ہوئی — اس کی طرف نظر اٹھائے بغیر) اچھا کیا آپ بہت زیادہ مال‌دار ہیں؟

دفوئے‌توچئے : اگر تم جاننا ہی چاہتی ہو تو سنو، میرے پاس دس لاکھہ کی پونجی ہے — دس لاکھہ — ہاہاہا! میری آنکھیں بند ہوئی نہیں کہ یہ دولت پیوتر کو ملی — لیکن لگتا ہے اس کی کوئی پروا نہیں ہے اس کے دل میں — وہ دکھانے کو بھی مجھہ

سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا — ویسے بھی آدمی وہ بڑا ڈھیلا ڈھالا اور پلپلا ہے... اس کو کسی چیز کی بھی کوئی خاص پروا نہیں معلوم ہوتی — مجھے اس کے سر پیر کا کچھہ پتہ ہی نہیں چلتا — شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ جانتا ہے روپیہ تو اسے ہر حال میں مل ہی جائیگا پھر درد سر کون پالے؟ ہاہا!

ماریا لفوونا (اور زیادہ چاؤ سے) : بیچارے! آپ اپنا روپیہ کسی نیک کام میں کیوں نہیں لگا دیتے؟ آپ کا روپیہ کسی اچھے مقصد کے لئے خرچ ہو تو کتنا اچھا ہو؟

دفوئے توچئے : ایک بانکا نوجوان تھا — اس نے بھی مجھے ایسی ہی پٹی پڑھائی لیکن مجھے اس سے چڑ تھی — بڑا روشن خیال اور لبرل بنتا تھا — اور اندر سے نکلا وہی سڑی دوافروش — دل کی بات کہوں — پیوتر کے ہاتھہ میں سارا روپیہ چھوڑ جاؤں — اس خیال سے دل بڑا کڑھتا ہے — اس سے اس کا کیا بھلا ہوگا؟ ویسے ہی اس کے قدم زمین پر نہیں پڑتے — (ماریا لفوونا قہقہے لگاتی ہے اور دفوئے توچئے اس پر ایک تیز نظر ڈالتا ہے) تم کیوں ہنس رہی ہو؟ سمجھتی ہو میں کوئی سڑی ہوں؟ میں بیوقوف نہیں ہوں — بس اتنی سی بات ہے کہ میں اکیلا رہنے کا عادی نہیں ہوں — (ٹھنڈی سانس لیتا ہے) آہ کرو، واہ کرو، کراہو، ٹھنڈی سانس بھرو پر ذرا سوچو اور دیکھو تو لوگوں پر ترس آئےگا... سب پر! ہاں جانتی ہو، ماریا لفوونا، تم مجھے بہت بھلی لگتی ہو — (ہنستا ہے —)

ماریا لفوونا : شکریہ!

دفوئے توچئے : کاہے کا شکریہ — شکریہ تو تمہارا ادا کرنا چاہئے — اب یہی دیکھو نا کہ تم نے مجھے ''بیچارا،، کہا — ہاہا! میں نے پہلے کبھی اپنے لئے کسی کے منہ سے یہ نہیں سنا — ہر شخص مجھے سیٹھہ کہتا ہے — ہاہا! اور میں بھی اسی وہم میں تھا کہ میں سیٹھہ ہوں — لیکن اب کھلا کہ لو میں تو بالکل مفلس ہوں —

یولیا فلیپوونا (ہاتھہ میں رومال لئے ہوئے آتی ہے): چچا، کیا محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہو؟

دفوئے توچئے: افسوس میں اپنی بازی کھیل چکا — یہ عمر ہونے کو آئی — اب میں حسینوں کا صرف آدر مان کر سکتا ہوں — ہاں یہ ٹھیک ہے — ذرا بڑھیا سی گرہ لگا دو — چلیں، لوٹنے سے پہلے ذرا پیٹ پوجا کر لیں —

یولیا فلیپوونا: یہ بات ہے — اوہ خوب پھبتا ہے —

دفوئے توچئے: جھوٹ، ایہہ؟ میری صورت سے مردانگی ٹپکتی ہے اور تم... چلتی ہو کچھہ کھائیں پیئیں؟ ہاں ذرا سننا —— میں کب سے پوچھنا چاہ رہا تھا —— تم اپنے میاں سے محبت تو کرتی ہو نا؟

یولیا فلیپوونا: اور میں پوچھتی ہوں، کیا اس سے محبت کرنا ممکن ہے؟

دفوئے توچئے: پھر اس سے شادی کیوں رچائی؟

یولیا فلیپوونا: نہ جانے اس نے کہاں سے اس وقت دل کو بھانے کی ادا پیدا کرلی تھی —

دفوئے توچئے (قہقہے لگاتا ہے): اللہ سمجھے تم سے!

(تینوں اسٹیج کے پچھلے حصے میں چلے جاتے ہیں — وہاں سے مستقل ان کے بولنے اور ہنسنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیتی ہیں — شالیموف، دوداکوف، ولاس اور باسوف جو ذرا نشے میں ہے، بائیں طرف سے آتے ہیں — ولاس اسٹیج کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف چلا جاتا ہے — دوسرے لوگ گھاس پھوس کے ڈھیر کے پاس چلے جاتے ہیں —)

زامیسلوف (جنگل سے پکارتا ہے): لوگو، اب گھر لوٹنے کا وقت ہو گیا!

باسوف: یاکوف، بڑی سہانی جگہ ہے، ہے نا؟ بڑی اچھی سیر رہی، کیوں؟

شالیموف: تم نے دن بھر بیٹھنے اور غٹاغٹ چڑھانے کے سوا کیا کیا ہے؟ تمہاری رگوں میں اس وقت شراب دوڑ رہی ہے —

(سونیا دری پر بیٹھے بیٹھے دفوئےتوچئے کے سر پر دوبارہ رومال باندھ رہی ہے — قہقہے — دری کے قریب زامیسلوف جنگل سے نکلتا ہے — شراب کی بوتل اور چند گلاس اٹھاتا ہے اور باسوف کے پاس آجاتا ہے — اس کے پیچھے پیچھے دفوئےتوچئے آتا ہے اور سونیا سے چھٹکارا پانے کے لئے ہاتھ چلاتا ہے —)

باسوف (گھاس کے ڈھیر پر گرتے ہوئے): پھر ذرا بیٹھ جاؤں — سچ کہتا ہوں، بیٹھ کر قدرتی مناظر کو دیکھنے میں زیادہ لطف آتا ہے — جنگل، کھیت، درخت... اور یہ گھاس کا ڈھیر... قدرتی منظر کتنے سہانے لگتے ہیں، کس طرح دل کو کھینچتے ہیں! (جانے کیوں اداس لہجے میں) میں لوگوں سے بھی محبت کرتا ہوں — میں اپنی اس عظیم الشان غریب اور کھردری دھرتی سے محبت کرتا ہوں — روس، میری جنم بھومی! میں ہر چیز سے، ہر شخص سے محبت کرتا ہوں! میرا دل رس‌بھری کی طرح رسیلا اور نرم ہے — ہاں یاکوف، یہ تشبیہ بہت خوب ہے! تم اپنے ناول میں اس کو استعمال کر سکتے ہو — ایک ایسا دل جو رس بھری کی طرح نرم اور رسیلا ہے!

شالیموف: میں ضرور لکھونگا...

سونیا: سیمیون سیمیونووچ! ذرا رکئے تو میں نے ابھی پوری طرح باندھا بھی نہیں —

دفوئے توچئے: بس بس تو تو سر ہو گئی بھئی — بڈھا ہتھے کیا چڑھ گیا بالکل کھرل میں رکھہ کے پیس دیا! ارے دکھنے لگا —— ہو ہو ہو!

باسوف: اوہ! شراب کی بوتل! ذرا ایک گلاس بڑھانا — دوستو یہ ہے زندگی! ان لوگوں کے لئے زندگی ایک مسرت ہے جو اس سے سیدھا سادا، دوستانہ برتاؤ کرتے ہیں — اس کا مطلب یہ ہے دوستو، اگر تم زندگی سے نباہ کرنا چاہتے ہو تو پھر دوستی اور بھروسے سے کام لو — زندگی کے چہرے کو بچوں کی آنکھوں سے سادگی اور اعتبار کی نظر سے دیکھو — (دفوئے توچئے جو ٹھنٹھہ کے پاس ہی کھڑا ہوا ہے باسوف کی باتوں پر ہنستا ہے) دوستو، میں کہتا ہوں، ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دل میں بچے کی سی معصوم اور اعتبار بھری نظر سے جھانک کر دیکھیں — چچا، تم کیوں ہنس رہے ہو؟ چچا نے ایک زوردار مچھلی پکڑی اور میں نے اس کو اپنی دنیا میں لوٹا دیا — کیونکہ... تم جانو... میں ہوں... میں ہوں... زندگی کا رسیا! میں مچھلیوں سے محبت کرتا ہوں — اور چچا کی ٹوپی بیچاری غرقاب ہو گئی، لو!

شالیموف: سرگئی تم جانے کیا کیا بک رہے ہو؟

باسوف: دوسروں پر پتھر نہ پھینکو، کون جانے کل تم پر بھی پتھر برسائے جائیں! ساون سے بھادوں دبلا تھوڑے ہی ہے! میں بھی تمہاری طرح زبان چلا سکتا ہوں — تم زبان کے دھنی ہو اور میں بھی زبان کا دھنی ہوں — سنا؟ ارے ماریا لفوونا کی آواز سنائی دے رہی ہے —— شاندار عورت ہے! ایسی عورت کی عزت کرنی چاہئے!

شالیموف: اماں وہ عورت ہے؟ توپ ہے توپ! اپنے کو ایسی عورتیں ذرا نہیں بھاتیں — اور ویسے بھی ایسی عورتوں پر میرا دل نہیں آتا جو عزت کے قابل ہوں —

باسوف (خوش ہوکر) : بالکل ٹھیک! عزت والی عورتیں بےعزت عورتوں سے بھی گئی گزری ہوتی ہیں — سچ!

دفوئے توچئے : خوب! ایک ایسے آدمی کے منہ سے ایسی باتیں نکلیں جو... ایک... جو ایک... جس کی بیوی ملکہ ہے ملکہ —

باسوف : میری بیوی؟ واریا؟ ارے وہ —— وہ تو دیوی ہے دیوی! لیکن اس کے ساتھ زندگی کاٹنا بچوں کا کھیل نہیں ہے، جی! ہمیشہ کتابیں گھول کر پیتی رہتی ہے اور بات بات پر کسی نہ کسی سنیاسی اور مہاتما کا قول سناتی ہے — آؤ ہم اس کی صحت کا جام پیئیں!

شالیموف : واہ کہاں تان توڑی ہے! لیکن وہ جو ہے نا تمہاری واریا لفوونا...

باسوف (بات کاٹتے ہوئے) : جانتے ہو، میرے کلرک سے اس کا عشق چل رہا تھا — سچ! میں نے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا — جناب اپنا کلیجہ نکال کر اس کے قدموں میں ڈالے دے رہے تھے —

دفوئے توچئے : ہونہہ، ارے بھئی یہ بات نہ کہی جاتی تو اچھا تھا — (چل دیتا ہے —)

باسوف : ارے ہاں — بڑی بھول ہوئی — یہ تو ایک زبردست راز ہے —

کالیریا (قریب آتے ہوئے) : سرگئی، کیا تم نے واریا کو دیکھا ہے؟

باسوف : لو یہ رہی میری بہن — میری ننھی منی سی شاعرہ — یاکوف کیا تم کو اس نے اپنی شاعری سنائی؟ رک جاؤ، سن لو، پھر کہنا! بڑی اونچی اونچی باتیں —— بادل، پہاڑ، ستارے...

کالیریا : تم بےتحاشا پیتے رہے ہو، ہے نا؟

باسوف : بس ایک گلاس —

زامیسلوف : اس بوتل سے —

شالیموف: کالیریا واسیلی‌ونا، مجھے تمہاری شاعری سے دلچسپی ہے —

کالیریا: اگر میں آپ کی بات پر یقین کرلوں اور بھاگ کر اپنی چار موٹی موٹی کاپیاں اٹھا کر لے آؤں تو کیا ہو؟

شالیموف: ڈرو مت — میں اتنی آسانی سے دھمکیوں میں نہیں آتا —

کالیریا: اچھا دیکھیں گے —

یولیا فلیپوونا (جنگل سے): گھر جانے کا وقت ہو گیا! چلو گھر چلیں!

(کالیریا دائیں طرف جاتی ہے، راستے میں سونیا سے مڈبھیڑ ہوتی ہے — زامیسلوف اس طرف چلا جاتا ہے جدھر سے یولیا فلیپوونا کی آواز آتی ہے — باسوف اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور آنکھہ مارتا ہے اور جھک کر شالیموف کے کان میں کچھہ کہتا ہے — شالیموف ہنستا ہے —)

کالیریا: تو گھر چلیں نا؟

سونیا: ہاں سبھی تھک کر چور ہو چکے ہیں—

کالیریا: جب کبھی میں گھر سے نکلتی ہوں میرے دل میں ایک انجانی سی امید کی کرن پھوٹتی ہے — لیکن لوٹتی ہوں ناکام اور نراس — کیا تمہیں بھی ایسا ہی تجربہ ہوتا ہے؟

سونیا: نہیں —

کالیریا: تو ایک وقت آئیگا تمہیں بھی ایسا ہی لگیگا —

سونیا (ہنستے ہوئے): مجھے لگتا ہے تمہیں اداسی کی باتوں میں بڑا مزا آتا ہے —

کالیریا: اچھا؟ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہاری دھلی ہوئی

چمکتی آنکھوں پر پریشان خیالوں کا سایہ ڈال دوں — میں اکثر دیکھتی ہوں کہ تم میلے کچیلے، کھردرے قسم کے لوگوں کے جھرمٹ میں گھری ہوئی ہو — تم جس نڈر اور بیباک انداز سے اس گھناؤنی اور گندی زندگی کو گلے لگاتی ہو اسے دیکھ کر میں تو دانتوں انگلی کاٹتی رہ جاتی ہوں — کیا تمہیں ان لوگوں سے گھن نہیں آتی؟

سونیا (ہنستے ہوئے): یہ گندگی اوپر اوپر ہے — یہ گندگی تو صابن اور پانی سے دھل جاتی ہے —

(وہ بات کرتے ہوئے پیچھے چلی جاتی ہیں اور ان کی آواز مٹتے مٹتے مٹ جاتی ہے —)

شالیموف (اٹھتے ہوئے): سرگئی، تمہاری زبان میں بڑا ڈنک ہے — ہوشیار رہنا — تم خود ایک عورت کے شوہر ہو —

باسوف: میں؟

شالیموف: یہ بڑی خوبصورت جگہ ہے — لیکن یہاں مچھروں کو دعوت کس نے دی؟ میں نے اپنا کمبل جانے کہاں چھوڑ دیا؟

(وہ دائیں طرف جاتا ہے — باسوف انگڑائی لیتا ہے اور گنگناتا ہے — پیچھے اسٹیج پر ساشا، سونیا اور پوستوبائکا کھانے کا سامان اور برتن وغیرہ سمیٹ رہے ہیں — وروارا میخائلوونا بائیں طرف سے گھاس کے ڈھیر کے پاس نکل آتی ہے — اس کے ہاتھوں میں ایک گل‌دستہ ہے —)

ولاس (جنگل سے): کشتی میں کون کون جا رہا ہے؟

باسوف: واریا! تم؟ میں بالکل اکیلا ہوں — سب چل دئے اور مجھے اکیلا چھوڑ گئے —

وروارا میخائلوونا: سرگئی تم نے پھر بہت زیادہ پی، ہے نا؟

باسوف: نہیں بہت زیادہ تو نہیں —

وروارا میخائلوونا: تم برانڈی مت پیو— ورنہ تم کو دل کی تکلیف ہو جائیگی—

باسوف: میں نے زیادہ تر پورٹ پی ہے — مجھے برا بھلا مت کہو، واریا — تم ہمیشہ اتنی سختی اور زیادتی کرتی ہو اور تم جانو میرا دل نازک ہے — میری محبت اتنی ہی کومل اور نرم ہے جتنی بچے کی محبت — آؤ میرے پہلو میں بیٹھہ جاؤ، میری جان — آؤ آج ہم اس وقت دل کھول کر باتیں کر لیں — ہمیں ضرور بات کرنی چاہئے —

وروارا میخائلوونا: بس بند کرو! ہر شخص گھر جانے کو تیار کھڑا ہے — اٹھو اور کشتی کی طرف چلو— اٹھو سرگئی —

باسوف: جیسی تمہاری مرضی— مجھے جانا کہاں ہے؟ وہاں؟ بہت اچھا —

(وہ زور زور سے قدم اٹھاتا ہوا چلتا ہے — وروارا میخائلوونا چہرے پر سختی پیدا کرکے اسے گھورتی ہے — یکایک اسے شالیموف نظر آتا ہے جو ایک لطیف سی مسکراہٹ کے ساتھہ آہستہ آہستہ اس کے پاس آتا ہے —)

شالیموف: تمہارا منہ اترا ہوا ہے — اور آنکھوں میں اداسی جھلملا رہی ہے — تھک گئیں؟

وروارا میخائلوونا: ہاں ذرا تھک گئی —

شالیموف: میں تو بہت تھکا ہوا ہوں — ان لوگوں نے تھکا دیا، اکتا دیا — اور ان کے جھرمٹ میں تمہیں دیکھہ کر میرا دل اور دکھتا ہے — ہاں معاف کرو—

وروارا میخائلوونا: معافی کاہے کی؟

شالیموف: شاید تمہیں میری یہ بات بری لگے؟

وروارا میخائلوونا: بری لگتی تو میں دوٹوک کہہ دیتی —

شالیموف: میں تمہیں اس شور و غوغا میں، ان لوگوں کے درمیان خاموش چلتے ہوئے دیکھتا رہتا ہوں —— تمہاری آنکھیں جیسے کچھہ پوچھہ رہی ہوں — تمہاری خاموشی وہ بات کہہ دیتی ہے جو الفاظ بھی نہیں کہہ سکتے — میں خوب جانتا ہوں ننہائی کس طرح کاٹنے کو دوڑتی ہے —

سونیا (چیختے ہوئے): ممی! کیا تم کشتی سے جا رہی ہو؟

ماریا لفوونا (جنگل سے): نہیں میں پیدل واپس جاؤنگی —

وروارا میخائلوونا (شالیموف کو ایک پھول پیش کرتے ہوئے): لینگے آپ یہ پھول؟

شالیموف (جھکتا ہے اور مسکراتا ہے): شکریہ — اس دوستانہ سادگی سے جو پھول پیش کئے جاتے ہیں میں ان کو کلیجے سے لگا کر رکھتا ہوں — (دائیں طرف سے ولاس چلاتا ہے ''اے چوکیدار، دوسرا چپو کہاں ہے؟'') میں اس پھول کو کسی کتاب میں رکھہ دونگا — کبھی بہت دنوں بعد جب کتاب کھولونگا تو پھول کو دیکھہ کر تمہاری یاد آئیگی — کہو یہ خیال تمہیں پسند آیا ؟ یا تمہیں یہ بات جذباتی معلوم ہوتی ہے؟

وروارا میخائلوونا (آہستہ سے سر جھکاتے ہوئے): نہیں، کہئے...

شالیموف (اس کے چہرے کو بیتاب نظروں سے دیکھتے ہوئے): تمہارا دل کڑھتا ہوگا ان لوگوں کے درمیان جو خود اپنی منزل بالکل نہیں جانتے...

وروارا میخائلوونا: ان کو سکھائیے کس طرح جینا چاہئے —

شالیموف: مجھہ میں استاد کی خود اعتمادی نہیں ہے — میں اس دنیا میں ایک اجنبی ہوں — میں تنہا دنیا کو دیکھتا ہوں —

میں بادلوں کی طرح گرجنا برسنا نہیں جانتا — چاہے میں کچھہ کہوں ان لوگوں میں کوئی جان نہیں پڑ سکتی — ان میں کوئی حوصلہ نہیں پیدا ہو سکتا — تم کس سوچ میں پڑ گئیں؟

وروارا میخائلوونا: میں؟ کس سوچ میں؟ ایسے خیال کا گلا فوراً گھونٹ دینا چاہئے جو لوگوں کو گھناؤنا بنا کر پیش کرے —

شالیموف: اور دماغ کو قبرستان بنا دینا چاہئے؟ کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ آدمی لوگوں سے الگ ہو جائے، کٹ جائے؟ یقین کرو، تب ہوا بڑی صاف اور فرحت بخش ہو جاتی ہے — دور سے دیکھنے سے ہر چیز زیادہ ٹھوس اور صاف معلوم ہوتی ہے —

وروارا میخائلوونا: میں جانتی ہوں آپ کا مطلب کیا ہے — اور یہ سوچ کر میرا دل بجھہ جاتا ہے — لگتا ہے جیسے کوئی میرا اپنا کسی مہلک بیماری کے چنگل میں پھنسا ہوا ہو —

(دائیں طرف کے جنگل سے کوچ کی تیاریوں کی آواز آتی ہے —)

شالیموف (اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے): کاش تم جانتیں میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں اس میں کتنی سچائی ہے! تم یقین نہیں کروگی — لیکن میں کہتا ہوں جب میں تمہارے ساتھہ ہوتا ہوں تو میرے دل سے سچ پھوٹنے لگتا ہے، جی چاہتا ہے میں اور ابھروں، دماغ سے روشنی کے سوتے پھوٹیں —

وروارا میخائلوونا: شکریہ...

شالیموف (جوش اور ہیجان میں اس کا ہاتھہ چومتا ہے): جب تمہارے پاس ہوتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں زبردست مسرت کے ساحل پر کھڑا ہوں... ایک ایسی مسرت جو سمندر کی طرح گہری اور اتھاہ ہے — لگتا ہے جیسے تم میں کوئی جادو ہے، جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے — میرے دل میں دیوانگی

کی موج اٹھتی ہے، منہ زور اور بےروک — مجھے ایسا لگتا ہے جیسے... اگر... تم... (وہ رکتا ہے، چاروں طرف دیکھتا ہے — وروارا میخائلوونا اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہے —)

وروارا میخائلوونا: اگر میں —— کیا؟

شالیموف: تم ہنسوگی تو نہیں... اگر میں... بتاؤ ہنسوگی تو نہیں؟ کیا میں اپنی بات کہوں؟

وروارا میخائلوونا: نہیں، میں جانتی ہوں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں — آپ عورتوں سے کھیلنے کے فن میں بڑے بھونڈے ہیں —

شالیموف (بوکھلاتے ہوئے): نہیں تم نہیں سمجھیں... تم...

وروارا میخائلوونا (سادگی سے، اداسی اور آہستگی سے): کاش آپ جانتے میں آپ کی کتابیں پڑھ کر آپ پر کتنا جان دیتی تھی! آپ سے ملنے کو میرا دل کتنا بیقرار تھا! مجھے یقین تھا آپ ایک مہان آدمی ہونگے، آپ بڑے اچھے ہونگے، آپ کی نگاہوں سے کچھ چھپا ہوا نہ ہوگا — مجھے اس شام اس کا یقین تھا جب آپ نے ہمارے اسکول میں اپنی چیزیں پڑھ کر سنائیں — اس وقت میں صرف سترہ برس کی تھی — اور جب سے آپ کا تصور میرے دل میں ایک روشن ستارے کی طرح چمک رہا تھا —

شالیموف (بوجھل آواز میں، سر جھکاتے ہوئے): مہربانی سے بس بس! میں معافی مانگتا ہوں —

وروارا میخائلوونا: جب کبھی زندگی کا دکھ بہت بڑھ جاتا، سر سے پانی اونچا ہونے لگتا تو میں آپ کے بارے میں سوچتی اور دکھ کی آنچ مدھم ہو جاتی — میرے لئے کوئی امید تو تھی —

شالیموف: رحم کرو — سمجھنے کی کوشش کرو —

وروارا میخائلوونا: پھر آپ یہاں آئے — اور آپ ویسے ہی نکلے جیسے اور سب ہیں — بالکل اسی سانچے میں ڈھلے ہوئے — کتنی

بھیانک بات ہے یہ! آپ کو ہوا کیا ہے؟ کیا آدمی اپنے دل کی آگ کو ہمیشہ روشن نہیں رکھہ سکتا؟

شالیموف (جوش میں): لیکن تم مجھہ سے دوسروں سے مختلف تقاضا کیوں کرو؟ آخر تم مجھے کسی اور پیمانے سے کیوں ناپو؟ تم سب جیسے جی چاہے جیو لیکن میں محض اس لئے کہ میں ادیب ہوں اپنی مرضی سے زندگی نہیں گزار سکتا — مجھے اس طرح رہنا چاہئے جس طرح تم لوگ چاہو، یہی ہے نا؟

وروارا میخائلوونا: اس طرح بات مت کیجئے — میرا دیا ہوا پھول پھینک دیجئے — میں نے یہ پھول دوسرے شالیموف کو دیا تھا جس کو میں دوسروں سے الگ، دوسروں سے نرالا سمجھتی تھی — پھینک دیجئے —

(تیزی سے چلی جاتی ہے —)

شالیموف (اس کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے): میں تو مارا گیا! (پھول کو مسل دیتا ہے) بڑی سر پھری عورت ہے —

(گھبراہٹ میں رومال سے منہ پونچھتا ہے اور پھر اسی راستے پر ہو لیتا ہے جدھر وروارا میخائلوونا گئی ہے — دوداکوف اور اولگا بائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ہیں —)

زامیسلوف (جنگل میں گاتے ہوئے): ''اوہ، آجا، میری جان آجا، رات گئی...''

یولیا فلیپوونا (گیت جاری رکھتی ہے): ''تیرے منہ پر یہ کالی نقاب...''

ولاس (جنگل میں): خدا کے لئے بیٹھہ جاؤ!

دوداکوف: ہم تو پیچھے ہی رہ گئے تھے —

اولگا الکسئیونا : میں کتنی تھک گئی ہوں! کیریل، میری جان، تم یہ دن کبھی نہیں بھولوگے نا؟

دوداکوف: تم بھی نہیں — ہاں تم بھی اپنا وعدہ نہیں بھولوگی نا — بات بے بات برسنا چھوڑ دوگی نا؟

اولگا الکسئیونا : میری جان، میں کتنی خوش ہوں — آج سے زندگی اپنا چولا ہی بدل دیگی —

(وہ باہر نکل جاتے ہیں — پوستوبائکا دائیں طرف سے ایک ٹوکری اٹھائے ہوئے آتا ہے اور زمین پر کچھہ ڈھونڈتا ہے —)

پوستوبائکا : جدھر دیکھو جھوٹا، گندگی! یہی نشانی چھوڑ جاتے ہیں — اور بس... گندگی اور کوڑا — زمین گندی کر جاتے ہیں... (بائیں طرف نکل جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا (جنگل میں) : اور کون کون رہ گیا؟

سونیا : ممی!

باسوف : ممی!

ماریا لفوونا (بائیں طرف سے آتی ہے — تھکی ہوئی اور پریشان نظر آتی ہے) : میں یہاں ہوں سونیا!

سونیا (دوڑتے ہوئے) : ہم جا رہے ہیں ممی! لیکن یہ تمہیں کیا ہوا؟

ماریا لفوونا : کچھہ نہیں — میں پیدل جاؤنگی — ان لوگوں سے کہہ دو میری راہ نہ دیکھیں — جاؤ، بھاگ کر جاؤ —

سونیا (ایک طرف بھاگتے ہوئے اور منہ پر دونوں ہاتھہ رکھہ کر چلاتے ہوئے) : جاؤ سب، ہمارا انتظار مت کرو! ہم پیدل جائینگے — کیا؟ خدا حافظ!

دفوئے توچئے (جنگل سے) : تم ہلکان ہو جاؤگی!

سونیا : خدا حافظ!
ماریا لفوونا : تم ان لوگوں کے ساتھہ کشتی میں کیوں نہ چلی گئیں؟
سونیا : کیونکہ میں تمہارے ساتھہ جانا چاہتی ہوں —
ماریا لفوونا : تو آؤ پھر چلیں —
سونیا : پہلے ہم ذرا دم لےلیں — جی برا ہو رہا ہے ممی؟ میری پیاری ممی! یہاں بیٹھہ جاؤ... ہاں یوں — آؤ میں تمہیں کلیجے سے لگا لوں — اچھا اب بتاؤ، کیا تکلیف ہے؟

(جنگل سے قہقہوں، باتوں کی آواز اور چیخ پکار سنائی دیتی ہے —)

یولیا فلیپوونا (جنگل سے) : کشتی کو ہچکولے نہ دو!
زامیسلوف : نہیں — گاؤ مت — بس ان کو بجانے دو —
باسوف (جنگل سے) : گانے بجانے والے آگے بیٹھینگے —

(چھتارے کے تار کسنے اور آزمانے کی آواز آتی ہے —)

ولاس (جنگل سے) : اچھا بھئی ہم چل دئے!
ماریا لفوونا : سونیا، میری گڑیا! کاش تو جانتی!
سونیا (سادگی سے) : میں جانتی ہوں —
ماریا لفوونا : نہیں تو نہیں جانتی —
سونیا : سنو، میری ممی، یاد ہے جب میں چھوٹی سی تھی — میں حساب کے سوال نہیں کر پاتی تھی تو رونے لگتی تھی اور تب تم آتی تھیں اور اس طرح ہاں اس طرح میرا سر اپنے سینے پر رکھہ لیتی تھیں اور ایک لوری گاتی تھیں...

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

اب تمہاری باری ہے — تم سے یہ سوال نہیں حل ہو رہا ہے — میری پیاری ممی! اگر تم سچ‌مچ اس سے محبت کرتی ہو...

(دفوئے توچئے ہنستا ہے —)

ماریا لفوونا: ہٹ، سونیا! کیسے جان گئی تو؟

(چھتارے کا نغمہ سنائی دیتا ہے —)

سونیا: شی — چپ پڑی رہو —

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

میری ممی دنیا میں سب سے عقلمند ہیں — انہوں نے مجھے سبق دیا کہ صاف صاف سوچو — الجھو مت — وہ بھلا آدمی ہے —— ممی اس کو مت ٹھکراؤ... تم اس کو اپنا لو تو اور بھی اچھا ہو جائیگا — تم پہلے ہی ایک لاجواب ہستی کو جنم دے چکی ہو —— کیوں میں تو ہوں ہی لاجواب، اس میں کیا شک ہے؟ اور اب کوئی اور آئیگا؟

ماریا لفوونا: لیکن میری جان یہ ناممکن ہے!

سونیا: وہ میرا بھائی ہوگا — وہ کبھی کبھی ذرا اجڈ بن جاتا ہے — لیکن تم اسے نرم بنا لوگی —— تمہارا دل اتنا نیک، اتنا نرم جو ہے! تم اس کو جوش سے کام کرنا سکھاؤگی — جس طرح تم خود کام کرتی ہو، جس طرح تم نے مجھے کام کرنا سکھایا — وہ میرا اچھا ساتھی ہوگا — خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو — پہلے تو ہم تین ہونگے... پھر ہم چار ہونگے... کیونکہ ممی تم جانتی ہو میں نے اس پگلے مکسیم سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے — میں اس سے محبت کرتی ہوں ممی — اور اسے اس محبت کا حق بھی ہے —

ماریا لفوونا : میری اچھی بچی، میری گڑیا، اللہ تجھے خوش رکھے — تو دودھوں نہائے پوتوں پھلے!

سونیا : اٹھو مت ماں — میں اور وہ پہلے پڑھائی ختم کرینگے پھر ہم ایک بھرپور، رنگارنگ اور اچھی زندگی گزارینگے — ہم چاروں... ممی... ہم چاروں... چار بہادر اور ایماندار انسان!

ماریا لفوونا : میری پیاری! میرے کلیجے کی ٹھنڈک! ہم تینوں تم اور تمہارا دولہا اور میں! اور وہ... ہاں اگر وہ ہمارے ساتھ آنا چاہے تو شوق سے آئے — تمہارا بھائی بن کر آئے اور میرا بیٹا!

سونیا : اور ہم بڑے بڑے شاندار کام کرینگے! ہاں ہم تارے توڑ لائینگے! لیکن ایک منٹ ٹھہرو ممی — روؤ مت —

سوجا، راج دلاری سوجا،
سوجا...

(سونیا کی آواز تھرتھراتی ہے — دور سے چھتارے کی موسیقی سنائی دیتی ہے —)

پردہ

چوتھا ایکٹ

دوسرے ایکٹ والا منظر — سورج ڈوب چکا ہے — باسوف اور سوسلوف صنوبر کے سائے میں شطرنج کھیل رہے ہیں — ساشا برآمدے میں میز پر کھانا لگا رہی ہے — دائیں طرف کے جنگل سے گراموفون کی پھنسی پھنسی سی آواز آ رہی ہے — مکان کے اندر کالیریا پیانو پر ایک حزینہ دھن بجا رہی ہے —

باسوف: ہمارے ملک کو نیک طینت لوگوں کی ضرورت ہے — ایسے لوگ وہ ہیں جو ارتقاپسند کہلاتے ہیں — وہ سینگ نہیں مارتے پھرتے —

سوسلوف: لو میں تمہارے پیل کو کہا گیا...

باسوف: کہا جاؤ — نیک طینت لوگ آہستہ آہستہ زندگی کا چولا بدلتے ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا — لیکن ان ہی کی لائی ہوئی تبدیلیاں زندہ رہتی ہیں —

(دوداکوف مکان کے پیچھے سے تیزی سے نکلتا ہے —)

دوداکوف: میری بیوی تو نہیں آئی یہاں؟

باسوف: تمہاری —— نہیں — آؤ بیٹھو، ڈاکٹر —

دوداکوف: نہیں، بیٹھ نہیں سکتا، میرے پاس وقت کہاں — مجھے استادوں کی رپورٹ چھپنے کے لئے تیار کرنا ہے —

باسوف: جہاں تک مجھے یاد آتا ہے تم پچھلے دو برس سے اس کی تیاری میں لگے ہوئے ہو—

دوداکوف (باہر جاتے ہوئے): مجبوری ہے— کیوں نہ ہو جبکہ میں ہی اکیلا کام کرنےوالا رہ گیا ہوں— چاروں طرف لوگوں کی بھرمار ہے— مگر کام کوئی بھی نہیں کرتا— اس کے بارے میں کیا کہتے ہو تم؟

باسوف: بڑا الو کی دم فاختہ ہے یہ ڈاکٹر—

سوسلوف: تمہاری چال ہے—

باسوف: ہونہہ— تو میں کہہ رہا تھا، آدمی کا ارادہ نیک ہونا چاہئے— مردم آزاری ایک عیاشی ہے— اور یہ ہمارے بس کا روگ نہیں— مجھے اس علاقے میں آئے گیارہ برس ہو گئے— جب میں آیا تھا تو میرے پاس ایک تھیلا تھا اور ایک دری— تھیلا خالی تھا اور دری کی حالت پتلی تھی— رہا میں سو میری حالت بھی کچھ کم پتلی نہ تھی—

سوسلوف: لو، شہہ—

باسوف: مارا گیا! آخر تمہارے گھوڑے کی چال میری نظر سے کیسے چوک گئی؟

سوسلوف: اور فلسفہ بگھارو— فلسفہ بگھارنے والے ہمیشہ مات کھاتے ہیں—

باسوف: یہ کہی تم نے سو کی ایک...

(وہ اپنے کھیل میں غرق ہو جاتے ہیں— دائیں طرف سے جنگل سے ولاس اور ماریا لفوونا نکلتے ہیں— وہ شطرنج کے کھلاڑیوں کو نہیں دیکھتے—)

ماریا لفوونا (آہستہ سے): میرے بھلے لڑکے، بہت جلد یا

طوفان گزر جائیگا — دیکھہ لینا — میری بات مانو — اور تب تم دل سے میرے شکرگزار ہوگے —

ولاس (زور سے): یہ بڑا کڑوا گھونٹ ہے — دل ہے کہ پاش پاش ہوا جا رہا ہے —

(باسوف سنتا ہے اور سوسلوف کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہے —)

ماریا لفوونا: جاؤ — جلدی سے چلے جاؤ، پیارے ولاس — میں وعدہ کرتی ہوں... خط لکھونگی — ڈٹ کر کام کرو — دنیا میں اپنی جگہ بناؤ — نڈر اور بے دھڑک آگے بڑھو اور کبھی بھی دنیا کی حقیر چیزوں کے آگے ہتھیار نہ ڈالو — تمہارا دل سونے کا ہے — اور میں تم سے محبت کرتی ہوں — ہاں میں تم سے محبت کرتی ہوں — (باسوف کی آنکھیں گول ہو جاتی ہیں — سوسلوف مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا ہے) لیکن میری محبت تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور اس سے مجھے ڈر لگتا ہے — ہاں مجھے اس کا اقرار کرنے میں شرم نہیں آتی — مجھے ڈر لگتا ہے — بہت جلد تمہارا یہ جنون ختم ہو جائیگا — لیکن میں... جیسے جیسے وقت گزرتا جائیگا میری محبت بڑھتی جائیگی اور انجام بہت مضحکہ خیز ہوگا، بلکہ بازاری سا — کم از کم میرے لئے تو یہ انجام بڑا درد ناک ہوگا —

ولاس: میں قسم کھاتا ہوں...

ماریا لفوونا: نہیں، نہیں، میں قسم نہیں چاہتی —

ولاس: عشق کا زمانہ گزر جائے — لیکن میں تمہاری پوجا کرتا رہونگا —

ماریا لفوونا: یہ محبت کرنے والی عورت کے لئے بہت کم ہے — دوسرے، مجھے شرم آتی ہے، میں اپنے تن من کی دنیا میں کھو کر نہیں جی سکتی — یہ بات احمقانہ اور بے تکی معلوم ہوگی

مگر ہمارے زمانے میں تن اور من کی مسرتوں میں کھو کر رہ جانا شرمناک سمجھا جاتا ہے — چلے جاؤ، میرے دوست، چلے جاؤ — جب کبھی تم پر کڑا وقت پڑے، جب کبھی دوست کی ضرورت ہو، میرے پاس آجاؤ — میں تمہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھاؤنگی —— ماں کی طرح —— جو اپنے چہیتے بیٹے کی راہ میں پلکیں بچھاتی ہے — اچھا جاؤ، خدا حافظ!

ولاس: لاؤ اپنا ہاتھہ دو مجھے — میرا جی چاہتا ہے تمہارے آگے گھٹنوں کے بل گر پڑوں — میرا دل تمہاری محبت میں کتنا تڑپ رہا ہے! میری آنکھوں میں آنسو آ رہے ہیں! اچھا خدا حافظ!

ماریا لفوونا: خدا حافظ، میرے اچھے دوست! میری بات یاد رکھنا — کسی چیز سے مت ڈرنا، کسی چیز کے آگے سر نہ جھکانا — ہمیشہ یاد رکھنا، ہمیشہ ہمیشہ!

ولاس: خدا حافظ، میری جان! میری پہلی محبت! اتنی پیاری، اتنی پاک! شکریہ! (ماریا لفوونا تیزی سے دائیں طرف جنگل میں چلی جاتی ہے — ولاس مکان کی طرف جاتا ہے — یکایک اس کی نظر باسوف اور سوساوف پر پڑتی ہے — وہ تاڑ جاتا ہے کہ ان لوگوں نے سب کچھہ سن لیا ہے — وہ رکتا ہے — باسوف اٹھتا ہے، جھکتا ہے اور کچھہ کہنا چاہتا ہے — ولاس اس کے پاس جاتا ہے) ایک لفظ بھی نہ نکالنا منہ سے! ایک لفظ بھی نہیں! خبردار جو منہ کھولا! (مکان کے اندر چلا جاتا ہے —)

باسوف (ہکابکا رہ جاتا ہے): لونڈا تو بالکل کاٹنے کو دوڑ رہا ہے —

سوسلوف (ہنستے ہوئے): ڈر گئے نا؟

باسوف: کیا خیال ہے ایں؟ میں سب جانتا تھا لیکن مجھے امید نہیں تھی... کہ... میرا مطلب ہے جذبات کی یہ بلند پروازی!

بیوقوف! (زور سے قہقہہ لگاتا ہے — یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف سوسلوف کے مکان والے راستے پر آتے دکھائی دیتے ہیں — یولیا اپنے شوہر کے پاس جاتی ہے — زامیسلوف مکان کے اندر چلا جاتا ہے —)

سوسلوف: اس نے یہ سب کچھہ جان بوجھہ کر لونڈے کو مٹھی میں کرنے کے لئے کہا —

باسوف: خدا کی پناہ! کیا تماشا ہے!

سوسلوف (تیوریاں چڑھاتے ہوئے): وہ لومڑی ہے لومڑی — مجھے بھی اس نے وہ چرکا لگایا ہے کہ مت پوچھو — اسی کی لگائی بجھائی پر میرے چچا نے اپنا سارا دھن دان کر دیا —

یولیا فلیپوونا: پیوتر، کوئی آیا ہے —

باسوف (روکتے ہوئے): یولیا فلیپوونا، ذرا اپنے شریمان سے پوچھو ابھی کیا تماشا دیکھا ہے!

سوسلوف: کوئی؟ کون؟

یولیا فلیپوونا (باسوف سے): کیسا تماشا؟ (اپنے شوہر سے) کوئی ٹھیکہ دار ہے — کہتا ہے کوئی ضروری کام ہے — کہیں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے —

سوسلوف (تیزی سے جاتے ہوئے): کیا حماقت ہے!

باسوف: کیا خیال ہے تمہارا یولیا فلیپوونا؟ ہم یہاں بیٹھے ہیں، میں اور تمہارا شوہر اور یکایک ماریا لغوونا... (زور سے قہقہہ لگاتا ہے) لگتا ہے کہ وہ... میرا مطلب ہے دونوں دل کے کاروبار میں مبتلا ہیں —

یولیا فلیپوونا: کون؟ ماریا لغوونا اور میرے میاں؟ (ہنستی ہے —)

باسوف: نہیں، ولاس، وہ مسخرا —

یولیا فلیپوونا: اچھا وہ — تمہاری زبان کا بھلا ہو کہ کب کا اس قصے کا ڈھنڈورا پٹ چکا — سب جانتے ہیں —

باسوف: لیکن سنو — اصلی مزے کی بات تو تم نے سنی ہی نہیں —

(مکان کے پچھواڑے سے رومین اور دفوئے توچئے
نکلتے ہیں — دفوئے توچئے کے ہاتھہ میں کوئی
پیکٹ سا ہے —)

دفوئے توچئے: کیا وروارا میخائلوونا ہیں یہاں؟ ذرا دیکھو کسے لایا ہوں میں —

باسوف: اچھا تم صحرانوردی کر آئے — آؤ آؤ، بہت خوب — اماں تم تو بڑے چونچال نظر آ رہے ہو — لگتا ہے خوب سنکے ہو دھوپ میں — اور معلوم ہوتا ہے چربی بھی خاصی پگھلی ہے — کہاں سے آ رہے ہو؟

رومین: دکھن سے — میں نے زندگی میں پہلی بار سمندر دیکھا — یولیا فلیپوونا، کہو کیا حال ہے؟

یولیا فلیپوونا: واقعی تمہاری صورت پر رونق آ گئی ہے، پاول سرگئی‌وچ — میرا خیال ہے میں بھی سمندر کی سیر کر آؤں —

دفوئے توچئے: میں اندر جا رہا ہوں — (جاتا ہے) میری بٹیا، دیکھو میں چاکلیٹ لایا ہوں —— یہ الوداعی تحفہ ہے —

باسوف:

میں نے دیکھا ہے سمندر کیا ہے
بیکراں، چھلکتا ہوا پیمانہ
پیاسی آنکھوں نے پیا، میری نگاہوں نے پیا
بیکراں، چھلکتا ہوا پیمانہ
مری روح نے لی انگڑائی
اور ہوئی حریف مے میخانہ

ہے نا، بالکل ایسا ہی لگتا ہے — جاؤ جاؤ اندر جاؤ، میری بیوی تم سے مل کر بہت خوش ہوگی —

رومین: بڑی شاندار جگہ ہے — میرے خیال میں صرف سنگیت ہی سمندر کی شان اور گہرائی کا اظہار کر سکتا ہے — سمندر انسان پر چھا جاتا ہے — انسان اس کے سامنے ایک قطرہ معلوم ہوتا ہے — اپنے آپ کو تنکے کی طرح بے بس محسوس کرتا ہے — جیسے سامنے ابد موجیں مار رہا ہو —

(وروارا میخائلوونا مکان کے پچھواڑے سے آتی ہے—)

باسوف: میں ذرا شطرنج کے مہرے اکٹھا کر لوں — جانتی ہو واریا، پاول سرگئی‌وچ واپس آ گیا —

وروارا میخائلوونا: وہ یہاں ہے؟

باسوف (اس کے پاس جاتے ہوئے): ہاں — اور معلوم ہوتا ہے اس نے اپنے خوبصورت فقروں کے خزانے میں چند موتیوں کا اضافہ کرلیا ہے — ہاں واریا، کاش تم جانتیں، یہاں کیا گل کھلا ہے، کیا تماشا ہوا ہے — میں اور سوسلوف یہاں بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے اور یکایک ماریا لفوونا اور ولاس... سمجھتی ہو نا، واقعی ان کا تو باضابطہ معاشقہ چل رہا ہے! (ہنستا ہے) اور تم کتنے یقین سے کہتی تھیں —— یہ معاشقہ نہیں — یہ کچھہ اور ہے — یہ کچھہ اور نہیں ہے، سچ!

وروارا میخائلوونا: سرگئی، بس بھی کرو — کہیں تم ایسی ویسی باتیں نہ شروع کر دو —

باسوف: لیکن ذرا رک جاؤ واریا — میں نے ابھی سارا قصہ کہاں سنایا ہے —

وروارا میخائلوونا: میں نے کتنی بار کہا ہے کہ تم ماریا لفوونا اور ولاس کے قصے کا ذکر نہ کیا کرو — اور تم نے ڈھنڈورا پیٹ دیا — کیا تم اتنا نہیں دیکھتے کہ کتنی کوفت کی بات ہے یہ!

باسوف : تم تو چوں چوں کا مربہ بنا دیتی ہو ہر بات کا — مجھے تم سے یہ سب کہنا ہی نہیں چاہئے تھا — بس —

وروارا میخائلوونا : ہاں، تم بولو کم اور سوچو زیادہ کہ آخر تم کر کیا رہے ہو — سرگئی، کاش تم جانتے دوسرے لوگ تمہارے بارے میں کیا باتیں بنا رہے ہیں —

باسوف : میرے بارے میں؟ ان کی باتوں پر کان دھرنا میرے شان کے خلاف ہے — بکنے دو، جو جی چاہیں بکیں! لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ تم... واریا... تم میری بیوی...

وروارا میخائلوونا : تمہاری بیوی بننا میرے لئے اتنی بڑی عزت نہیں ہے جتنی بڑی تم سمجھتے ہو اور یہ بوجھ ایک سل کی طرح میری چھاتی پر دھرا ہے —

باسوف (بپھر کر) : وروارا، کیا کہہ رہی ہو تم؟ کیسی باتیں کرتی ہو تم؟

(دفوئے توچئے اور ولاس برآمدے میں آتے ہیں —)

وروارا میخائلوونا : میں وہی کہہ رہی ہوں جو سوچتی ہوں اور جو محسوس کرتی ہوں —

باسوف : لیکن تمہیں اس کی صفائی دینی پڑیگی —

وروارا میخائلوونا : ہاں دونگی صفائی لیکن بعد میں —

(باسوف پھنکارتا ہوا بنگلے میں چلا جاتا ہے — ولاس بپھری ہوئی نگاہوں سے اس کا تعاقب کرتا ہے اور برآمدے کے زینے پر بیٹھ جاتا ہے —)

دفوئے توچئے : وروارا میخائلوونا دیکھو میں تمہارے لئے چاکلیٹ لایا ہوں —

وروارا میخائلوونا : شکریہ —

دفوئے توچئے (وہ بھی زینے پر بیٹھہ جاتا ہے) : میں تمام دیویوں کے لئے چاکلیٹ لایا ہوں تاکہ ان کے دل میں میری میٹھی میٹھی یاد باقی رہے — بھولو مت، تم نے مجھے اپنی تصویر دینے کا وعدہ کیا تھا —

وروارا میخائلوونا : ہاں میں تو بھول ہی گئی تھی — ابھی لائی — (مکان کے اندر چلی جاتی ہے —)

دفوئے توچئے : اچھا تو ولاس جی مہاشے، تو ہم بستر گول کرتے ہیں، ایں؟

ولاس : کتنا اچھا ہوتا کہ ہم پہلے ہی جا چکے ہوتے —

دفوئے توچئے : بس ایک دن باقی رہ گیا ہے — ہونہہ — کاش تمہاری بہن بھی ہمارے ساتھہ چل سکتی — یہ جگہ اس کے لائق نہیں —

ولاس (بگڑے تیور کے ساتھہ) : یہ جگہ کسی کے لائق نہیں —

دفوئے توچئے : میں کتنا خوش ہوں کہ تم میرے ساتھہ چل رہے ہو — ہمارا شہر چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے — اس کے بیچ سے ایک دریا بہتا ہے اور اس کے چاروں طرف جنگل ہیں — میرے پاس ایک عالیشان مکان ہے — اس میں دس کمرے ہیں — ایک میں کہانسو اور سارے کمرے گونج اٹھیں — جاڑے میں اس میں بڑا سونا سونا سا لگتا ہے جب باہر زور زور سے ہوا چلتی ہے — (دائیں طرف تیزی سے سونیا آتی ہے) جوانی میں تو تنہائی اچھی رہتی ہے — لیکن جب آدمی میری طرح بڈھا ہو جائے تو ایک سے دو بہتر — ہوہو! (سونیا سے) اچھا شریر لڑکی خدا حافظ! میں کل جا رہا ہوں — پرسوں تم مجھے بالکل بھول جاؤ گی —

سونیا : نہیں، میں نہیں بھولونگی — آپ کا نام اتنا اوٹ پٹانگ سا جو ہے — بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں —

دفوئے توچئے : کیا مجھہ میں لے دے کے یہی ایک گن ہے؟ اچھا اچھا بہت بہت شکریہ —

سونیا : اوہ، نہیں، پیارے دادا میاں سچ نہیں بھولوں گی — آپ سیدھے سادے آدمی ہیں — آپ دور کی کوڑی لاتے ہیں، نہ شیخی بگھارتے ہیں — مجھے سیدھے سادے لوگ اچھے لگتے ہیں — آپ نے میری ممی کو تو نہیں دیکھا؟ ایں؟

دفوئے توچئے : نہیں مجھے اس کی راحت نصیب نہیں ہوئی —

ولاس : وہ یہاں نہیں ہیں — پلو دیکھیں کہاں ہیں — ممکن ہے وہ ندی کے کنارے کنج میں ہوں —

کالیریا : اگر میں بھی تمہارے ساتھہ چلوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟

سونیا : آؤ، چلو —

(تینوں جنگل کے اندر جاتے ہیں — دفوئے توچئے ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور گنگناتا ہے — وروارا میخائلوونا ایک تصویر ہاتھہ میں لئے ہوئے آتی ہے — اس کے پیچھے پیچھے رومین آتا ہے —)

وروارا میخائلوونا : لو یہ رہی تصویر — کب جا رہے ہیں آپ؟

دفوئے توچئے : کل — اچھا اس پر لکھہ بھی دیا — بہت بہت شکریہ — بڑی اچھی رانی ہو — تم سے تو مجھے بہت محبت ہو گئی —

وروارا میخائلوونا : بھلا مجھہ میں ایسی کیا بات ہے کہ کسی کو مجھہ سے محبت ہو جائے؟

دفوئے توچئے : محبت کا کیا ہے، جس پر دل آگیا — جو دل کو بھا گیا — سچی محبت سورج کی طرح ہے — کوئی کہہ نہیں سکتا سورج کاہے پر ٹکا ہوا ہے —

وروارا میخائلوونا : یہ میں نہیں جانتی —

دفوئے توچئے : جانتا ہوں تم نہیں جانتیں... تم میرے ساتھہ کیوں نہیں چلتیں؟ تمہارا بھائی تو جا رہا ہے — تم کو وہاں کچھہ نہ کچھہ کرنے کو دھندا مل جائیگا —

وروارا میخائلوونا : کیا؟ میں کچھہ کرنا کب جانتی ہوں —

دفوئے توچئے : کیونکہ تم نے کام کرنا سیکھا نہیں — اب تم سیکھہ سکتی ہو — میں اور ولاس مل کر دو اسکول کھولینگے — ایک لڑکیوں کا اسکول اور دوسرا لڑکوں کا اسکول —

رومین (کھویا کھویا) : اگر زندگی کا کوئی معنی مطلب ہے تو پھر آدمی کو کوئی بڑا اور نیک کام کرنا چاہئے — کوئی ایسا کام جو صدیوں زندہ رہے — بڑے بڑے مندر بنائے جائیں...

دفوئے توچئے : تمہاری یہ اونچی اونچی باتیں میری سر کے اوپر سے گزر جاتی ہیں! اسکول کی بات تو دور دور میرے دماغ میں نہیں تھی — کسی شریف آدمی نے میرے کان میں عقل کی بات پھونک دی —

رومین : بڑی سے بڑی تعلیم گاہوں میں کیا رکھا ہے — بڑی بڑی یونیورسٹیاں کیا پڑھاتی ہیں — ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے بھانت بھانت کے نظرئے اور بس، محض زندگی کی گتھیوں کے بارے میں اٹکل پچو باتیں —

وروارا میخائلوونا (چڑکر) : اف تم کتنی اکتا دینے والی باتیں کرتے ہو! وہی گھسی پٹی باتیں!

رومین (ان سب پر نظر دوڑاتا ہے اور آہستہ آہستہ ایک عجیب انداز سے ہنستا ہے) : جانتا ہوں بے جان الفاظ جیسے پت جھڑ کے پتے — خود نہیں جانتا میں کیوں کہتا ہوں یہ سب — شاید لت! چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی — یا شاید اس لئے کہ خزاں شروع ہو گئی ہے — جب سے میں نے سمندر دیکھا ہے،

سوچ میں ڈوبی ہوئی سبز موجوں کی آواز میرے کانوں میں ہر وقت گونج رہی ہے — اب تک انسان نے جتنی باتیں کہی ہیں وہ سب اس سنگیت میں کھو گئی ہیں —— جیسے سمندر میں برکھا کی پھواریں —

وروارا میخائلوونا: تم کتنی عجیب باتیں کرتے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

(کالیریا اور ولاس دائیں طرف کے جنگل سے نکلتے ہیں —)

رومین (ہنستا ہے): کچھہ نہیں — کچھہ بھی نہیں —

کالیریا: اپنے پیروں پر ڈٹ کر کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ میں کھڑا ہو جائے —

ولاس: ہاں تم تو ہوا میں لٹکنا چاہتی ہو نا؟ تم سوائے اس کے اور کچھہ نہیں چاہتیں کہ تمہارا فراک اور تمہاری روح بے داغ رہیں — لیکن کسے ضرورت ہے تمہارے جیسے بجھے ہوئے، ٹھنڈے دھلے ہوئے لوگوں کی؟

کالیریا: مجھے خود اپنی ضرورت ہے!

ولاس: یہ تمہارا خیال خام ہے —

کالیریا: میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی — تم بڑے اجڈ ہو — (تیزی سے نکل جاتی ہے —)

دفوئے توچئے: کہو بھیا ولاس؟ اس لڑکی کو کھری کھری سناکے تمہارا دل خوش ہوا؟

ولاس (برآمدے کے نچلے زینے پر اپنی بہن کے پاس بیٹھہ جاتا ہے): میں اس سے بھر پایا! (اس کی نقل کرتے ہوئے) ''ہائے میں! میں کوفت سے مری جا رہی ہوں!،، میں نے اس سے کہا: آدمی کو جینا ہو تو دوسروں کے ساتھہ جئے اور مرنا ہو تو چپکے سے ایک کونے میں جا مرے —

رومین (جلدی سے) : بالکل ٹھیک — یہ بات چاہے بڑی بے دردی کی معلوم ہو، پر ہے سچ! سو کی ایک!

(باسوف اور یولیا فلیپوونا برآمدے پر نکلتے ہیں —)

وروارا میخائلوونا (جیسے اپنے آپ سے) : زندگی ہمارے پاس سے گزرتی چلی جاتی ہے اور ہمارے دل کو چھوتی بھی نہیں — صرف ہمارے دماغ میں ہلچل مچاتی ہے —

باسوف : واریا، میں نے ساشا سے کہا ہے کہ ہم یہاں باہر ہی کھانا کھائینگے — (سوسلوف تیز تیز قدموں سے اپنے گھر کی طرف سے آتا ہے) سیمیون سیمیونووچ، ہم تمہاری الوداعی دعوت کریں گے — چلو شمپین کے جام چھلکانے کا اچھا بہانہ ہاتھ آ جائیگا —

دفوئے توچئے : یہ بات تم نے دل کو لگتی کہی...

سوسلوف : یولیا، ذرا ادھر آنا ایک منٹ کو —

یولیا فلیپوونا : کیوں، کیا کچھ ہو گیا؟

(سوسلوف اپنی بیوی کو ایک طرف لے جاتا ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ہے — اس کی بات سن کر وہ چونکتی ہے اور اس سے الگ ہو جاتی ہے — وہ بیوی کا بازو پکڑتا ہے اور دائیں طرف لے جاتا ہے — جہاں وہ کھڑے کھڑے چند لمحے دبی دبی آواز میں باتیں کرتے ہیں، باسوف جانے کے بعد برآمدے میں واپس آتے ہیں —)

باسوف : دوستو آج میں فرسٹ کلاس ساسیج سے آپ کی خاطر واضع کرونگا — آپ نے کاہیکو کبھی ایسی شاندار چیز چکھی ہوگی — میرے ایک موکل نے یوکرین سے بھجوایا ہے — لیکن وہ میرا اسسٹنٹ کہاں گیا؟ (زیرلب) لیکن وہ یولیا فلیپوونا کے شوہر کا اسسٹنٹ بھی ہے —

وروارا میخائلوونا (آهسته آهسته غصے کے ساتھہ) : سرگئی! یہ بہت بری بات ہے!

باسوف (بے پروائی سے) : واریا، لیکن کون ہے جو یہ سب نہیں جانتا — تم بیکار خفا ہوتی ہو — ساشا! (اندر چلا جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا (دل ہی دل میں چہکتے ہوئے) : چچا، سنا، پیوتر نے جیل کی جو دیوار بنوائی تھی دو مزدوروں پر گر پڑی —

سوسلوف (آهسته سے هنستے هوئے) : اور تمہارے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں!

وروارا میخائلوونا (ڈرتے هوئے) : سچ! کہاں ہوا یہ سب؟

سوسلوف : ایک چھوٹے سے شہر میں —

دفوئے توچئے : مبارکباد! بالکل بچہ ہے بچہ! جب یہ دیوار بن رہی تھی تو کیا تم اس کے پاس بھی پھٹکے تھے؟

سوسلوف : ہاں، میں گیا تھا — وہ حرامزادہ، ایک ٹھیکہ دار تھا، یہ سب اسی کی کارستانی ہے —

یولیا فلیپوونا : یہ جھوٹ ہے! نہیں وہ دیوار کے پاس پھٹکا بھی نہیں — ایک بار نہیں — اس کو وقت ہی نہیں ملا!

دفوئے توچئے : کوئی اس وقت تمہاری مرمت کر دیتا تو مزا آتا! شاباش! ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات! ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے رہتے ہیں — کام نہ کاج!

سوسلوف (ایک ہلکے قہقہے کے ساتھہ) : میں خود کو گولی مار لونگا — یہ ہوگا کام!

رومین (نفی میں سر ہلاتے هوئے) : نہیں تم خود کو کبھی گولی نہیں مار سکتے — نہیں تم اتنی بہادری نہیں دکھا سکتے —

سوسلوف : اور اگر مار لوں تو؟

وروارا میخائلوونا : پیوتر ایوانووچ، ان دونوں مزدوروں کا کیا ہوا؟ کیا وہ ہلاک ہو گئے؟

سوسلوف (منہ لٹکاتے ہوئے) : میں نہیں جانتا — مجھے کل وہاں جانا ہوگا —

(اولگا الکسئی‌ونا آتی ہے —)

ولاس (بڑبڑاتا ہے) : کتنی گھناؤنی بات ہے!

سوسلوف (کھیسیں نکلتے ہوئے) : بھئی، باندھ کے، باندھ کے!

اولگا الکسئی‌ونا (قریب آتے ہوئے) : آداب عرض ہے — ارے تم تو اس طرح بیٹھے ہو جیسے خزاں کے موسم میں چڑیاں — شاید میں سب سے مل چکی ہوں — اوہ، پاول سرگئی‌وچ! واپس کب آئے؟

(سوسلوف پھر اپنی بیوی کو ایک طرف لے جاتا ہے اور اس کے کان میں کچھ کہتا ہے — اس کے چہرے سے غصہ جھلک رہا ہے — بیوی مضحکہ خیز انداز میں اس کے سامنے کورنش بجالاتی ہے اور برآمدے میں واپس آجاتی ہے — سوسلوف زور سے سیٹی بجاتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلا جاتا ہے — دفوئے‌توچئے یولیا فلیپوونا پر ایک نظر ڈالتا ہے اور اپنے بھتیجے کے پیچھے ہو لیتا ہے —)

رومین : آج —

اولگا الکسئی‌ونا : اور سیدھے یہیں چلے آئے؟ اسے کہتے ہیں باوفا دوست! نہ‌جانے کیوں ہوا میں بڑی گھٹن ہو رہی ہے؟ گرمی کا چل چلاؤ ہے — اب ہم سب شہر واپس چلے جائینگے — ہم پھر ایک بار پتھر کی دیواروں میں بند ہو جائینگے — ایک دوسرے کی نظر سے، ایک دوسرے کی پہنچ سے دور — ہم پھر ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن جائینگے —

ولاس (کڑوا کسیلا منہ بنا کر) : پھر وہی ہائے وائے!

باسوف (برآمدے کے دروازے سے) : پاول سرگئی‌وچ، یہاں آجاؤ ایک لمحے کو، آ رہے ہو نا؟

اولگا الکسئی‌ونا (ولاس سے) : کیوں کیا یہ سچ نہیں ہے؟

(رومین گھر کے اندر جاتا ہے اور کالیریا اور شالیموف سے راستے میں ملتا ہے — اولگا الکسئی‌ونا کا جواب دئے بغیر ولاس اٹھتا ہے اور صنوبر کے جنگل کی طرف چل دیتا ہے —)

شالیموف (اکتاہٹ اور بے نیازی سے) : لوگ جمہوریت سے نہ‌جانے کیسی بڑی بڑی آس لگائے بیٹھے ہیں — کون جانے جمہوریت پسند کی کھال میں کیا چھپا ہوا ہے؟

کالیریا (جذباتی لہجے میں) : ہاں، ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں — ہزار بار ٹھیک! ہاں یہ جمہوریت پسند اب تک درندہ ہے — وحشی — اس کو تو بس ہائے پیٹ ہائے پیٹ کی پڑی رہتی ہے —

شالیموف : اور چرمراتے ہوئے جوتے پہننے کی!

کالیریا : آخر وہ کن چیزوں پر یقین رکھتا ہے؟ اس کا آدرش کیا ہے؟

ولاس (جھلاتے ہوئے) : اور تمہارا؟ ہاں تمہارا ایمان کیا ہے؟ تمہارا آدرش کیا ہے؟

کالیریا (ولاس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے) : جو لوگ کسی چیز پر یقین رکھتے ہیں زندگی میں ایک نئی امنگ، نیا ولولہ پیدا کرتے ہیں — یہ وہ لوگ ہیں جن کی بادشاہت روح پر ہے —

ولاس : کون ہیں یہ بادشاہت کرنے والے؟ کہاں ملتے ہیں وہ؟

کالیریا : ولاس، میں تم سے بات نہیں کر رہی ہوں — یاکوف پیتروویچ، آؤ ادھر چلیں —

(دونوں برآمدے سے آتے ھیں اور صنوبروں کے سائے میں بیٹھہ جاتے ھیں — دھیمی آواز میں اپنی باتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ھیں — کالیریا کچھہ پریشان ھے — شالیموف پرسکون ھے — اس کی حالت سے بڑی سستی اور کاھلی ٹپک رھی ھے جیسے تھک کر چور ھو—)

وروارا میخائلوونا (ولاس کے پاس جاتے ھوئے): ولاس آج تم بڑے چڑچڑے ھو رھے ھو—

ولاس (بوجھل آواز میں): واریا، میں بہت دکھی ھوں—

یولیا فلیپوونا: ولاس میرے ساتھہ چلو، دریا کی طرف چلیں—

ولاس: معاف کرو، میں نہیں جاتا—

یولیا فلیپوونا: چلے چلو— ابک بہت ضروری بات ھے—

ولاس (جھجکتے ھوئے جاتا ھے): کیا بات ھے؟

(یولیا فلیپوونا اس کا بازو پکڑتی ھے اور اس کے کان میں کچھہ کہتی ھے — دونوں چلے جاتے ھیں — وروارا میخائلوونا برآمدے میں چلی جاتی ھے—)

اولگا الکسئی‌ونا (وروارا میخائلوونا کا ھاتھہ پکڑتے ھوئے): واریا کیا تم اب تک مجھہ سے روٹھی ھوئی ھو؟

وروارا میخائلوونا (فکر میں ڈوبی ھوئی): روٹھی ھوئی؟ نہیں تو—

ولاس (اسٹیج کے پچھلے حصے سے تیز آواز میں): بدلگام ! اگر وہ میرا بہنوئی نہ ھوتا تو...

یولیا فلیپوونا: ھش! (اس کو کھینچتی ھے اور جنگل کے اندر لے جاتی ھے—)

وروارا میخائلوونا (خوف‌زدہ): خدا کی پناہ! کیا ھوا؟

اولگا الکسئی‌ونا: اللہ خیر کرے، لگتا ھے یولیا کچھہ نمک

مرچ لگا رہی ہے — واریا، معلوم ہوتا ہے تم اب تک خفا ہو — تمہیں یہ تو سمجھنا چاہئے کہ آدمی جھلاہٹ میں بہت کچھہ کہہ جاتا ہے...

وروارا میخائلوونا (سوچتے ہوئے): اولگا، چھوڑو بھی — مجھے پیوند لگی ہوئی چیز ایک آنکھہ نہیں بھاتی — چاہے دوستی ہی کیوں نہ ہو —

اولگا الکسئیوونا (اٹھتے ہوئے): میں نہیں جانتی تھی کہ تم بات کو گرہ سے باندھہ کر رکھہ لیتی ہو — تم بھول نہیں سکتیں؟ بھول نہیں سکتیں تو کم از کم معاف ہی کر دو —

وروارا میخائلوونا (سردمہری اور سختی سے): ہم ضرورت سے زیادہ معاف کیا کرتے ہیں — یہ بڑی کمزوری ہے — اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی نظر سے گر جاتے ہیں — ایک شخص ہے جس کو میں اتنا زیادہ معاف کرتی رہی ہوں کہ اب اس کی آنکھوں میں ایک ناچیز ذرہ ہوں —

اولگا الکسئیوونا (ذرا رکتے ہوئے): کیا تمہارا مطلب اپنے میاں سے ہے؟ (وروارا میخائلوونا خلا میں گھورتی ہے، آہستہ آہستہ سر ہلاتی ہے اور کوئی جواب نہیں دیتی) لوگ کتنی جلدی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں! مجھے یاد ہے جب وہ طالبعلم تھا —— غریب، ہنس مکھہ، لاابالی — ہر شخص اس سے محبت کرتا تھا — لیکن تم میں تو ذرا فرق نہیں پڑا — ویسی ہی گمبھیر اور سوچ میں مگن! مجھے یاد ہے جب تم اس سے شادی کرنے والی تھیں تو کیریل نے کہا تھا کہ تمہاری جیسی بیوی کے ساتھہ باسوف کی زندگی کبھی برباد نہ ہوگی — کیریل نے کہا تھا کہ سرگئی بڑی اوچھی طبیعت کا ہے، وہ بازاری حرکتیں کرنے سے بھی نہیں چوکتا، لیکن تم...

وروارا میخائلوونا (سادگی سے): اولگا، تم یہ سب کچھہ مجھہ سے کیوں کہہ رہی ہو؟ یہ بتانا چاہتی ہو کہ میں کتنی ذلیل ہوں؟

اولگا الکسئی‌ونا: واریا! تم ایسی بات کیسے سوچ سکتی ہو؟ بس ایک بات یاد آئی اور کلموئی زبان سے نکل گئی...

وروارا میخائلوونا (آہستہ آہستہ، مگر بہت صاف صاف جیسے عدالت کا فیصلہ سنا رہی ہو): ہاں میں کمزور اور بے بس ہوں — تم یہی کہنا چاہتی تھیں نا؟ اولگا، تم کہو یا نہ کہو میں خود جانتی ہوں — مجھے یہ بہت دنوں سے معلوم ہے —

ساشا (برآمدے سے): وروارا میخائلوونا، مالک آپ کو یاد کر رہے ہیں — (وروارا میخائلوونا ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتی اور مکان کے اندر چلی جاتی ہے —)

اولگا الکسئی‌ونا (اس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے): لیکن میں کہتی ہوں، تم مجھے سمجھیں نہیں واریا...

کالیریا (آہستہ سے): میرے لئے تو ایسا آدمی مردے کے برابر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ سچائی جانتا ہے — (رکتی ہے — شالیموف سگریٹ کے کش اڑاتا ہے) بتاؤ کیا تم کو زندگی ایک بوجھ معلوم ہوتی ہے؟

شالیموف: بعض مرتبہ تو بہت ہی بھاری —

کالیریا: زیادہ تر؟

شالیموف: اس میں کوئی راحت نہیں — میں نے دنیا کا اتنا سرد گرم دیکھا ہے کہ مسرت میرے پاس پھٹکتی بھی نہیں — اور اب وقت بھی ایسا آ گیا ہے جو کسی قسم کی مسرت نہیں دیتا —

کالیریا (چپکے سے): ہر سوچنے سمجھنے والے آدمی کی زندگی ایک ڈرامہ ہے —

شالیموف: اوہ، ہاں بتاؤ تو سہی...

کالیریا: کیا؟

شالیموف (اٹھتے ہوئے): سچ سچ بتاؤ کیا تم کو میری کہانیاں پسند ہیں؟

کالیریا (بڑے جوش سے) : اوہ، بہت! خاص طور پر نئی والی — ان میں اتنی سچائی نہیں ہے — ان میں زندگی کا کھردراپن کم ہے — لیکن اداسی اور افسردگی کی اتنی لطیف دھند چھائی ہوئی ہے کہ اس میں انسان کی روح کھو جاتی ہے جیسے غروب آفتاب کے وقت بادل سورج کو چھپالیں — بہت کم لوگ ان کہانیوں کو سراہنے کی سکت رکھتے ہیں — لیکن گنتی کے چند ہی سہی، مگر وہ آپ پر جان دیتے ہیں —

شالیموف (مسکراتا ہوا) : شکریہ — ارے تم مجھے اپنی شاعری کے بارے میں بتا رہی تھیں — کیا مجھے اپنی شاعری نہیں سناؤ گی؟

کالیریا : ضرور سناؤنگی — بعد میں — (شالیموف، سر جھکاتا ہے — وقفہ — دائیں طرف کے جنگل سے ولاس اور یولیا فلیپوونا سوچتے ہوئے نکلتے ہیں اور صنوبروں کی طرف جاتے ہیں — ولاس میز کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہنیاں میز پر ٹیکتے ہوئے سیٹی بجاتا ہے — یولیا فلیپوونا مکان کے اندر چلی جاتی ہے) لیکن کیوں نہ اسی آن؟

شالیموف : کیا؟

کالیریا (اداس مسکراہٹ کے ساتھ) : بھول گئے؟ اتنی جلدی!

شالیموف (تیوریاں چڑھاتے ہوئے) : ذرا میں... بھی سنوں...

کالیریا (اٹھتی ہے) : آپ نے کہا تھا میں آپ کو اپنی شاعری سناؤں — پھر سناؤں؟

شالیموف (جلدی سے) : اوہ، ہاں، ہاں! اتنی خوبصورت شام! بہت مناسب ہے — لیکن تمہیں غلط فہمی ہوئی، میں بھولا نہیں — میں اپنے خیال میں گم تھا اور تمہارا سوال میرے پلے نہیں پڑا —

کالیریا (مکان کے اندر جاتے ہوئے) : بہت اچھا... لاتی ہوں — مگر میں جانتی ہوں پسند نہیں آئیگی —

شالیموف (اپنی آنکھوں سے اس کا تعاقب کرتے ہوئے): نہیں مجھے ضرور پسند آئیگی —

(کالیریا تیزی سے زینے پر چڑھتی ہے — شالیموف کندھے اکڑاتا ہے اور منہ بناتا ہے — مڑتے ہوئے ولاس کو دیکھتا ہے — سوسلوف کے مکان کی طرف سے دفوئے توچئے اور سوسلوف آتے ہیں — دونوں خاموش ہیں اور ایک دوسرے سے بیزار معلوم ہوتے ہیں —)

شالیموف (ولاس سے): جاگتے میں جنت کے خواب دیکھ رہے ہو؟

ولاس (بغیر کسی کرختگی کے): سیٹی بجا رہا ہوں —

(باہر برآمدے میں اولگا الکسئیونا آکر ریلنگ کے پاس بید کی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے — روبین اس کے پاس کھڑا ہوجاتا ہے اور وہ دھیمی آواز میں کچھ کہتی ہے — باسوف میز کے پاس جاتا ہے اور کھانے کا جائزہ لیتا ہے — وروارا میخائلوونا ایک ستون کے سہارے کھڑی ہو جاتی ہے — زامیسلوف اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے —)

باسوف: سب لوگ ہیں یہاں؟ ولاس؟ ماریا لفوونا؟

ولاس: میں یہ رہا —

(مکان سے یولیا فلیپوونا گنگناتی ہوئی نکلتی ہے اور ایک زینے پر بیٹھ جاتی ہے —)

زامیسلوف: ہم سب عجیب و غریب قسم کے جانور ہیں وروارا میخائلوونا — گرھوں پر گرھیں پڑی ہوئی ہیں ہمارے درمیان، ہم بالکل الجھ کر رہ گئے ہیں...

باسوف (ریلنگ پر جھکتے ہوئے): بہت خوب — یاکوف، اچھا تم یہاں ہو؟

زامیسلوف: ہمارے دماغ میں جو گرہیں پڑی ہوئی ہیں، ان ہی کی بدولت تو ہم اونچے سمجھے جاتے ہیں، اونچے دانش‌ور لوگ! اور تم...

(دفوئےتوچئے کھڑا ہو کر زامیسلوف کی باتیں سننے لگتا ہے — سوسلوف ایک نظر مقرر پر ڈالتا ہے اور شالیموف اور ولاس کے پاس چلا جاتا ہے — دائیں طرف کے جنگل سے سونیا اور ماریا لفوونا نکلتی ہیں —)

وروارا میخائلوونا (گھبراہٹ کے ساتھ): ہم دانش‌ور نہیں ہیں — ہم کچھ اور ہیں — ہم محض بنگلوں میں وقت کاٹنے والے ہیں — لوگ جو آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں — ہم اپنے اپنے حلوے مانڈے میں مگن ہیں — ہم اپنا اپنا آشیانہ بنانے کی دھن میں ایسا کھوئے ہوئے ہیں کہ ہمیں سچ مچ کچھ کرنے کی مہلت ہی نہیں... ہم کچھ نہیں کرتے — ہم بس بکتے رہتے ہیں — ہم صرف لفظوں سے کھیلنا جانتے ہیں —

باسوف (مذاق اڑاتے ہوئے): ہاں تم خود اپنی باتوں کا بڑا اچھا نمونہ ہو —

(کالیریا آتی ہے — اس کے ہاتھ میں کاپی ہے — وہ میز کے پاس کھڑی ہو جاتی اور سنتی ہے —)

وروارا میخائلوونا (زور اور شدت کے ساتھ): اور ہماری باتیں کیا ہیں — جھوٹ کا انبار! ہم خوبصورت جملوں اور فقروں کے زرق برق لباس پہن لیتے ہیں، ہم اپنی مفلس ننگی روحوں کو چھپانے کے لئے کتابی علم کے چیتھڑوں میں پناہ لیتے ہیں — ہم زندگی کے

ٹریجڈی کی بات کرتے ہیں اور ہم خود نہیں جانتے زندگی کیا ہے، ہم ہائے وائے اور فریاد میں کھوئے رہتے ہیں اور چٹخارے لیتے ہیں —

(دوداکوف برآمدے میں آتا ہے اور اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ اس کی بیوی کی نظر نہ پڑے —)

رومین (ہیجان کے ساتھ): یہ بات سچ نہیں ہے — ہائے اور فریاد میں بھی حسن ہے — آدمی کے نالہ و فریاد کو شبہے کی نظر سے دیکھنا بڑی سنگ دلی ہے —

وروارا میخائلوونا: یہ سب سنتے سنتے میرے کان پک چکے ہیں — بہت ہو لیا — ہم میں چپ رہنے کا بھی دم خم ہونا چاہئے — ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی حقیر تکلیفوں کا دکھڑا روتے پھریں — زندگی کی بہار کا، زندگی کے مزے لوٹنے کا وقت آتا ہے تو ہم خاموشی سے ٹھاٹ کر لیتے ہیں — ہے نا؟ ہر شخص اپنی مسرتوں کا نوالہ چھپ چھپ کر چپکے چپکے نگل لیتا ہے — اور ذرا سی ٹھیس بھی لگ جائے، اگر ننھا سا پھوڑا بھی نکل آئے تو ہر شخص سڑکوں پر چھاتی پیٹتا ہے، ایک ایک کو دکھاتا ہے، کراہتا ہے، روتا ہے، گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختا ہے، آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے — ہم اپنا کوڑا کرکٹ باہر پھینک دیتے ہیں جس کا زہر ہوا میں بس جاتا ہے — اسی طرح ہم اپنی روح کا کوڑا اور غلاظت بھی سڑکوں پر بکھیر دیتے ہیں — اف، اس میں کوئی شبہہ نہیں — سینکڑوں، ہزاروں صحت‌مند آدمی ہماری ہائے وائے کے زہر سے گھٹ کر مر جاتے ہیں — آخر ہمیں کیا حق ہے کہ ہم اپنے ناسوروں کا تماشا ہر بازار دکھاتے پھریں؟

(وقفہ)

ولاس: شاباش واریا، شاباش!

دفوئے‌توچئے: خدا لگتی کہتی ہو، بالکل سچ ہے یہ بات!

(ماریا لفوونا خاموشی سے وروارا میخائلوونا کا ہاتھہ چھوتی ہے — ولاس اور سونیا اس کے پاس ہی کھڑے ہو جاتے ہیں — رومین بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ کے ساتھہ سر جھٹکتا ہے —)

رومین : ایک بات — ذرا مجھے کچھہ کہنے کی اجازت دو — آخری بار!

کالیریا : اب وقت آگیا ہے ہم اپنے میں چپ رہنے کی ہمت پیدا کریں —

اولگا الکسئیوونا (باسوف سے) : دیکھتے ہو کس دھڑلے اور تیکھے پن سے بولتی ہے تمہاری بیوی ان دنوں!

باسوف : ہاں بائیبل میں اسی طرح بولتی تھی بالام کی ...

(وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ دیتا ہے اور منہ پر ہاتھہ رکھہ لیتا ہے — وروارا میخائلوونا اتنے جوش میں ہے کہ وہ یہ سب دیکھتی بھی نہیں — لیکن دوسرے سن لیتے ہیں — زامیسلوف تیزی سے زینے سے اترتا ہے اور ہنستے ہوئے صنوبروں کی طرف چلا جاتا ہے — شالیموف مسکراتا ہے اور فہمائش کے انداز میں سر ہلاتا ہے — ولاس اور سونیا نفرت اور حقارت سے باسوف کو دیکھتے ہیں — باقی لوگ سنی ان سنی کر دیتے ہیں — خاموش تناؤ قائم رہتا ہے — سوسلوف کھانستا اور مسکراتا ہے — وروارا میخائلوونا محسوس کرتی ہے کہ کوئی اوٹ پٹانگ حرکت ضرور ہوئی ہے — وہ اپنے ارد گرد کھوئی ہوئی نظر سے دیکھتی ہے —)

وروارا میخائلوونا : کیا میں نے کوئی بری، تیکھی بات کہہ

دی؟ کیا کوئی ایسی بات کہہ دی جو نہیں کہنا چاہئے تھی؟ آخر ہر آدمی اتنی عجیب طرح سے کیوں دیکھہ رہا ہے؟

ولاس (زور سے): لیکن تم نے نہیں کہی بری بات —

اولگا الکسئی‌ونا (معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے): کیوں، کیا بات ہے؟

ماریا لفوونا (تیزی سے اور آہستہ آہستہ): نہیں ولاس — (وہ باسوف کی بات کا اثر ختم کرنے کے لئے بولنا شروع کرتی ہے — لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتی جاتی ہے اس میں گرمی اور جوش پیدا ہوتا جاتا ہے — شالیموف، سوسلوف اور زامیسلوف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس کی باتیں نہیں سن رہے ہیں — دوداکوف تائید میں سر ہلاتا رہتا ہے — باسوف اس کو بڑی ممنونیت کے ساتھہ دیکھتا ہے اور دوسروں کو اشارے سے کہتا ہے ''سنو!'') ہم سب کو بدلنا چاہئے، ہمیں کچھہ اور بننا چاہئے، ہم باورچیوں اور دھوبنوں کے بال بچے ہیں — ہم خون پسینہ ایک کرنے والوں کے بچے ہیں — ہمارے رنگ ڈھنگ کچھہ اور ہونے چاہئیں — پہلے کبھی بھی پڑھے لکھے روسیوں کا رشتہ عام لوگوں سے خون کا نہ تھا — ضروری ہے کہ خون کا یہ رشتہ ہمارے دل میں اس بات کی خواہش پیدا کرے کہ ہم اپنوں کی زندگی میں سکھہ اور اجالا لائیں، ان لوگوں کی زندگی میں جو اندھیرے اور دھول اور گرد میں صبح سے شام تک اپنا خون پسینہ ٹپکاتے رہتے ہیں — ان پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں — انہیں بھیک دینے کی ضرورت نہیں — ہم ایسا اپنی خاطر کریں تاکہ ہم اس کٹی چھٹی زندگی کے منحوس جزیرے سے نکل سکیں، ہم اس پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر زمین پر آئیں، اس زمین پر جہاں سے ہمارے اپنے لوگ ہمیں ان چوٹیوں پر گھورتے رہتے ہیں جیسے ہم ان کے دشمن ہوں — جیسے ہم ان کا خون پی پی کر جیتے ہوں — انہوں نے ہمیں

آگے بڑھایا تاکہ ہم سب کے لئے ایک بہتر اور خوبصورت زندگی کا راستہ ڈھونڈیں — ہم آگے بڑھے اور بھٹک گئے، کھو گئے — اور ہم نے ڈیڑھ اینٹ کی جو الگ مسجد بنا رکھی ہے، اس میں ہر وقت دکھہ اور ہائے وائے کی آواز گونجتی رہتی ہے — یہاں ہر وقت سب ایک دوسرے سے ٹکراتے رہتے ہیں — یہ ہے ہماری زندگی کا سارا تماشا، سارا ڈرامہ! لیکن ہم خود ہی مجرم ہیں — ہم اسی لائق ہیں، ہم نے اپنے لئے کانٹے بوئے ہیں اور اب کانٹے کی فصل کاٹ رہے ہیں — تم نے ٹھیک کہا واریا، ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اپنی آہوں اور کراہوں سے فضا میں زہر بسا دیں!

(تھک کر وہ وروارا میخائلوونا کے پاس بیٹھہ جاتی ہے — خاموشی —)

دوداکوف (سبھوں پر نظر ڈالتے ہوئے): یہ بات سچ ہے — یہ ہے سو کی ایک!

اولگا الکسئیوونا (جلدی سے): تم؟ یہاں آؤ —

شالیموف (اپنی ٹوپی اٹھاتے ہوئے): ماریا لفوونا، تم کہہ چکیں؟

ماریا لفوونا: ہاں —

اولگا الکسئیوونا (اپنے شوہر کو برآمدے کے ایک طرف لے جاتی ہے): سنا تم نے؟ کچھہ سمجھے تم؟ کتنا بڑا بیوقوف ہے یہ باسوف!

دوداکوف (آہستہ سے): کیوں باسوف کیوں؟

(برآمدے میں کچھہ حرکت ہوتی ہے — وروارا میخائلوونا ہر شخص کو دیکھتی ہے — کسی کو یقین نہیں آتا لوگ باسوف کا فقرہ بھول چکے ہیں —)

اولگا الکسئی ونا : هش — واریا نے نه جانے کیا کیا بھلی بری باتیں کہیں اور اس کے میاں نے اسے بالام کی گدھی کہا —

دوداکوف : اس کے دماغ میں بھس بھرا ہوا ہے — سنو اولگا، جب میں گھر سے چلا تو...

اولگا الکسئی‌ونا : ذرا رک جاؤ — کالیریا اپنی شاعری سنانے‌والی ہے — میں بہت خوش ہوں — واریا ان دنوں بڑی ہی نک چڑھی اور افلاطون بن گئی ہے —

(رومین بجھا بجھا، برآمدے سے اترتا ہے اور ٹہلنے لگتا ہے —)

شالیموف : سب لوگ ادھر! کالیریا واسیلی‌ونا نے براہ کرم اپنی نظمیں سنانے کی دعوت قبول کرلی ہے —

باسوف : بہت خوب — چلو شروع ہوجاؤ!

کالیریا (لجاتے ہوئے) : اچھی بات ہے — سناتی ہوں...

شالیموف : لو یہ رہی کرسی —

کالیریا : نہیں شکریہ — واریا، میری شاعری سے اچانک جو یہ دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مارے جذبات کے میرا تو دل ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے —

وروارا میخائلوونا : میں نہیں جانتی — کسی نے کوئی بیہودہ فقرہ چست کیا ہوگا اور اب سب اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں —

کالیریا : اچھا، تو میں شروع کرتی ہوں — واریا، میری شاعری کا بھی وہی انجام ہوگا جو تمہاری باتوں کا ہوا — ہر چیز ہماری زندگی کی اس دلدل میں دفن ہو جاتی ہے —

خزاں لے رہی ہے سانس
اور ٹھنڈی بلندیوں سے
دھیرے دھیرے
گر رہے ہیں حسیں گالے، برف کے حسیں گالے
ننھے ننھے، مرجھائے کمہلائے پھول
برف کے گالے، مرجھائے پھول
دھرتی پہ ناچیں چکرائیں
میلی اور بیمار زمیں پر
اور کومل کومل پھولوں کی
پھیلایں چادر
گرد و غبار پر
کالے کالے، سوچ میں ڈوبے پرندے
مرجھائے پیڑ، سوکھی شاخیں
برف کے گالے، اجلے پھول
گر رہے ہیں، برس رہے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی بلندیوں سے...

(وقفہ — ہر شخص کالیریا کی طرف دیکھتا ہے جیسے اور سننے کی ہوس ہو—)

شالیموف: بہت خوب —
رومین (کچھہ سوچتے ہوئے):

خزاں لے رہی ہے سانس
اور ٹھنڈی بلندیوں سے
دھیرے دھیرے
گر رہے ہیں حسیں گالے، برف کے حسیں گالے...

ولاس (جوش سے) : میں بھی شاعری کرتا ہوں — میں بھی اپنی شاعری سنانا چاہتا ہوں —

دفوئے توچئے (ہنستا ہے) : سناؤ بھئی سناؤ!

شالیموف : دلچسپ دوڑ ہے!

وروارا میخائلوونا : ولاس، کیا تمہارا سنانا ضروری ہے؟

زامیسلوف : اگر اس کی شاعری دلچسپ ہو تو ضرور سننا چاہئے —

ماریا لفوونا : لڑکے یہ نہ بھولنا —— ہمیشہ اپنی خودداری —

(سب کی آنکھیں ولاس کے جوش سے بھرے ہوئے چہرے
پر گڑی ہوئی ہیں — خاموشی —)

ولاس : میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ شاعری سے لوگوں کے دماغ میں جھنجھناہٹ پیدا کرنا کتنا آسان ہے — (پرزور، صاف آواز میں پڑھتا ہے جس میں للکارتی ہوئی گونج ہے —)

چھوٹے چھوٹے حقیر لوگ
بھٹک رہے ہیں زمیں پر
بھٹک رہے ہیں جستجو میں
ایسی جگہ کی جہاں چھپ سکیں
روشنی سے زندگی کی
سب چاہتے ہیں مسرت خریدنا
سستے داموں، ہو سکے تو مفت
عیش و آرام اور لطف و سکوں
گزرتے ہیں سب رہگزر سے
ہنستے ہیں مفلسوں پر
ان کے میلے لباس پر

چھوٹی چھوٹی فکر کے حقیر کیڑے
رینگتے ہیں دماغ میں ان کے
جھڑتے ہیں ہونٹوں سے باتوں کے پھول
خوبصورت پھول
دور ہو رہے ہیں ساحل سے زندگی کے
یہ حقیر لوگ، یہ کیڑے زمین کے...

(جب وہ اپنی نظم سنا چکتا ہے تو بےحس و حرکت کھڑا ہو جاتا ہے — باری باری سے شالیموف، رومین اور سوسلوف کو دیکھتا ہے — وقفہ — ہر شخص کچھ بےتکاپن محسوس کرتا ہے — کالیریا کندھے جھٹکتی ہے — شالیموف سگریٹ سلگاتا ہے — سوسلوف بپھرا ہوا ہے — ماریا لفوونا اور وروارا میخائلوونا ولاس کے پاس جاتی ہیں جیسے اس کے لئے ڈھال بننا چاہتی ہوں —)

دوداکوف (آہستہ اور صاف آواز میں): بہت مناسب — بالکل موقع کی چیز ہے —

یولیا فلیپوونا: شاباش! ہاں مجھے اس قسم کی چیز جچتی ہے —

دفوئے توچئے: ہاں، اسے کہتے ہیں منہ پر تھپڑ! میرے دل کے ٹکڑے!

کالیریا: بےرنگ اور زہریلا... آخر وہ ایسا کیوں بنتا جا رہا ہے؟

زامیسلوف: بالکل مزا نہیں آیا، کچھ لطف نہیں آیا —

شالیموف: سر گئی، تمہیں پسند آئی؟

باسوف: مجھے؟ اف میں نہیں جانتا — ہاں بحر اور قافیوں میں جھول ہے — لیکن ایک مزاحیہ نظم کی حیثیت سے...

زامیسلوف: یہ بہت ہی گمبھیر نظم ہے بھئی —

یولیا فلیپوونا (شالیموف سے) : بننے میں تمہارا جواب نہیں!

سوسلوف (تلخی سے) : اچھا، سنو تم... حقیر کیڑے کا جواب، میں دیتا ہوں اس کا جواب... کیا کہتے ہیں — اس چیز کو کیا کہا جائے میں نہیں جانتا — لیکن ولاس میخائلووچ، میں تمہیں جواب نہیں دونگا — میں یہ جواب دونگا ماریا لفوونا کو جو اس کی جڑ ہے —

ولاس : کیا کہا؟ خبردار زبان سنبھال کر بات کرو —

ماریا لفوونا (وقار سے) : مجھے؟ بہت عجیب... خیر کہو!

سوسلوف : عجیب، بالکل نہیں! میں جانتا ہوں، تم ہی اس شاعری کا سوتا ہو —

ولاس : بدلگامی نہ کرو!

یولیا فلیپوونا (آہستہ سے) : اسے اور کچھہ کرنا آتا کب ہے!

سوسلوف : بیچ میں مت ٹپکو — مجھے ختم کرنے دو — میں اپنے ایک ایک لفظ کے لئے جوابدہ ہوں — ماریا لفوونا، تم اونچے اصولوں کی خاتون کہلاتی ہو — تم نے نہ‌جانے کس پراسرار مقصد کے لئے اپنی زندگی تج دی ہے — ممکن ہے یہ مقصد ایک مہان مقصد ہو بلکہ عہد آفریں ہو — میں کچھہ کہہ نہیں سکتا — لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہیں اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے دوسروں کو نیچا سمجھنے کا حق ہے —

ماریا لفوونا (اطمینان سے) : یہ سچ نہیں ہے —

سوسلوف : تم ہر شخص پر اپنا جادو چلانا چاہتی ہو — تم دوسروں کو سبق پڑھانا چاہتی ہو — یوں کرو یوں نہ کرو! تم نے اس لڑکے کو یہ پٹی پڑھائی کہ وہ دوسروں میں کیڑے نکالتا پھرے...

ولاس : تم کیا اناپ شناپ بک رہے ہو؟

سوسلوف (طیش میں) : صبر کرو، لڑکے! میں نے تمہارا مذاق اور پھبتی بہت برداشت کی ہے — میں یہ کہنا چاہتا ہوں محترمہ ماریا لفوونا اگر تم سمجھتی ہو کہ ہم اس ڈھنگ سے نہیں جیتے

جس طرح جینا چاہئے تو اس کی وجہ ہے — ہم اپنے بچپن میں کافی بھوکوں مر چکے، بہت سے دکھ جھیل چکے — یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ ہم بڑے ہوکر جی بھرکے کھائیں، پیئیں، موج اڑائیں ہم اپنے پیچھے جو بھوک اور مصیبتیں چھوڑ آئے ہیں، ہمیں ان کی کسر نکالنی ہے —

شالیموف (روکھائی سے): کیا میں پوچھ سکتا ہوں ''ہم، سے کون مراد ہے؟

سوسلوف (اور زیادہ شدت سے): ہم سے؟ تم اور میں اور وہ ہم سب — ہم ٹٹ پونجیوں کی اولاد ہیں، غریبوں کے چشم و چراغ — میں کہتا ہوں، ہم نے جوانی میں بہت فاقہ کیا ہے، بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں — اب اس عمر کو پہنچ کر ہم کھانا پینا چاہتے ہیں کچھ آرام کرنا چاہتے ہیں —— یہ ہے ہماری نفسیات! ماریا لفوونا یہ نفسیات تم کو جچتی نہیں — لیکن یہ قدرتی بات ہے — اور کوئی راستہ نہیں — ماریا لفوونا، انسانی فطرت ہمارے لئے سب سے پہلی چیز ہے — اس کے بعد تڑک بھڑک، ملمع اور چمک دمک کی باری آتی ہے — اسی لئے ہم کہتے ہیں — ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دو کیا تم سمجھتی ہو کہ ہمیں رات دن برا بھلا کہہ کے، دوسروں سے ہمیں برا بھلا کہلوا کر، ہمیں بزدل اور آوارہ کے نام سے پکار کر تم ہمارے دل میں سماج کا درد پیدا کر سکتی ہو؟ اف، نہیں — ہم میں سے ایک بھی...

دوداکوف: کتنی گھٹیا بات ہے! کیا تم اپنی بکواس کو چھوٹا نہیں کر سکتے؟

سوسلوف (اور زیادہ بھڑکتے ہوئے): ماریا لفوونا، رہا میں، سو کہے دیتا ہوں، میں کوئی بچہ نہیں ہوں — مجھے طوطے کی طرح رٹانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا — میں بچہ نہیں ہوں — میں ایک معمولی روسی ہوں —— ہاں معمولی روسی —— اور کچھ بھی نہیں —

میں یہی ہوں اور یہی رہنا چاہتا ہوں — اگر تم جاننا چاہتی ہو تو سنو، مجھے اپنا یہ رنگ ڈھنگ پسند ہے — تمہارے سارے وعظ اور پرچار، تمہارے تمام اونچے اونچے آدرشوں کے باوجود میں وہی رہنا چاہتا ہوں جو ہوں —

(وہ سر پر ٹوپی جماتا ہے اور تیزی سے اپنے مکان کی طرف چلا جاتا ہے — عام کھلبلی سی مچ جاتی ہے — زامیسلوف، باسوف اور شالیموف ایک دوسرے سے جوش میں بات کرتے ہوئے ایک طرف کو ہٹ جاتے ہیں — وروارا میخائلوونا اور ماریا لفوونا ایک ساتھ کھڑی رہتی ہیں — یولیا فلیپوونا، دفوئے توچئے، دوداکوف اور اس کی بیوی کی ایک اور ٹولی بن جاتی ہے — ہیجانی بات چیت — کالیریا بجھی بجھی سی صنوبروں کے سائے میں کھڑی رہتی ہے — رومین ٹہلتا رہتا ہے —)

ولاس (ایک طرف کو ہٹتا ہے اور سر پکڑ لیتا ہے): خدا کی پناہ! آخر میں نے یہ سب کیوں کیا؟

(سونیا پاس جاتی ہے اور اس سے کچھ کہتی ہے —)

ماریا لفوونا: لگتا ہے اس پر ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہے — صرف پاگل ہی اس قسم کی بکواس کر سکتا ہے —

رومین (ماریا لفوونا سے): دیکھ لیا نا؟ خدا لگتی کہو اور منہ کی کھاؤ —

وروارا میخائلوونا: کتنے افسوس کی بات ہے —

دفوئے توچئے (یولیا فلیپوونا سے): میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا، کچھ بھی نہیں —

یولیا فلیپوونا : ماریا لفوونا، بیچاری! بہت دل دکھہ رہا ہے، ایں؟

ماریا لفوونا : میرا دل؟ نہیں — اس نے اپنا دل دکھایا —

دفوئے توچئے : کیا کہنے، خوب تماشا ہے! خوب تماشا ہے!

دودا کوف (اپنی بیوی سے) : ذرا ایک منٹ! (دفوئے توچئے سے) پھوڑا جو بہت دنوں سے پک رہا تھا آج پھوٹ بہا — یہ پھپھولا ہے دل کا — یہ حادثہ ہم میں سے کسی کے ساتھہ بھی ہو سکتا ہے — (وہ اپنے جوش میں ہکلاتا ہے اور اپنی بات پوری نہیں کر پاتا —)

یولیا فلیپوونا : نکولائی پیتروویچ...

زامیسلوف (قریب آتا ہے) : بس؟ ہوش اڑ گئے؟

یولیا فلیپوونا : ہوش کیوں اڑتے بھلا — لیکن میں یہاں ٹھہرنا نہیں چاہتی — مجھے گھر لے چلو —

زامیسلوف : حماقت، کیوں ہے نا حماقت؟ افسوس — میرے چیف نے اتنے خوشگوار تماشے کا انتظام کر رکھا تھا — سب کرکرا ہو گیا —

یولیا فلیپوونا : بس بس، بہت ہو گئے تماشے —

(چلے جاتے ہیں —)

شالیموف (کالیریا کے پاس جاتے ہوئے) : کیوں پسند آیا یہ کھیل؟

کالیریا : خوفناک! جیسے دلدل کی گہرائی سے کیچڑ کا طوفان جھپٹ پڑا ہو مجھہ پر اور میرا گلا گھونٹے دے رہا ہو! گلا گھونٹے دے رہا ہو!..

(باسوف ولاس کے پاس جاتا ہے اور اس کا ہاتھہ پکڑ لیتا ہے —)

ولاس: کیا چاہتے ہو؟

باسوف (اس کو ایک طرف لے جاتے ہوئے): ایک بات سنو—

رومین (آپے سے باہر، وروارا میخائلوونا کے پاس جاتے ہوئے): وروارا میخائلوونا، غلاظت کے اس طوفان نے مجھے آ لیا— میری روح کو جھنجھوڑ دیا— میں جا رہا ہوں... خدا حافظ! میں تم کو صرف خدا حافظ کہنے آیا تھا— کتنا جی چاہتا تھا میرا کہ ہم ایک ساتھ— ایک پرسکون شام بتاتے... میری آخری شام! میں ہمیشہ ہمیشہ کو جا رہا ہوں— خدا حافظ!

وروارا میخائلوونا (اس کی بات نہیں سنتی): جانتے ہو میں کیا سوچتی ہوں؟ شاید سوسلوف تم سب سے زیادہ ایمان دار ہے— ہاں میں سچ کہتی ہوں— اس نے اپنی بات کہی بڑے بھونڈے ڈھنگ سے لیکن جو کچھ اس نے کہا، ہے کڑوی سچائی— اور کسی میں اتنی ہمت نہیں جو کڑوی سچائی زبان پر لے آئے—

رومین (پیچھے ہٹتے ہوئے): بس؟ کیا یہی تمہارا خدا حافظ ہے؟ خدا کی پناہ! (وہ اسٹیج پر جنگل کی طرف چلا جاتا ہے—)

باسوف (ولاس سے): واہ میرے مٹی کے شیر، آج تو تم خوب چمکے! اب کیا ہوگا؟ تم نے میری بہن اور یاکوف کی، ہمارے لیکھک کی، اتنے مشہور لیکھک کی ہتک کی ہے— اور سوسلوف اور رومین کی بھی— تمہیں معافی مانگنی پڑیگی—

ولاس: کیا؟ معافی؟ ان سے؟

باسوف: اس میں اکڑنے کی کیا بات ہے— بس اتنا کہہ دو کہ تم مذاق کر رہے تھے اور مذاق ہی مذاق میں تم ذرا آگے بڑھ گئے— وہ تم کو معاف کر دینگے— وہ سب تمہارا مسخراپن خوب جانتے ہیں— وہ سب جانتے ہیں تم ذرا جھکی ہو—

ولاس (چیختا ہے): تم جاؤ جہنم میں! تم ہو جھکی— مسخرے، ہاں تم مسخرے ہو اور بس!

سونیا : اوئی اللہ! ذرا آہستہ!

وروارا میخائلوونا : ولاس تم کیا کہہ رہے ہو؟

ماریا لفوونا : ہم سب پاگل ہو گئے ہیں —

دفوئے‌توچئے : جاؤ ولاس، چلے جاؤ، لڑکے!

باسوف : اب تم بچ کر نہیں جا سکتے — اب کے تم نے میری ذلت کی ہے —

وروارا میخائلوونا : سرگئی، بس کرو! ولاس!

باسوف : مجھے مسخرا کہا — ابھی مزا چکھاتا ہوں —

ولاس : اپنی بہن کی عزت کا خیال ہے میرے دل میں ورنہ میں تو تمہیں...

وروارا میخائلوونا : ولاس! آگے ایک لفظ نہ نکالنا منہ سے!

(کالیریا آتی ہے —)

ساشا (وروارا میخائلوونا سے) : کیا میں کھانا لگاؤں؟

وروارا میخائلوونا : جاؤ یہاں سے!

ساشا (آہستہ آہستہ دفوئے‌توچئے سے) : کھانا لگا دیا جائے تو اچھا ہے — میز پر کھانا دیکھہ کر مالک کا غصہ کافور ہو جائیگا —

دفوئے‌توچئے : بھاگ جا یہاں سے! ہش!

باسوف (ولاس سے) : میں تم کو مزا چکھاؤنگا! (یکایک چیخنے لگتا ہے) کل کے چھوکرے!

کالیریا : سرگئی، عقل کے ناخن لو!

باسوف : کل کا چھوکرا، ہاں کل کا لونڈا ہے!

شالیموف (باسوف کا ہاتھہ پکڑتا ہے اور اس کو مکان کے اندر لے جاتا ہے — ساشا ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے) : چلو غصہ تھوک دو!

ماریا لفوونا : ولاس! یہ کیا کیا تم نے؟

ولاس: کیا میں ہی مجرم ہوں؟ میں؟
ساشا: صاحب کھانا لگاؤں؟
باسوف: دور ہو جا! میں کون ہوتا ہوں —— خود اپنے گھر میں... (اندر جاتا ہے —)
ماریا لفوونا (سونیا سے): اس کو اپنے گھر لے جاؤ — (ولاس سے) جاؤ ولاس!
ولاس: معاف کرو — اور تم بھی معاف کرو، میری بہن — یہ سب میرا قصور ہے — میری بیچاری بہن! اس جگہ کو چھوڑ دو — کہیں اور چلی جاؤ!
وروارا میخائلوونا (آہستہ سے): کہاں جاؤں؟
دفوئے توچئے: ہمارے ساتھ چلو — کتنا اچھا ہوگا —

(اس کی بات کوئی نہیں سنتا — ٹھنڈی سانس لیتا ہے اور دھیرے دھیرے سوسلوف کے گھر کی طرف جاتا ہے —)

ماریا لفوونا: واریا تم بھی میرے گھر چلو —
وروارا میخائلوونا: میں آؤنگی... ابھی نہیں — ولاس... میں آؤنگی...

(وروارا میخائلوونا مکان کے اندر چلی جاتی ہے — ماریا لفوونا اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے — ولاس اور سونیا جنگل میں جاتے ہیں — کالیریا ٹوٹے دل کے ساتھ ڈگمگاتی ہوئی مکان کے اندر جاتی ہے —)

اولگا الکسئیوونا: اف کیا تماشا ہوا ہے! اور بالکل بے‌سان گمان! کیریل، جانتے ہو یہ سب کیسے ہوا؟
دوداکوف: میں؟ اوہ خوب اچھی طرح — یہ تو ہونا ہی تھا — کبھی نہ کبھی تو ہمیں ایک دوسرے کی گردن پر جھپٹنا ہی تھا —

اولگا، اصل میں ولاس نے ہتھوڑا اٹھایا اور سیدھے سر پر دے مارا — لیکن اب تمہیں گھر جانا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا: ذرا ٹھہرو — بڑا لطف آرہا ہے — شاید کچھ اور گل کھلے —

دوداکوف: شرم کرو اولگا — دوسرے سچ‌مچ اب گھر جانے کا وقت ہو گیا ہے — بچے ہیں‌کہ چیخ چیخ کر ہلکان ہوئے جا رہے ہیں — والکا ماما پر کچھ چیخا چلایا اور اب اس کے مزاج کا پارہ ہے کہ نیچے اترتا ہی نہیں — وہ کہتا ہے ماما نے اس کے کان کھینچے تھے — گویا ایک قیامت مچی ہوئی ہے — میں کب سے کہہ رہا ہوں تمہیں گھر جانا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا: نہیں تم نے کب کہا — تم نے تو مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا —

دوداکوف: میں نے کہا تھا — یاد نہیں، جب ہم وہاں کھڑے تھے اور تم مجھ سے باسوف کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں —

اولگا الکسئی‌ونا: بالکل نہیں — تم نے ایک لفظ نہیں کہا!

دوداکوف: میری سمجھ میں نہیں آتا تم مجھ سے جھک کیوں کر رہی ہو — مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے تم سے کہا گھر جاؤ —

اولگا الکسئی‌ونا: نہیں تم نے ایسا نہیں کہا ہوگا — صرف بچوں اور نوکروں سے کہا جاتا ہے: جاؤ گھر جاؤ —

دوداکوف: اولگا، تم کیسی الٹی کھوپڑی کی عورت ہو!

اولگا الکسئی‌ونا: کیریل! تم کو شرم نہیں آتی؟ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھ پر لال پیلے نہیں ہوا کروگے!

دوداکوف (اس سے دور ہٹتے ہوئے): اف بھئی! کتنی احمقانہ حرکت ہے! اسے کہتے ہیں تریاہٹ!

اولگا الکسئی‌ونا (اس کے پیچھے پیچھے) : احمقانہ، احمقانہ کہا تم نے؟ تریاھٹ؟ (روھانسی ھوکر) اللہ سمجھے تم سے!

(دونوں جنگل میں غائب ھو جاتے ھیں — چند لمحے کو اسٹیج خالی رھتا ھے — اندھیرا گہرا ھو جاتا ھے — باسوف اور شالیموف برآمدے میں نکل کر آتے ھیں —)

شالیموف (باسوف سے) : ارے میرے یار، آدمی کو تھوڑا سا تو فلسفی ضرور ھونا چاھئے — بات بےبات چٹخنے سے ھاتھہ کیا آتا ھے — یہ تو بڑی بیوقوفی ھے —

باسوف : گلی کا چھوکرا! اٹھائی گیرا! اچھا بتاؤ، تم خفا تو نہیں ھوئے ایں؟

شالیموف : ارے آئے دن اخباروں میں، اخباروں میں کیا کاغذ کے چیتھڑوں میں کہو، ادھہ کچرے شاعروں کی ایسی ھی گھٹیا چیزیں دیکھنے میں آتی ھیں — لیکن کوئی ان کو پھوٹی آنکھوں دیکھتا بھی نہیں —

(دونوں برآمدے سے اترتے ھیں اور صنوبروں کے سائے میں کھڑے ھو جاتے ھیں — سوسلوف تیزی سے ان کے پاس جاتا ھے —)

سوسلوف : سرگئی واسیلی‌وچ، میں اس لئے آیا ھوں کہ... بات یہ ھے کہ مجھے تم سے معافی مانگنی چاھئے... (شالیموف سے) اور آپ سے بھی — لیکن کیا کروں، صبر کا پیمانہ چھلک گیا — اس عورت اور اس کے ڈھب کے لوگوں کو دیکھہ کر میرا خون کھول جاتا ھے — میں اس کی صورت نہیں دیکھہ سکتا، میں اس کے بولنے کا انداز برداشت نہیں کر سکتا — وہ مجھے ایک آنکھہ نہیں بھاتی —

باسوف: میرے دوست، میں تمہاری بات خوب سمجھتا ہوں — خوب سمجھتا ہوں — آدمی کو نرمی اور مصلحت سے کام لینا چاہئے —

شالیموف (روکھائی سے): تم ذرا حد سے آگے نکل گئے!

باسوف (جلدی سے): اس میں کیا رکھا ہے؟ میں تو اس کے ایک ایک لفظ کے ساتھ ہوں — میں ہوتا اس کی جگہ تو اس سے کہتا...

سوسلوف: بات یہ ہے کہ تمام کی تمام عورتیں ایکٹرس ہوتی ہیں — روسی عورتیں —— زیادہ تر ٹریجڈی رول ادا کرتی رہتی ہیں — ان کو ہیروئن بننے میں بڑا مزا آتا ہے —

باسوف: ہونہہ — عورتیں — عورتوں سے نباہ کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے —

(وروارا میخائلوونا اور ماریا لفوونا برآمدے میں آتی ہیں —)

شالیموف: یہ سب ہمارا ہی کیا دھرا ہے — ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے کہ عورتوں کا خمیر ہی نیچے درجے کا ہے —

باسوف (جیسے کسی اور کے خیال کا اظہار کر رہا ہے): بالکل ٹھیک — دوست ٹھیک کہتے ہو — عورت اب تک ترقی کے زینے پر ہم سے بہت پیچھے ہے — اگر عورت کو دبا کر رکھنا ہے تو ہمیں اس کے ساتھ نرمی اور لطف سے پیش آنا چاہئے — سلوک نازک اور لطیف ہو، مگر اس نزاکت اور لطف میں اپنی سختی ہو، حسین اور لطیف ظلم!

(دائیں طرف جنگل سے گولی چلنے کی آواز آتی ہے — کوئی اس کی طرف دھیان نہیں دیتا —)

سوسلوف: نہیں، ان کا بس ایک ہی علاج ہے — ادھر خالی ہوں

اور ادھر بیج ڈال دو کوکھہ میں — ہاں تب ہی ہم ان کو قابو میں رکھہ سکتے ہیں —

وروارا میخائلوونا (آہستہ سے مگر شدت کے ساتھہ): اف کتنی گھناؤنی بات ہے!

ماریا لفوونا: خدا کی پناہ! یہاں کیسی سڑاند بسی ہوئی ہے جیسے یہ کوئی مرگھٹ ہو — چلی آؤ واریا، چلی آؤ!

(سوسلوف کھسک جاتا ہے اور منہ پر ہاتھہ رکھہ کر کھانستا ہے —)

باسوف (اپنی بیوی کے پاس جلدی سے جاتا ہے): چھوڑو پیوتر، تم تو حد سے نکلے جا رہے ہو — یہ بڑی گھٹیا بات ہے!

وروارا میخائلوونا (شالیموف سے): آپ! آپ!

شالیموف (ٹوپی اتارتے ہوئے اور کندھوں کو جھٹکاتے ہوئے): میں، دیکھہ ہی رہی ہو —

ماریا لفوونا: جلدی سے چلی آؤ، واریا — بس آ بھی جاؤ —

(کھینچ کر اپنے ساتھہ لے جاتی ہے — باسوف پریشان نظروں سے ان کو جاتے ہوئے گھورتا رہتا ہے —)

باسوف: لعنت ہو — انہوں نے سب کچھہ سن لیا ہوگا —

شالیموف (آہستہ سے ہنستا ہے): تم بھی خوب دوست نکلے!

باسوف (دکھی اور پریشان): نہ جانے اس کے سر پر کون سا بھوت سوار ہے! زہریلا جانور! ایسی بات اتنی بےپروائی سے تھوڑے ہی کہی جاتی ہے —

شالیموف (رکھائی سے): میں کل جا رہا ہوں — یہاں بڑی سیلن اور ٹھنڈک ہونے لگی ہے — آؤ اندر چلیں —

باسوف (منہ بگاڑ کر): وہاں دیکھہ لینا میری بہن آنسوؤں کا دریا بہا رہی ہوگی —

(دونوں اندر جاتے ہیں — ہر طرف خاموشی ہے — پوستوبائکا اور کروپیلکن مکان کے پچھواڑے سے آتے ہیں — دونوں گرم کپڑے پہنے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھوں میں ٹٹیری اور سیٹی ہے — سوسلوف کے گھر سے کسی کے پیانو بجانے کی آواز آتی ہے — پھر یولیا فلیپوونا اور زامیسلوف کے دوگانا گانے کی آواز آتی ہے: ''سانجھہ بھئی اور سائے چھائے، رات نے لی اٹھہ کر انگڑائی...'')

پوستوبائکا: تم اس راستے پر چلتے پھرتے نظر آؤ اور میں ادھر جاتا ہوں — اور پھر ہم باورچی خانے چل کر استیپانیدا کے ساتھہ چائے اڑائینگے —

کروپیلکن: جان پڑتا ہے ہم ذرا جلدی نکل آئے — ابھی تو کوئی سویا بھی نہیں —

پوستوبائکا: ذرا صورت دکھا دی اور بس چھٹی — اماں چلتے ہو جاؤ —

کروپیلکن (بائیں طرف جاتے ہوئے): ہے بھگوان! جا رہا ہوں، لو میں چل دیا!

پوستوبائکا: سور، سارا کوڑا، جھوٹا یہیں بکھیر دیتے ہیں — یہ بنگلے والے... پکنک منانے والوں کی طرح گرمیوں میں آتے ہیں، کوڑا کباڑ کا ڈھیر لگاتے ہیں اور اپنی راہ لیتے ہیں — اور ہمیں ان کی ساری گندگی صاف کرنی پڑتی ہے، ہٹانی پڑتی ہے —

(جھلاہٹ میں وہ ٹٹیری بجاتا ہے اور زیادہ شور مچاتا ہے — کروپیلکن جواب میں سیٹی بجاتا ہے — پوستوبائکا باہر نکلتا ہے — کالیریا مکان سے نکلتی ہے اور صنوبروں کے سائے میں بیٹھہ جاتی ہے، بالکل اداس اور غم‌زدہ — وہ نغمے کی دھن پر گنگناتی ہے اور سر ہلاتی ہے — دائیں طرف جنگل سے پوستوبائکا کی آواز آتی ہے —)

پوستوبائکا (دہشت بھری آواز سے): کون ہو تم؟ کیا؟ ہے بھگوان!

(کالیریا خوف زدہ ہوکر سنتی ہے —)

پوستوبائکا (رومین کو سہارا دیتے ہوئے لاتا ہے): یہیں جانا چاہتے تھے بابو جی؟ یہی ہے باسوف کا گھر —

کالیریا: سرگئی! سرگئی!

رومین: ڈاکٹر! ڈاکٹر کو بلاؤ!

کالیریا: پاول سرگئی‌وچ! تم؟ کیا ہوا؟ اس کو کیا ہوا؟

پوستوبائکا: میں جا رہا تھا اپنے راستے پر، کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی میری طرف رینگتا ہوا آرہا ہے — یہی بابو جی — کہنے لگے گھائل ہوں —

کالیریا: گھائل؟ سرگئی، ماریا لفوونا کو بلاؤ! اس کو ڈاکٹر چاہئے، جلدی!

باسوف (باہر کی طرف دوڑتے ہوئے): کیا قصہ ہے؟ کیا ہوا؟

رومین: مجھے معاف کرو —

کالیریا: کس نے گھائل کیا تم کو؟

پوستوبائکا (بڑبڑاتا ہے): یہاں کون کرتا کسی کو گھائل؟ کوئی نہیں — اپنا کیا دھرا ہے سارا — لو یہ رہا ہتھیار —

(گریبان سے ایک ریوالور نکالتا ہے اور خاموشی سے اس کا جائزہ لیتا ہے —)

باسوف: تم؟ میں سمجھا زامیسلوف ہوگا — میں سمجھا کہ پیوتر نے اس کو... (بھاگتا اور چلاتا ہے) ماریا لفوونا!

شالیموف (کمبل میں لپٹتا ہوا): کیا؟ کون؟ کیا ہوا؟

کالیریا: بہت درد ہو رہا ہے؟

رومین: مجھے شرم آ رہی ہے — میں شرم سے مرا جا رہا ہوں —

شالیموف: شاید کوئی خطرے کی بات نہ ہو؟

رومین: مجھے یہاں سے ہٹاؤ، لے چلو یہاں سے — میں اس کو اپنی صورت دکھانا نہیں چاہتا — خدا کے لئے لے چلو مجھے یہاں سے لے چلو —

کالیریا (شالیموف سے): جائیے، کسی کو بلائیے — وہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں؟

(شالیموف سوسلوف کے گھر کی طرف نکل جاتا ہے — لوگوں کے دوڑنے کی آواز اور گھبراہٹ بھری چیخیں سنائی دیتی ہیں — ماریا لفوونا، وروارا میخائلوونا، سونیا اور ولاس اندر آتے ہیں —)

ماریا لفوونا: تم؟ سونیا ذرا میری مدد کرنا — ذرا اس کی جیکٹ اتارو — بس، بس گھبراؤ مت —

وروارا میخائلوونا: پاول سرگئی وچ...

رومین: معاف کرو — مجھے فوراً اپنا قصہ پاک کرنا چاہئے تھا — لیکن جب آدمی کا دل بہت چھوٹا ہو اور وہ لوٹن کبوتر بنا ہوا ہو تو نشانہ باندھنا آسان نہیں —

وروارا میخائلوونا: لیکن کیوں، آخر کیوں؟

کالیریا (رومین سے پاگل کی طرح چیختے ہوئے): کتنے بے درد

ہو تم! (اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے) لیکن یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟ مجھے معاف کرو —

ولاس (کالیریا سے): جاؤ، یہاں سے چلی جاؤ — تمہیں ایسا منظر نہیں دیکھنا چاہئے — جاؤ —

(وہ صنوبروں کی طرف چلی جاتی ہے — دفوئے توچئے، ننگے سر، ویسٹ کوٹ پہنے اور اوپر سے اوورکوٹ کندھوں پر لٹکائے ہوئے بھاگتا ہوا سوسلوف کے ساتھ آتا ہے — ان کے پیچھے پیچھے زامیسلوف، یولیا فلیپوونا، دوداکوف آتے ہیں، دوداکوف اوٹ پٹانگ سے کپڑوں میں ہے — تیور بگڑے ہوئے ہیں — اولگا الکسئی‌ونا سراسیمہ اور بدحواس ہے —)

ماریا لفوونا: یہ رہا گھاؤ، خطرناک زخم نہیں ہے —

رومین: لوگ آ رہے ہیں — وروارا میخائلوونا، لاؤ اپنا ہاتھ دو —

وروارا میخائلوونا: مگر کیوں؟

رومین: میں تم سے محبت کرتا ہوں — میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا!

ولاس (دانت بھینچ کر): تم اور تمہاری محبت دونوں جاؤ جہنم میں!

کالیریا (ذرا بلند سرگوشی میں): تم ایسی بات کہنے کی ہمت کیسے کر سکتے ہو! آخر ایک ایسے آدمی کو آخری ٹھوکر کیوں لگاؤ جس کی جان آنکھوں میں اٹکی ہوئی ہو —

ماریا لفوونا (وروارا میخائلوونا سے): چلی جاؤ — (رومین سے) تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں — یونہی سا گھاؤ ہے — لو ایک اور ڈاکٹر آ گئے —

دوداکوف: کیا قصہ ہے بھئی؟ گولی کا زخم؟ کندھے میں؟

آخر کندھے میں کیوں گولی ماری؟ اگر آدمی سچ مچ اپنا صفایا کرنا چاہتا ہے تو بائیں طرف سینے پر یا کنپٹی میں گولی مارتا ہے —

ماریا لفوونا: کیریل اکیموویچ، ذرا سوچو کیا کہہ رہے ہو؟

دوداکوف: بالکل ٹھیک... معاف کرنا — کیا مرہم پٹی ہو گئی؟ بہت خوب — چلو اس کو اندر لے چلو —

باسوف: ہمارے گھر میں، کیوں واریا اپنے گھر میں؟

رومین: مجھے اٹھاؤ مت — میں چل سکتا ہوں —

دوداکوف: اچھا؟ چل سکتے ہو؟ بہت اچھے —

رومین (باسوف اور سوسلوف کے سہارے ڈگمگاتے ہوئے چلتا ہے): میں نے اپنی زندگی کے پرخچے اڑا دئے اور عزت سے مر بھی نہ سکا — میں سراپا غم ہوں —

(وہ اس کو گھر کے اندر لے جاتے ہیں — دوداکوف ان کے ساتھ جاتا ہے —)

یولیا فلیپوونا: وہ ٹھیک کہتا ہے —

زامیسلوف (رنج سے): کیسا المناک تماشا ہے!

پوستوبائکا (دفوئے توچئے سے): میں نے دیکھا بابو جی کو —

دفوئے توچئے: بہت اچھا کیا — بہت اچھے!

پوستوبائکا: مجھے کچھ بخشش تو دلواؤ بابو جی —

دفوئے توچئے (ملامت کے انداز میں): ارے بڑا گستاخ ہے تو! (اس کو پیسے دیتا ہے —)

پوستوبائکا: شکریہ —

کالیریا (وروارا میخائلوونا سے): کیا وہ مر جائیگا؟ مرنا تو مجھے چاہئے تھا، کیوں واریا؟

وروارا میخائلوونا: ہش — ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالتے — (چیخ چیخ کر) اف ہم کتنے گھناؤنے جانور ہیں — کیوں، اف کیوں؟

شالیموف (ماریا لفوونا سے): کیا زخم خطرناک ہے؟
ماریا لفوونا: نہیں —
شالیموف: بہت برا ہوا — وروارا میخائلوونا، مجھے اجازت دو کہ...
وروارا میخائلوونا (چونکتے ہوئے): کیا؟
شالیموف: چند منٹ پہلے تم نے مجھے کہتے سنا کہ...

(باسوف، سوسلوف اور دوداکوف آتے ہیں —)

باسوف: ہم نے اس کو بستر پر لٹا دیا —
وروارا میخائلوونا: مجھے چھوڑ دو اپنے حال پر! مجھے تم پر ذرا اعتبار نہیں — میں تمہاری صفائی سننا نہیں چاہتی — میں دل سے پورے دل سے تم سب سے نفرت کرتی ہوں! تم سب ذلیل، گھٹیا، گھناؤنا فریب ہو!
ولاس: بہن رک جاؤ — مجھے کہنے دو — میں جانتا ہوں کیا ہیں یہ — یہ سب بہروپیئے ہیں — اب میں زندگی بھر ان کے چہرے سے نقاب نوچتا رہونگا، ان کے لباس تار تار کرتا رہونگا جو وہ اپنے جھوٹ، اپنے گھٹیاپن، اپنی بےحسی اور گھناؤنے خیالوں کو چھپانے کے لئے پہنتے ہیں!

(شالیموف کندھے جھٹکتا ہے اور ایک طرف ہٹ جاتا ہے —)

ماریا لفوونا: بس بس بند کرو — اس سے کوئی بھلا نہ ہوگا —
وروارا میخائلوونا: نہیں پھٹنے دو ان کے کان کے پردے — میں نے ان کو کھری کھری سنانے کا حق حاصل کرنے کے لئے بڑی قیمت ادا کی ہے — انہوں نے میری روح کو مسخ کر دیا ہے اور میری زندگی برباد کر دی ہے — کیا میں پہلے ایسی ہی تھی؟ اب کسی چیز

پر میرا ایمان نہیں رہا —— کسی چیز پر نہیں — اب مجھہ میں ذرا سکت نہیں رہی — کاہے کو، کس چیز کے لئے جیوں؟ کیا میں پہلے ایسی ہی تھی؟ انہوں نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا —

یولیا فلیپوونا (انتہائی صدمے کے ساتھہ): میں بھی یہی کہتی ہوں! یہی میں بھی کہہ سکتی ہوں —

اولگا الکسئیوونا (اپنے شوہر سے): ذرا واریا کو دیکھنا — ذرا اس کے چہرے کو دیکھو — کیا تم نے کبھی اس سے زیادہ بپھری ہوئی عورت دیکھی ہے؟

(دوداکوف اپنی بیوی کو ہاتھہ سے دور ہٹاتا ہے —)

باسوف: واریا بس — کیا یہ سب ہونا ضروری ہے؟ کوئی قیامت تو نہیں آئی — رومین نے ایک حماقت کر دی سو کردی — لیکن کیا اس پر؟..

وروارا میخائلوونا: تم میرے پاس نہ پھٹکو سرگئی!

باسوف: لیکن میری جان...

وروارا میخائلوونا: میں کبھی بھی تمہاری جان نہ تھی اور نہ تم میری — ہم ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی کے سوا کبھی کچھہ نہیں رہے — اب میرا تمہارا کچھہ ناتا نہیں رہا — میں جا رہی ہوں —

باسوف: کہاں؟ واریا، شرم کرو! سب کے سامنے! یوں بھرے بازار میں!

(اسٹیج پر دور سوسلوف بےحس و حرکت کھڑا ہے —)

وروارا میخائلوونا: یہاں انسان نہیں...

ماریا لفوونا: واریا چلی آؤ، چلو...

یولیا فلیپوونا: اس کو مت روکو — اس کے دل کی دل میں نہ رہے —

دفوئے توچئے (تلخی سے): بھلے لوگو، تم نے کیا کیا، میرا دل پریشان ہو گیا —

کالیریا (ماریا لفوونا سے): کیا بات ہے؟ کیا قصہ ہے؟

ماریا لفوونا: صبر کرو — ذرا میری مدد کرو — میں اسے یہاں سے لے جاؤں —

وروارا میخائلوونا: ہاں میں جا رہی ہوں... دور بہت دور... یہاں سے جہاں ہر چیز سڑی ہوئی اور گھناؤنی ہے — ان لوگوں سے میں دور جا رہی ہوں، جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں — میں جینا چاہتی ہوں — میں جیونگی! میں زندہ رہونگی اور تمہاری دھجیاں اڑاؤں گی — (ان سب کو دیکھتی ہے اور بےبسی میں چلاتی ہے) کاش تم پر آسمان سے بجلیاں گریں اور تمہیں جلا کر راکھ کر دیں!

ولاس: آؤ بہن — چھوڑو — بہت کہہ لیا تم نے — (اس کو لے کر چلا جاتا ہے —)

باسوف (شالیموف سے): کتنی خوفناک بات ہے! کیوں تم میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ کچھ کرنا چاہئے! ایں؟

شالیموف (طنز سے): اس کو ایک گلاس ٹھنڈا پانی دو — اور کر بھی کیا سکتے ہو بتاؤ —

یولیا فلیپوونا (وروارا میخائلوونا کے پاس جاتے ہوئے): کاش میں بھی اس جنجال سے نکل سکتی!

باسوف: واریا! کہاں جا رہی ہو؟ ماریا لفوونا، مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی — تم ڈاکٹر ہو — کچھ کرو، کوئی دوا دو واریا کو کہ اس کے دل کو قرار آئے —

ماریا لفوونا: مجھ سے بات نہ کرو!

دفوئے توچئے (باسوف سے): چ چ! بےدرد معصوم!

(وہ وروارا میخائلوونا اور ولاس کے پیچھے پیچھے دائیں طرف جنگل میں چلا جاتا ہے —)

کالیریا (سسکتے ہوئے) : اور میں؟ میرا کیا ہوگا؟
سونیا (پاس جاتے ہوئے) : ہمارے گھر چلو — (اس کو لے جاتی ہے —)

یولیا فلیپوونا (گمبھیر سکون کے ساتھ) : اچھا تو پیوتر ایوانووچ ہم اسی طرح گزر بسر کرتے رہیں جیسے کرتے رہے ہیں —

(سوسلوف دانت نکالتا ہے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے —)

باسوف : کیا ہو رہا ہے؟ یکایک سب کے دماغ کی چولیں ہل گئیں! رومین سے بڑا گدھا ہوگا کوئی اس دنیا میں؟ ذرا سی رگیں کیا ڈھیلی پڑیں کہ... یاکوف آخر تم خاموش کیوں ہو؟ تم ہنس کیوں رہے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو یہ سب آنی جانی ہے؟ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ... بس یوں... دھائیں! اور سب کچھ ٹوٹ پھوٹ کر، ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا — اب کیا ہوگا؟ اب ہم کیا کریں؟

شالیموف : ذرا دھیرج رکھو، میرے یار — یہ سب کچھ نہیں — وقتی جنون ہے — باتوں کی پھلجھڑی، آتش بازی... بس اور کچھ بھی نہیں —

(باسوف کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اس کو مکان کے اندر لے جاتا ہے — دوداکوف پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے مکان سے نکلتا ہے اور آہستہ آہستہ دائیں طرف چلا جاتا ہے جہاں درختوں کے سائے میں اس کی بیوی انتظار کر رہی ہے —)

باسوف : لعنت ہے!

شالیموف (مذاق اڑاتے ہوئے) : آؤ — آؤ — تم نے دیکھا نہیں — سوسلوف میاں بیوی نے آخر اپنے ڈھرے پر چلتے رہنے کا فیصلہ کر لیا نا؟ ہمیں بھی مزے میں یہی کرنا چاہئے —

اولگا الکسئی‌ونا : کیریل، کیا وہ مر جائیگا؟

دوداکوف (تیوریاں چڑھاکر) : ارے مریں اس کے دشمن! آؤ چلو — کوئی بھی نہیں مریگا —

(وہ جنگل میں چلے جاتے ہیں —)

شالیموف : میرے یار، ان باتوں میں دھرا کیا ہے — سب بیکار ہے — لوگ اور یہ باتیں، سب! لاؤ مجھے ایک جام دو شراب کا — ہر چیز بے معنی ہے — فضول! (پیتا ہے — جنگل سے دیر تک چوکیدار کی سیٹی کی آواز آتی رہتی ہے —)

پردہ

بڈھا

کردار

ایوان واسیلی‌وچ مستاکوف، ۴۰ — ۴۵ برس، سوداگر —
پاول، ۲۰ — ۲۲ برس، اس کا سوتیلا بیٹا —
تانیا، ۱۷ — ۱۹ برس، اس کی سوتیلی بیٹی —
زخاروونا ، ۶۰ برس، بوڑھی ملازمہ، جس نے ان بچوں کو پال پوس کر جوان کیا ہے —
استیپانچ، ۵۰ برس، چوکیدار —
سوفیا مارکوونا، ۳۰ — ۳۵ برس، فوجی کرنل کی بیوہ —
خاریتونوف، ۴۵ — ۵۰ برس، سوداگر —
یاکوف، ۲۵ برس، اس کا بھتیجا —
ایک راج مزدور —
ایک بڈھا ۶۰ — ۶۵ برس —
ایک جوان لڑکی —

پہلا ایکٹ

پس‌منظر میں اینٹوں کا ایک سہ منزلہ مکان زیرتعمیر نظر آتا ہے — سامنے چونے گارے کے پیپے، تختوں کے انبار، مکان کی تعمیر کا سامان رکھا ہے — درختوں کا ایک جھنڈ جن کی شاخیں ٹوٹی ہوئی ہیں — درختوں کے نیچے ایک بنچ پڑا ہے — اسٹیج کے بائیں طرف ایک پھاٹک ہے جو ایک باغ میں کھلتا ہے — پھاٹک کے پاس ایک جھونپڑا ہے جس کے دروازے پر ایک دوسرا بنچ پڑا ہوا ہے — اسٹیج کے دائیں طرف — درخت اور جھاڑیاں —

گرمیوں کا زمانہ ہے، اتوار کا دن اور دوپہر کا وقت — نئی عمارت کے سامنے راج مزدوروں کی ایک ٹولی کھڑی ہے — مستاکوف جو سیاہ بالوں والا ہٹا کٹا آدمی ہے اور جس کی داڑھی اور مونچھوں میں سفید تار نظر آنے لگے ہیں، ان سے خطاب کر رہا ہے — باغ کے پھاٹک پر: خاریتونوف سرخ بالوں والا اور بیقرار آدمی، یاکوف اس کا بنا ٹھنا بھتیجا — پاول خفا خفا سا، گھامڑ نوجوان، تانیا، جدید ترین فیشن کے بھڑکدار لباس میں — زخاروونا اور استیپانچ —

خاریتونوف (مزدوروں سے): خاموش ہوجاؤ، اے گنوارو!

مستاکوف (اس کو ملامت بھری نظر سے دیکھتے ہوئے): بس ایک منٹ یاکیم — اچھا، لوگو، خدا کا شکر ہے، چلو ایک بیڑا پار ہوا، اب ہم سوموار کو نیا کام شروع کرینگے — تم نے ایمانداری سے ڈٹ کر کام کیا — خون‌پسینہ ایک کیا، تمہارا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے — لوگو، میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں —

خاریتونوف (پاول سے): اس کی باتوں میں کوئی جان نہیں — اگر اس وقت میں ان کا شکریہ ادا کرتا تو دیکھتے!

مستاکوف: بتاؤ، مجھ سے تمہیں کوئی شکائت تو نہیں؟

راج مزدور: اوہ، نہیں — ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں — کوئی شکائت نہیں —

مستاکوف: بہت اچھا — تم لوگوں نے صرف میری خاطر کام نہیں کیا ہے — تم نے یہ کام اپنے لئے بھی کیا ہے — تمہارے بچے اور پوتے پوتیاں اس اسکول میں پڑھینگے — آنے والی نسلیں تمہاری محنت کا پھل چکھینگی —

خاریتونوف (یاکوف سے): یہ سب کرنل کی بیوہ کی دین ہے — اسی نے یہ ساری باتیں اس کے دماغ میں ٹھونسی ہیں —

یاکوف: اوہو ہو!

تانیا: چپ بھی رہو — مجھے سننے دو!

مستاکوف: سچی بات تو یہ ہے کہ کام کی قیمت روپے سے زیادہ ہے — میں خود سدھارن لوگوں میں سے ابھرا ہوں اور تمام کاموں کی قدر کرتا ہوں — (رک رک کر بولتا ہے، اور جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا ہے اس کی لڑکھڑاہٹ اور جھجک بڑھتی جاتی ہے —)

خاریتونوف: آخر یہ اپنی لن‌ترانی ختم کیوں نہیں کرتا؟ بہرحال لوگوں کے پلے تو کچھ پڑیگا نہیں کہ آخر وہ کیا بک رہا ہے —

مستاکوف: اچھا تو اب یہ ٹکنیکل اسکول بن کر تیار ہو گیا — خدا کرے کہ ہمارے بچوں کی زندگی ہماری زندگی سے زیادہ اچھی ہو، وہ ہم سے زیادہ خوشی دیکھیں — چاہے تم جو کہو، خوش نصیبوں کو بدنصیبوں سے زیادہ خدا کا آسرا چاہئے —

خاریتونوف: یہ سب کرنل کی بیوہ کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے —

تانیا: خدا کے لئے بک بک بند کرو!

زخاروونا: ہے ہے، میری جان کیا کہا!

مستاکوف: اب جاؤ، کھاؤ، پیو — ہماری بھرپور کامیابی کا جام چڑھاؤ — تم نے کام ختم کیا — ہماری طرف سے مبارکباد!

راج مزدور (ایک ساتھ جوش و خروش سے): بہت بہت شکریہ ایوان واسیلی‌وچ! بہت بہت شکریہ! آؤ یارو، چلو! مالک، شکریہ مالک!

مستاکوف: تم سب کو تین تین روبل زیادہ ملینگے — ہم اس طرح تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں —

راج مزدور (اور زیادہ جوش کے ساتھ): سنا؟.. ہزار ہزار شکریہ!.. اچھا چلو یارو... ہاں ایک منٹ... بہت بہت شکریہ!

بڈھا راج: ٹھہرو! ذرا چپ ہو جاؤ لوگو! ایوان واسیلی‌وچ، میں بھی ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں — تمہاری بڑی مہربانی ہے — تم ہمیں کھانا کھلا رہے ہو — کوئی دوسرا ہوتا تو ہم سب کو ایک ایک روبل تھماتا اور دھتا بتا دیتا — مگر تم ویسے نہیں ہو — تم ہر کام اپنے نرالے ڈھنگ سے، زیادہ اچھے ڈھنگ سے کرتے ہو — بہت سے لوگ دوسرے سے الگ اپنی ڈگر چنتے ہیں تو اکثر منہ کے بل گرپڑتے ہیں — ایسے مالک کا کام کرکے جی نہال ہو جاتا ہے — اگر ہر آدمی تمہاری طرح ہوتا تو ہمارے دلوں میں اتنا میل نہ ہوتا — لوگ کبھی کبھار ذرا خوش ہونا، ناچنا، کودنا، ہنسنا، بولنا چاہتے ہیں — ہمارا جی بھی خوش ہے ایوان واسیلی‌وچ اور ہم شکریہ ادا

کرتے ہیں، تمہارے آگے سر جھکاتے ہیں — یارو، مالک کے سامنے جھکو! (وہ بہت زیادہ جھک جاتا ہے — راج مزدور بولتے ہیں : ''شکریہ مالک!،، ''اللہ کرے تم جس کام میں بھی ہاتھہ ڈالو منہ مانگی مراد پاؤ!،، ''بہت بہت شکریہ!،، ایک مدقوق سا نوجوان اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتا ہے اور سجدہ کرتا ہے — اس کے انداز سے ظاہر ہے کہ وہ مذاق اڑا رہا ہے —)

تانیا (مسکراتی ہے) : کتنی بیوقوفی ہے!

خاریتونوف : بدمعاش!

مستاکوف : لڑکے، یہ اچھی بات نہیں — لوگو، اب جاؤ — نکیتا سیمیونوف، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو زخاروونا سے مانگ لینا —

راج مزدور : شکریہ، اب آپ ہماری خاطر پریشان نہ ہوں —

(راج مزدور باہر جاتے ہیں — ان کے پیچھے خاریتونوف، پاول، یاکوف اور زخاروونا جاتے ہیں — تانیا بنچ پر جوتا رکھہ کر فیتہ باندھنے لگتی ہے —)

خاریتونوف (نوجوانوں سے) : آؤ ہم ذرا ان کے ندیدے پن کا تماشا دیکھیں —

مستاکوف (بڈھے راج سے) : میں خاص طور پر تمہارا شکر گزار ہوں —

راج مزدور : نہیں اس کی کیا ضرورت ہے —

مستاکوف : تم دانت کیوں نکال رہے ہو؟

راج مزدور : آپ کو دیکھہ کر دل کی کلی چٹکنے لگتی ہے — ان آنکھوں نے بہتیرے لوگ دیکھے ہیں لیکن آپ کے آگے سب ماند ہیں —

مستاکوف: چلو چلو، کھانے میں تم پچھڑ جاؤگے —

راج مزدور: آپ ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ بناتے رہتے ہیں — کچھہ نہ کچھہ کرتے رہتے ہیں — آپ سچے گنی ہیں — مگر آپ ہمیشہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتے ہیں — دیکھہ لیجیئیگا آپ بہت جلد تھک کر نڈھال ہو جائینگے —

مستاکوف: ارشاد ہوا ہے... عقل کے چراغ کو دامن میں نہ چھپاؤ...

راج مزدور: کس نے کہی ہے یہ بات؟

مستاکوف: بائبل میں عیسی مسیح نے —

راج مزدور: اوہ، ہاں تو ٹھیک ہی ہے — لیکن تم نے سنا نہیں جلدی کا کام شیطان کا — اچھا آداب سلام — ہاں تو ہم سوموار کو نیا کام شروع کر رہے ہیں نا؟

مستاکوف: سوموار کو —

راج مزدور: آداب —

(چلا جاتا ہے — مستاکوف چاروں طرف تھکی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے—)

تانیا: (اس کے پاس آتے ہوئے): چلئے، اب ہم کھانا کھائیں —

مستاکوف: تم یہاں اکیلی ہو؟

تانیا: سب لوگ چل دئے تماشا دیکھنے کہ وہ لوگ کس طرح کھانا ہڑپ کرتے ہیں — اس میں کیا تماشا رکھا ہے —

مستاکوف (آہستہ سے): تم ہمیشہ اکیلی رہتی ہو، میری جان — یہ اچھا نہیں ہے —

تانیا: آپ نے ان لوگوں سے بڑی اچھی اچھی باتیں کہیں — بڈھا بھی خوب آدمی ہے —

مستاکوف: بہت بکتا ہے — لیکن آدمی کائیاں ہے — وہ اپنا دھندا بھی خوب جانتا ہے —

تانیا: دیہاتی گنوار مجھے ایک آنکھہ نہیں بھاتے — مگر بعضے بعضے اچھے لگتے ہیں —

مستاکوف: کیوں نہ اچھے لگیں بھلا — میں خود ہی دیہاتی ہوں —

(درختوں کے درمیان سے پاول نمودار ہوتا ہے —)

تانیا: آپ اور دیہاتی؟ آپ تو سوداگر ہیں —

مستاکوف: ہم سب ایک ہی جیسے ہیں — ہم بھی دیہاتی گنوار ہیں — فرق اتنا ہے کہ ہمارے بولنے اور پہننے اوڑھنے کے ڈھنگ اور ہیں — لیکن لوگوں کو ان کے لباس اور بات کرنے کے انداز سے نہیں پرکھنا چاہئے — ہاں صرف اسی آدمی کی عزت کرنی چاہئے جو کام کرنا جانتا ہے — تم اپنے آپ کو لےلو — نکھٹو کہیں کی! پڑی اینڈتی رہتی ہو یا بیکار مٹکتی پھرتی ہو — اب اس کو کیا کہوگی؟

تانیا: میں نہیں جانتی — کیا میں ایسی ہوں؟

مستاکوف (فکر میں کھویا ہوا): ہاں میں دیہاتی ہوں — ہاں میرا رویاں رویاں دیہاتی ہے...

تانیا: آپ نے مجھے نکھٹو کیوں کہا؟

مستاکوف: اپنے دل سے پوچھو — کیا تمہیں یاکوف پسند ہے؟

تانیا: کبھی وہ مجھے اچھا لگتا ہے، کبھی نہیں —

مستاکوف: ہونہہ — کہیں اچھا ہوتا کہ تم کو وہ مستقل اچھا لگتا — اس نے تم سے شادی کی التجا کی تو بتاؤ تم کیا کہوگی؟

تانیا: میں جواب دے چکی — میں نے کہا ذرا انتظار کرو —

مستاکوف: کاہے کا انتظار؟

تانیا : میں نہیں جانتی — ہوسکتا ہے... اوہ، دیکھا جائیگا — سوفیا مارکوونا کیوں نہیں آئیں؟

مستاکوف : سوفیا نے کہا تھا کہ وہ عبادت میں دیر سے پہنچینگی — کیوں؟ تمہیں ان سے کیا کام ہے؟

تانیا : بس یونہی — اتنی اچھی جو ہیں، غضب ہیں غضب!

(پاول غائب ہو جاتا ہے — زخاروونا آتی ہے —)

مستاکوف : تانیا، تمہارے دوستوں کی تعداد بہت کم ہے —

تانیا : آج آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟

مستاکوف : میں؟ نہیں معلوم —

زخاروونا : کھانا تیار ہے —

مستاکوف : بہت اچھا — زخاروونا، یہ روپیہ راج مزدوروں کے لئے ہے — نکیتا کو دے دینا — آؤ تانیا، چلو —

(استیپانچ جھونپڑے کے پاس ہاتھہ میں بندوق لئے نظر آتا ہے —)

استیپانچ (گنگناتا ہے) :

پھر سے دیکھو پڑا سڑ رہا
وانیا بندی‌خانے میں
ہائے بیچارا وانیا، ہائے بیچارا وانیا

زخاروونا : ارے دن دھاڑے بندوق لئے کیوں اکڑ رہے ہو؟

استیپانچ : چوروں کو بھگا رہا ہوں — آدمی بےڈھب جان پڑتا ہے — ہیرا پھیری کر رہا ہے — برابر مالک کو پوچھہ رہا ہے — کون ہیں... کہاں سے آئے ہیں...

زخاروونا : کیا چاہتا ہے؟

استیپانچ : کچھہ بتاتا نہیں — مجھے تو لگتا ہے کہ چوروں کا بھیدی ہے — ٹوہ لینے کو بھیجا گیا ہے —

زخاروونا : اسے کچھہ مت بتانا — دفتر کھول کے مت بیٹھہ جانا —

استیپانچ : فکر نہ کرو — میں پہلے ہی مالک کو بتا چکا ہوں —

زخاروونا : خاریتونوف کے گھروالوں کو کھانے کے لئے بلا لو —

استیپانچ : بلاؤ یا نہ بلاؤ، وہ آپ ہی چلے آ رہے ہیں —

خاریتونوف (پاول اور یاکوف سے) : ان سے سیکھو کاروبار کیسے چلاتے ہیں —

زخاروونا : یاکیم لوکچ، کھانا تیار ہے —

خاریتونوف : آ رہے ہیں — ذرا دیکھو سارا دھندا کس طرح چلتا ہے، جیسے ڈھلان میں پانی اتر رہا ہو — بےروک ٹوک! یہاں آئے دن ہڑتالوں اور قرض دینے والوں کی مصیبت سر پر منڈلاتی رہتی ہے —

یاکوف : یہ کرنل کی بیوہ کے دم‌قدم کی برکت ہے —

خاریتونوف : فضول نہ بکو — کاروبار میں عورت کیا مدد کر سکتی ہے —

پاول : دیکھہ لینا وہ اس کا دیوالہ نکال دیگی — ایسٹر کے تحفے میں سات سو روبل کا چاندی کا سامان مار لیا اور سالگرہ کے تحفے میں ہیرے کے کنگن —

خاریتونوف : تم سب جانتے ہو — ہے نا؟ بڑے کائیاں ہو اپنے خیال میں!

استیپانچ (آنکھہ مارتے ہوئے) : زخاروونا، بڑا گھٹیا اور ذلیل آدمی پوس پال کے جوان کیا ہے تم نے —

زخاروونا : اپنے کوکھہ کے جنمائے کب ہمیشہ سادھو مہاتما نکلتے ہیں —

استیپانچ : تم پر تو کبھی اوس پڑتی ھی نہیں — خوب بڑھیا ھو، ھمیشہ خوش خرم، مست مگن!

زخاروونا : میرے آنسوؤں کا تالاب کب کا سوکھہ چکا — اب چاھے جو ھو، میں خوش اور مگن رھتی ھوں —

پاول (استیپانچ سے) : اے سنو! میرے سوتیلے ابا جان نے بل کہیں رکھہ دئے ھیں — ذرا جاکر ڈھونڈ دو —

زخاروونا : شرم کرو! آخر تم اپنے بڑے بوڑھوں سے اس طرح کیوں بات کرتے ھو؟

پاول : نانی، یہاں سے نو دو گیارہ ھو جاؤ!

زخاروونا : بیوقوف، ھاں تم بیوقوف ھو —

(باغ میں چلی جاتی ھے — پاول بنچ پر بیٹھتا ھے اور سگریٹ جلاتا ھے — اسے جھاڑیوں سے سوفیا مارکوونا کی آواز سنائی دیتی ھے — وہ کان کھڑے کر لیتا ھے —)

سوفیا مارکوونا (اسٹیج سے باھر ھے) : گھوڑوں کو جتا رھنے دو — میں ابھی آئی — (جھاڑیوں کو چھتری سے ھٹاتے ھوئے باھر نکلتی ھے — اس کی عمر تیس سے کچھہ اوپر ھوگی — اس کا لباس غضب کا سادہ ھے جس سے خوش مذاقی اور نفاست جھلکتی ھے) کیا تم نے مجھے مکا دکھایا؟ مجھے دیکھہ کر ناک سکیڑی؟

پاول (حیران) : نہیں تو —

سوفیا مارکوونا : پکی بات؟

پاول : میں صرف یہ دیکھہ رھا تھا کہ کون آ رھا ھے —

سوفیا مارکوونا : قسم کھاؤ؟

پاول : میں قسم کیوں کھاؤں؟

سوفیا مارکوونا : ھائے افسوس! مذاق مارا گیا!

(پاول خاموش ہو جاتا ہے —)

سوفیا مارکوونا : کیا بہت سے مہمان آئے ہیں؟

پاول : نہیں صرف خاریتونوف کے گھروالے ہیں —

سوفیا مارکوونا : تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

پاول : کچھہ بھی نہیں —

سوفیا مارکوونا (اس کا بازو پکڑتے ہوئے) : مطلب یہ کہ مکھی مار رہے ہو —

پاول : آپ تو مجھے اس طرح چھیڑتی ہیں جیسے کتے سے کھیل رہی ہوں —

سوفیا مارکوونا : میں چھیڑتی ہوں؟ بیچارا! چھوڑو!

استیپانچ (بل لیکر) : لو یہ رہے بل — کہئے بیگم صاحبہ سب خیریت ہے نا؟

سوفیا مارکوونا : اور آپ کا کیا حال ہے جناب عالی؟

(پاول کو اپنے ساتھہ لے کر باہر نکل جاتی ہے —
استیپانچ بنچ پر بیٹھتا ہے اور مسکراتے ہوئے ان کو
جاتے دیکھتا ہے — پیچھے سے بوڑھا راج مزدور آتا ہے —)

استیپانچ : کہاں چل دئے بھئی؟

راج مزدور: لوگ بہت زیادہ اودھم مچا رہے ہیں —

استیپانچ : کہو وقت کیسا کٹا، مزا آ گیا نا؟

راج مزدور: تم جانو، باسی کڑھی میں ابال آئے تو کیسے — بوڑھا ہوا!

استیپانچ : ہونہہ —

راج مزدور: ایوان واسیلیوچ بھلا مانس ہے اور اچھا سوداگر بھی — آخر وہ آیا کہاں سے یہاں؟

استیپانچ (ہنستے ہوئے) : عجیب بات ہے — کیا تم سمجھتے

ہو کوئی خاص دھرتی ہوگی جہاں اچھے لوگوں کی فصل ہوتی ہے؟ جیسے ہمارے ہاں کبھی اچھا آدمی جنم ہی نہیں لیتا؟

راج مزدور: نہیں ایسی کوئی دھرتی نہیں —

استیپانچ: نہیں کوئی دھرتی نہیں — ایک اور آدمی ہے جو صبح سے رٹ لگائے ہوئے ہے کہ مالک کہاں سے آئے ہیں اور وہ اتنے مال دار کیسے بن گئے —

راج مزدور: دولت عقل کا کھیل ہے — بیوقوف کبھی مال دار بنا ہے نہ بنے — آخر وہ یہ کیوں پوچھتا ہے ؟

استیپانچ: وہ تو وہ ،تم یہ کیوں پوچھہ رہے ہو؟

راج مزدور: میں؟ اوہ، میں نے یونہی پوچھہ لیا دل چاہ گیا —

استیپانچ: اس نے بھی یونہی پوچھہ لیا — اس کا بھی دل چاہ گیا —

راج مزدور: دل چاہ گیا — ٹوہ لینا تو بیوقوفی کی نشانی ہے —

استیپانچ: یہ تو تم جانو —

راج مزدور: ہاں یہ بیوقوفی کی پکی نشانی ہے — اچھا وہ کون آ رہا ہے؟

استیپانچ: مالک اور کرنل کی بیوہ —

راج مزدور: ذرا میں جھونپڑے کے اندر جاتا ہوں — ''جاتا مہمان بھلا اور مالک بھلا وہ جو رہے دور دور —''

(وہ باہر نکلتا ہے — استیپانچ پیچھے پیچھے جاتا ہے — پھاٹک سے سوفیا مارکوونا اور مستاکوف آتے ہیں — مستاکوف پریشان نظر آتا ہے—)

سوفیا مارکوونا: میرے خیال میں تمہیں میز سے اٹھنا نہیں چاہئے تھا —

مستاکوف: اوہ، یاکیم میرا پرانا دوست ہے — تم نے کہا کہ

تمہیں جلدی ہے — لیکن میں چاہتا ہوں ذرا ایک منٹ کو میرے پاس بیٹھہ جاؤ —

سوفیا مارکوونا (مسکراتے ہوئے): تمہارا کام کچھوے کی چال سے چل رہا ہے —

مستاکوف: یاکیم اینٹ دے چکے جب نا —— اس کے قرض‌خواہوں نے قرقی کرا لی ہے — سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا: کیا بات ہے؟ لگتا ہے کوئی بات تمہارے دل میں کھٹک رہی ہے — تم اتنے کھوئے کھوئے کیوں ہو اور...

مستاکوف: وجہ ہی کچھہ ایسی ہے... میری سمجھہ میں نہیں آتا... بتاؤں تو کیسے بتاؤں...

سوفیا مارکوونا: کہو کیا بات ہے کہو؟

(بنچ پر بیٹھہ جاتی ہے — مستاکوف اس کے سامنے کھڑا رہتا ہے — اس کے چہرے سے ہیجان ٹپک رہا ہے —)

مستاکوف: دس برس سے زیادہ ہو گئے میں تمہارے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہوں — تم نے روپے پیسے سے بھی میری مدد کی ہے — دل کو دھاڑس بندھائی ہے سو الگ...

سوفیا مارکوونا: بیٹھہ جاؤ — (مسکراتے ہوئے اپنی گھڑی دیکھتی ہے اور پھر اس کی طرف) کیا تم سیدھے سیدھے اصلی بات نہیں بتا سکتے؟

مستاکوف: سنو... نہیں... مجھہ سے کہا نہیں جاتا — یہ میرے بس کا نہیں —

سوفیا مارکوونا (اس کو غور سے دیکھتے ہوئے): میں تو تم پر حیران ہوں! تم! ٹھنڈے مزاج اور دھیرج کے آدمی ہو، تم میں خوداعتمادی ہے... اور اب اس وقت...

مستاکوف: اوپر ہی اوپر سے — سوفیا مارکوونا میں بڑا بدنصیب

ہوں — (چڑتے ہوئے) کیا بتاؤں یہ بات کتنی لغو ہے! آخر میں اس غار میں کیوں دھکیلا جاؤں؟ میں ایماندار ہوں، محنت مشقت کرتا ہوں، میں دوسروں کا مال نہیں اڑاتا...

سوفیا مارکوونا: لیکن ہوا کیا؟ یہ تو بتاؤ!

مستاکوف: تم جانتی ہو، تم میرے لئے کتنی بڑی دولت ہو! تم میری جان ہو... تم... اور اگر مجھے... خیر سالہا سال میں بھیڑئے کی طرح رہا، لوگوں سے بھاگتا، کتراتا، ڈرتا رہا — پھر تم ملیں — تم نے مجھے اس زندگی سے نکلنے میں مدد دی — تم نے مجھے انسان بنایا —

سوفیا مارکوونا: لیکن اب یہ سب کہنے کی کیا ضرورت ہے —

مستاکوف: میرے دل میں تمہاری کتنی عزت ہے...

سوفیا مارکوونا: شکریہ — مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی... لیکن یہ تو بتاؤ تم مجھہ سے چاہتے کیا ہو؟

مستاکوف (گھٹنوں پر گرتے ہوئے): رحم! مجھے بچاؤ!

سوفیا مارکوونا (اچھلتے ہوئے اور چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے): کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ اٹھو ابھی اٹھو! تمہارا یہ حال ہے تو تم کسی دن بھرے بازار میں مجھہ سے عشق کے چونچلے کرنے لگوگے! جیسے کوئی اسکول کا من چلا چھوکرا ہو!

مستاکوف (اٹھتے ہوئے): جانتا ہوں تم مجھہ سے سختی نہ برتوگی — تمہارا دل بہت نرم ہے —

سوفیا مارکوونا: بس بہت ہو گیا — میں کوئی بچی نہیں ہوں — میں جانتی ہوں تم مجھے چاہتے ہو — میں زبان کی کھری ہوں — بعض مرتبہ کھری اور سخت بھی! مجھے بھی تم اچھے لگتے ہو — کیا یہ کافی نہیں ہے؟ اس وقت میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتی — تم نے عشق کا راگ الاپنے کے لئے بہت ہی غلط وقت چنا ہے —

مستاکوف (بجھے بجھے سہمے ہوئے انداز میں): میں نے سوچا...

سوفیا مارکوونا : سات بجے میں گاؤں جا رہی ہوں — جب میں واپس آؤنگی تو بات چیت کرینگے یعنی تین دن کے بعد —

مستاکوف : مت جاؤ — خدا کے لئے مت جاؤ — میں التجا کرتا ہوں مت جاؤ — میری زندگی... ہر چیز الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی ہے...

سوفیا مارکوونا : کیا بکواس کر رہے ہو!

مستاکوف (بےبسی کے انداز میں) : سنو تو سہی...

سوفیا مارکوونا : ہش! کوئی آ رہا ہے — تمہارے گھٹنوں پر گرد جمی ہوئی ہے —

مستاکوف (زیرلب) : اے خدا!

خاریتونوف (کچھ نشے میں) : سوفیا مارکوونا، ہاتھ دینا!

سوفیا مارکوونا : لیکن ہم تو ابھی ابھی آداب سلام کر چکے ہیں —

خاریتونوف : اس سے کیا ہوتا ہے؟ آپ تو بینک نوٹ کی طرح ہیں — جب دیکھو جب خوش خوش کلیجے سے لگا لو — (مستاکوف سے) ارے بڑے میاں، تمہارا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟

مستاکوف (نامکمل مکان کی طرف سر سے اشارہ کرتے ہوئے) : دیکھتے نہیں، ہم پچھڑ گئے — وہ عمارت اب تک پوری نہیں ہوئی —

خاریتونوف : چھوڑو! ارے آخر میں تمہارے سارے کام نبٹ جاتے ہیں — تم خوش نصیب ہو — سوفیا مارکوونا، آپ ہی کچھ کریں، کہئے نا کہ یہ اپنی سوتیلی بیٹی کا ہاتھ یاکوف کو پکڑا دے؟ ایوان واسیلی‌وچ آخر رکاوٹ کیا ہے؟ اس طرح تمہاری مشکل بھی آسان ہو جائیگی اور میرا بھی بھلا ہو جائیگا —

مستاکوف : یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں —

خاریتونوف : لڑکیوں کے بیاہ کی گھڑی کا کیا ہے — جب چاہو کرلو — ہاں روزے کے دن کی بات دوسری ہے — سوفیا مارکوونا، جانتی ہیں صرف بیس ہزار روبل پر معاملہ اٹکا ہوا ہے — کتنی شرم کی بات ہے!

سوفیا مارکوونا : چلئے سودا کر لیجئے —

خاریتونوف: میں خوشی سے تیار ہوں — مگر یہ آدمی پٹھے پر ہاتھہ ہی رکھنے نہیں دیتا — بےایمانی اور حرام خوری کے اس دور میں بیس ہزار روبل میں کیا رکھا ہے؟ دھی کا ایک مٹکا اور چلو چھٹی ہوئی — ڈھونڈلو، میرے یاکوف جیسا بر چراغ لیکر، سو میں ایک ہے — کیا تگڑا اور تیز نوجوان ہے، سانڈ ہے سانڈ — شیر ہے شیر!

مستاکوف (بگڑے انداز میں): تم اس کا سارا روپیہ ہڑپ کر لوگے —

خاریتونوف: یہ تو خیر وقت بتائیگا — روپے کے معاملے میں دوستی اور رشتہداری کی کوئی جگہ نہیں —

مستاکوف (جل کر): تم ہو روپئے کے غلام، نمبر ایک چھچھورے!

خاریتونوف: میں اور چھچھورا؟ لو تم تو بہت دور کی کوڑی لائے!

سوفیا مارکوونا: کیا آپ اپنے بارے میں سب کچھہ جانتے ہیں؟

خاریتونوف: میں اپنی ایک ایک رگ کو پہچانتا ہوں — میں اور چھچھورا؟ سنو تو —

سوفیا مارکوونا: ہم عمارت کو ایک نظر دیکھینگے یا نہیں؟

مستاکوف: ہاں —

خاریتونوف: میں بھی چلونگا — میں اور چھچھورا! ایسٹر کے دن میں صرف تاش میں نو ہزار روبل کی بازی ہار گیا اور میں نے جماہی بھی نہیں لی — اور تم...

مستاکوف: یاکیم تم نے بہت پی لی ہے —

خاریتونوف: ہاں پی ہے — اس لئے کہ میری زندگی اتنی خستہحال جو ہے — دیکھنے میں بھی میں کچھہ جچتا نہیں — کوئی عورت بنا پیسے کے مجھے گلے لگاتی نہیں — زندگی عذاب ہے — اسی لئے میں پیتا ہوں، جوا کھیلتا ہوں اور زندگی میں رنگ اور گرمی پیدا کرتا ہوں —

مستاکوف: تمہارا حشر برا ہوگا —

خاریتونوف: بنے بنائے راستے پر تو سبھی چل لیتے ہیں — لیکن

مجھے تو ان راستوں پر چلنے میں مزا آتا ہے جن پر کوئی چلا نہ ہو... اونچ نیچ ہو، گڈھے ہوں، ٹیلے ہوں... دلدل ہو اور ہر آن اس کے پیٹ میں دھنس جانے کا خطرہ ہو... کچھہ اس شان سے کہ ہر آن اپنے آپ سے کہہ رہا ہوں... یاکیم دیکھنا ہے —— تم اوپر آتے ہو یا اندر دھنستے ہو؟ بس صرف اس طرح زندگی میں لطف پیدا ہو سکتا ہے —

سوفیا مارکوونا : آج تو آپ بڑی اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں —

خاریتونوف : اگر کسی اچھی عورت کو مجھہ سے عشق ہو جائے تو میں اس سے بھی زیادہ اچھی طرح زبان کے جوہر دکھاؤں — آہ، سوفیا مارکوونا، آپ کتنی حسین ہیں، آپ کو دیکھہ کر مرد کے دل کے سارے تار جھنجنا اٹھتے ہیں — اس کے دانت بج اٹھتے ہیں — ہائے کاش آپ مجھہ سے محبت کرتیں... تو...

مستاکوف (رکھائی سے) : ارے مسخرے، بس چپ بھی رہو!

سوفیا مارکوونا : کیا؟ سوچو کیا کہہ رہے ہو تم؟

خاریتونوف (ڈرتے ہوئے) : کیوں کیا ہوا؟

مستاکوف : اپنی گندی چپڑ چپڑ بند کرو —

(سوفیا مارکوونا اس کا بازو تھام لیتی ہے —)

مستاکوف : معاف کرو یاکیم! میرا دماغ پریشان تھا اور تم...

خاریتونوف : تمہارا دماغ پریشان! خوب! کس طرح تم نے کہی یہ بات! سوفیا مارکوونا، کیا آپ کو اس سے ڈر نہیں لگتا؟ ہاں میں اقرار کرتا ہوں، میں تو ڈرتا ہوں کبھی کبھی —

(وہ لوگ عمارت کی طرف چلے جاتے ہیں — پاول پھاٹک پر کھڑا رہتا ہے اور ان کو جاتے ہوئے دیکھتا ہے — باغ سے زخاروونا کی آواز سنائی دیتی ہے — تانیا آتی ہے —)

تانیا (پاول سے) : مجھے جانے دو —

پاول : شریر، مجھے دھکیلو مت!

تانیا : تم کس کی ٹوہ لے رہے ہو؟
پاول : اس سے تمہیں مطلب —
تانیا : عجیب بدھو ہے — تم اتنے سنکے سنکے کیوں رہتے ہو ہمیشہ؟
پاول : بس یونہی جی چاہتا ہے —
تانیا : تم خود ہی نہیں جانتے کیوں —
زخاروونا (بڑبڑاتے ہوئے) : جب سر دکھہ رہا ہے تو دھوپ میں کیوں جا رہی ہو بٹیا؟
تانیا : مجھے چھوڑ دو! کیا سوفیا مارکوونا چلی گئیں پاول؟
پاول : میں نہیں جانتا —
تانیا : میں بتانا بھول گئی کہ...
زخاروونا : جب دیکھو بھول گئی، بھول گئی! کہاں چل دیں ایں؟ تم اس کوڑا کرکٹ پر کیوں کود کے لگاتی پھر رہی ہو، گلہری بٹیا، دیکھنا پیر میں موچ آ جائیگی! بھاگی جا رہی ہو اور اپنے من کے راجہ کو یونہی پیچھے چھوڑے جا رہی ہو!
تانیا : میں کہہ چکی ہوں میرے من کا کوئی راجہ نہیں!
زخاروونا : ہے تو سہی —
تانیا : میں جو کہہ رہی ہوں، نہیں ہے، نہیں ہے —
زخاروونا : نخرے نہ کرو بٹیا — من کا راجہ کوئی باسی ترکاری تو ہے نہیں — جب جی چاہا پھینک دی — من کا راجہ نہیں ہے تو یہ کوئی اترانے کی بات نہیں —
تانیا : تم آخر میرے پیچھے کیوں پڑی ہوئی ہو؟
زخاروونا : آج خوشی کا دن ہے اور تم مجھے..!
پاول : لو ایک نہ شد دو شد!
تانیا : اگر تم کہیں کے بڑے افلاطون ہو تو اپنا راستہ لو — زخاروونا ذرا جاکر دیکھنا وہ ہیں یا چلی گئیں —

زخاروونا : پہلے تم نے کیوں نہیں کہا؟ تم ٹھہریں بھلا ایک پوستین !

تانیا : تم نے خود ہی مجھے روکا —

زخاروونا : بڑھیا جان کر — میری ہر بات پر کان نہ دھرو —

تانیا : تمہاری بات تو سمجھہ ہی میں نہیں آتی —

استیپانچ (راستے پر سے چیختا چلاتا آتا ہے) : زخاروونا، مزدوروں کا روپیہ کہاں ہے؟

زخاروونا : یہ رہا روپیہ — سر مت کھاؤ! تانیا تم خود ہی جا کر یہ روپیہ کیوں نہیں بانٹتیں؟ تم دوگی تو ان کو خوشی ہوگی —

تانیا (جاتے ہوئے) : جانے تمہیں کیسی کیسی سوجھتی رہتی ہے!

زخاروونا (اس کے پیچھے جاتے ہوئے) : کیسی لڑکی ہے نہ چت کا پتہ چلتا ہے نہ پٹ کا —

یاکوف (باغ سے) : کہاں جا رہے ہیں وہ لوگ؟

پاول : مزدوروں کو بخشش دینے —

یاکوف : بہت سارا روپیہ؟

پاول : میں کیا جانوں — سب ملا کر سو سے زیادہ ہوگا —

یاکوف : کاش مجھے کوئی سو روبل بخشش میں دے دیتا!

پاول : نوکر بن جاؤ!

یاکوف (سگریٹ سلگاتے ہوئے) : شکریہ — ایک طالبعلم کو میں جانتا ہوں — مزاحیہ اخباروں میں چٹپٹی نظمیں لکھا کرتا ہے — سنو:

نہیں لارڈ صاحب تم پیارے
کرو چاکری تم لوگوں کی
مٹھی ہوگی گرم
جیب کھن کھن کھنکیگی
پھل محنت کا ملیگا میت ہمارے

اسے کہتے ہیں چٹپٹی چٹکلے بازی — تمہاری طرح نہیں کہ ہتوڑا اٹھایا اور سر پر جڑ دیا —

پاول : چٹکلے بازی؟ اس تیر کا نشانہ کون ہے؟

یاکوف : کوئی بھی ہو سکتا ہے — آؤ سگریٹ پیو؟

پاول : نہیں شکریہ — میں مذاق کا رسیا نہیں ہوں —

یاکوف : تو آؤ ہم بالکل گمبھیر بن جائیں — چلتے ہو آج رات ان چھوکریوں کے پاس؟

پاول : نہیں میرا دل نہیں چاہتا — (تیوری چڑھاتے ہوئے) یہ کیسے؟ تم میری بہن سے شادی کرنے کے خواب دیکھہ رہے ہو اور پھر بھی تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھہ کوٹھے جھانکتا پھروں —

یاکوف (حیران) : واہ بڑی زوردار بات کہی! کیا آج میں تمہیں پہلی مرتبہ اپنے ساتھہ چلنے کی دعوت دے رہا ہوں؟ پچھلے اتوار کو تم کہاں تھے، بتاؤ؟

پاول (افسردہ) : میرا سوتیلا باپ مجھے ایک تجارتی اسکول میں چلتا کرنا چاہتا ہے —

یاکوف : تو اس میں اعتراض؟ اکیلے رہوگے — ٹھاٹ کروگے!

پاول : اگر میں گیا تو مجھے یقین ہے وہ اس... سے شادی کر لیگا —

یاکوف : جاؤ یا نہ جاؤ — وہ اس سے شادی کرکے دم لیگا — اس کو کون روک سکتا ہے؟ اماں جانے بھی دو! جس سے جی چاہے، شادی کر لے — تمہیں تو اپنے حصے کا روپیہ چاہئے، اللہ اللہ خیر صلی!

پاول : یہی تو بات ہے! مجھے ڈر ہے وہ مجھے بالکل ٹرخا نہ دے —

یاکوف : آؤ ٹہلنے چلیں — تانیا کو بھی ساتھہ لے لیں —

پاول : مجھے کوئی اعتراض نہیں — (وہ عمارت کی طرف جاتے ہیں) مجھے امید ہے کہ تم تانیا سے اس بیوہ کا زیادہ ذکر کرتے رہوگے —

یاکوف: گھبراؤ مت —— ابھی ھی میں اس کے بارے میں کیا کم بولتا ھوں —

پاول: کاش ھم ان دونوں کے درمیان کوئی دیوار کھڑی کر سکتے!

یاکوف: تانیا تو اس پر جان چھڑکتی ھے —

پاول: ابھی کم عمر اور بیوقوف ھے — اس کی کھوپڑی میں اپنا تو کچھہ ھے ھی نہیں —

زخاروونا (ان سے ملنے آتی ھے): اچھا جوڑا ھے مرغابیوں کا! یاکوف ساویلچ، جانتے ھو، یہ نگوڑی گرمی تمہارے چچا کے سر میں چڑھہ گئی ھے — جانے کیا کیا بے سر پیر کی ھانک رھا ھے —— چھی چھی، کیا زبان ھے —— گائے بیل بھی سنیں تو شرم سے پانی پانی ھو جائیں — جاؤ تانیا کو اس کے پاس سے لے جاؤ —

(وہ باغ میں جاتی ھے — پاول اور یاکوف درختوں کے درمیان غائب ھو جاتے ھیں — ساتھہ ھی مستاکوف جھاڑیوں میں کھڑا عمارت کی طرف گھورتا اور رومال سے پیشانی پونچھتا ھے — وہ پریشان حال نظر آتا ھے —)

مستاکوف (زیرلب): وہ بالکل نہیں سمجھی... وہ بالکل بھانپ نہ سکی...

(ایک لمحے کو سوچتا ھے اور کچھہ طے کرکے بنچ کی طرف جاتا ھے، جیب سے بٹوہ نکالتا ھے اور گھٹنوں پر جھکتے ھوئے پرچہ لکھتا ھے —)

مستاکوف (پکارتا ھے): استیپانچ! اے استیپانچ!

استیپانچ (جھونپڑے کے پیچھے سے نکلتا ھے): جی مالک!

مستاکوف: ھماری گھوڑی کراسوتکا لو اور بھاگ کر سوفیا مارکوونا کے ھاں جاؤ — اگر تم راستے ھی میں جالو...

استیپانچ : نہیں اب راستے میں کہاں ہاتھہ آئیگی ان کی گاڑی...

مستاکوف : تو پھر سیدھے ان کے گھر جاؤ اور اگر وہ گھر پر نہ ہوں تو بھاگ کر اسٹیشن جاؤ — وہ سات بجے کی گاڑی سے گاؤں جا رہی ہیں — کسی نہ کسی طرح ان سے ضرور ملو — جاؤ بھاگ جاؤ —

استیپانچ : اور میرا کام کون کریگا؟

مستاکوف : بس رکو مت، وقت برباد نہ کرو — نکیتا مزدوروں کی نگرانی کر لیگا — میں بھی اس سے کہہ دونگا —

استیپانچ : وہ تو بالکل دیوانے ہو رہے ہیں — کون جانے کس وقت آگ لگا دیں!

مستاکوف : جلدی بھاگو — میں جو کہہ رہا ہوں —

(استیپانچ بھاگ جاتا ہے —)

مستاکوف (زیرلب) : کیا ہونے والا ہے؟ خدا جانتا ہے میں معصوم ہوں... میں بے گناہ ہوں... (وہ بنچ پر بیٹھہ جاتا ہے اور آگے پیچھے بنچ کو ہچکولے دینے لگتا ہے اور دونوں ہاتھہ سے سر تھام لیتا ہے —)

پردہ

دوسرا ایکٹ

اسی دن، وہی منظر — شام کے پانچ بجے — عمارت کے اس پار کھیتوں میں کوئی اکارڈئین بجا رہا ہے — بڈھا راج نکیتا جھونپڑے کے سامنے بنچ پر بیٹھا اونگھہ رہا ہے — جھاڑیوں میں سے پاول، یاکوف اور تانیا نکلتے ہیں — تانیا کے ہاتھہ میں جنگلی پھولوں کا ایک گچھا ہے —

یاکوف (نکیتا کی طرف آنکھہ مارتے ہوئے): کہو تو اس وقت بڈھے کی گھگھی بندھوا دوں؟

پاول: وہ سو نہیں رہا ہے —

تانیا: ارے مت چھیڑو —

یاکوف: ذرا ہنسنے کا موقع ہاتھہ آئیگا —

(وہ نکیتا کے سامنے جاکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو غور سے دیکھتا ہے —)

راج (اٹھتے ہوئے): کیا چاہتے ہو نوجوان؟

یاکوف: تمہاری صورت جانی پہچانی معلوم ہوتی ہے —

راج (مسکراتا ہے): یہاں کون نہیں جانتا مجھے —

یاکوف: لیکن مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو بہت دنوں سے جانتا ہوں —

راج: میں بھی تم کو اتنے ہی دنوں سے جانتا ہوں —

یاکوف: کون ہو تم؟

راج (اب تک مسکراتے ہوئے): جب جانتے ہی ہو تو مجھ سے پوچھتے کیوں ہو؟

یاکوف (تیزی سے): میں مذاق نہیں کر رہا ہوں — میں تمہارے بارے میں کچھ جانتا ہوں...

راج (ذرا سنجیدگی سے): کیا جانتے ہو تم؟ میرے بارے میں جاننے کو رکھا کیا ہے؟

یاکوف (آواز دھیمی کرتے ہوئے): ۱۹۰۳ء کے مارچ میں تم کہاں تھے، کیا کر رہے تھے، کچھ یاد ہے؟

راج (حافظے پر زور دیتے ہوئے): مارچ میں؟ ۱۹۰۳ء میں؟

یاکوف: ہاں — اب یاد آیا؟

راج: ایک منٹ، بس ایک منٹ...

یاکوف: اس وقت تم کہاں تھے؟ مجھے بتاؤ...

راج (بوکھلاتے ہوئے): ٹھہرو... ذرا سوچنے دو... اس زمانے میں شاید ہسپتال میں تھا...

یاکوف: شاید! لیکن میں جاننا چاہتا ہوں اس وقت سچ مچ تم کہاں تھے؟

راج (ڈرتے ہوئے): نوجوان، آخر تم چاہتے کیا ہو؟

یاکوف: داؤ خالی دینے کی کوشش نہ کرو! یاد آیا کچھ، اس زمانے میں تم کیا کر رہے تھے؟

راج: کیوں آخر تمہارے دل میں کیا سمائی ہے؟ (ٹوپی اتارتا ہے) نوجوان میرے یاد کرنے کو رکھا کیا ہے — مجھے چھوڑو، اپنا راستہ لو!

(تانیا بڈھے کو دیکھتی ہے اور مسکراتی ہے — پاول زور سے قہقہہ لگاتا ہے — جب نکیتا یہ تماشا دیکھتا ہے تو ٹوپی دوبارہ پہن لیتا ہے اور بیزاری سے ہاتھ جھٹکتا ہے —)

راج : جہنم میں جاؤ! میں نے سوچا تم سچ مچ کچھہ پوچھنا چاھتے ھو! کیا کیا نیارے کھیل ھیں تمہارے! جانتے ھو میں تگنا بڑا ھوں! (غصے میں جھونپڑے کے اندر چلا جاتا ھے —)

یاکوف (فتحمندانہ شان سے) : دیکھا تیر نشانے پر بیٹھا؟

پاول : کمال کر دیا تم نے —

تانیا : لیکن وہ اتنا ڈرا کیوں؟

یاکوف (غرور سے) : میں اس طرح کسی کو بھی ڈرا سکتا ھوں — کسی کے پاس جاؤ، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو ''اف میں کیسی کیسی باتیں جانتا ھوں تمہارے بارے میں!،، میں کچھہ نہیں جانتا مگر آدمی ضرور ڈر جائیگا — جانتے ھی ھو، ھر آدمی کے دل میں کچھہ نہ کچھہ بات ھوتی ھے جو وہ لوگوں سے چھپاتا ھے اور میں یہ جماتا ھوں —— تم جو راز چھپائے پھرتے ھو، میں خوب اچھی طرح جانتا ھوں — بس یہ نسخہ کام کر جاتا ھے —

پاول : لوگ کتنے بیوقوف ھیں —

یاکوف : اس نسخے کا تیر بہدف اثر تو لڑکیوں پر ھوتا ھے — جس لڑکی کو کہو آدھہ گھنٹے میں رلا دوں —

تانیا : لیکن یہ بڑی بری بات ھے! تم کو شرم نہیں آتی!

یاکوف : اس میں شرم کی کیا بات ھے؟ میں تو یونہی مذاق کر رھا ھوں —

تانیا : لڑکیوں کو ستانا شرم کی بات نہیں تو اور کیا ھے—

یاکوف : آخر تم لڑکوں پر کون سے پھول برساتی ھو؟ ھونہہ؟ اچھا بتاؤ میں نے اس بڈھے کو الو بنایا تو تمہیں بڑا مزا آیا، ایں؟

تانیا : نہیں مجھے ذرا مزا نہیں آیا —

یاکوف : تو پھر تم ھنسیں کیوں؟

تانیا : میں ھنسی کب —

پاول : ھاں تم ھنسیں — حجت مت کرو — بڑا چلتا پرزہ ھے !

تو تم یہاں پر میرا انتظار کروگے، ایں؟ میں بھاگ کر جاتا ہوں اور قمیص بدل کر آتا ہوں —— دیکھو نا قمیص پسینے سے شرابور ہو رہی ہے —

یاکوف: آؤ بیٹھہ جائیں —— کیوں؟

تانیا: نہیں میں بیٹھنا نہیں چاہتی —

یاکوف: منہ نہ پھلاؤ — سنو: یہ ہے لٹ پٹ سٹ پٹ، گھٹ پٹ، ہٹاؤ اسے جھٹ پٹ...

تانیا (حیران): کیا؟

یاکوف (دہراتے ہوئے): اسے کہتے ہیں چٹکلہ!

تانیا (ہنستی ہے): میں کہتی ہوں کیا زٹیل چیز ہے! کیا یہ تمہارا کارنامہ ہے؟

یاکوف: بالکل —

تانیا: میں نہیں مانتی —

یاکوف: خدا کی قسم — ہے نا مزیدار چٹپٹی چیز؟

تانیا: ذرا بھی نہیں —

یاکوف: تو پھر ہنسیں کیوں؟ میں نے آج تک ایسا کٹھہ حجت نہیں دیکھا!

(کچھہ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں —)

یاکوف (اداس لہجے میں): کسی ایکٹر نے ایک بار کہا تھا ''پہاڑ جیسے سہاسوں سے بوند بھر دماغ کہیں بہتر ہے!،، کیا خیال ہے؟

تانیا (مسکراتے ہوئے): تم بنے بنائے، ڈھلے ڈھلائے بیوقوف ہو —

یاکوف (خوش ہو کر): تمہیں خوش کرنے کو میں کچھہ بھی بن سکتا ہوں — لیکن ہو کٹھہ حجت — میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی دوکان دار کا پالہ پڑ جائے تم سے تو وہ سو بار کان پکڑیگا اور سر پر پاؤں رکھہ کر بھاگتا نظر آئیگا —

تانیا (برا مانتے ہوئے) : کون سا دوکان‌دار ٹھہریگا اور کون سا بھاگتا نظر آئیگا — اس کی پروا کرے میری جوتی —

یاکوف : لیکن تمہیں پروا تو کرنی چاہئے — ان میں سے بعضے بعضے تو غضب کے کٹیلے گبرو جوان ہیں —

تانیا : اوہ، چھوڑو مجھے، بھاگو یہاں سے!

یاکوف : تم نے تو میرا جینا دوبھر کر دیا ہے —

تانیا (اٹھتے ہوئے) : بیچارا! چلو چلیں، چائے پیئیں —

یاکوف : تم جاؤ — میں بعد میں آؤنگا — (اس کے پیچھے مکا دکھاتا ہے اور زبان نکالتا ہے —)

تانیا (مڑتے ہوئے) : میں کتنی تھک گئی ہوں!

یاکوف (اچھلتے ہوئے) : معاف کرنا — (اپنے آپ سے) دم لو میری حسینہ! دم لو!

(باغ سے مستاکوف کی آواز سنائی دیتی ہے ''ایک پل کو لیٹ جاؤ اور کمر سیدھی کر لو —'')

خاریتونوف (پھاٹک پر) : میں سونا نہیں چاہتا — میں بات کرنا چاہتا ہوں —

مستاکوف : کاہے کے بارے میں؟

خاریتونوف : آؤ یہاں بیٹھ جائیں — یہ تمہاری بڑی دل پسند جگہ ہے نا — درختوں کا وہ جھنڈ وہاں سے کٹوا کر تمہیں افسوس نہیں ہوا؟

مستاکوف : بہت —

خاریتونوف : میں بھی یہی سمجھتا تھا — دیکھ لو اب کیا رہ گیا — ایک خلال بھی نہیں — بیٹھو — آخر آج تم اتنے بگڑے ہوئے کیوں ہو — پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتے؟

مستاکوف : یہ سب تمہاری نظر کا دھوکا ہے —

خاریتونوف: کیا تم سمجھتے ہو، دو گھونٹ پی لی تو بالکل اندھا ہو گیا؟ جب میرے پیٹ میں شراب ہوتی ہے تو میری نظر اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے — تم ہر آہٹ پر اچھل پڑتے ہو، ادھر ادھر جھانکتے پھرتے ہو! آخر ماجرا کیا ہے؟

مستاکوف: اوہ نہیں کوئی خاص بات نہیں — میرے دماغ پر کچھہ بوجھہ ہے — میں عمارتوں کی تعمیر پر جان دیتا ہوں — عمارتیں ہماری اس دھرتی کے حسن کو چار چاند لگاتی ہیں —— اس بجھی ہوئی بے جان زمین کو!

خاریتونوف: تم غلط کہتے ہو — یہ دھرتی دولتوں سے مالامال ہے — ہم اس کا خون چوستے ہیں، ہم اس کا خون چوستے رہتے ہیں، لیکن اس کی رگوں کا خون کبھی خشک نہیں ہو سکتا —

مستاکوف: زندگی کا کیا بھروسہ...

خاریتونوف: ہر شخص اس دھرتی کا خون چوستا ہے... سوداگر ہو یا منشی سبھی خون چوستے ہیں ——مگر اوپروالے کا کرم ہے —— جو روس پھر بھی جئے جاتا ہے — اور دیکھہ لینا قیامت تک روس اسی طرح زندہ رہیگا — لیکن تم پر خزاں کی سی زردی اور مردنی چھائی ہوئی ہے — تم کو دیکھہ کر تو جی چاہتا ہے فوراً کمبل لپیٹ کر پڑ رہوں — اس بیوہ کی یاد دل میں چٹکیاں لے رہی ہے ایں؟ لیکن کوئی تم پر الزام نہیں دھر سکتا — وہ ہے ہی ایسی قیامت —— اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا! کیا گھر بسا رہے ہو؟

مستاکوف (افسردگی سے): کون جانے — میرا اس کا کیا جوڑ —

خاریتونوف: کیوں، جوڑ کیوں نہیں؟ اس کا میاں رہا ہوگا کوئی اونچا گاھک — لوگ کہتے ہیں وہ خود تو کچھہ ایسی ویسی ہی ہے —— شاید گائکا تھی یا اور کچھہ؟ یعنی ایسی عورت جس کا ماضی خاصا رنگین رہا ہے —

مستاکوف (تیزی سے): ماضی ماضی ہے —

خاریتونوف: لیکن جب یہ ماضی رگوں میں دوڑ رہا ہو تو؟

مستاکوف: کیا مطلب ہے تمہارا؟

خاریتونوف: اگر یہ ماضی — میرا مطلب ہے، اگر یہ ماضی تمہاری روح کا ایک حصہ ہو تو؟ ماضی کولتار تو ہے نہیں کہ جب جی چاہے احاطے کے جنگلے پر سے رگڑ کر چھڑا دو... اوہ، نہیں! بھائی میرے اس کی جڑیں گہری ہوتی ہیں —

مستاکوف (اٹھتے ہوئے): افسوس، لیکن مجھے جانا ہے — ایک ایسا معاملہ ہے جس پر مجھے غور کرنا ہے —

خاریتونوف (پکارتے ہوئے): کچھہ اپنی سوتیلی بیٹی کے سلسلے میں بھی غور کر لینا بھائی! ہم بک بک بہت کر چکے — اب دھندا نبٹانے کا وقت آچکا ہے —

(نکیتا جھونپڑے سے جھانکتا ہے —)

خاریتونوف: کون ہے؟

راج: میں... (نکلتا ہے) یاکیم لوکیچ مجھے آپ سے ایک شکائت کرنی ہے —

خاریتونوف: بتاؤ کیا بات ہے؟

راج: وہ جو آپکا بھتیجا ہے نا — ہمیشہ اس کو کوئی نہ کوئی شرارت کی سوجھتی رہتی ہے —

خاریتونوف: شرارت چوزے تک کرتے ہیں، وہ تو خیر سے آدمی کا بچہ ہے — کیا بات ہے؟

راج: اس نے مجھے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی...

خاریتونوف: اس سے ڈرو مت — ڈرانے دھمکانے دو — ایک کان سنو دوسرے کان اڑا دو — سمجھے؟

(مکان کے پیچھے سے بڈھا آتا ہے — وہ یاتری کے حلیے میں ہے — اس کی پیٹھہ پر ایک تھیلا ہے اور اس کے کمربند

سے ایک کیتلی لٹک رہی ہے — اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان لڑکی آتی ہے — اس کی پیٹھہ پر بھی ایک تھیلا ہے — اس کا چہرہ بےرنگ اور بےجان ہے اور آنکھیں چمک سے خالی — لڑکی جھکتی ہے — بڈھا بےحس و حرکت کھڑا ہو جاتا ہے —)

خاریتونوف : ارے، سلام! کتنی خوشی کی بات ہے!

راج : تم کہاں سے آ رہے ہو؟

بڈھا : استیفانیا کے یہاں سے —

خاریتونوف : کیا یہ تمہاری بیٹی ہے؟

بڈھا : یہ میری دینی بہن ہے —

خاریتونوف : دینی بہن —— بڑی کچی عمر ہے —

بڈھا : ہاں ہم سب ایک ہی سال تو پیدا ہوئے نہیں —

خاریتونوف : بالکل ٹھیک —

لڑکی (راج سے) : اچھا وہاں کیا بن رہا ہے؟

راج : اسکول —

خاریتونوف : کیا یہ لڑکی کنواری ہے؟

بڈھا : ہاں کنواری ہے !

لڑکی : یہ کارخانہ ہے کیا؟

راج : نہیں کارخانہ اور آگے ہے —— کوئی تین چار میل آگے —

خاریتونوف : اس کے کتنے بچے ہو چکے ہیں؟

بڈھا : ایک — مگر وہ بھی بیوقوف —

راج : ہم ایک اور کارخانہ بہت جلد بنانا شروع کرینگے —

خاریتونوف : بیوقوف؟ (اٹھتا ہے اور باغ میں چلاجاتا ہے) تم بھیک کیوں نہیں مانگتے؟

بڈھا : ہر چیز کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے —

خاریتونوف: ہونہہ — اب میرے چائے پینے کا وقت ہو گیا —
لڑکی: کون بنوا رہا ہے؟
راج: مستاکوف ایوان واسیلی‌وچ —
بڈھا: کیا وہ یہاں رہتا ہے؟
راج: ہاں —
بڈھا: کیا وہ یہیں پیدا ہوا تھا؟
راج: یہ جاننے کی کیا پڑی ہے تمہیں؟
لڑکی: میں نے سنا ہے کہ یہاں کے لوگ بڑے بھلے مانس ہیں —
راج: ہر طرح کے لوگ ہیں یہاں —
بڈھا: کیا وہ یہاں بہت دنوں سے ہے؟
راج: بیس برس سے — (رکتا ہے اور شبہے کی نظر سے بڈھے کو دیکھتا ہے) آخر تم نے یہ کیسے سوچا کہ وہ یہاں نہیں پیدا ہوا تھا؟ میں نے نہیں کہا کہ وہ یہاں نہیں پیدا ہوا تھا —
لڑکی: لوگ کہتے ہیں وہ دل کا بڑا اچھا ہے —
راج: کبھی دل کا اچھا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی — وہ اٹھائی گیروں اور مفت کی روٹی توڑنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا —
بڈھا: کون سے مفت کی روٹی توڑنے والے؟
راج: وہی جو سڑکوں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں...
لڑکی: آؤ چلیں بھائی —
بڈھا: کہاں؟ پہلے ہم ذرا آرام کرینگے — میں ہوا کے گھوڑے پر سوار تو ہوں نہیں — کون بیٹھا میری راہ دیکھہ رہا ہے؟
راج: تم کوئی اچھے بھلے یاتری تو دکھتے نہیں —
بڈھا: نہیں دکھتا؟ تو میں کیا دکھتا ہوں؟
راج: میں کیا جانوں — تمہاری بات چیت بھی یاتریوں جیسی نہیں —
بڈھا: ہر چڑیا اپنا اپنا راگ الاپتی ہے —

راج: تم یاتری تو بالکل نہیں معلوم ہوتے — اگر تم بھیک چاہتے ہو تو جاؤ وہاں احاطے میں اس کونے کے پیچھے...

بڈھا: اتنی جلدی کیا ہے؟ کیا تم مجھہ سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو؟

راج: مجھے کیا پڑی ہے — لیکن تم منڈلاتے کیوں پھر رہے ہو؟ کیا بھس میں چنگاری ڈالنے کا ارادہ ہے —

بڈھا: میں تمباکو نہیں پیتا —

(نکیتا جھونپڑے کے اندر جاتا ہے—)

بڈھا (ادھر ادھر دیکھتا ہے، لڑکی سے بہت ہی دھیمی آواز میں): اپنی آنکھیں کھلی رکھہ، مارینا — آنکھیں اور کان کوئی چیز نظر سے چوکنے نہ پائے — یاد رکھو— پتہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا — فوراً بھاگ کر شہر جانا، ایلیا کے ہاں...

لڑکی: جانتی ہوں —

بڈھا: وہ سیدھا کوتوالی جائیگا اور پولیس کو سب کچھہ بتا دینا — بھولنا مت —

لڑکی: نہیں، نہیں بھولونگی —

بڈھا: (چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے): ذرا دیکھنا ان لٹیروں نے کیسی دنیا سجا رکھی ہے — چاہتے ہیں آسمان بالکل اوجھل ہو کر رہ جائے — بےایمان، خدا سے منہ چھپاتے پھرتے ہیں — اینٹ اور پتھر کے ان تہہ خانوں میں اپنے پاپ سینت سینت کر رکھہ رہے ہیں —

لڑکی (آہستہ سے): دیکھو —— کوئی آ رہا ہے —

(یاکوف اور تانیا آتے ہیں —)

یاکوف: بتاؤ کیا کہتی ہو —

تانیا: ٹھہرو — آخر وہ ہیں کہاں؟ (پکارتی ہے) ابا!

یاکوف: اچھا ہم ان کو بعد میں ڈھونڈ نکالینگے — پہلے بتاؤ —
تانیا: جب میں باتیں کرتی ہوں تو نہ جانے کیوں میرا دل اچاٹ ہو جاتا ہے —
یاکوف: لیکن باتیں سننے میں مزا آتا ہے؟
تانیا: گپ مزیدار ہو تو تھکیں کیوں؟ ابا!
یاکوف: گپ ہمیشہ مزیدار ہوتی ہے!
تانیا: اف —
یاکوف: لوگ جب کسی کے بارے میں باتیں کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ وہ اس کے اندر کے سارے بخیے ادھیڑ رہے ہیں —

(لڑکی ان کے سامنے کورنش بجا لاتی ہے —)

تانیا: یاتری قسم کے لوگ گپوں کا خزانہ ہوتے ہیں —
یاکوف: وہ یوں دکھتی ہے جیسے کٹھہ پتلی ہو— ٹھہرو، دیکھنا کس طرح ہولاتا ہوں اسے —
تانیا: نہیں میں نہیں دیکھتی —
یاکوف: ذرا دیکھو تو سہی کتنا مزا آتا ہے — (غور سے بڈھے کو دیکھتا ہے) خدا کی پناہ، اچھا تم ہو؟

(بڈھا بھی اس کو اطمینان کے ساتھہ بڑے غور سے ٹکٹکی باندھہ کر دیکھتا ہے —)

یاکوف: کیا تم یہاں بہت دنوں سے ہو؟
بڈھا: نہیں بہت دن تو نہیں ہوئے —
یاکوف: کیا جلد ہی جیل واپس جانے کا ارادہ ہے؟
بڈھا: ہاں تمہارے ساتھہ ہی جاؤنگا —
یاکوف: میرے ساتھہ؟ کیا مطلب؟

بڈھا : یونہی — تمہارا کب تک واپس جانے کا ارادہ ہے؟
یاکوف : بھلا مجھے جیل سے کیا کام...
بڈھا : کام تو ڈھونڈنے والے ڈھونڈ لینگے، بےفکر رہو—
یاکوف (بوکھلاہٹ میں) : تمہاری یہ مجال...
تانیا (اس کو روکتے ہوئے) : اس کو چھونا مت — ذرا کھرے قسم کا بڈھا دکھتا ہے —
یاکوف (دور ہٹتے ہوئے) : اٹھائی گیرا کہیں کا، بھلا اٹھائی گیرا کیوں ڈرنے لگا —
لڑکی : چھوٹی بٹیا! ہم دو بے گھر یاتریوں کو آسرا نہیں دوگی؟ کچھ کھانے کو، کچھ پینے کو؟ خدا کے نام پر!
تانیا : جاؤ، وہاں جاؤ، باورچی خانے میں، وہاں مانگو — آخر ابا کہاں چلے گئے؟
یاکوف : وہ آجائینگے —
تانیا : کتنا پھیکا، بوجھل دن ہے! کاش کوئی پھلجھڑی چھوٹتی، کوئی ہنگامہ ہوتا — اک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق —
یاکوف : ہاں کہیں آگ ہی لگ جاتی! تمہیں آگ دیکھنے میں مزا آتا ہے نا؟
تانیا : میں آگ سے ڈرتی ہوں — لیکن کبھی کبھی میں زندگی سے اتنا اکتا جاتی ہوں کہ کوئی ہنگامہ ہو تو میرا جی خوش ہوگا — ہاں یہ ہنگامہ چاہے کتنا ہی بھیانک کیوں نہ ہو —
یاکوف : مجھ سے شادی کر لو —
تانیا : میں مذاق نہیں کر رہی ہوں — سوفیا مارکوونا کو دیکھو — کہتی ہے ''میں نہیں جانتی اکتاہٹ کس چڑیا کا نام ہے —'' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کتنے تک زندگی سے اکتا جاتے ہیں کبھی کبھی — تمہیں خوبانیاں اچھی لگتی ہیں؟
یاکوف : مجھے تم اچھی لگتی ہو —

تانیا: بس کرو!

یاکوف: واقعی میں تمہیں چاہتا ہوں — تم مجھہ سے شادی کرنا کیوں نہیں چاہتیں؟ کتنا مزا آئیگا! ہم ایک موٹر خرید لیں گے —

تانیا: میں کہہ چکی ہوں، میں اس معاملے پر سوچنا چاہتی ہوں —

یاکوف: لیکن سوچنا نہ ہوا شیطان کی آنت ہو گیا — سوچ بھی چکو — آخر شادی کر رہی ہو — برج تو کھیل نہیں رہی ہو — اس میں سوچنے کو کیا رکھا ہے — آدمی روادار ہوں، دل میں دکھہ نہیں پالتا — میں تو کھاؤ پیو موج کرو کا قائل ہوں — پھر ہوں غریب — اس لئے بے فکر رہو، رہونگا میں وفادار شوہر — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — جانتی ہو — میری بیوی بننے کے بعد جو جی چاہے کرنا، جی چاہے شتر بےمہار بن جانا —

تانیا: وہ تو میں ابھی بھی بن سکتی ہوں —

یاکوف: نہیں — تم اس وقت نہیں بن سکتیں کیونکہ تم بیاہی نہیں ہو اور تمہیں آگا پیچھا دیکھنا پڑتا ہے — ہم مرد ڈاکو ہیں اور ہم ناتجربہ کار لڑکیوں کو لوٹتے ہیں — ایک بار شادی کر لو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ادرک کا سواد کیا ہے، کسے کہتے ہیں شتر بےمہار ہونا — اب اس سوفیا مارکوونا کو لےلو، ایک کے بعد ایک، تابڑ توڑ، کیا مجال جو عاشقوں کا تار ٹوٹ جائے!

تانیا (افسوس و رنج کے ساتھہ): اس کے بارے میں لوگ کیسی کیسی بری باتیں کرتے ہیں!

یاکوف: لوگ کیا کیا کہتے پھرتے ہیں اس سے تمہارے پیٹ میں قراقر کیوں ہو — رہا پاول سو وہ کمینہ اور اجڈ ہے — وہ تو دھوبی کا کتا ہے گھر کا نہ گھاٹ کا —

تانیا (مسکراتے ہوئے): اف، نہیں — تم غلطی پر ہو — اسے سوفیا مارکوونا سے محبت ہے —

یاکوف: پاول؟ میں نہیں مانتا!

تانیا: ہاں، اسے محبت ہے — میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اسے سوفیا کے دستانوں کو چومتے ہوئے —

یاکوف: لو دور دور بھی اس کا خیال نہیں تھا —

تانیا: وہ ہمارے گھر میں دستانے چھوڑ گئی اور...

یاکوف: اور اس نے ان دستانوں کو چوم لیا؟ بیوقوف گدھا! خیر دیکھہ لینا آج یا کل کی بات ہے، وہ تمہاری سوتیلی ماں بن کر چھاتی پر مونگ دلیگی —

تانیا: بنے سوتیلی ماں —— میں تو خوش ہونگی —

یاکوف (کڑوے منہ سے): خوش ہونگی — لیکن کیوں؟

تانیا (سوچتے ہوئے): گھر میں کم از کم ایک عورت سلیقے کی ہوگی جس سے میں فراکوں وراکوں کے بارے میں کچھہ صلاح مشورہ کر سکونگی — ایک بار وہ اس گھر میں آ گئی تو ہم گھر کا حلیہ ہی بدل دینگے — یہ گھر بہت چھوٹا ہے —

خاریتونوف (آتا ہے): ہائے کیا جوڑی ہے کبوتروں کی! ایوان واسیلیوچ کہاں ہیں؟

یاکوف: کہیں نظر ہی نہیں آتے —

خاریتونوف: معمار آیا ہے —

تانیا: اچھا میں چلی — اس سے ملنا ہے — بڑا پیارا آدمی ہے! (جلدی سے چلی جاتی ہے —)

خاریتونوف: کہو کیسی چل رہی ہے گاڑی؟ بہت آہستہ —

یاکوف (اداس ہوکر): عجیب بےمزا موم کی ناک ہے —

خاریتونوف: تم ہو موم کی ناک! کوئی اور ہوتا تو کب کا...

یاکوف (ناامیدی سے): میں زبردستی تو اس کو دبوچنے سے رہا... بتائیے؟

خاریتونوف: کیوں نہیں؟ ارے لڑکیاں ڈنڈے ہی کی راضی

ھیں — بیوقوف! اگر تیری جگہ میں ھوتا تو کب کا قلعہ فتح ھو چکا ھوتا!

یاکوف: جاؤ تو تم ھی بیاہ کر لو نا!

خاریتونوف: چ چ! تم کس سے بات کر رھے ھو؟ اگر میں دھارے میں بہہ گیا تو تم کو دن تارے نظر آ جائینگے —— تمہارے پلے پھوٹی کوڑی نہ ھوگی —

یاکوف: ھش — کوئی آ رھا ھے... ایوان واسیلیوچ ھوگا —

خاریتونوف (چاروں طرف نظر دوڑاتا ھے، چاندی کا سکہ جیب سے نکالتا ھے اور زور سے بولتا ھے): دیکھو یہ ایک سکہ ھے —— چھوٹا سا سکہ —— لیکن یہ دنیا اسی پر قائم ھے — یہ ھے ایک چیز جس پر جتنا بھی جان چھڑکو کم ھے —— جادو کے نگینے سے زیادہ سندر، بارود سے زیادہ زوردار — روپیہ ھے سنجوگنے کی چیز —— روپیہ پانی نہیں ھے کہ بہاتے پھرو — (اپنے سابقہ لہجے میں) میری آنکھہ میں دھول جھونکنے کا فائدہ؟ کوئی نہیں آ رھا ھے —

یاکوف: میں نے جھونپڑے کے پیچھے کسی کے قدموں کی آھٹ سنی —

خاریتونوف: آھٹ! دیکھو میں کہے دیتا ھوں، آج کے آج تم یہ قصہ چکا لو — جاؤ اس کو ڈھونڈو — لونڈیا کو اپنی نظر سے اوجھل مت ھونے دو —

یاکوف (جاتے ھوئے): اگر وہ بودی نکلی تو؟

خاریتونوف: پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں سمجھو بیوقوف!

(دونوں جاتے ھیں — زیر تعمیر مکان کی طرف سے مستاکوف آتا ھے — اس کی آنکھیں زمین پر جھکی ھوئی ھیں اور وہ بہت ھی بجھا بجھا سا نظر آتا ھے — جھونپڑے کے

پیچھے سے بڈھا نکل کر آتا ہے — دونوں ہاتھہ اپنے ڈنڈے پر رکھہ کر بڈھا رکتا ہے اور مسکراتا ہے —)

بڈھا (دھیمی آواز میں) : آداب عرض ہے، گوسیف —

مستاکوف (اسی لہجے میں) : آداب انتون —

بڈھا : میں اب انتون نہیں ہوں — میں ہوں پیتی‌ریم — تمہاری طرح میں نے بھی اپنا نام بدل دیا ہے — ہاں یہ بات دوسری ہے انتون باقی نہ رہنے کی کوئی وجہ نہیں — تم مجھہ سے آنکھہ کیوں برابر نہیں کرتے؟

مستاکوف : میں تم کو دیکھہ چکا ہوں —

بڈھا : اچھا — کہاں؟ کب؟

مستاکوف : گرجا گھر کی برساتی میں — پھر میں نے تم کو ابھی ابھی ایک عورت کے ساتھہ سڑک پر آتے دیکھا —

بڈھا : اچھا تم میری ہی راہ دیکھہ رہے تھے؟ (مستاکوف کوئی جواب نہیں دیتا) جب تم نے پہچان لیا تو پھر تمہیں انتظار بھی ہوگا —

مستاکوف (تیوری چڑھاتے ہوئے) : میں نے تم کو گرجا گھر میں پہچان لیا تھا — تمہاری آنکھوں سے پتہ چل گیا —

بڈھا : اچھا تو پھر کیا ہے، دعوت دو، مجھے اپنا مہمان بناؤ —

مستاکوف (تھکن کے ساتھہ) : سنو انتون، تم چالاک آدمی ہو، تم خود ہی جانتے ہو، تمہارے یہاں آنے کا مطلب میرے لئے کیا ہوتا ہے — ہیر پھیر سے کام نہ لو... چلو صاف صاف اور سیدھے سیدھے اپنے دل کی بات بتا دو — تم مجھہ سے چاہتے کیا ہو؟

بڈھا (ہنستا اور سر دھنتا ہے) : کیا بھلے لوگ اسی طرح بات کرتے ہیں؟ یہ لو میں تو آیا اپنے پرانے دوست کو سلام کرنے... آخر ہم دونوں نے ایک ساتھہ بہت سے طوفان جھیلے ہیں، ایں؟ اور تم چھوٹتے ہی پوچھنے لگے — میاں چاہتے کیا ہو؟

مستاکوف: دیکھو میں... چاہو تو تمہیں... میرا مطلب ہے تمہاری مٹھی گرم کر سکتا ہوں...

بڈھا: روپیہ! مجھے روپے سے کیا لینا دینا؟ میں بڈھا ہو چکا — پکا ہوا پھل آج ٹپکا کل ٹپکا —

مستاکوف: تمہارے ساتھ جو عورت تھی —— کیا وہ؟

بڈھا: وہ کنواری لڑکی ہے — چھوکری تیز ہے — مجھ سے چپکی ہوئی ہے —

مستاکوف: کیا وہ بھی میرے بارے میں جانتی ہے؟

بڈھا: تمہارا کیا خیال ہے؟

مستاکوف (اس کے کندھے پکڑ کر): پہیلیاں نہ بجھواؤ، بڈھے خناس!

بڈھا (جھکائی دے کر اس کی گرفت سے نکلتے ہوئے): دیکھو بھئی —— ہاتھاپائی پر نہ اتر آؤ — ہاں کہے دیتا ہوں!

(درختوں کے جھنڈ سے لڑکی نکلتی ہے —)

بڈھا: آنکھ نہ دکھاؤ، میں ڈرنےوالا نہیں — وہ کون سی مصیبت ہے جس کا پہاڑ مجھ پر نہیں ٹوٹا ہے —

مستاکوف: تم کیا چاہتے ہو؟

بڈھا: یہی ذرا تم سے دو دو باتیں کرلوں اور کیا —

مستاکوف: کاہے کے بارے میں؟

بڈھا: اوہ —— کاہے کے بارے میں؟ پوری دنیا پڑی ہے باتیں کرنے کو —

مستاکوف (ایک لمحے کو رکتے ہوئے): انتون، بہت دن ہوئے کہ ہماری راہیں الگ ہو گئیں —

بڈھا: لیکن دیکھو نا —— پھر دونوں راہیں ایک دوسرے سے مل گئیں —

مستاکوف: تم چبا چبا کر بات کیوں کر رہے ہو — تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: میں بہت کچھہ چاہتا ہوں —

مستاکوف: کیا؟

بڈھا: میں نے مصیبت کے پہاڑ سے سال کاٹے ہیں — آج میں ایک ایک دن کی پوری پوری قیمت چاہتا ہوں —

مستاکوف: کتنا مانگتے ہو؟

بڈھا: ابھی میں نے سارا حساب نہیں لگایا ہے —

(مستاکوف پیچھے ہاتھہ باندھہ کر کھڑا ہو جاتا ہے
اور اسے نفرت سے گھورتا ہے —)

بڈھا: تم کیا گھور رہے ہو؟

مستاکوف: میں یہ نہیں بھولا ہوں کہ تم کس ڈھب کے آدمی ہو —

بڈھا: نہیں بھولے ہو؟ یہ تو اور بھی اچھا ہے —

مستاکوف (اداس لہجے میں): انتون تم مجھہ سے چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: ڈر گئے ایں؟ یہ تو زندگی کا ایک چھوٹا سا مذاق ہے، گوسیف — یہاں تم ہو کہ بھاگ دوڑ کر رہے ہو، دھڑا دھڑ عمارتیں بنوا رہے ہو اور میں چپکے چپکے، دبے پاؤں رینگتا ہوا آتا ہوں... اور لو... دیکھہ لو...

مستاکوف: لیکن بتاؤ تو سہی میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ مجھے تو کچھہ یاد نہیں آتا —

بڈھا: مجھے بھی کچھہ یاد نہیں آتا —

مستاکوف: یاد ہے، ان دنوں مجھے تم پر کتنا رحم آیا تھا —

بڈھا (ہلکے سے ہنستے ہوئے): ہاں آدمی کو ترس کھانے کا گر آنا چاہئے — ترس کھانا اتنا آسان نہیں ہے! اور تم نے کیا سوچا؟

مستاکوف: کیوں، کیا اب تم مجھے تباہ کرنا چاہتے ہو؟
بڈھا (کان کھڑے کرتے ہوئے): یہ میں پھر کبھی بتاؤنگا کیا چاہتا ہوں — کوئی آ رہا ہے... سڑک پر سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دے رہی ہے... سنا؟ اس وقت تو میں باورچی خانے جاتا ہوں اور شام کو تم مجھے بلا لینا... کیوں ٹھیک ہے نا؟

(مستاکوف سر ہلاتا ہے — باغ سے زخاروونا نکل کے آتی ہے —)

زخاروونا: ہائے اللہ! ایوان واسیلیوچ، کہاں تھے تم؟ میں نے تمہاری تلاش میں زمین اور آسمان ایک کر دیا —
مستاکوف (خفا خفا سا): اس آدمی کو باورچی خانے لے جاؤ اور کھانا کھلا دو —
زخاروونا: ہونہہ، بھلا کیوں نہیں، آج اتنا وقت ہی تو پڑا ہے...
مستاکوف: وہی کرو جو میں کہتا ہوں —
زخاروونا: وہاں وہ لوگ تمہاری راہ دیکھہ رہے ہیں — (بڈھے سے) آؤ میرے ساتھہ —
بڈھا: بڑا ٹیڑھا ہے تمہارا مالک —
زخاروونا: بس بس چپڑ چپڑ بند کرو —
بڈھا: اور لگتا ہے تم بھی کچھہ کم ٹیڑھی نہیں ہو — تم ڈنڈے کی بھاگی ہو —
زخاروونا (مڑتے ہوئے): کیا کہا؟

(مستاکوف اس کی طرف انگلی ہلاتا ہے — تنہائی میں اپنے آپ بڑبڑاتا ہے ''خدا کی پناہ — یہ نہیں ہو سکتا! نہیں ہو سکتا!،، زیر تعمیر عمارت کی طرف جاتا ہے — راستے میں سوفیا مارکوونا سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے — وہ کچھہ ادھیڑبن میں گرفتار نظر آتی ہے —)

سوفیا مارکوونا : تم نے کیا کیا اوٹ پٹانگ لکھہ مارا؟ مجھے اعتبار نہیں آتا! کیا تم دیوانے ہوئے ہو؟ (اس کا ہاتھہ پکڑتی ہے) بولو! مجھے سب کچھہ بتاؤ! کیا تم سچ مچ بھاگے ہوئے قیدی ہو؟

مستاکوف (دور دیکھتے ہوئے) : ہاں بھاگا ہوا قیدی ہوں — مجھے چار سال کی قید ہوئی تھی —

سوفیا مارکوونا : کیا قصور تھا تمہارا؟

مستاکوف : میں نے قید میں دو برس اور پانچ مہینے کاٹے، پھر بھاگ کھڑا ہوا —

سوفیا مارکوونا : ناممکن! آنکھیں برابر کرو! کیا جرم کیا تھا تم نے جس کی تمہیں سزا ملی تھی؟ دھوکا دیا تھا، جعلی سکے بنائے تھے؟

مستاکوف : خون —

سوفیا مارکوونا (اس کا ہاتھہ چھوڑ دیتی ہے) : تم خونی ہو؟ کیسے کیا تھا تم نے خون؟

مستاکوف : میں نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا : ہمت سے کام لو — ایسے وقت میں دل دماغ قابو میں رکھو! بتاؤ یہ سب ہوا کیسے؟ اف، جلدی کرو... مجھے بتاؤ!

مستاکوف : میں نہیں جانتا — میں نے عدالت میں بھی یہی کہا تھا — میں نہیں جانتا — اس وقت میں صرف بیس برس کا تھا... میں رنگروٹ تھا — ہم پی رہے تھے — کسی نے مویشیوں کے ایک سوداگر کے چھرا گھونپ دیا — میں نشے میں تھا اور میں نے اسے دیکھا بھی نہیں... میں نے تو اس کی صورت بھی نہیں دیکھی — ہاں سچ میں نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی — لیکن وہاں اور کوئی نہیں تھا جس پر یہ الزام دھرا جاتا — اس لئے آئی گئی ساری میرے سر منڈھہ دی گئی — الزام دھرنے والوں کو میرے لباس پر خون کی ایک بوند نظر آ گئی تھی —

سوفیا مارکوونا : کس کے خون کی بوند؟

مستاکوف : میں نہیں جانتا — رنگروٹ ایک دوسرے سے سر پھٹول کر رہے تھے اور میں ان کے ساتھہ تھا —

سوفیا مارکوونا : کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ایں بتاؤ؟ ہاں تم سچ کہہ رہے ہو! نہیں تم خون نہیں کر سکتے — نہیں، نہیں! لیکن تم نے اتنے دنوں مجھہ سے یہ بات کیوں نہیں کہی؟ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟

مستاکوف (بالکل نڈھال اور بےجان) : یہاں ایک آدمی آیا ہے — وہ میرے ساتھہ جلاوطنی کے دن کاٹ رہا تھا — وہ میری تلاش میں تھا — اس نے ایک آدمی بھیجا ہے — وہ میرے بارے میں چھان بین کرنا چاہتا ہے — جمعرات کو میں نے اس کو گرجا گھر کی برساتی میں دیکھا — میں فوراً ہی اس کو پہچان گیا —

سوفیا مارکوونا : تمہیں فوراً مجھے بتانا چاہئے تھا — میں تم پر بھروسہ کرتی ہوں — اندھا بھروسہ —

مستاکوف : آج صبح میں نے تم کو بتانے کی کوشش کی لیکن تم نے مجھے بتانے نہ دیا —

سوفیا مارکوونا : آج صبح؟ تمہارا مطلب ہے... اف... کتنی احمق ہوں میں! میں نے سوچا... اف کتنی حماقت ہے! مجھے معاف کرو...

مستاکوف : میں نہ جانے کب سے تمہیں یہ سب بتانا چاہ رہا تھا مگر ہمت ہی نہ ہوئی — یہ بات میرے دل پر چٹان کی طرح تھی — اس دنیا میں میرا کوئی نہیں، اکیلی تم ہو... تم میرے لئے بہن ہو... تم اس دنیا میں میرے لئے سب کچھہ ہو —

سوفیا مارکوونا : وہ آدمی چاہتا کیا ہے؟

مستاکوف : مجھے اس کا اور ملتا ہے نہ چھور — وہ مجھے برباد کرکے دم لیگا —

سوفیا مارکوونا : ایسی باتیں نہیں کرتے — کہاں ہے وہ؟

مستاکوف : باورچی خانے میں — بڑا ہی خبیث ہے — سوفیا مارکوونا مجھے بچاؤ! باقی زندگی میں تمہاری غلامی میں کاٹ دونگا! میں زندہ رہنا چاہتا ہوں!

سوفیا مارکوونا : اطمینان رکھو، میں تمہارا بال بیکا نہ ہونے دونگی —

مستاکوف : میں اپنے آپ سے کہتا ''وہ جس راستے پر چلنے کو کہیگی، میں اسی پر ساری زندگی چلتا رہونگا اور جب وقت آئیگا تو میں بتا دونگا —— لو دیکھہ لو، یہ ہے میرا رنگ روپ! لیکن میرا ضمیر صاف ہے — تم نے مجھے بھلا کرنا سکھایا — جب تک میں تم سے ملا نہ تھا، زندگی میرے لئے بےمعنی تھی...''

سوفیا مارکوونا : یہ وقت یہ سب کہنے کا نہیں —

مستاکوف : کیا تم کو میری باتوں پر یقین ہے؟

سوفیا مارکوونا : تم یہ کیسے پوچھہ سکتے ہو؟ تم اس سے کس وقت بات کروگے؟

مستاکوف : آج شام کو —

سوفیا مارکوونا : کچھہ ایسا انتظام کرو کہ میں تمہاری باتیں سن سکوں — میں آج رات یہیں رہ جاؤنگی — ایسا پکا بندوبست کر لو کہ بچوں کو کانوں کان کچھہ معلوم نہ ہو —

مستاکوف (ہلکی سی تلخ ہنسی کے ساتھہ) : یہ جان کر تو پاول کی باچھیں کھل جائینگی!

سوفیا مارکوونا : یاد رکھو، اس سے بات کرتے وقت آپے میں رہنا!

مستاکوف : دیکھو وہ تمہیں بھی اس لپیٹ میں نہ لے لے؟

سوفیا مارکوونا : مجھے؟ بکواس! چلو اندر چلیں —

مستاکوف : سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا : ہوں؟ دیکھو اپنے آپ کو سنبھالو!

مستاکوف: میں ڈر رہا ہوں —

سوفیا مارکوونا: ڈرنے سے کام نہیں چلیگا —

مستاکوف: میں اس چیز سے ڈر رہا ہوں کہ تم کیا سوچوگی میرے بارے میں —

سوفیا مارکوونا: لیکن تم بےگناہ ہو، ہے نا؟ یہ سب محض خوفناک غلطی ہے، ہے نا؟

مستاکوف: ہاں غلطی! میں خدا کی قسم کھاتا ہوں!

(دونوں چلے جاتے ہیں — لڑکی جھاڑیوں سے نکلتی ہے اور بجھی بجھی آنکھوں سے ان کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے اور ٹھوڑی کھجاتی ہے —)

پردہ

تیسرا ایکٹ

ایک بڑا سا کمرہ جس کے درمیان لکھنے کی میز اور تین آرام کرسیاں رکھی ہیں — میز پر نیلے شیڈوالا لیمپ جل رہا ہے — کونے میں ایک پردے کے پیچھے سے پلنگ کا سرہانہ نظر آ رہا ہے — دوسرے کونے میں چولھا ہے جس کے سامنے صوفہ رکھا ہوا ہے — دروازے پر بھاری پردے پڑے ہوئے ہیں — دروازے کے پاس ایک بڑی الماری رکھی ہے — تماشائیوں کے سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ ہے — مستاکوف صوفے پر نیم دراز ہے — پچھلی دیوار پر کوئی دستک دیتا ہے —

مستاکوف (اٹھتے ہوئے) : ہاں؟

زخاروونا : وہ جاگ رہا ہے —

مستاکوف : اس کو یہاں بلا لاؤ —

زخاروونا : وہ چائے مانگ رہا ہے —

مستاکوف : اس کو چائے دو، اس کے بعد یہاں لے آؤ —

زخاروونا : ایوان واسیلی‌وچ اس کی اتنی آؤ بھگت کیوں کرو — مجھے تو یہ بڈھا پرلے درجے کا بدمعاش دکھتا ہے —

مستاکوف : سب ٹھیک ہے — جاؤ بھاگ کر جاؤ —

زخاروونا : وہ تو تمہارے بارے میں اناپ شناپ، اوٹ پٹانگ

سوال کر کر کے میری ناک میں دم کئے دے رہا ہے — جب دیکھو کرید رہا ہے، کریدے چلا جا رہا ہے —

مستاکوف : کیا؟

زخاروونا : کرید کرید کر پوچھ رہا ہے... تم کس طرح رہتے ہو، تمہارا کیا کاروبار ہے، یہ سوفیا مارکوونا کون ہے...

مستاکوف : سوفیا مارکوونا؟

زخاروونا : وہ تو بڑا لال بجھکڑ بنتا ہے جیسے اس کو سب کچھ معلوم ہو — جیسے وہ یونہی پوچھ گچھ کر رہا ہو — مونڈی کاٹا یوں کرید کرید کر پوچھ رہا ہے جیسے عدالت میں سرکاری وکیل بیٹھا جرح کر رہا ہو...

مستاکوف : سرکاری وکیل؟

زخاروونا : ہاں سرکاری وکیل —

مستاکوف : نہیں، وہ مجھے جانتا ہے بہت پہلے سے... بہت پہلے کی بات ہے جب میں غریب تھا — اس وقت ہم ایک ساتھ ہی رہتے تھے —

زخاروونا : ہم بہت سے ایروں غیروں نتھو خیروں کو جانتے ہیں — تو کیا ہوا، ہم ان کی چندیا میں چنبیلی کا تیل سکھاتے پھریں؟

مستاکوف (چلتے ہوئے) : کیا سوفیا مارکوونا تانیا کے کمرے میں ہیں؟

زخاروونا : ہاں —

مستاکوف : ان سے کہنا یہاں آ جائیں — ذرا ادب سے کہنا، میں ایک منٹ کو ملنا چاہتا ہوں — (کوئی دستک دیتا ہے — زخاروونا دروازہ کھولنا ہی چاہتی ہے کہ مستاکوف اس کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے) رک جاؤ! کون ہے؟

زخاروونا : اوئی اللہ! اور کون ہوتا سرکار —— ہوگا اپنے آدمیوں میں سے کوئی؟

مستاکوف (دھیمی آواز میں، غصے سے) : تم کچھہ نہیں سمجھتیں، بڑھیا بیوقوف!

سوفیا مارکوونا : اس پر کیوں چیخ رہے ہو؟ چیخنا تو تم پر چاہئے!

مستاکوف : بھاگ جاؤ یہاں سے زخاروونا!

زخاروونا : جانتی ہوں —— اب مجھے یہاں سے چل دینا چاہئے... (چل دیتی ہے —)

سوفیا مارکوونا : طبیعت کیسی ہے؟

مستاکوف : بری — جی اوب گیا —

سوفیا مارکوونا : شرم آنی چاہئے —— اتنی سی بات پر تمہارے ہاتھہ پاؤں پھول گئے!

مستاکوف : معاملہ ہی اتنا نازک ہے —

سوفیا مارکوونا : کون جانے، بلا آئے نہ آئے، ٹل جائے —

مستاکوف : میں اس کو خوب جانتا ہوں —

سوفیا مارکوونا : ہم اس سے ملیں گے، اس سے بات چیت کرینگے اور جو کچھہ چاہیگا، دے دینگے — پھر میں چپکے چپکے کوشش کرونگی کہ تمہیں معافی مل جائے — ہم سب سے اچھے وکیل سے معاملہ کرینگے — روپیہ کیا نہیں خرید سکتا — ویسے بات بری ہے لیکن کیا کیا جائے — اس کے سوا چارہ کیا ہے؟

مستاکوف : میں نہیں جانتا، آخر اس سے کیا کہوں —

سوفیا مارکوونا : تم خود کو مجرم تو نہیں سمجھتے، کیوں؟ پھر ڈرنے کی کیا بات ہے؟

مستاکوف : تم نہیں جانتیں لوگ کیا سے کیا بن سکتے ہیں —

سوفیا مارکوونا :دیکھیں گے — اچھا میں کہاں چھپوں؟

مستاکوف: کیا یہ ضروری ہے؟

سوفیا مارکوونا: میں یہاں اس الماری کے پیچھے چھپ جاؤنگی، اس پردے کے پیچھے —(مسکراتی ہے) سچ میں نے کاھیکو کبھی سوچا ہوگا، مجھے ایسے عجیب ڈرامے میں پارٹ ادا کرنا پڑیگا —

زخاروونا (منہ بنائے ہوئے آتی ہے): وہ چائے نہیں چاھتا — کیا میں اس کو اندر لے آؤں؟

مستاکوف: ھاں لے آؤ —

سوفیا مارکوونا: دیکھا، اس نے مجھے دیکھا بھی نہیں — اب ہوشیار رھنا — بھڑکنا مت —

مستاکوف: اگر تم بھی اس جال میں میرے ساتھہ پھنس گئیں تو کیا ہوگا؟ پھر میں کیا کرونگا؟

سوفیا مارکوونا: ھش —

(چھپ جاتی ہے — مستاکوف اس کی طرف دیکھتا ہے اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے — وہ پردے کے پیچھے سے سر نکال کر جھانکتی ہے اور مسکراتی ہے —)

مستاکوف (تلخ ھنسی کے ساتھہ): کیا تمہیں اس میں مزا آتا ہے؟

سوفیا مارکوونا: اوہ ھاں — کچھہ کچھہ ڈر بھی رھی ہوں، ھش! آ رہے ھیں!

(کوئی دستک دیتا ہے — زخاروونا بڈھے اور لڑکی کو اندر لاتی ہے اور بڑبڑاتی ہے — بڈھا اس کونے میں مڑ جاتا ہے جہاں بستر ہے اور صلیب کا نشان بناتا ہے — ہوا کو سونگھتا ہے —)

مستاکوف (لڑکی کی طرف سر ہلاتا ہے) : اس کو تم یہاں کیوں لائے؟

بڈھا : وہ ہمیشہ میری جان کے ساتھہ ہے ---- جیسے میرے پاپ!

مستاکوف : اس کو باہر بھیج دو— میں اس کے سامنے تم سے بات نہیں کر سکتا —

بڈھا (اطمینان سے ایک آرام کرسی پر بیٹھہ جاتا ہے) : اوہ نہیں — تم ایسا کیسے کر سکتے ہو— اس کی طرف دھیان ہی نہ دو— وہ تو گونگی مٹی ہے ---- مارو اسے، پیٹو اسے، کیا مجال جو اس کے منہ سے اف نکل جائے — لیکن تم ذرا مجھہ پر ہاتھہ اٹھا کر دیکھو---- آسمان سر پر اٹھا لیگی —

مستاکوف (لڑکی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہے — لڑکی ندیدےپن سے ہر طرف گھورتی ہے اور کرسیوں کے بازوؤں کو چھوتی ہے) : بیٹھہ جاؤ!

بڈھا : بیٹھہ جا ماریتا، ڈرنے کی کوئی بات نہیں — (آرام کرسی پر گدے کھاتا ہے) اف، تمہاری کرسیاں ہیں یا پروں سے بھرے ہوئے گدے — لیکن یہاں اندھیرا ہے — کیا اور زیادہ روشنی نہیں ہو سکتی یہاں؟

مستاکوف : نہیں، نہیں ہو سکتی —

بڈھا : تم اندھیرے میں رہتے ہو— آرام سے رہتے ہو، پیٹ بھرکے کھانا کھاتے ہو، مگر رہتے ہو اندھیرے میں —

لڑکی : یہاں کیسی اچھی مہک بسی ہوئی ہے جیسے بچے کا پسینہ —

بڈھا : لیمپ سے شیڈ اتار دو!

مستاکوف : کیوں؟

بڈھا : تاکہ اور زیادہ روشنی ہو— روشنی کو چھپانے کا کیا تک ہے؟ ہاں یہ بات — اچھا بتاؤ میری کیا خاطر کر رہے ہو؟

مستاکوف: وودکا پیوگے؟

بڈھا (ہنستے ہوئے): اوہ نہیں! تم مجھے وودکا نہیں پلا پاؤگے — تم لومڑی کی طرح چالاک ہو، گوسیف —

مستاکوف (میز پر ہاتھ مارتے ہوئے): چلو جو اگلنا ہے صاف صاف اگل دو!

بڈھا (ہلکے سے اچھلتے ہوئے): دوبارہ اس طرح میز پر گھونسہ نہ جمانا! مجھے تو لگا کہ کسی نے بندوق داغ دی ... دھائیں! اچھا یہ کھڑکیوں کے باہر کیا ہے؟ مارینا، ذرا ایک نظر دیکھنا تو سہی —

مستاکوف: انتون تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا (لڑکی کو دیکھتے ہوئے): صحن میں؟

لڑکی: ہاں، پرے کو باورچی خانہ ہے —

مستاکوف: تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: میرے جیسا بڈھا کیا چاہیگا؟ میں خود نہیں جانتا —

مستاکوف: اگلو جلدی اگلو — مجھے چڑاؤ مت انتون، کہیں مجھے غصہ نہ آجائے —

بڈھا: اور غصہ آ گیا تو؟

مستاکوف (اٹھتے ہوئے): میں... میں...

بڈھا (آرام کرسی میں پیچھے اڑتے ہوئے): ہاں؟

لڑکی: سوداگر، چیخو چلاؤ مت — یہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے — ایسے میں چیخنا چلانا اچھا نہیں — ذرا اس سے دور ہی رہنا —

مستاکوف: بند کر اپنی زبان!

بڈھا: مارینا چپ رہ — میں اس کو جانتا ہوں — اس کا مزاج پارہ ہے پارہ — گھڑی میں تولہ، گھڑی میں ماشہ — ویسے آدمی دل کا اچھا ہے —

مستاکوف: تم کیا چاہتے ہو، انتون؟

بڈھا: میں نے اب تک طے نہیں کیا ہے -- اتنی مارم مار کی کیا پڑی ہے؟ مجھے کچھہ سوچنے تو دو—

مستاکوف: تم کتنے زہریلے سانپ ہو!

بڈھا: ہم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں—

(وقفہ)

بڈھا (شروع تو نرم اور فریادی لہجے میں کرتا ہے— لیکن رفتہ رفتہ اس کا لہجہ طنزیہ اور تحکمانہ ہو جاتا ہے): اچھا تو ہم یہ رہے، گوسیف، ایک دوسرے کے آمنے سامنے، تم اور میں —— ہم دونوں پاپی ہیں —— بس اتنا فرق ہے کہ میں نے چپکے سے قانون کے اشارے پر اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اور تم قانون کے چنگل سے نکل بھاگے — میں زنجیروں میں جکڑا ہوا گھلتا رہا، سڑتا رہا اور تم نرم کرسی میں دھنسے دھنسے اپنے جسم کی چربی بڑھاتے رہے، دولت بٹورتے رہے — اور اب لو —— ہم آمنے سامنے ہیں — سات برس سے تمہاری تلاش میں کہاں کہاں کی خاک چھانتا رہا — مجھے یقین تھا کہ تم مزے میں ہو، اچھے ہو، زندگی کے مزے لوٹ رہے ہو— ہاں مجھے اس کا یقین تھا —

مستاکوف: جو کچھہ کہنا ہو جلدی سے کہہ دو—

بڈھا: جلدی نہ کرو، زبان جل جائیگی — کیوں جب بچے شوربہ پیتے ہیں تو بڑے بوڑھے یہی کہتے ہیں نا؟ جلدی مت کرو —— زبان جل جائیگی — ہاں، میں کہہ رہا تھا، میں نے کونا کونا چھان مارا — ذرا اس من چلے کے درشن تو کرلوں جو قانون کو جل دے گیا — پاپ کئے دوسروں نے اور عیسی مسیح نے ان کے لئے جان دےدی — اور ایک تم ہو جس نے خود اپنے گناہوں کی قیمت ادا نہیں کی — آدمی ہو تم بڑے دل گردے کے —

مستاکوف: میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا —— مجھے غلطی سے سزا دی گئی تھی —

بڈھا: اوہ، یہ میں جانتا ہوں —— جب کبھی لوگ ہم پر کسی جرم کا الزام رکھتے ہیں اور جب کبھی ہمیں اس دنیا کا فیصلہ سننا پڑتا ہے تو ہم یہی کہتے ہیں — میں نے بھی یہی کہا تھا —

مستاکوف: میں اس پورے زمانے میں ایمانداری اور شرافت کی کھری زندگی گزارتا رہا ہوں —

بڈھا: اچھا تو یہ بات ہے! اوہ نہیں، گوسیف، یہ سب نہیں چلیگا، ہم سب پارسائی اور شرافت کے پردے میں اپنے گناہ چھپانا چاہتے ہیں — یہ قانون نہیں ہے — اب اس کی قیمت کون ادا کریگا؟ ایں؟ عیسی مسیح کو بھی پرانا قانون توڑنے کی قیمت ادا کرنی پڑی — قانون تھا: خون کا بدلہ خون — لیکن عیسی مسیح نے کہا ''برائی کا بدلہ بھلائی سے دو —،،

مستاکوف: میں نے لوگوں کے ساتھہ کچھہ کم نیکی اور بھلائی نہیں کی ہے —

بڈھا: میں تو یہ نہیں کہہ سکتا — انسان جس طرح زندگی گزارتا آیا ہے، اسی طرح زندگی گزار رہا ہے —— لوگ دکھہ اور افلاس کا شکار تھے اور ہیں... لوگ گناہ کے اندھیرے میں سانس لیتے تھے، اب بھی اسی طرح گناہ کے اندھیرے میں بھٹکتے ہیں — ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے — کیا تم نے کبھی یہ محسوس کیا ہے، گوسیف؟

مستاکوف: بتاؤ تم آخر مجھہ سے چاہتے کیا ہو؟ قصہ کیا ہے؟

لڑکی: اس کی بات مت کاٹو — اس کو روکو مت — اسے یہ بات ایک آنکھہ نہیں بھاتی...

مستاکوف: انتون!..

بڈھا: میرا نام ہے پیتی‌ریم — رہی یہ بات کہ میں چاہتا کیا

ہوں —— سو یہ بوجھنے کی بات ہے — ہم دونوں ایک ہی ذات کے کبوتر ہیں — پھر بھی میں بارہ برس تک زبان سے چوں کئے بغیر، ایمان داری سے، خاموشی سے اپنے گناہوں کی سزا بھگتتا رہا، ایک شہید کی طرح دکھہ جھیلتا رہا اور تم؟ تم قانون کے چنگل سے نکل بھاگے—

مستاکوف: اچھا تو تم مجھے پولیس کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟ تم چاہتے ہو کہ پولیس والے مجھے آن دبوچیں؟

بڈھا: لو میں نے ابھی بتایا کہاں کہ میں چاہتا کیا ہوں؟

مستاکوف: اچھا اچھا، جاؤ مجھے حکام کے حوالے کر دو، میری زندگی تباہ کردو— اس سے تمہیں کیا مل جائیگا؟

بڈھا: یہ میرا معاملہ ہے—

مستاکوف: اب تم چند سال کے مہمان ہو—

بڈھا: چاہتا ہوں زندگی کے جتنے دن بچ گئے ہیں، اچھی طرح کاٹوں—

مستاکوف: تم کام نہیں کر سکتے—

بڈھا: تم میرے حصے کا بھی کما چکے —— چلو میرے لئے بھی کافی ہوگا—

مستاکوف: انتون، مجھے چین سے جینے دو— آخر تم کون ہوتے ہو میرا گناہ ثواب دیکھنے والے؟

بڈھا: کسی کو بھی اس کا حق ہے — تم بھاگے کیوں؟ تم نے دکھہ جھیلنے سے انکار کیوں کیا؟

مستاکوف: میں زندہ رہنا چاہتا تھا —— میں کام کرنا چاہتا تھا...

بڈھا: دکھہ جھیلنا کام کرنے سے زیادہ بڑی نیکی ہے —

مستاکوف (غصے سے): دکھہ اور مصیبت سے کیا فائدہ؟ اس سے کس کا بھلا ہوگا؟ اس سے کس کو لاب ہوگا؟ بدمعاش کہیں کے، بتاؤ مجھے!

بڈھا : مجھہ پر بھونکو مت! ساری زندگی لوگ مجھہ پر بھونکتے رہے ھیں — اب اس وقت تم میری مٹھی میں جکڑے ھوئے ھو جیسے پنجرے میں چڑیا — مجھے اس سے کیا کہ تم نے اپنے لئے اتنا اچھا سا، نرم نرم سا گھونسلہ بنا لیا ھے، اپنے لئے ایک زوردار عورت، ایک سونے کی چڑیا پھانس لی ھے...

مستاکوف (بھڑکتے ھوئے) : تیری یہ مجال! (اس پر جھپٹ پڑتا ھے —)

لڑکی (کھڑکی کی طرف جھپٹتی ھے) : بچاؤ!

بڈھا (میز کے پیچھے فرش پر گرتے ھوئے) : مارینا کھڑکی توڑ دے!

سوفیا مارکوونا (کونے سے جھپٹ کر نکلتے ھوئے لڑکی کو دھکیل کر میز پر گرا دیتی ھے اور مستاکوف کا بازو پکڑ لیتی ھے) : جاؤ، چلے جاؤ، اس کمرے سے! ارے چھوکری، تو بھی یہاں سے بھاگ جا!

بڈھا (اٹھتے ھوئے اور ڈر سے ادھر ادھر گھورتے ھوئے) : اچھا یہ ھیں تمہارے ھتھکنڈے — منہ پر رام رام اور بغل میں چھری —

لڑکی (بڈھے سے لپٹتے ھوئے) : کیا ھوا ایں؟ دیکھنا یہ لوگ ویسے کتنے بھلے مانس، کتنے بڑے شریف بنتے ھیں!

مستاکوف (کمرے میں ادھر ادھر پھرتے ھوئے) : سوفیا مارکوونا، خدا کے لئے تم اس قصے میں نہ پڑو!

سوفیا مارکوونا : جاؤ تم اس کمرے سے! اور بیگم صاحبہ، آپ بھی تشریف لے جائے!

بڈھا : نہیں، وہ نہیں جائیگی —

لڑکی : میں نہیں جاؤنگی —

سوفیا مارکوونا : ایوان واسیلیوچ، اس کو لےجاؤ — تم بیٹھہ جاؤ بڑے میاں — میں تم سے بات کرونگی —

بڈھا (بگڑے تیور سے): میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتا — تم ہوتی کون ہو؟ میں تم کو نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا: جلد ہی جان جاؤگے —

بڈھا: میں جا رہا ہوں —

سوفیا مارکوونا: چھوڑو بھی — بیوقوفی مت کرو — ایوان واسیلی‌وچ میں کہہ رہی ہوں — چلے جاؤ یہاں سے — (بڈھے سے) اپنی اس لونڈیا سے کہہ دو — چلی جائے یہاں سے —

بڈھا (کچھہ جھجکتے ہوئے): مارینا، چلی جا پر دیکھنا دروازے سے چپکی رہنا، قریب رہنا، یاد رہے — اور سنو بیگم صاحبہ، تم مجھے ڈرا نہیں سکتیں —

سوفیا مارکوونا: میں جانتی ہوں — میں تمہیں ڈرانا چاہتی بھی نہیں — (مستاکوف اور لڑکی کے جاتے ہی دروازہ بند کر دیتی ہے اور بڈھے کے مقابل آرام کرسی کھینچ کر بیٹھہ جاتی ہے) مجھے سیدھے سیدھے مختصر لفظوں میں بتاؤ — تم چاہتے کیا ہو؟

بڈھا (سنبھلتے ہوئے): تمہارا کیا خیال ہے؟

سوفیا مارکوونا: تم ان کو ستانا چاہتے ہو، ہے نا؟ دوسروں نے تمہیں ستایا اور اب تم اس آدمی کو ستا کر اپنا انتقام لینا چاہتے ہو، ہے نا یہی بات؟

(بڈھا جواب نہیں دیتا اور اس کو غور سے گھورتا ہے —)

سوفیا مارکوونا: تمہیں اس کا غصہ ہے کہ اس آدمی نے اپنے لئے زندگی میں ایک جگہ بنالی ہے اور تم ایسا نہیں کر سکے؟

بڈھا (ہلکی سی ہنسی کے ساتھہ): اچھا تم نے ہماری ساری باتیں سنی ہیں، ایں؟

سوفیا مارکوونا: تم نے ان کو ستایا، ان کا دل دکھایا — تم انکو کافی ستا چکے —

بڈھا (مذاق اڑاتے ہوئے): کافی؟ اچھا — یہ تو بڑی سیدھی سادی بات کہی تم نے —

سوفیا مارکوونا: تم خود ہی سوچو، یاد کرو اپنا ماضی — کتنے دکھ جھیلے ہیں تم نے، تمہارا دل کتنا خون ہوا ہے — اپنے دل میں جھانک کر دیکھو — کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم باقی زندگی سکھ چین کی بنسری بجاؤ؟

بڈھا: اچھا تو یہ ہے تمہاری دوڑ! بیگم صاحبہ، اس گھپلے میں نہ رہنا کہ میں اس بھرے میں آ جاؤنگا —

سوفیا مارکوونا: میں جانتی ہوں، تمہارا غصہ کتنا گہرا ہے اور تم بدلہ لینے کو کتنے بےچین ہو —

بڈھا: میں نے سوچا تھا تم کوئی دوسرا راگ الاپوگی — کوئی عقل کی وزن دار بات کہوگی — تمہارے دل میں بڑی آگ ہے، بیگم صاحبہ، مگر کھوپڑی میں گودا زیادہ نہیں —

سوفیا مارکوونا: تم ایک غلط آدمی سے انتقام لے رہے ہو — اس نے تمہیں دکھ جھیلنے پر مجبور نہیں کیا ہے —

بڈھا: اور اگر میں سمجھوں کہ ہر شخص قصوروار ہے تو تم میرا کیا کر لوگی؟ بتاؤ!

سوفیا مارکوونا: یہ بات ٹھیک نہیں — یہ انصاف کی بات نہیں —

بڈھا: اور میں کہتا ہوں بات انصاف کی ہے —

سوفیا مارکوونا: تم بےگناہ تھے، تمہیں بےوجہ سزا بھگتنی پڑی، ایں؟

بڈھا (کچھ رکتے ہوئے): پھر؟

سوفیا مارکوونا: تم دکھ اور مصیبت کی بےانصافی کا مزا چکھ چکے ہو، پھر کسی دوسرے کو مصیبت کے منہ میں کیوں دھکیلنا چاہتے ہو؟

بڈھا: ہونہہ، یہ جو تمہارا گوسیف ہے، یہ اپنے گناہوں کے

باوجود جنت میں جانا چاہتا ہے، ہے نا؟ لیکن جنت میں اس کی جگہ نہیں! جنت میرے لئے ہے، میرے جیسے غریب بدنصیبوں کے لئے! قانون یہی کہتا ہے — رہا گوسیف، سو اگر میں نے دکھہ اٹھائے ہیں اور ظلم جھیلے ہیں تو اسے تو اور زیادہ اس چکی میں پسنا چاہئے —

سوفیا مارکوونا: لیکن کیوں؟ تم کتنے خبیث ہو!

بڈھا: تم اس سے بیاہ رچانا چاہتی ہو، ہے نا؟ تم محبوب کی خاطر یہ سارے دکھہ نہیں جھیل سکتیں — محبوب تو بہتا ہوا پانی ہے —— آج سنہرے بالوں والا محبوب ہے تو کل کالے بالوں والا — واہ، تم عورتیں بھی خوب چیز ہو! تم سب کو گندے پانی میں ڈبو دینا چاہئے — لیکن وہ گندہ نالہ ہے کہاں؟ بھلا ڈوبو تو کیسے ڈوبو!

(سوفیا مارکوونا خاموشی سے ٹہلتی ہے —)

بڈھا (مسخرےپن سے اس کو دیکھتا ہے): اور کیا کہنا ہے تمہیں؟

سوفیا مارکوونا: ایوان واسیلیوچ بھلا آدمی ہے — وہ ہمیشہ دوسروں کے کام آتا رہتا ہے —

بڈھا: ہاں ہاں، اسکول وغیرہ بنواتا رہتا ہے، ایں؟ عمارتوں کی ضرورت اسکولوں کے لئے نہیں — ضرورت ہے بے گھر، بے سر و سامان لوگوں کے لئے آسرے کی — لوگ جگہ جگہ مارے مارے پھرتے ہیں اور وہ رات کاٹنے کا آسرا ڈھونڈتے ہیں —

سوفیا مارکوونا: کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ تمہیں اس کی بربادی سے خوشی ہوگی؟

بڈھا: اچھا تو اب تمہاری تان ٹوٹ گئی، ایں؟ اف اس کوے سے کس شان سے جھپٹی تھیں تم، جیسے شاہیں اپنے بچوں کو بچانے کے لئے جھپٹا ہو — مجھے خوش و خرم لوگ ایک آنکھہ نہیں بھاتے — یہ لوگ بڑے چکنے، بڑے صاف ستھرے ہوتے ہیں —— ہاتھہ پکڑو

ہاتھہ پھسل جائے، بازو پکڑو بازو چھٹ جائے — یہ لوگ تو بھیگے ہوئے صابن کی طرح مٹھی سے پھسل کر نکل جاتے ہیں — لگتا ہے، بیگم صاحبہ، تم مجھے پچھاڑنے میں ناکام رہیں!

سوفیا مارکوونا (بےبسی سے): کیا کسی طرح تمہارا دل نہیں پسیجتا؟

بڈھا (ہنستے ہوئے): مجھہ سے بیاہ کر لو — مجھے پیار کرو، میرا دل گرماؤ...

سوفیا مارکوونا: درندے!

بڈھا: ہاں شاید اس طرح دل پسیج جائے — رہی درندہ ہونے کی بات —— سو یہ میں پہلے بھی سن چکا ہوں — میں اس کی پروا نہیں کرتا — میں درندہ ہوں تو اچھا ہے —— مجھے یہی پسند ہے —

سوفیا مارکوونا: کتنی خوفناک بات ہے!

بڈھا: تمہیں میری بات اچھی نہیں لگتی؟ تو آؤ بیگم صاحبہ ہم کہانی ختم کریں — بندر کو ادرک کھلانے کا فائدہ؟ ایک زمانہ ہوا میں لوگوں سے اکتا چکا ہوں اور جن لوگوں سے میں دل سے نفرت کرتا ہوں، وہ تمہاری ہی جیسی نرم و نازک، دھلی ہوئی، صاف ستھری ہستیاں ہیں —

سوفیا مارکوونا (گھٹی ہوئی چیخ کے ساتھہ): کیا تم میں شرافت اور انسانیت کی ایک رمق بھی باقی نہیں ہے؟

بڈھا: ہاں ہے — ڈھونڈو، دیکھو — لیکن تم نہیں پا سکتیں —— تم، تم نہیں پا سکتیں — تم آخر کس طرح مجھے داؤ پر لا سکتی ہو؟ کسی طرح نہیں — تمہاری کوئی بات میرا دل نہیں پگھلا سکتی — اب میری زندگی کے زیادہ دن باقی نہیں ہیں اور جو ہیں سو مسرت اور ترنگ سے خالی — میں نے اپنی ساری جوانی جلاوطنی میں گنوا دی —— وہیں مجھہ سے میرے جسم کی طاقت چھن گئی — کیا تم سمجھتی ہو ان دنوں عورت مجھے میٹھی نہ لگتی ہوگی؟ پھر بھی

میں نے بارہ برس تک عورت کے حسن و جوانی کی شراب نہیں چکھی — رات دن میں تمہارے لئے اور تمہارے اس پریمی کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کرتا رہا — آخر تم تلملا کسمسا کیوں رہی ہو، سچائی کی کڑوی گولی گلے سے نہیں اترتی، ہے نا؟

سوفیا مارکوونا: جس آدمی سے تم بدلہ چکا رہے ہو، اس نے تمہاری زندگی نہیں تباہ کی ہے — میری بات کا یقین کرو — اس نے نہیں کی تمہاری زندگی برباد!

بڈھا: میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں گنہگاروں کو ڈھونڈوں — رہا گوسیف —— سو وہ تو میری مٹھی میں ہے —— جال میں پھنسی ہوئی چڑیا — وہ اپنی مصیبتوں کو پیٹھہ دکھا کر بھاگ آیا — اس نے اپنے دکھوں کو گلے کیوں نہیں لگایا؟ میں نے اپنی سزا کی میعاد پوری کی — کیا میں اس کا جج ہوں؟ ہاں ہوں — فرض شناس اور ثابت قدم جج! اس نے اس پورے زمانے میں مجھہ پر ظلم توڑے اور اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے؟ خیر وہ مجھے نہیں خرید سکتا! کبھی نہیں، ہرگز نہیں — سونے کا پہاڑ بھی میرے آنسوؤں کے ایک قطرے کی قیمت نہیں ادا کر سکتا — سنتی ہو اب مجھے جانے دو؟ بس بھر پایا —

سوفیا مارکوونا: کیا تمہارا دل رحم سے بالکل خالی ہے؟ کیا تمہارے دل میں رحم کی ایک بوند بھی نہیں؟ اتنا سا بھی نہیں؟

بڈھا: میں کہتا ہوں، بہت ہو چکا — تم مجھے داؤ پر نہیں لا پاؤگی — میری زندگی بڑی ظالم رہی ہے — (دروازے تک جاتا ہے اور رکتا ہے) اف اس کونے سے تم کس طرح جھپٹی تھیں، ایہہ؟ میں نے سوچا، چلو سارا کیا دھرا گیا —— سوچا تھا تم ہونگی میرے جوڑ کی! (ہنستا ہے — مستاکوف اور لڑکی دروازے پر نظر آتے ہیں) گوسیف میں تھک گیا — اب میرے سونے کا وقت ہوا — ذرا مجھے راستہ دکھا دو — باورچی‌خانے میں وہ جو ہے نا تمہاری عورت —— سالی نمبر ایک کمین ہے —— اس نے تو میری ناک میں دم کر رکھا ہے —

لڑکی: چلو بھیا، ہمارے بستر تیار ہیں!

بڈھا: گوسیف، تمہاری ڈھال ہے یہ عورت، خوبصورت عورت ہے، اتنی خوبصورت عورتیں شاید ہی کبھی دیکھنے میں آتی ہیں — یہ عورت عدالت میں تمہارے کام نہ آ سکیگی —— خیر، مگر ہے عورت من‌موہنی — (سوفیا مارکوونا سے) جب اس کو دوبارہ سائبیریا بھیجا جائیگا تو کیا تم بھی اس کے ساتھہ جاؤگی؟ گوسیف دیکھہ لینا یہ عورت نہیں جائیگی — عورت سایہ ہے —— اندھیرے میں مرد کا ساتھہ چھوڑ دیتی ہے — اوہ، حقیر اور ذلیل مخلوق... تجھے دیکھتے ہی میرے دل میں آگ لگ جاتی ہے — (باہر نکل جاتا ہے —)

مستاکوف (دھیمی آواز میں): سوفیا مارکوونا، تم گھر جاؤ —

سوفیا مارکوونا: ایک لفظ نہ کہو — کتنا بھیانک آدمی ہے! ذرا دیکھو لوگوں نے اس کو کیا بنا دیا ہے! میں شہر جاتی ہوں اور قانونی صلاح مشورہ کرتی ہوں — سرکاری وکیل میرا اچھا دوست ہے — میں کل واپس آؤنگی —— یا بہتر ہوگا کہ تم میرے گھر چلو — ہاں ضرور — تمہیں یہاں سے نکل جانا چاہئے — یہ بڈھا ڈھلا ہوا شیطان ہے — کس طرح دیکھتا ہے اف! اس کی آنکھیں! تم نے لڑکی سے بات چیت بھی کی؟

مستاکوف: ہاں، وہ تو کوک بھری گڑیا ہے —

سوفیا مارکوونا: بیوقوف ہے؟

مستاکوف: بے جان ہے — کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا سوفیا مارکوونا.. اب ہم کچھہ نہیں کر سکتے — یہ خود اپنے جیسے انسان کا فیصلہ ہے —— انسان بڑے سنگ دل ہیں — میں سنت سادھوؤں کی زندگی کا حال پڑھا کرتا تھا —— بڑی شاندر کتابیں — مجھے یہ جان کر تسکین ہوتی تھی نہ جانے کتنے سنت اور سادھو پاپی رہ چکے ہیں — میں اپنے آپ سے کہتا: میں بھی اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر دونگا — میں بھی معاف کر دیا جاؤنگا —

سوفیا مارکوونا : لیکن کیا تم نے گناہ کیا ہے؟ تم نے تو کہا کہ...

مستاکوف (دھیرے سے ہنستے ہوئے) : میں خود نہیں جانتا — یہ سچ ہے کہ میں قتل یا ڈاکے کا گنہگار نہیں ہوں — لیکن تم خود ہی دیکھہ لو، شاید میں نے کوئی اور جرم کیا ہو — میں نہیں جانتا —

سوفیا مارکوونا : اس شخص کو کس جرم کی سزا میں جلاوطن کیا گیا تھا؟

مستاکوف : زنا کے جرم میں —

سوفیا مارکوونا (کانپتے ہوئے) : اف، دیکھو میں اس لڑکی سے بات کرونگی —

مستاکوف : میرے خیال میں تو نہ کرو تو اچھا ہے —

سوفیا مارکوونا : اس کو اندر بلاؤ — مجھے دو تین دن کے لئے اس کا منہ بند کرنا ہوگا —

مستاکوف : اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوجائے تو تانیا کو اپنے پاس لے جانا —

سوفیا مارکوونا : ایسا ویسا خیال پاس پھٹکنے مت دو —

مستاکوف : کتنی بے بس ہے یہ لڑکی —

سوفیا مارکوونا : جاؤ لڑکی کو بلاؤ —

مستاکوف (باہر جاتے ہوئے) : بیکار ہے — میں اپنے آپ سے نفرت کرتا ہوں —

(سوفیا مارکوونا ہیجان کے عالم میں ٹہلتی ہے — چولہے کے پاس دروازہ آہستہ سے کھلتا ہے اور زخاروونا کمرے میں جھانکتی ہے —)

زخاروونا (سرگوشی میں) : سوفیا مارکوونا! (اس کی سرگوشی سوفیا مارکوونا کو سنائی نہیں دیتی) سوفیا مارکوونا!

سوفیا مارکوونا (چونک کر) : کیا! کیا تم پورے وقت یہیں تھیں؟ کیا تم نے سن لیا؟

زخاروونا (روھانسی آواز میں) : جیسے ھی وہ موا آیا میرے دل نے کہا کوئی بجلی گرنے والی ھے — مجھے تو ایوان واسیلی‌وچ کے منہ سے ھی سب کچھہ نظر آگیا — اس کے بعد ھی میں نے سنا وہ اپنی لونڈیا سے کہہ رھا تھا ''دیکھنا ھم دونوں یہاں سے جہاز بھر مال لاد کر اپنے سفر پر روانہ ھونگے..!''

سوفیا مارکوونا (اس کی بات پر یقین نہیں کرتی) : کیا تم نے اس کو یہ کہتے سنا؟ سچ؟

زخاروونا : سچ — اس نے کہا ''ارے بھولی، ذرا آنکھیں کھلی اور کان کھڑے رکھہ — اب ھماری قسمت کا ستارا چمکتا ھے!''

سوفیا مارکوونا (جوش سے) : کیا سچ تم نے اس کو یہ سب کہتے سنا؟

زخاروونا : سچ بالکل سچ! میں تو اس سے ڈرتی ھوں، اس لئے میں سائے کی طرح اس کا پیچھا کرتی ھوں اور اس کی ایک ایک بات سنتی ھوں —

سوفیا مارکوونا (خوش ھوکر) : اچھا تو سمجھی! کم بخت! اپنے دام چڑھانے کو مجھے ڈرا رھا تھا!

زخاروونا : سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا : لڑکی کو میرے پاس لاؤ —

زخاروونا (آھستہ سے) : اس بڈھے سے کسی اور طرح جان چھڑا لی جائے تو کیسا رھے، ایں؟

سوفیا مارکوونا : کس طرح؟

زخاروونا : میں ایک ترکیب جانتی ھوں — میرے پاس ھے ایک چیز —

سوفیا مارکوونا (چڑچڑاتے ھوئے) : بولو — کیا؟

زخاروونا : زہر —
سوفیا مارکوونا (سکتے میں) : سنکھیا؟

(زخاروونا آنکھیں پونچھتی ہے اور سر ہلا کر ہاں کہتی ہے —)

سوفیا مارکوونا (آہستہ سے خوف کے ساتھہ) : کیا کہہ رہی ہو! تمہاری ہمت کیسے ہوئی!
زخاروونا : میں خود ہی کر لونگی —
سوفیا مارکوونا : یہ تو جرم ہوگا، گناہ، خون!
زخاروونا (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے) : جانتی ہوں —
سوفیا مارکوونا : اور تم... تمہاری جیسی اچھی بھلی، نیک عورت... اور یہ کام کرے؟ تمہارا دماغ چل گیا ہے —
زخاروونا : کیسے پیچھا چھڑایا جائے — وہ اس گھر کو اجاڑ دیگا... وہ سب کچھہ اس گھر سے چھین لیگا — وہ ہرگز مانیگا نہیں — میں جانتی ہوں کیسا آدمی ہے — میں نے ایسے حاجی بہت دیکھے ہیں — سو چوہے کھا کر چلیں بلی خالہ حج کو —
سوفیا مارکوونا : کیا تم سچ مچ یہ سمجھتی تھیں کہ میں تمہاری یہ بات مان لونگی یا تم مجھے آزما رہی تھیں؟..
زخاروونا : میں اور تمہیں آزماؤں؟ اوئی اللہ، نہیں، نہیں —
سوفیا مارکوونا : پھر کیوں؟ یا شاید تم نے سوچا ہو کہ ایوان واسیلیوچ ایسا کر سکتے ہیں؟
زخاروونا : میں نے کہہ دیا... میں خود کرونگی یہ کام...
سوفیا مارکوونا (ڈرتے ہوئے) : خدا کی پناہ... یہ سب کیا ہو رہا ہے؟
زخاروونا : تم عقلمند عورت ہو، تم نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں... کیا تم واقعی اس کیڑے کو...

سوفیا مارکوونا (قریب قریب روتے ہوئے): لیکن کیا تم اتنا نہیں سمجھہ سکتیں —— یہ خون ہے، خون؟

زخاروونا: اگر بڈھا اپنی من مانی کر گزرا تو سوچو بچوں کا کیا ہوگا؟ سوچو تانیا پر دنیا تھو تھو کریگی! اور پاول؟ وہ سیدھا جہنم کی راہ لیگا — ابھی ان کو پوری زندگی کاٹنی ہے — اور پھر تمہارا کیا ہوگا؟

سوفیا مارکوونا: اف، میں کیا سن رہی ہوں! خبردار جو تم نے ایسی بات سوچی بھی، سنا؟ ابھی ابھی سنکھیا لاکر مجھے دو —

زخاروونا: یہ روگ تمہارے بس کا نہیں —

سوفیا مارکوونا (غصے سے): چلی جاؤ! تم پاگل ہو رہی ہو — آخر تم کو مجھہ پر ایسا شبہہ کیوں کر ہوا! بڑھیا تیرا دماغ بالکل چل گیا ہے —

(زخاروونا چپ چاپ کھڑی رہتی ہے —)

سوفیا مارکوونا (ذرا سنبھلتے ہوئے): تو اپنے پاگل‌پن سے ہم سب کو برباد کر دیگی — جا لڑکی کو بلا لا —

(دروازے پر دستک ہوتی ہے — مستاکوف لڑکی کو لے کر آتا ہے —)

سوفیا مارکوونا (مستاکوف سے): یہاں آؤ — (اس کو ایک طرف لے جاتی ہے اور سرگوشیوں میں بولتی ہے) زخاروونا پر کڑی نظر رکھنا — وہ بڈھے کو زہر دے کر مارنا چاہتی ہے — اس کے پاس کچھہ سنکھیا ہے...

مستاکوف: پانی ہے کہ سر سے اوپر ہوتا جاتا ہے —

سوفیا مارکوونا: جاؤ اور اس کو بھی ساتھہ لے جاؤ —

مستاکوف (باہر جاتے ہوئے): آؤ زخاروونا —

سوفیا مارکوونا (لڑکی سے): بیٹھہ جاؤ—
لڑکی: ٹھیک ہے—
سوفیا مارکوونا: ارے بیٹھہ بھی جاؤ—

(لڑکی مسکراتے ہوئے آرام کرسی پر بیٹھہ جاتی ہے اور انگلیوں سے کرسی کو چھوتی ہے—)

سوفیا مارکوونا: تمہارا سرپرست...
لڑکی: میرا بھائی، بڑے میاں—
سوفیا مارکوونا: وہ اس گھر کے مالک کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے— تم جانتی ہو؟
لڑکی: کیوں نہیں—
سوفیا مارکوونا: کیا تم بھی یہی چاہتی ہو؟
لڑکی: میں؟ بھلا میں کیوں چاہتی؟ میں تو اس کو جانتی بھی نہیں—
سوفیا مارکوونا: کیا تم کو اس پر ترس نہیں آتا؟
لڑکی: لوگ اپنے ہوتوں سوتوں پر ہی کب ترس کھاتے ہیں... ایرے غیرے نتھو خیرے تو درکنار...
سوفیا مارکوونا: کیا تم بیاہی عورت ہو؟
لڑکی: میں کنواری ہوں— کیوں؟
سوفیا مارکوونا: تم جوان ہو— ابھی تمہاری پوری زندگی پڑی ہے—
لڑکی: ہاں اللہ نے چاہا تو—
سوفیا مارکوونا (اچھلتی ہے اور تیز تیز ٹہلتی ہے اور بے بسی کے عالم میں اپنے آپ سے بات کرتی ہے): میں نہیں کر سکتی... میں نہیں جانتی کیسے کروں— اللہ مدد! ہائے میں نہیں جانتی کروں تو کیا کروں—

لڑکی (مسکراتے ہوئے) : تمہارا فراک بڑا پیارا ہے ... اور تمہارے جوتے بھی —

سوفیا مارکوونا (اس کے پاس جاتے ہوئے) : میں چاہتی ہوں کہ تم بڈھے سے ذرا بات کر دیکھو — یہ بڑی رکیک بات ہے — اسے روکو —

لڑکی : اس سے بات کرنا آسان نہیں ہے —

سوفیا مارکوونا : کسی کی زندگی اجاڑ کر تمہیں کیا مل جائیگا؟ کیا ہمیں دوسروں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق ہے؟ بتاؤ ہمیں کیا حق ہے کہ دوسروں کو سزا دیں؟

لڑکی : ہاں حق کیوں نہیں — مجھے تو دی سزا لوگوں نے —

سوفیا مارکوونا (کھوکھلی آواز میں) : اچھا؟ لیکن کیوں؟

لڑکی : میرے بچے کی وجہ سے... یہ بچہ ایک گئوشالے میں پیدا ہوا تھا — وہاں اتنی ٹھنڈک تھی کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا ٹھٹھر کر اللہ کو پیارا ہو گیا — دنیا والوں نے کہا میں نے گھونٹا ہے اس کا گلا — پھر دنیا والوں نے مجھے سزا دی —

(ایک بار پھر سوفیا مارکوونا ٹہلنے لگتی ہے —)

لڑکی : جلدی کرو، کہو کیا کہنا چاہتی ہو — بڈھا مجھے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا —

سوفیا مارکوونا (اس کے پاس جاتی ہے اور ناامیدی اور فریاد کے لہجے میں کہتی ہے) : میں اور کیا کہہ سکتی ہوں... میں سب کچھ کہہ چکی — میں تم سے التجا کرتی ہوں تم بڈھے کی منت کرو کہ ہمیں برباد نہ کرے — جتنا روپیہ چاہوگی میں تمہیں دونگی —

لڑکی (بےاعتبادی سے) : مجھے؟

سوفیا مارکوونا : ہاں، تمہیں —

لڑکی : لیکن وہ مجھہ سے روپیہ چھین لیگا —

سوفیا مارکوونا : اس کو چھوڑ دو —

لڑکی : میں جاؤں کہاں؟ وہ مجھے ڈھونڈ نکالیگا — وہ بڑا ہٹ دھرم ہے—ہاں — اوہ، نہیں —اگر مجھے روپیہ دینا ہی چاہتی ہو تو ہم کوئی اور راستہ ڈھونڈینگے —

سوفیا مارکوونا : تم عورت ہو...

لڑکی : لڑکی، کنواری لڑکی —

سوفیا مارکوونا : تمہیں لوگوں پر ترس کھانا چاہئے — تمہارا دل نرم ہونا چاہئے —

لڑکی : دل نرم کرنے کی قیمت عورتوں کو بہت زیادہ ادا کرنی پڑتی ہے — ایک بار میں نے اپنا دل موم کیا... اور لو اب نو برس سے اپنے آپ کو کوس رہی ہوں —

سوفیا مارکوونا : ہم سب بدنصیب ہیں —

لڑکی (تیز نظر سے اس کو دیکھتے ہوئے) : نہیں سب نہیں — بھلا سب کیوں؟ (اپنے آپ سے بات کرنے کے انداز میں) ہاں یہ اور بات ہے —— اس وقت میں تمہارا راز جانتی ہوں تو تم میرے آگے بچھی جا رہی ہو— میں اس وقت چاہوں تو... (سوفیا مارکوونا کو مسکراتے ہوئے معنی خیز نظر سے دیکھتی ہے) میں تو اس کو کچھہ کھلا کر... تم جانتی ہو...

سوفیا مارکوونا (چونک کر) : کسے؟

لڑکی : کسی کو بھی — روپیہ لے کر میں کہیں دور جا سکتی ہوں — میں اس کو چھوڑ سکتی ہوں — بڈھا کافی زندہ رہ چکا — ہے نا؟

سوفیا مارکوونا : کیا وہ تم سے برا سلوک کرتا ہے؟

لڑکی : برا بھی کرتا ہے، اچھا بھی کرتا ہے —

ooo

سوفیا مارکوونا: تم اس کی کون ہوتی ہو؟ رشتہ دار ہو؟

لڑکی (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): کتیا ہوں میں — کتیا... جو اسے راستے میں ملی اور اس کے پیچھے ہو لی — جب اس کو مجھہ سے کام پڑتا ہے تو وہ مجھے چمکارتا ہے — جب اس کا جی مجھہ سے اوب جاتا ہے تو مجھے لاتوں کا مزا چکھاتا ہے — آدمی جب مجبور ہوتا ہے تو بڑا چکنا چپڑا، بگلا بھگت بن جاتا ہے.. مگر دل میں وہ رہتا ہے جانور کا جانور — اس گھر کا مالک —— کیا وہ ہے تمہارا چت چور؟

سوفیا مارکوونا: وہ بڑا بھلا مانس ہے —

لڑکی: ہاں جب غرض ہو تو سب ہی بھلے مانس بن جاتے ہیں — اچھا دیر ہوگئی — میں چل دی —

سوفیا مارکوونا: اچھا تو تم میری مدد کرنے کو تیار ہو نا؟

لڑکی: ہاں مجھے لگتا ہے یہی اچھا ہوگا —

سوفیا مارکوونا: میں جانتی تھی تمہارا دل ضرور پسیجیگا!

لڑکی: ہم عورتوں کا دل ہوتا ہی ہے موم — خدا حافظ — میں تمہاری بڑھیا سے بات کرونگی —

سوفیا مارکوونا (بے قراری سے): ذرا اس سے سنبھل کر بات کرنا — اس کا دماغ چل گیا ہے —

لڑکی: اس عمر میں سبھی سٹھیا جاتے ہیں — لیکن عورت ویسے اچھی ہے — میں تم سے کچھہ مانگنا چاہتی ہوں —

سوفیا مارکوونا: مانگو کیا مانگتی ہو — جو کہو —

لڑکی (بھیک مانگتے ہوئے بھکاری کے لہجے میں): کیا تمہارے پاس کوئی پرانا دھرانا اتارن نہیں ہے؟ جوتے؟ ہاں فراک مل جائے تو کیا کہنا... ایسا فراک، جیسا تم پہنے ہوئے ہو — ہائے کتنا خوبصورت لگ رہا ہے!

سوفیا مارکوونا (حیران) : لیکن... لیکن تم... بہت اچھا — میں تمہارے لئے ایک فراک ڈھونڈ نکالونگی... ایک کیا دس — جوتے بھی —

لڑکی : سچ تمہارا بڑا احسان مانونگی —

تانیا (اندر آتی ہے) : یہ لڑکی یہاں کیا کر رہی ہے؟

سوفیا مارکوونا : تانیا، میں پھر بتاؤنگی —

لڑکی : کیا یہ اس کی بیٹی ہے؟

سوفیا مارکوونا : ہاں —

لڑکی : اور وہ گھنگھریالے بالوں والا لڑکا اس کا بیٹا ہے؟

تانیا : یہ چاہتی کیا ہے؟

سوفیا مارکوونا : ٹھہرو تانیا، میں التجا کرتی ہوں ٹھہرو —

لڑکی : ایک بیٹا، ایک بیٹی! جانتی ہوں تمہارے لئے بھی بات اتنی آسان نہیں ہے — لگتا ہے تمہارا دل بھی کمزور ہے جو نہیں جانتا کیا چیز اس کے لئے اچھی ہے — (چلی جاتی ہے —)

تانیا (حیران) : کیا قصہ ہے؟ اس نے یہ کیا کہا؟ کیا اس نے آپ کی قسمت کا حال بتایا؟

سوفیا مارکوونا (جلدی سے) : ہاں اس نے میری قسمت کا حال بتایا — تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم کتنی پریشان دکھتی ہو —

تانیا (گتھیوں میں الجھی ہوئی) : میں نہیں جانتی قصہ کیا ہے — میں ڈرتی ہوں — زخاروونا کسی خوفناک بلا کے بارے میں جانے کیا بڑبڑا رہی ہے —

سوفیا مارکوونا : (ڈرتے ہوئے) : کیسی بلا؟

تانیا : میں نہیں جانتی — وہ ہمیشہ مجھے چڑاتی یا ڈراتی رہتی ہے — اس گھر میں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں — پاول آپ سے محبت کرتا ہے —

سوفیا مارکوونا: کیا بیوقوفی ہے!

تانیا: ہاں، سچ، اسی وجہ سے تو وہ ہر وقت نک چڑھا بنا رہتا ہے — محبت کرنے والے ہمیشہ نک چڑھے ہوتے ہیں — وہ آپ کے دستانوں کو چومتا ہے — آپ ذرا اس کی گوش مالی کیوں نہیں کر دیتیں؟

سوفیا مارکوونا: اف یہ کیسا گورکھہ دھندا ہے!

تانیا: کچھہ عجیب سی بات ہو رہی ہے — آج کا دن بڑا برا تھا — عجیب مذاق ہے — میں اسکول پاس ہوں اور میری سمجھہ میں کچھہ نہیں آتا... اور زخاروونا کو دیکھو — نپٹ جاہل ہے مگر ہر بات سمجھتی ہے — آخر وہ ہر وقت کس آفت، کس بلا کی رٹ لگائے جا رہی ہے؟

سوفیا مارکوزنا (غصے سے): بڑھیا سٹھیا گئی ہے — ابھی جاتی ہوں، اس کی خبر لیتی ہوں — (دروازے کی طرف بڑھتی ہے —)

تانیا: ٹھہریے تو! میں آپ سے پوچھنا چاہتی تھی... لو وہ تو صاف ہو گئیں... یہ کیا شرافت ہے — (میز پر چیزوں کو ٹھیک ٹھاک کرتی ہے اور گنگناتی ہے —)

وہ سفید گھوڑے پر چڑھہ کے آئےگا سکھی میرے دوار
دستک دیگی دروازے پر کھٹ کھٹ کھٹ کھٹ اس کی تلوار

پاول: ابا کہاں ہیں؟

تانیا: میں کیا جانوں — پاول کیا قصہ ہے، آج ہر شخص اتنا بھرا کیوں بیٹھا ہے؟

پاول: اس سے کیا ہوا، تمہارے جاگتے میں جنت کے خواب دیکھنے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی نا؟ جب دیکھو ہوائی قلعے بنا رہی ہو — نہ کام کی نہ کاج کی!

تانیا : اور تم جو بیگموں کے دستانے چومتے پھرتے ہو تو سمجھتے ہو، بڑا تیر مار لیا، ایں؟

پاول : کون چومتا ہے بیگموں کے دستانے؟

تانیا : تم اور کون —

پاول : بیوقوف!

تانیا : خبردار جو مجھے برا بھلا کہا!

پاول : برا بھلا، میں تو تمہاری مرمت کر دونگا —

تانیا : بھاگ جاؤ —

پاول : تم بھاگو... جہنم میں جاؤ —

تانیا (روہانسی آواز میں) : اچھا، اچھا، میں جاتی ہوں، پگلے!

پاول : موم کی ناک! (اکیلا، سگریٹ پیتے ہوئے غصے میں ٹہلتا ہے، یکایک رکتا ہے، سنتا ہے اور دبے پاؤں کھڑکی کے پاس جاتا ہے —)

بڈھا (کھڑکی کے باہر) : ارے ان کے دلار چمکار کے بھرے میں نہ آنا — ان کی گردن پکڑ لو تو پھر بڑے بڑے سبز باغ دکھاتے ہیں —

(پاول ادھر ادھر نظر دوڑاتا ہے، اس کے ہونٹوں پر ایک گھبرائی ہوئی مسکراہٹ پیدا ہوتی ہے — وہ بالوں میں انگلیوں سے کنگھا کرتا ہے اور پھر سنتا ہے —)

بڈھا : میں اس کی رگ رگ پہچانتا ہوں... وہ اپنی جوانی میں بھی ایسا ہی تھا —

(مستاکوف آتا ہے، پاول کو دیکھتا ہے اور اس کے پاس جاتا ہے — پاول اس کے قدموں کی آہٹ نہیں سنتا —)

مستاکوف (لڑکے کے شانے پر ہاتھہ رکھتے ہوئے): تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

پاول (چونک کر ہٹتے ہوئے): کچھہ نہیں — (وہ اپنے سوتیلے باپ کو خوف زدہ نظر سے دیکھتا ہے اور دروازے کی طرف بڑھتا ہے — مستاکوف کھڑکی سے باہر جھانکتا ہے، تیزی سے پلٹتا ہے اور ہاتھہ بڑھاتا ہے —)

مستاکوف: پاول! پاول!

(پاول باہر نکلتا ہے اور دروازہ بھڑ سے بند کرتا ہے —)

مستاکوف: اچھا تو اس کو بھی معلوم ہو گیا — خیر، یہی سہی!

پردہ

چوتھا ایکٹ

مستاکوف کے پرانے گھر کے پچھواڑے والا دروازہ — چاند چمک رہا ہے — تانیا اور زخاروونا زینے پر بیٹھی ہیں — لڑکی دروازے میں کھڑی کچھہ چبا رہی ہے — بائیں طرف گھرا ہوا باغ ہے — احاطے میں ایک دروازہ ہے — دروازے کے بائیں طرف باورچی خانے کی روشن کھڑکی نظر آرہی ہے — دائیں طرف مستاکوف کے کمرے کی کھڑکیاں ہیں — ان کھڑکیوں کے نیچے ایک بنچ ہے —

تانیا : پھر —

زخاروونا : ایں؟

تانیا : ہاں تو پھر؟

زخاروونا : ہاں میں نے کہاں چھوڑی تھی کہانی؟ ہاں تو میں ان تینوں سے اکٹھے پینگیں بڑھاتی رہی —

تانیا : کیوں تینوں سے کیوں؟

زخاروونا : کیوں نہیں؟ تین یا چار — اس سے کیا فرق پڑتا ہے — ہوں، میں اپنے میاں پر بھی جان دیتی تھی — اف مجھے اس پر کتنا ترس آتا تھا — ہر بار جب میں کسی دوسرے کے ساتھہ بھاگتی مارے ترس کے میرا کلیجہ پھٹنے لگتا — روتے روتے میرے پپوٹے سوج جاتے — میں اپنے آپ سے کہتی : لو وہ بیچارا... وہ مجھے اپنی وفادار جورو سمجھے بیٹھا ہے اور یہاں میں کسی اور کی گود گرما

رہی ہوں — یہ سوچ کر دل ایسا کٹتا کہ میں اپنے میاں پر جی جان سے نچھاور ہو جاتی —

تانیا : کیا یہ اچھے لچھن ہیں؟

زخاروونا : ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہے — تمہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا —

تانیا : کیا سبھی عورتیں ایسا کرتی ہیں؟

زخاروونا : ہاں ساری عورتیں... جن میں کچھہ آگ ہوتی ہے — جب میں جوان تھی، میری رگوں میں آگ ہی آگ دوڑتی تھی —

تانیا : تمہارا پہلا عاشق کون تھا؟

زخاروونا : زمین ناپنے والا بانکا چھبیلا —— وہ تو بالکل چوہا معلوم ہوتا تھا — میرے دو بھائی تھے — دونوں بڑے کٹھور تھے — جیسے ہی ان کو معلوم ہوا کہ میرے عاشق نے میرا کنوارپن چھین لیا ہے، وہ اس کو مچھلی کے شکار پر لے گئے اور وہیں اسے ڈبو آئے —

تانیا (سوچتے ہوئے) : تم یہ سب کتنے بھولپن سے کہہ دیتی ہو! جیسے یہ سب تو ہونا ہی تھا —

زخاروونا : کیا کہا؟

تانیا : تم کتنی ڈراؤنی باتیں کہتی ہو مگر تمہارے منہ سے یہ باتیں ڈراؤنی نہیں معلوم ہوتیں —

زخاروونا : ڈراؤنی؟ میں تو محبت کی بات کر رہی ہوں —

تانیا : کیا تمہارا دل نہیں رویا اس کے لئے؟

زخاروونا : کس کے لئے؟

تانیا (دکھی آواز میں) : چ! اسی زمین ناپنےوالے کےلئے؟ اور کس کے لئے!

زخاروونا : رو رو کر آنکھیں پھوڑ لیں — جب میں جوان تھی —— دل میرا نرم تھا — ہم عورتوں کی قسمت میں ہے نرم دل ہونا —

ہم پیدا ہی ہوتے ہیں مردوں پر جان چھڑکنے کو — ہاں جان چھڑکنے کو — کبھی کبھی محبت زہر بن جاتی ہے — لیکن ہم پھر بھی یہ زہر پی لیتے ہیں — کسی کے لئے دل کڑھتا ہے، کسی سے ہولتا ہے، کسی کو ہم پرے نہیں دھکیل سکتے اور اس طرح ہم سبھی کو دل دے بیٹھتے ہیں —

پاول (دروازے میں لڑکی کے پیچھے): ارے بڑھیا میڈکی... تو ہے کہ ٹر ٹر کئے جا رہی ہے، وہی مرغے کی ایک ٹانگ! اور تم تانیا — تمہیں شرم نہیں آتی؟ ٹھہر جاؤ! (غائب ہو جاتا ہے —)

زخاروونا (مذاق اڑاتے ہوئے): اف لونڈے نے تو بالکل ڈرا دیا — دل دھک سے رہ گیا! جب دیکھو جب خبیث روح کی طرح منڈلاتا رہتا ہے — ہاں کیوں نہیں، وہی مرغے کی ایک ٹانگ! اور میں بات کروں بھی تو کیا؟ میں نے کتابیں تو نگلیں نہیں — میں اپنی زندگی کے سوا اور جانتی کیا ہوں —

تانیا: وہ مجھ سے کہتا ہے شرم کرو، لیکن خود شہر میں ایک لڑکی کے ساتھ گلچھرے اڑایا کرتا ہے —

لڑکی: یہ لوگ خود کرتے ہیں شرم کی بات اور پھر اوپر سے مجرم ٹھہراتے ہیں —

زخاروونا: کہو وہ تمہارا اٹھائی گیرا سو رہا ہے؟

لڑکی: ہاں لیٹا ہوا ہے —

تانیا (لڑکی سے): کیا تم قسمت کا حال بتاتی ہو؟

لڑکی: کیا مطلب؟ تاش کے پتوں سے؟

تانیا: تاش کے پتوں سے یا ہتھیلی دیکھ کر —

لڑکی: اللہ بچائے، نہیں! یہ تو گناہ ہے — میں خانہ بدوش نہیں ہوں —

تانیا: کیوں، تم نے تو سوفیا مارکوونا کو قسمت کا حال بتایا؟

لڑکی: میں نے سوچا بھی نہیں — میں تو قسمت کا حال بتانے کا خواب بھی نہیں دیکھہ سکتی —

زخاروونا (گھبرا کر): وہ... وہ تو... وہ تو یونہی... ذرا بات چیت کر رہی تھیں —

تانیا: یہ جھوٹ ہے — خود سوفیا مارکوونا نے مجھے بتایا — تم مجھہ سے کچھہ چھپا رہی ہو —

زخاروونا: تمہاری جیسی کائیاں لڑکی سے کون کیا چھپا سکتا ہے — بکواس — تم خود ہی بڑے بڑوں کے کان کترتی ہو —

بڈھا (برساتی میں آتا ہے): کیا میں پوچھہ سکتا ہوں، کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

زخاروونا: وہی عورتوں کی گپ، وہی مرغی اور بطخ کی رٹ، کیسے دوہیں دودھہ اور کیسے لڑائیں انکھیاں—

بڈھا: تم بڑھیا ڈھڈو ہو چکیں، تمہارے ہنسی دل لگی کے دن گئے — ہے نا؟

زخاروونا: میری تو زندگی ہی گزری ہنسی دل لگی میں —

تانیا: وہ کون ہوتا ہے ہم سے کہنے والا، ہم کیا کریں، کیا نہ کریں؟ واہ خوب!

بڈھا: بڑھیا، تو اپنی ٹیڑھی چال چل رہی ہے ایں! میں نے سب سنا، تو بٹیا سے کیا سڑی سڑی باتیں کر رہی تھی —

زخاروونا: کوئی چال‌وال نہیں — اس لڑکی سے کوئی کیا چال چلیگا؟ یہ کوئی خانہ بدوش لونڈیا نہیں، یہ کوئی گھوڑے کی چور نہیں —

تانیا: میں پوچھنا چاہتی ہوں، تم کون ہوتے ہو، ہم سے کہنے‌والے کہ ہم کیا کریں، کیا نہ کریں؟

زخاروونا: اگر تم ایسے ہی سادھو سنت ہو تو بتاؤ تم کیا کہتے ہو — ذرا سنیں تو سہی —

بڈھا : میں کوئی من بہلاؤ قصہ کہانی سنانے والا نہیں —

زخاروونا : پھر سچ بتاؤ —

بڈھا : سچائی سننا کون چاہتا ہے؟ (زینے سے اترتا ہے، رکتا ہے، آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور باغ کے کٹہرے کی طرف چلا جاتا ہے —)

تانیا : کتنا ڈراؤنا ہے یہ بڈھا! کوئی دیکھے تو کہے یہ اسی کے باپ کا گھر ہے —

زخاروونا : تانیا، جاؤ جا کر سو رہو، کیوں؟ بہت دیر ہو چکی ہے —

تانیا : میرا جی نہیں چاہتا —

زخاروونا : تو پھر... جاؤ اندر جاؤ، میری شال لا دو — مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے — (چمکارتے ہوئے) لادو!

تانیا : بہت اچھا، چالاک! (چلی جاتی ہے —)

زخاروونا (لڑکی سے دھیمی آواز سے) : خیر، تم کیا کہتی ہو کہو؟

لڑکی : تم سب بڑے بڑے سبز باغ دکھاتے ہو...

زخاروونا : کیا مطلب ہے تمہارا — تم سب؟ میں اور صرف میں — کوئی دوسرا نہیں جانیگا یہ سب —

لڑکی : اور بیگم رانی؟ خود بیگم رانی نے بھی تو کہا ہے —

زخاروونا (ڈرتے ہوئے) : بیگم رانی نے؟ نہیں وہ نہیں کہہ سکتیں؟

لڑکی : ہاں بیگم رانی نے کہا —

زخاروونا (بیقراری سے) : ہائے میری جان! لیکن سنو، ایسا سنہرا موقع زندگی میں ایک ہی بار آتا ہے — میں بڑھیا ہوں — میری بات پر کان دھرو...

پاول (باورچی خانے سے نکلتا ہے) : بڑھیا کی بات پر کان نہ دھرو، جوانوں کی سنو —

لڑکی: جوانوں کا راگ سنوں — ذرا ٹھہرو، ایسی جلدی کی کیا پڑی ہے —

پاول: آؤ میرے ساتھ باغ میں چلو —

لڑکی: مجھے تم سے ڈر لگتا ہے —

پاول: مجھ سے اتنا ڈر کیوں؟

لڑکی: تمہارے بال جو اتنے گھنگھریالے ہیں —

پاول: چلتی ہو میرے ساتھ؟

لڑکی: اچھا اچھا چلتی ہوں —

زخاروونا: یا اللہ رحم کیجیو! لگتا ہے اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں — اب میں اس کو کس طرح روکوں!

بڈھا (واپس آتا ہے اور باغ میں جھانک کر دیکھتا ہے): وہ کس کے ساتھ جا رہی ہے؟

زخاروونا: مالک کے بیٹے کے ساتھ —

بڈھا: بڑھیا، کیا تجھے نیند نہیں آتی، سوتی کیوں نہیں؟

زخاروونا: تم کیوں نہیں سوتے؟ (اٹھتی ہے —)

(بڈھا جواب نہیں دیتا اور مستاکوف کی کھڑکیوں کے نیچے بنچ پر بیٹھ جاتا ہے— زخاروونا ایک لمحے کو اسے غصے سے گھورتی ہے — پھر باورچی‌خانے میں چلی جاتی ہے —)

مستاکوف (کھڑکی پر): انتون!

بڈھا (چونک پڑتا ہے مگر نہ اٹھتا ہے، نہ مڑتا ہے): ہاں؟

مستاکوف: تم کرنا کیا چاہتے ہو؟

بڈھا (اس کو دیکھے بغیر): گوسیف، میں نے تمہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا، تم لرز گئے، ہے نا؟ میں نے تمہاری جان ہی نکال دی —

مستاکوف: کیا اس سے تمہارا دل خوش ہو رہا ہے؟

بڈھا: جانے کتنے برسوں میں تم نے یہ پتھروں کا گھونسلہ بنایا اور میں نے ایک ہی دن میں اس کے تار بکھیر دئے -- کون زیادہ بلوان ہے —— تم، ایک مال دار رئیس؟ یا میں —— بے گھر آوارہ؟

مستاکوف: تم چاہتے کیا ہو؟ کیا؟ کیا تم صرف مجھے برباد کرنا چاہتے ہو؟

بڈھا: تم میرے سر پر گھونسہ کیوں نہیں لگاتے؟ وہاں بیٹھے بیٹھے تم آسانی سے یہ کر سکتے ہو—

مستاکوف: ایک بات یاد رکھو... میں یہاں تین ہزار آدمیوں کی روزی کا سہارا ہوں—

بڈھا: تم چلے جاؤگے تو کوئی اور ان کی روزی روٹی کا سہارا بن جائیگا— ان کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی مالک مل جائیگا—

مستاکوف: میں لوگوں کی نظر میں عزت اور دبدبے والا آدمی ہوں—

بڈھا: ہاں، لوگوں کی نظر میں ہوگے... مگر اللہ کی نظر میں؟

مستاکوف: اس کا فیصلہ اللہ کریگا، تم نہیں —

بڈھا: اور تم بھی نہیں —

مستاکوف: تم آخر چاہتے کیا ہو؟

بڈھا: مجھے مہلت دو— جب میں تیار ہو جاؤنگا تو بتاؤنگا— لو وہ آیا تمہارا دوست... شرابی تمہارا —

(خاریتونوف ملے دلے کپڑوں میں باغ سے نکلتا ہے —
مستاکوف کو دیکھہ کر اس کے پاس جاتا ہے —)

خاریتونوف: میں کنج میں ذرا یونہی آرام کرنے کو لیٹ گیا اور گہری نیند آ گئی— یکایک میرے کانوں میں آواز آئی—

آنکھہ کھل گئی -- اب جو گھڑی دیکھتا ہوں تو... بارہ بجنے والے ہیں! مطلب یہ کہ رات یہیں کٹیگی —

(مستا کوف ہٹ جاتا ہے —)

خاریتونوف: ماننا پڑیگا، اسے کہتے ہیں اخلاق — (زینے پر بیٹھہ جاتا ہے اور جماہی لیتا ہے) بڑے میاں، تم اپنا وقت کس طرح کاٹتے ہو؟ جگہ جگہ کی یاترا کرتے ہو، گاتے ہو حمد خدا کی اور چراتے ہو مرغیاں، ہے نا؟

بڈھا: خدا ہماری حمد کا بھوکا نہیں — خدا کو ہماری توبہ، ہمارا پچھتاوا چاہئے —

خاریتونوف: پچھتاوا؟ ہونہہ... اور ہمارے پاس پچھتانے کو کچھہ نہ ہو تو؟

بڈھا: جھوٹ!

خاریتونوف (بھنا کر): ابے بڈھے مرغے، تیری مجال کہ مجھہ سے اس طرح زبان چلائے؟ میں تو تیرے ساتھہ شرافت برتوں اور تو...

بڈھا (اٹھتا ہے اور زینے پر جاتا ہے): ابے ہٹ راستہ چھوڑ —

خاریتونوف (بے اختیار ہٹتے ہوئے): کیا، کیا مطلب؟

(بڈھا اپنے لبادے سے خاریتونوف کو رگڑتا ہوا گزر جاتا ہے —)

خاریتونوف (سر دھنتے ہوئے): کتے کا پلہ!

(پاول خوش و خرم باغ سے نکل کر آتا ہے اس کے پیچھے پیچھے لڑکی آتی ہے —)

خاریتونوف: یہ سر پھرا بڈھا کون ہے جو یہاں اینڈتا پھر رہا ہے؟

پاول: میرے سوتیلے ابا جان کو ایک زمانے سے جانتا ہے —
خاریتونوف: سو تو میں بھی ایک زمانے سے جانتا ہوں —
پاول: وہ ان کو نوجوانی میں بھی جانتا تھا —
خاریتونوف: سو اس سے کیا؟
پرول: دونوں دوست تھے —
خاریتونوف (سوچتے ہوئے): دوست؟ ہونہہ — کیا اس نے یہ سب تم سے کہا؟
پاول: اس لڑکی نے کہا —
خاریتونوف (لڑکی کا جائزہ لیتے ہوئے): اس لڑکی نے کہا، ایں؟ آخر تم لوگ جا کر سوتے کیوں نہیں؟
پاول: یاکوف سو چکا —
خاریتونوف: کہاں؟
پاول: میرے کمرے میں —
خاریتونوف (رکتے ہوئے): اگر ایک گلاس شربت یا چائے مل جائے تو کیا کہنا —
پاول: کھانے کے کمرے میں سماور کھول رہا ہے —
خاریتونوف: آدھی رات کو؟ ہونہہ —

(وہ اٹھتا ہے اور باورچی خانے میں جاتا ہے اور پاول کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہے — پاول جھجھکتے ہوئے جاتا ہے — لڑکی زینے کے پاس کھڑی رہتی ہے — اس کے ہونٹوں پر سوچ میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ پھیلی ہوئی ہے — زخاروونا باورچی خانے کی کھڑکی سے جھانکتی ہے —)

لڑکی: یہاں آؤ —
زخاروونا: کیا کام ہے؟

لڑکی: یہاں تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھو—

زخاروونا: سونے کا وقت ہو گیا ہے—

لڑکی: کوئی بات نہیں— بیٹھو تو ایک منٹ— (رکتی ہوئی) وہ لڑکا...

زخاروونا (بیقراری سے): کیوں، کیا بات ہے؟

لڑکی: اچھا لڑکا ہے— بڑی محبت والا ہے—

زخاروونا: اس نے کیا کہا تم سے؟

لڑکی: بہت سی باتیں—

زخاروونا: آخر؟

لڑکی: وہی باتیں جو ہمیشہ لڑکیوں سے کہتے ہیں— تم جانتی ہی ہو—

زخاروونا: ہائے اللہ کی پناہ! دیکھنا تم کہیں... (روکتی ہے خود کو) تم اس کے سوتیلے باپ کا ذکر زیادہ نہ کرو—

لڑکی: میں کیوں کروں ذکر بھلا؟

زخاروونا: ہاں یہ ٹھیک ہے— لڑکا ابھی بڑا نادان ہے—

لڑکی (ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے): ہاں ابھی کمسن ہے—

پاول (گھر کے اندر سے): زخاروونا!

زخاروونا: آئی! ہائے میری جان اجیرن— جدھر جاؤ، مصیبت، مصیبت، مصیبت...

بڈھا (کھڑکی سے): مارینا!

لڑکی: کیا؟

بڈھا: تو یہاں؟

لڑکی: ہاں—

بڈھا (نکل کر برساتی میں آتا ہے اور ادھر ادھر گھورتا ہے): لڑکے سے کیا بات چیت کی؟

لڑکی: اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، تمہاری عمر کیا ہے، کہاں کی رہنےوالی ہو، ہاں سنو...

بڈھا: سن رہا ہوں...

لڑکی: چلو یہ قصہ ختم کرو—

بڈھا (چونک کر): ختم کرو؟ کیوں ختم کروں؟

لڑکی: جتنا روپیہ چاہو لےلو اور قصہ دبا دو— اگر تم ایسا نہیں کرتے تو دیکھہ لینا ہم بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائینگے—

بڈھا (کچھہ رک کر): اچھا تمہارا دل ان کے لئے کڑھہ رہا ہے؟

لڑکی: ہاں یہ بھی ٹھیک ہے— یہ لوگ اچھے بھلے لوگ ہیں— چپچاپ شریفوں جیسی زندگی بتا رہے ہیں، کسی کا کچھہ بگاڑتے نہیں... دیکھو نا سبھی کچھہ ہے ان کے ہاں... گائیں، گھوڑے، مرغیاں، بطخیں... سور بھی ہیں—

بڈھا (اطمینان سے): بیوقوف چھوکری!

لڑکی (کچھہ رکتے ہوئے): سنو—

بڈھا: اب کیا؟

لڑکی: تم جو چاہو ان سے کرا سکتے ہو— تم مالک سے کہو کہ اپنے بیٹے کی شادی مجھہ سے کرا دے— میں اس کے پاس رہونگی اور تم ہمارے ساتھہ— میں تم سے اچھا سلوک کرونگی—

بڈھا: بیوقوف چھوکری—

لڑکی: بس، تم اور کچھہ نہیں کہہ سکتے؟ بیوقوف! بیوقوف! ہوشیار رہنا کہیں تم ہی بیوقوفوں کے بیوقوف نہ نکلو— لوگ ذرا سفوف تمہاری چائے میں ڈالینگے اور تم دوسری دنیا کی سیر کروگے—

بڈھا (تیزی سے): کیا ان کے یہ ارادے ہیں؟

لڑکی: میں نے ویسے ہی کہہ دی ایک بات— میں کیا جانوں

کہ ان کے من میں کیا ہے؟ لیکن کسی سے پیچھا چھڑانا کوئی اتنا مشکل بھی نہیں، کیوں؟

بڈھا (ناک پھڑ کاتے ہوئے) : وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں — مجھہ سے لڑنے کے لئے ان کے پاس ہتھیار نہیں — میرے سامنے وہ بالکل نہتے ہیں — میرے ہاتھہ میں ایک زنجیر ہے اور وہ اس زنجیر کے دوسرے سرے پر ہیں — ایک کڑی دوسری کڑی سے الجھی ہوئی ہے — ایک گناہ سو گناہ کراتا ہے —

لڑکی: چھوڑو یہ سب قصہ — ایک ہزار روبل لے لو... جی چاہے دس ہزار لے لو... کیوں؟ سنو...

بڈھا (چہکتے ہوئے) : تو یہ لوگ مجھہ سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں، ہے نا؟

لڑکی: کیا میں نے یہ کہا؟ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی —

بڈھا: کہنے کی ضرورت نہیں — یہ سب اس رانی کا کیا دھرا ہے! سانپ! بڑی کائیاں ہے! (سختی سے) یاد رہے، تو سائے کی طرح ان کے پیچھے پیچھے رہ! ایک ایک بات پر کان کھڑے رکھہ، آنکھہ کے ایک ایک اشارے سے نظر نہ چوکے ہاں!

لڑکی: یہ سب ہمیں مصیبت ہی میں گرفتار کرتے ہیں — کتنے سارے لوگ ہیں یہاں — بڑھیا سب جانتی ہے... وہ جانتی ہے کیسی کھچڑی پک رہی ہے! بڑھیا خرانٹ، بڑی گھاگ ہے —

بڈھا: ہش، کوئی آ رہا ہے — یہاں آؤ — (اسے مکان کے پیچھے لے جاتا ہے — خاریتونوف اور زخاروونا برساتی میں نکل کے آتے ہیں — دونوں بہت پریشان حال معلوم ہوتے ہیں —)

خاریتونوف: وہ یہاں بھی نہیں — لچا لفنگا، آخر وہ کہاں مر گیا؟

زخاروونا: اس کو گالیاں مت دو — اللہ نے چاہا تو بلا سر سے ٹل جائے گی —

خاریتونوف: کیسی بلا؟

زخاروونا : وهی بڈھا...

خاریتونوف : بڈھا؟ کیوں وہ کیوں ٹلے؟ کون ٹالنا چاہتا ہے اسے؟

زخاروونا : کیوں سبھی چاہتے ہیں، یاکیم لوکچ —

خاریتونوف : ٹھہرو! ٹھہرو— مجھے ہی لے لو، میں نہیں چاہتا — جائے جہنم میں!

زخاروونا : کیوں نہیں چاہتے بھلا — بدمعاش منڈلاتا پھر رہا ہے ادھر ادھر...

خاریتونوف : بدمعاش؟ سنو، بڑی بی، یہ سب کیسا گورکھہ دھندا ہے؟

زخاروونا : میں کیا جانوں —

خاریتونوف : جھوٹ بول رہی ہو—

زخاروونا : یاکیم لوکچ، آخر تم ایسی بات مجھہ سے کیوں کہو؟ میں ٹھہری بڑھیا، بیوقوف —

خاریتونوف : جیسے جیسے زیادہ بوڑھی ہوتی جاتی ہو، تمہارا جھوٹ بڑھتا جاتا ہے —

زخاروونا : تمہیں چاہئے کہ ایوان واسیلی‌وچ سے کھل کر صاف صاف بات کرو— تم آخر مرد ہو—

خاریتونوف : نہیں، تم بتاؤ مجھے...

(مکان کے پیچھے سے مستاکوف اور سوفیا مارکوونا آتے ہیں —
سوفیا مارکوونا سفر کے لباس میں ہے —)

خاریتونوف : آپ اس وقت رات کو کہاں جا رہی ہیں؟

سوفیا مارکوونا : میں گھر جا رہی ہوں اور ایوان واسیلی‌وچ مجھے چھوڑنے آئے ہیں —

مستاکوف : بس گاڑی تک — میں بھاگوں گا نہیں —

خاریتونوف (آهستہ سے): سنو، دوست...

مستاکوف: کیا بات ہے؟

سوفیا مارکوونا: آؤ، آؤ — خدا حافظ یاکیم لوکچ —

خاریتونوف (اس کا راستہ روکتے ہوئے): ایک منٹ سوفیا مارکوونا — تم جانتی ہو، میرا سر ایوان واسیلی‌وچ کے احسان سے جھکا ہوا ہے — میں ان کا احسان مند ہوں — مجھے بتاؤ، آخر قصہ کیا ہے... میں دیکھتا ہوں کہ...

مستاکوف (بےجان آواز میں، ہنستے ہوئے): بات یہ ہے یاکیم...

سوفیا مارکوونا (چڑکر): تم بعد میں بھی بتا سکتے ہو...

مستاکوف: بعد میں کب؟ جب میں جوان تھا... تو میں نے...

سوفیا مارکوونا: ایک حادثہ کر دیا تھا...

مستاکوف: میں گرفتار کرکے جلاوطن کر دیا گیا اور میں وہاں سے بھاگ آیا —

خاریتونوف (ڈرتے اور سہمتے ہوئے): تم؟ تم مذاق کر رہے ہو! (سوفیا مارکوونا سے) یہ مذاق کر رہے ہیں، ہے نا؟

مستاکوف: میرا اصلی نام ہے گوسیف — میتری گوسیف —

خاریتونوف: مجھے تم پر یقین نہیں آتا — یہ... یہ ایک بھیانک جھوٹ ہے — میں اس پر یقین نہیں کر سکتا!

مستاکوف: وہ بڈھا مجھے جب سے جانتا ہے —

خاریتونوف: تو یہ بات ہے! خدا کی پناہ! کیا وہ بہت زیادہ مانگ رہا ہے؟

مستاکوف: وہ کچھ نہیں مانگتا — وہ مجھے پولیس کے حوالے کرنا چاہتا ہے —

خاریتونوف: نہیں، ہش!

سوفیا مارکوونا: یاکیم لوکچ! میں آپ سے التجا کرتی ہوں — کسی سے اس کا ذکر مت کیجئے گا —

خاریتونوف (بجھتے ہوئے): خدا کی پناہ! کیا آپ مجھے الو سمجھتی ہیں؟

سوفیا مارکوونا: آپ میری دوستی سے تو ہاتھہ دھونا نہیں چاہتے ہیں نا؟ کیوں؟

خاریتونوف: سوفیا مارکوونا...

سوفیا مارکوونا (معنی خیز انداز میں): تو میں یقین رکھوں کہ آپ اپنا منہ بند رکھینگے؟ کل میں معافی حاصل کرنے کی مہم شروع کر دونگی —

مستاکوف: کوشش بیکار ہے —

خاریتونوف: کیا چپقلش ہے —

مستاکوف: یاکیم ایمانداری سے بتاؤ — کیا مجھے معاف کرنا ممکن ہے؟

خاریتونوف: لیکن میں... لیکن میں کس کھیت کی مولی ہوں؟

مستاکوف: کیا تمہیں میری بے گناہی کا یقین ہے؟

خاریتونوف: اگر معافی دینا میرے ہاتھہ میں ہوتا تو... خیر... لیکن میں کچھہ نہیں جانتا... میری سمجھہ میں کچھہ نہیں آتا — اصل چیز تو یہ ہے میرے فیصلہ سے کیا ہوتا ہے — جتنے منہ اتنی باتیں... تم جانو یہ اخبار کم بخت — اگر ایک کو معافی ہوئی... دوسرے ہزاروں گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخیں گے ''ہمیں بھی معافی دو!،، یہ ہے مصیبت!

سوفیا مارکوونا: بہت ہو گیا یاکیم لوکچ — (مستاکوف سے) آؤ چلو!

مستاکوف: میں آیا —

خاریتونوف: خفا نہ ہونا سوفیا مارکوونا — بدقسمتی سے یہ میرے ہاتھہ میں نہیں ہے — میں صرف بات کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا — وہ سب چیخیں گے ''ہمیں بھی معافی دو!،، پھر تو سر منڈاتے

ھی وہ اولے پڑیں گے کہ توبہ ھی بھلی! کیا آپ اپنے ساتھہ مجھے شہر لے چلینگی؟

مستاکوف: لیکن تم نے تو کہا کہ رات تم یہیں بسر کروگے —

خاریتونوف: ارے ھاں — ھاں وہ میرا یاکوف کہاں ھے؟ یاکوف! (تیزی سے باورچی خانے میں جاتا ھے —)

سوفیا مارکوونا: تم نے اس سے کیوں کہا؟ اف کیوں کہا؟ میں نے تم سے التجا کی تھی مت کہنا!

مستاکوف: میں اپنے شبہوں کو جانچنا چاھتا تھا — دیکھا تم نے اس نے کیا کہا؟ اور وہ میرا دوست سمجھا جاتا ھے — مارے ڈر کے گھگھی بندھہ گئی — اور ابھی تو میں نے یہ بتایا ھی نہیں کہ میں قیدی تھا —

سوفیا مارکوونا: وہ نکما آدمی ھے — اگر وہ... نہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا —

مستاکوف: کیونکہ تمہارے پاس اس کا قبالہ ھے؟ نہیں، چاھے تو نقصان پہنچا سکتا ھے — سنا نہیں تم نے —— دوست دشمن ھو جائے تو پھر اس کے کاٹے کا منتر نہیں —

سوفیا مارکوونا: اب ھم اس چیز کے بارے میں بات نہیں کرینگے — کل صبح تم شہر آجانا اور ھم سرکاری وکیل کے نام ایک درخواست لکھینگے —

مستاکوف: اب سرکاری وکیل کی پروا کسے ھے؟ مجھے تو تم سے آنکھہ ملاتے ھوئے شرم آتی ھے —

سوفیا مارکوونا: آخر تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ھو؟ یاد رکھنا، میں تم سے محبت کرتی ھوں... ھاں میں تمہاری ھوں، اور تمہارے لئے لڑنے میں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دونگی — (مستاکوف خاموشی سے اس کا ھاتھہ چومتا ھے) میرا سارا دھن تمہارا ھے، میرا اثر، میرا رتبہ تمہارا ھے اور سب سے بڑی بات یہ ھے کہ میرا دل

تمہارا ہے — میں اس بڈھے کو تمہاری زندگی برباد کرنے نہ دونگی — وہ اپنے آپ کو بڑا بدلہ لینے والا سمجھتا ہے —— اس نے بڑا دکھہ جھیلا ہے! اف، مجھے دکھہ، ظلم اور مصیبت سے کتنی نفرت ہے! یہ کیسا انصاف ہے! نہیں یہ انصاف نہیں — لیکن میری جان دھیرج رکھو، مجھہ پر بھروسہ کرو — میں اس کو تمہیں برباد کرنے نہ دونگی، سنا تم نے؟

مستاکوف: میں نے تم کو دھوکا دیا ہے، تم میرے لئے دنیا میں سب سے قیمتی ہستی ہو —

سوفیا مارکوونا (بے صبری سے): نہیں، ایسا نہ کہو — تمہیں لوگوں پر زیادہ بھروسہ کرنا چاہئے —

مستاکوف: میں تم سے زیادہ جانتا ہوں لوگوں کو —

سوفیا مارکوونا: جتنا تم سمجھتے ہو لوگ اس سے زیادہ اچھے ہیں —

مستاکوف: لوگ زندگی کو اپنے دکھہ اور بپتا کے پیمانے سے ناپتے ہیں اور دوسروں کا دکھڑا سنتے سمے بہرے بن جاتے ہیں — ہر شخص دکھہ جھیلتا ہے اور کسی ایسے آدمی کی گھات میں رہتا ہے جس سے اپنی ساری کسر نکال لے، جس سے سارا انتقام لے لے — اف... نہیں... اب اس دنیا میں میرے لئے امید کی ایک کرن نہیں — میں یہ بات سوچ سمجھہ کر اچھی طرح تول کر کہہ رہا ہوں —— اب کوئی امید نہیں —

سوفیا مارکوونا: لاؤ اپنا ہاتھہ دو — خدا کرے یہ اچھا شگون ہو! میری جان، جیت ہماری ہوگی!

مستاکوف: سوفیا مارکوونا... آؤ میں تمہیں پیار کر لوں... خدا کے لئے!

سوفیا مارکوونا: خدا کے لئے کیوں؟... بیوقوفی ہے یہ!

مستاکوف: یا خدا... اف میرے دل میں تمہاری کتنی چاہ ہے ...اف ہماری زندگی کتنی سہانی ہوتی...

(وہ بڑے جوش سے پیار کرتا ہے — خاریتونوف اور یاکوف ان کو باورچی خانے کے دروازے سے دیکھتے ہیں — یاکوف سراسیمہ نظر آتا ہے —)

سوفیا مارکوونا: اب مجھے جانا چاہئے — اپنے آپ کو قابو میں رکھو میری جان، مٹھی میں! کل ملیں گے — زخاروونا کے بارے میں جو کچھ کہا ہے بھولنا مت... اس کو اپنی نظر سے اوجھل مت ہونے دینا — وہ بڑی عجیب عورت ہے — آؤ چلو مجھے گاڑی تک لے چلو — جانتی ہوں — تمہارے لئے یہ کتنا کٹھن ہے — لیکن تمہیں جی نہیں ہارنا چاہئے — ڈٹ کر مقابلہ کرو — یاد رکھو — مسرت تمہاری راہ دیکھ رہی ہے — مجھے پکا یقین ہے — اس کا دارومدار مجھ پر ہے — میں قسم کھاتی ہوں — تم مجھ سے محبت کرتے ہو، کرتے ہو نا؟ کہو، کہو کہ مجھے چاہتے ہو —

مستاکوف: اپنی جان سے زیادہ —

سوفیا مارکوونا: بڈھا مصیبت‌زدہ ہے — وہ بیمار ہے — اس کے سینے میں کینے کا زہر بھرا ہوا ہے — اس کی بیماری لا علاج ہے — وہ صرف گھٹ سکتا ہے، غم کھا سکتا ہے — اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا — غم کھانا اس کا پیشہ ہے — اور اب اس نے بڑھا کر اسے ایک فن بنا دیا ہے — اس کے جیسے لوگ بھرے پڑے ہیں — انہیں اپنے دکھ میں مزا آتا ہے کیونکہ یہ دکھ ان کو انتقام لینے اور دوسروں کی زندگی برباد کرنے کا حق دیتا ہے — ستائے ہوئے لوگوں سے زیادہ خود پرست اور کوئی نہیں ہوتا —

مستاکوف: کیا تم ایسا سوچتی ہو؟ میں نہیں کہہ سکتا — مجھے لےلو — میں ستایا گیا ہوں، مگر کیا میں خودپرست ہوں؟ میں چاہوں بھی تو نہیں بن سکتا — لیکن ہمیں اس قصے کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے — میری جان خدا حافظ — تم میرے لئے کتنی بڑی راحت تھیں!

سوفیا مارکوونا: تھیں؟ تھیں کیوں؟ کیا تم واقعی...

(دونوں باہر نکلتے ہیں — خاریتونوف اور یاکوف برساتی کے زینے سے اترتے ہیں —)

یاکوف: اچھا تو اب پاول کا راج ہوگا یہاں؟

خاریتونوف: جاؤ ایک گھوڑا لاؤ — ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکل بھاگنا چاہئے —

یاکوف: شاید تانیا کے سلسلے میں پاول کو میں جلد ہی شیشے میں اتار لونگا —

خاریتونوف (سوچتے ہوئے): شاید... کوشش کرو — جب خاندان کی ناک کٹ جائیگی تو جہیز بھی زوردار ملیگا — کیا تم نے اس سے پہلے ایسا قصہ سنا تھا؟ چ چ چ! بہتا دریا ہے — کون جانے میں بھی ہاتھ دھولوں — ارے تم وہاں کھڑے کیا سوچ رہے ہو؟ جاتے کیوں نہیں، جاؤ گھوڑا لاؤ —

(ٹہلتا ہے، سگریٹ کے کش اڑاتا ہے اور بڑبڑاتا ہے — پاول باورچی خانے کی کھڑکی پر آتا ہے اور باہر دیکھتا ہے —)

پاول: یاکیم لوکچ...

خاریتونوف (آہستہ سے): کیا ہے؟

پاول: کیا آپ نے بڈھے کو دیکھا ہے باہر؟

خاریتونوف: نہیں —

پاول: وہ تو گھر میں بھی نہیں — آخر اسے ہوا کیا؟

خاریتونوف: شیطان اس کے ساتھہ چلتا ہو گیا ہوگا — ذرا ایک منٹ کو ادھر تو آنا —

پاول (برساتی میں نکل کر آتا ہے): کیا سوفیا مارکوونا چلی گئیں؟

خاریتونوف: سنو پاول... ارے... سوتیلے بیٹے کو بھی اپنے باپ پر اتنا ہی حق ہے جتنا سگے بیٹے کا باپ پر — لیکن جب بات روپے کی ہو تو اس میں رشتے داری اور دوستی کون دیکھتا ہے — یہ تو ایک کھیل ہے — کون جیتیگا... جانتے ہو... تمہارے خاندان میں... میرا مطلب ہے دال میں کچھہ کالا ہے؟

پاول (چونک کر): مطلب؟

خاریتونوف: کیا تم نہیں دیکھتے... کیا تمہیں اندازہ نہیں کہ کچھہ گڑبڑ ہے؟

پاول (شبہے سے): کیا مطلب؟

خاریتونوف: مثلاً... ارے... اس بڈھے کو... اس یاتری کو لے لو —

پاول: کیا قصہ ہے اس کا؟

خاریتونوف: سنو میں تمہاری پوری زندگی جانتا ہوں... میرا مطلب ہے، میں سب کچھہ جانتا ہوں — میرا مطلب ہے، تم میرے لئے بہت کچھہ ہو — مجھے تمہاری فکر ہے —

پاول (ہنستے ہوئے): زندگی میں پہلی بار میں نے یہ بات سنی ہے —

خاریتونوف: واقعی؟ چلو دیر آید درست آید — میں تم سے کوئی پچیس برس بڑا ہوں — میں تمہیں اب بھی بہت سے گر سکھا سکتا ہوں —

پاول: یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی —

خاریتونوف: ہنسو مت —— ابھی ہنسنے کا وقت نہیں آیا — مجھے تم سے کچھہ کہنا ہے، سن کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائینگے —

پاول: میرے سوتیلے ابا جان کے بارے میں؟

خاریتونوف: دیکھو، ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں... ہمیں ایک ساتھہ پار اترنا یا ڈوبنا ہے، کیوں ہے نا؟

پاول: شاید —

خاریتونوف (سنتے ہوئے): ٹھہرو... تانیا آ رہی ہے — اس کو یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں — آؤ باغ میں چلو... ہم وہاں بات چیت کرینگے —

(تانیا اور زخاروونا باورچی خانے سے نکلتی ہیں — خاریتونوف لپک کر جاتے ہوئے ان کو پلٹ کر دیکھتا ہے —)

خاریتونوف: مجھے دیر ہو گئی... میں بہت زیادہ سو گیا اور صبح سویرے ہی مجھے شہر میں ایک دھندا نبٹانا ہے — (غائب ہو جاتا ہے—)

زخاروونا: کہاں جا رہی ہو؟ تمہیں تو اب تک سو جانا چاہئے تھا —

تانیا: کوئی بھی تو سویا نہیں آج — اچھا بوا بتاؤ—— کیا گل کھل رہے ہیں؟

زخاروونا: میں کیا جانوں —

تانیا: یہ نہیں ہو سکتا —

زخاروونا: چاندنی رات ہے... ایسے میں نیند کسے آتی ہے؟

تانیا: جھوٹ...

زخاروونا : کیوں جھوٹ کیوں؟ خود ھی دیکھہ لو — کوئی بھی سویا نہیں، تم بھی اچھی بھلی جاگ رھی ھو...

تانیا : تم بڑی چالاک بنتی ھو، ھے نا؟

(باغ کی دوسری طرف سے گولی چلنے کی آواز آتی ھے—)

تانیا : اوہ، یہ کیا؟ سنا تم نے؟ میں جانتی تھی!

زخاروونا (دکھی) : کیا جانتی تھیں تم؟ استیپانچ ھوگا، چوروں کے دل دھلا رھا ھوگا... اور کیا... اور تم...

تانیا : چور؟ تو پھر پاول آج آسمان میں کیوں اڑ رھا ھے؟ پاول اتنا خوش نظر آئے تو سمجھہ لینا چاھئے کہ آسمان کا رنگ بیڈھب ھے—

(مکان کے پیچھے سے بڈھا تیزی سے آتا ھے—)

بڈھا : بندوق کس نے چلائی؟

زخاروونا : چوکیدار نے—

بڈھا : گولی چلانا منع ھے—

زخاروونا : یہاں منع نہیں — ھم شہر سے باھر ھیں—

تانیا (سختی سے، بیقراری کے ساتھہ) : کوئی گولی چلائے تمہاری بلا سے—

بڈھا : بٹیا، تم کیا جانو، میں یہاں کس مطلب سے آیا ھوں اور جب تم پر یہ بات کھلیگی تو تمہارا دل ٹوٹ جائیگا—

زخاروونا (تیزی سے، دم دلاسا دیتے ھوئے) : مکان میں کچھہ اٹھائی گیرے رات بسر کر رھے ھیں— استیپانچ نے ان کو ڈرانے کو ھوائی گولی چلائی ھے.. ھاں وہ جان لیں کہ...

تانیا : بڈھے خناس، تجھے یہ کہنے کی مجال کیسے ھوئی؟

استیپانچ (ہانپتا کانپتا دوڑتا ہوا آتا ہے): زخاروونا! جلدی آؤ— ایوان واسیلی‌وچ نے گولی مار لی!

تانیا (چیختے ہوئے): میں نے کہا تھا نا؟ (گھر کے اندر بھاگ جاتی ہے—)

زخاروونا (اس کے پیچھے بھاگتی ہے): ٹھہرو! اللہ خیر کرے!

استیپانچ: پانی لاؤ زخاروونا اور تولئے، تولئے!

بڈھا (احاطے میں بھاگتا پھرتا ہے): مارینا! کہاں مر گئی تو؟ مارینا!

پاول (باغ سے دوڑتا ہوا آتا ہے): جلدی کرو، بوا! استیپانچ، بھاگ کر شہر جاؤ! ڈاکٹر کو بلاؤ!

بڈھا (دوڑتا ہوا باورچی خانے میں جاتا ہے): مارینا!

خاریتونوف (باغ سے): یہ سب ہوا کیسے؟

استیپانچ: بس حادثہ ہو گیا— انہوں نے میری بندوق لی، اٹھا کر دیکھی— کہنے لگے ''تم بندوق صاف کیوں نہیں کرتے؟ دیکھو بالکل زنگ لگا ہوا ہے،، یہ کہہ کر وہ مڑے اور دھائیں! سیدھے منہ پر چل گئی...

خاریتونوف: منہ پر؟ اف!

استیپانچ: سر کا گودا اڑ گیا—

پاول: چلو جلدی گاڑی جوتو...

استیپانچ (زینے پر نڈھال ہو کر گرتے ہوئے): اب کیا ہوگا؟ اب ڈاکٹر کیا کر سکتا ہے؟

خاریتونوف: پاول ادھر آؤ! یاکوف کہاں ہے؟

پاول: میں تو ڈر رہا ہوں... ہمارے ساتھ آؤ، استیپانچ...

استیپانچ: کہاں؟ کس لئے؟ تو مالک چل بسے! کیا انسان تھے!

پاول: تم نے بندوق دی، اب تمہاری شامت آئیگی!
استیپانچ: آئیگی تو آنے دو— میری بلا سے!

(وہ سب باہر نکل جاتے ہیں — بڈھا باورچی خانے سے دوڑتا ہوا آتا ہے — اس کے ہاتھہ میں ڈنڈا اور تھیلا ہے — لڑکی بھی تھیلے کے ساتھہ اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے—)

بڈھا (زیر لب): چالاک لومڑی! لومڑی کا بچہ!
لڑکی: میں نے کہا تھا نا؟
بڈھا (اس کے ہاتھہ تھرتھراتے ہیں): ادھر آ، میرا ہاتھہ بٹا — خبیث!
لڑکی: اب ہمارا کیا ہوگا؟
بڈھا: ہمیں یہاں سے دور نکل جانا چاہئے — وہ پیٹ پیٹ کر ہمارا کچومر نکال دینگے — ہمیں شہر پہنچنا چاہئے — وہاں ہم پر کوئی ہاتھہ نہیں ڈال سکیگا — جلدی کر! سب کچھہ لے لیا نا؟
لڑکی: لینے کو کیا دھرا ہے؟ میں نے کہا تھا یہ لوگ ہمیں مصیبت میں پھنسائینگے —
بڈھا: بند کر اپنی چخ چخ! وہ ڈرپوک نکل گیا تو میں کیا کروں! بزدل کہیں کا!
لڑکی: تمہیں دوسری طرح سے یہ تماشا کرنا تھا —
بڈھا: میں کہہ رہا ہوں بند کر اپنی زبان!

(زخاروونا اور تانیا تولئے اور پانی کی بالٹی کے ساتھہ نکلتی ہیں —)

زخاروونا (چیختی ہے): بڈھے شیطان! اب کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی نا؟

تانیا: اس بڈھے کو پکڑنا چاہئے —
زخاروونا: کیوں؟ وہ ہمارے کس کام کا؟

(وہ بھاگتی ہیں —)

لڑکی (روہانسی آواز میں): جلدی کرو نا! ہائے ہمیں اس سے کیا مل گیا؟ تمہیں تو چاہئے تھا کہ...
بڈھا: مارینا، آ چل!
لڑکی: بالکل بیکار... تم نے اس کو کڑھا کڑھا کر مار ڈالا — ہاں تم نے ستا ستا کر اس کی جان لے لی —
بڈھا: خدا ہی بہتر جانتا ہے — یہ سب کیسے ہو گیا — (صلیب کا نشان بناتا ہے اور باغ میں جاتا ہے) احاطے میں ایک جگہ راستہ ہے — آؤ ہم اس سے رینگ کر پار نکل جائینگے —
لڑکی: وہ بھاگ کر ہمیں جا لیں گے —
بڈھا: کچھہ دیر ان کو ہمارا خیال بھی نہیں آئیگا — جلدی کر، مارینا — دیکھا نا، آخر اللہ کی مار پڑی نا، خبیث (مکان کی طرف ڈنڈا اٹھاتا اور ہلاتا ہے) یہ دنیا تمہارے جیسے کمینوں سے بھری پڑی ہے، تمہارے جیسے ذلیل کیڑوں سے، ٹھہر جاؤ ایک دن اوپر والا تم سب کو بہا کر اژدھے کے منہ میں لے جائیگا... یہ سارا کوڑا کرکٹ... یہ ساری گندگی!
لڑکی (اس کو دھکیلتے ہوئے): جلدی جلدی! بڑے پیغمبر آئے کہیں کے! مجھے بیوقوف بنایا اور بس!
بڈھا: ذرا ٹھہر تو سہی! ذرا...
لڑکی: بڈھے سور... اللہ کے دربار میں ڈکارنے سے پہلے ذرا اپنی عاقبت تو سنوار، اپنے کرتوت تو دیکھہ...
بڈھا: مارینا...
لڑکی: مجھے سبز باغ دکھایا: ''ہم یہاں سے جہاز بھر کر مال

لے جائینے!،، بڑے آئے مال والے! کہاں ہے وہ مال ایں؟

بڈھا (غصے سے بھوت): چپ، چھنال!

لڑکی: کس پر چنگھاڑ رہا ہے تو بڈھے؟ مجھے تیرا ڈر نہیں ہے!

بڈھا: سنبھل کے!

لڑکی: اب میرا تیرا کیا رشتہ؟ سور تو جا اپنا راستہ لے! میں تو جنم کی بیوقوف ہوں! آخر میں نے ان بھلے مانس لوگوں کا کہا کیوں نہ کیا؟ اف میں کتنی بیوقوف ہوں!

بڈھا (بڑبڑاتا ہے): خدا کی پناہ! خدا کی پناہ!

پردہ

پڑھنے والوں سے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر آپ کا بہت احسان مند ہوگا اگر آپ ہمیں اپنی رائے لکھہ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا ترجمہ کیسا ہے، اس کی شکل‌صورت اور طباعت کیسی ہے اور آپ اور کیا چاہتے ہیں —

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار — نمبر ۲۱
ماسکو سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, U.S.S.R.